

نجم الدوله دبیر الملك میرزا اسد الله خان بهادر نظام جنگ دهلوی متخلص به غالب کے اون عرایض و خطوط کا مجموعه جو نواب فردوس مکان، نواب خلد آشیان (طَابَ ثَرَاهُما) یا دیگر وابستگانِ دربار کی خدمت مین لکھے گئے تھے

باضافه مقدمه و حواشی از **امتـیاز علی عرشی** ناظـــم ِکتابخــانة ریاست رامـپور

حسب الحكم فرمانرواي رامپور دام اقبالهم و ملكهم

مطبعة قيمه ميميي (مالكان: شرف الدين الكتبي واولاده) (جمله حقوق محفوظ هين)

فهرست ِ مضامین

4 - 0		••••						••••		کخاب	تقريب
	•			٠						ــه:	ديباچ
17-17					••••			••••		يد	
7A - 14	••••				••••				لب	گذشت غا	
11 - 74	• • • •	••••		••••	••••		••••	••••		انيف	
17 - 10	••••	••••	••••	••••	••••	••••				مـده	
٤٧	•••	• • • •	••••		• • • •	• • • •	• • • •			زمات امار	
64 - fy	••••	• • • •	• • • •	••••		• • • •		• • • •		يزى تعاقمار	
0 4 - 0A	••••	• • • • •	• • • • •			• • • •	• • • •	لعاتهات		ر شــاه ظف	
117 - 7.	• • • •	• • • • •			••••	• • • • •				نات را ،پ ور	
311 - VOI	• • • • •		• • • • •			• • • •	• • • • •			اى غالب	
176 - 171	••••		• • • •	• • • • •				••••		لقات انشيا	متعا
170 - 771	• • • • •				• • • •			• • • • •		اعت خطوه	
۱ - ۷ <u>۶</u>			<u>``</u>	<u> </u>	ثراه	طاب	ان،	ں مکا	ردوس	نواب فر	بحضور
۸۶ - ۸۰۱		(.). (نواب خ	
111-1-9		/`		. ر	بالد	خان	مابدين	زين ال	سيد	. نواب	بخدمت
117-117		••••		••••	نشى	مير ما	احب	. صــا	يلچند	منشی س	بمطالعة
119 - 114	,		••••	••••	پوري	ىد رام	ب اح	صاح	. على	ليفه احمد	بنــام خ
171 - 170		••••			مطبع	مالك	خان	حسن	_د .	لوی محم	بنــام مو
171 - 175		••••	••••	••••	••••	•···		فبائل	ں و ن	اشخاص	فهرست
۱۳۰ - ۱۲۹		••••	••••		••••	••••	••••	••••	ت	مقاماد	فهرست
177 - 171		••••	••••		••••			بارات	اخبـ	کتب و	فهرستإ
140 - 144		••••				••••	••••	اك	ـتدر	و اســــ	تصحيح
(فهرست تصاویر پشت پر)											

فهرست ِ تصاویر

مقابل صفحه	
	١ — شبـيه ِ نجم الدوله دبير الملك اسد الله خان بهادر نظام جنگ
۱۷ دیاچه	متخلص به غالب ۱۱۰۰۰ ۱۱۰۰۰ ۱۱۰۰۰ ۱۱۰۰۰ ۱۱۰۰۰ ۱۱۰۰۰
	۲ ــ عکس ِخط ِ میرزا اسد الله خان غالب دهلوی محفوظهٔ
۱٤٦ دياچه	دار الانشاء
	٣ ــ شبيه ِ مبارك جناب نو َاب سيد محمد يوسف عليخان بهــادر
1	فردوس مکان، طاب ثراه سا
	ع ــ شبیه ِ مبارك جناب نو اب ســـید محمـد كلب علیخان بهادر
٤٨	خلد آشیان، طاب ثراه شیان،

بالنق الخالج بيني

دياچـه

نحمده و نستعينه و نصلي على رسوله الكريم

سنه ١٩٣٥ع مين جنابِ معلى القاب عاليم رتبت سيد بشير حسين صاحب بهادر زيدى ، چيف منسلر رياست رامپور ، نے حقير عرشى كو حكم ديا ، كه بندگان اعلى حضرت هز هائنس كپتان عاليجاه ، فرزند دلپزير دولت انگلشيه ، مخلص الدوله ناصر الملك امير الامرا ، نواب سيد محمد رضا عليخان بهادر مستعد جنك فرمانرواي رامپور دام اقبالهم و ملكهم كے ايماي همايون كے مطابق ، ميرزا اسد الله خان بهادر غالب دهلوى كے مكاتيب ، جو موصوف نے نواب فردوس مكان ، نواب خلد آشيان (طاب ثراهما) يا ديگر وابستگان دربار كے نام لكھے تھے ، اور عرصه سے محكمة عالية دار الانشا مين محفوظ تھے ، نورى حواشى اور ايك سير حاصل مقدمه كيساته مرتب كرون .

میری علمی بے بضاعتی اس بار گران کی کسی طرح متحمل نہ تھی، اور دامن ِ ہمت اس شرف ِ بے پایان کے احاطہ سے کو تاہ نظر آتا تھا. مگر بمقتضای من درین رتبہ از کجا؟ لیکن ، مور پروردۂ سے لیمان است

بتعمیلِ حکم ترتیبِ مکاتیب کا کام شروع کیا ، اور مسلسل دو سال کی شب و روزکی محنت کے بعـــد اس بجموعــه کی ترتیب کے فریضہ سے سبکدوش ہوا. مجھے اسکا اعتراف ہےکہ میرزا غالب کے سہلِ ممتنع مکتوبات پر حواشی کا اضافہ ریشمی لباس مین ٹاٹکا پیوند لگانا، اور اونکی انشا پر اظہارِ رای آفتاب کو دنیا سے روشناس بنانا ہے. تاہم اسکی قبولیت کا خواستگار، اور یہ سوچکر کہ قبولیت کے لئے نازِ خوبی سے زیادہ نیازِ خلوص کی ضرورت ہے، جو میرا واحد سرمایۂ حیات ہے، اپنی مراد کے حصول کا امیدوار ہون . دیاجہ کی ضرورت

میرزاغالب مرحوم کے سوانح ِ حیات اور کلام ِ نظم و نثر کا انداز و مرتبه سمجھنے کیلئے خواجه الطاف حسین حالی مرحوم کی و یادگار غالب، مولانا غلام رسول مہر کی و غالب، اور مسٹر محمد اکرام، ایم، اے، کی تازہ ترین کتاب و غالب نامیہ، عصر حاضر کی وہ میایة ناز تصنیفات هین، جنکے بعد اس مضمون پر کسی مطول یا مختصر تالیف کی ضرورت عرصه تک محسوس نہین کیجائیگی. اسلئے کہ ان حضرات نے اندرونی و بیرونی شہادتون پر اپنے بیانات کی بنیاد استوار کی ہے، جسکے باعث انکا مطالعه کرنیوالا میرزا صاحب کی مادی و فکری دنیا مین باریاب ہونیکا شرف حاصل کرلیتا ہے، اور یہی ایک شاعر و مفکر کے خیالات سمجھنے کا بلند ترین درجه ہے۔ لیکن یہی ایک شاعر و مفکر کے خیالات سمجھنے کا بلند ترین درجه ہے۔ لیکن با اینہمه میرے لئے ناگزیر ہے کہ میرزا صاحب کے حالات زندگی اور انشای اردوکی خصوصیات پر خامه فرسائی کرون.

اولاً اسلئےکہ ضروری مواد دستیاب نہونیکے باعث مذکورۂ بالا تصنیفات میرزا صاحب کے تعلقات ِ رامپور پر ، جو اونکی آخری زندگی کا اہم باب ہے ، کاحقہ روشنی ڈالنے سے قاصر نظر آئی ہین .

ثانیا اسلئے کہ ان تالیفات کا دائرہ میرزا صاحب کی ساری کائنات ِ ادب کو محیط ہے، جسکے سبب سے ان مین خاص انشای ِ اردو سے سیر حاصل بحث نہیں کیگئی ہے . حالانکہ یہ صنف ِ ادب اونکی خصوصیت ِ خاصــــه تسلیم کیگئی ہے ، جس مین ہندوستان کا کوئی ادیب، بغیر ِ استثنا ، آجتك شرکت

کی جرات نہین کرسکا ہے.

ثالثاً اسلئے کہ خود میرزا غالب نے ۱۶ جنوری سنه ۱۸۵۸ع کو نواب فردوس مکان کی خدمت مین عرض کیا تھا، کہ میری یه آرزو ہے کہ ولی نعمت کو اپنی ساری روداد سنا دون، تا کہ کسیطرح کا پردہ درمیان نرہے. میرزا صاحب کے الفاظ یہ ہیں:

ه هر آئیسه در دل چنان گزشت ، که درین باربد انسان سخن سرای توان گشت ، که سرگزشت من از ولی نعمت نهان و حجابی درمیان نماند . ، (۱)

دیباچه کی مباحث

لیکن میرزا صاحب کے سوانح لکھتے وقت اس امر کا لحاظ رکھا گیا ہے، کہ صرف وہی واقعات بیان کیے جائین جو خود میرزا صاحب نے ان مکاتیب مین دربار رامپور یا وابستگان دربار کو تحریر کیے تھے لور عام حالات سے، جو اردوی معلی یا عود ہندی وغیرہ مین مذکور ہین، قطعا کے نکجائے ۔ البتہ تعلقات رامپور کی بنا میرزا صاحب کی تمام اردو فارسی تحریرون پر دکھی گئی ہے . کیونکہ اس موضوع سے کسی بزرگ نے تفصیلی بحث نہین کی تھی .

میرزا صاحب کے حالات ِ زندگی کے بعد اونکی انشای ِ اردو کے انداز ،
اور اوسکے اجزاکی خصوصیات سے علیحدہ علیحدہ تفصیلی بحث کیگئی ہے ،
اور کوشش کی ہے کہ حتی الامکان زیرِ نظر مکا تیب سے مثالین مہیا کیجائین .
لیکن اردوی ِ معلی اور عود ِ هندی کو بھی ہر جگہ پیش ِ نگاہ رکھا ہے ، اور نئی امثله کیساتی ساتی قدیم نظائر بھی درج کی هین . اس ضمن مین بعض ایسی چیزین بھی زیرِ بحث آئی ہین ، جنکا تعلق انشا سے زیادہ میرزا صاحب کے عادات و خصائل یا عام حالات سے تھا . لیکن ، جیسا کہ ابھی عرض کیا جا چکا ہے ، دیباچہ ہذا مین عنوان ِ سرگزشت کے ماتحت صرف وہی حالات چکا ہے ، دیباچہ ہذا مین عنوان ِ سرگزشت کے ماتحت صرف وہی حالات

⁽۱) مكاتيب ص ۱۱ .

لکھے گئے ہیں، جنکا ذکر اس بُخُمُرُع کے مکاتیب میں ہوا ہے، دیگر تمام عام حالات نظر انداز کردئیے گئے ہیں. ایسی صورت میں یہی مناسب نظر آیاکہ ان مباحث کو انشا کے ساتے بیان کیا جائے. چونکہ ان کا انشا سے بھی کافی تعلق ہے، اسلئے امید ہے کہ مطالعہ کیوقت ہے محل معلوم نہ ہونگے.

ماخذ دیساچه و حواشی

حواشی اور دیباچه کی ترتیب مین جن کتابون سے امداد حاصل کیگئی ہے، اونکے اسما اور سنین طباعت حسبِ ذیل ہین :

- (١) اردوي معلى، طبع ِاول، آكمل المطابع دهلي سنه ١٢٨٥ هـ (١٨٦٩ع)٠
 - (٢) ايضاً ، طبع لاهور سنه ١٩٢٦ ع٠
- (٣) عود ِ هندی، طبع ِ اول، مطبع ِ مجتبائی میرٹر ۱۰ رجب سنه ۱۲۸۵ ه.
- (٤) كليات ِ نظم ِ فارسى، طبع ِ اول، مطبع ِ نولكشورسنه ١٢٧٩ھ (١٨٦٣ع).
 - (٥) -كليات ِ نثر ِ فارسى ، طبع ِ دوم ، مطبع ِ نولكشور ســـنه ١٨٧١ع .
- (٦) قاطع ِبرهان، طبع ِ اول، مطبع ِ نولکشور سنه ۱۲۷۸ ه (۱۸٦٢ع).
 - (٧) ابركهر بار ، طبع اول ، اكمل المطابع دهلي سنه ١٢٨٠ ه.
- (٨) ديوان ِ غالب مع شرح ِ نظامی، مطبوعة نظامی پريس بدايون سنه ١٩٢٢ع.
 - (۹) یادگار غالب، مطبوعهٔ نامی پریس کانپور سنه ۱۸۹۷ ع .
 - (١٠) غالب، مصنفة مولانا مهر، طبع لاهور سنه ١٩٣٦ ع.
- (۱۱) خزانـهٔ عامره ، مصنفهٔ آزادِ بلگرای، مطبوعـــهٔ نولکشور پریس کانیور سنه ۱۸۷۱ ع .
- (١٢) انتخاب ِ يادكار، مصنفة اميرِ مينائى، مطبوعة رامپور سنه ١٢٩٠ هـ.
 - (١٣) اخبار الصناديد، مطبوعة نولكشور پريس لكهنو سنه ١٩١٨ع .
 - (١٤) تذكرهٔ كاملان ِ رامپور ، مطبوعهٔ همدرد پريس دهلي سنه ١٩٢٩ ع .
 - (۱۵) انشای ِ نور چشم ، مطبوعهٔ نظامی پریس کانپور سنه ۱۲۹۱ ه.

- (۱۶) ڈکشنری آف انڈین بیاگرفی، مصنفۂ بکلینڈ بزبان ِ انگریزی مطبوعۂ سنہ ۱۹۰۶ع (اس کتاب سے صرف انگریز حکام کے حالات ماخوذ ہین) .
- (۱۷) اورینٹل بیاگرفیکل ڈکشنری، مصنفۂ بیل بزبانِ انگریزی، مطبوعـۂ ســـنه ۱۸۹۶ع .

ان مطبوعه کتابون کے علاوہ حسبِ ذیل قلمی کتابین بھی زیرِ مطالعہ رہی ہین :

- (۱) تاریخ ِ محمدی ، مصنفهٔ محمد ِ حارثی ِ بدخشی ، نسخهٔ مولف .
- (٢) تاریخ ِ لطیف، مصنفهٔ مولوی مهدیعلیخان رامپوری، نسخهٔ مولف.
 - (٣) تشريح السنين، مصنفة محمد بشير الدين كاكوروى، نسخة مولف. نصاري

کتاب مین نواب فردوس مکان، نواب خلد آشیان اور میرزا غالب کی تصویرین اور موخرالذکر کے ایک خطکا فوٹو شامل ہے.

نواب فردوس مکان کی تصویر اونکےکلیات اردو کے آغاز کی قلمی تصویر کا عکس ہے. یہ تصویر نوابصاحب کے درباری مصور محمد جان کی بنائی ہوئی ہے، اور اصل کتاب مین رنگ آمیز ہے. تصویر کے چارون طرف کشمیری طلاکاری مرزا محمد حسن کشمیری کے قلم کی رہین منت ہے. مرزا محمد حسن دربار رامپور کے متوسلین مین تھے، اور یہان کی قدردانی کی بدولت اپنے وطن کو خیرباد کہکر رامپور مین قیام پزیر ہوگئے تھے۔ انکے آخلاف ابتک کتب خانہ کے اسٹاف مین موجود ہین.

نواب خلد آشیان کی قلمی تصویر، جسکا عکس شایع کیا جارہا ہے، کسی نامعلوم پینٹر کی بنائی ہوئی ہے. لیکن یہ بھی ندرت ِ فن کا اعلیٰ نمونہ ہے، اور اصلاً رنگ آمیز ہے.

میرزا غالب کی تصویر اوس قلمی تصویر کا عکس ہے، جو اونکی زندگی مین کلیات ِ نظم ِ فارسی کے پہلے ایڈیشن مطبوعۂ نولکشور پریس لکھنو (۱۸۹۳ ع) مین شایع ہوئی تھی . یہ ایڈیشن اب نایاب ہے . اسلئے مناسب خیال کیا

گیا کہ بجائے عام تصاویر کے ، جنگی تاریخی حیثیت مشتبہ ہے ، اوس تصویر کا عکس پیش کیا جائے ، جو خود میرزا صاحب شایع کراچکے ہیں .

میرزا صاحب کا رسم تحریر پیش کرنیکے لئے وہ خط منتخب کیا گیا ہے، جو اون کے تعلقات ِ رامپور کے آغاز کی تاریخی سند ہے. اس سے بیك وقت معلوم ہوسکے گا کہ میرزا صاحب کا رسم ِ خط کیسا تھا، اور رامپور سے اونکے تعلقات کس سنہ میں شروع ہوئے.

شكريه

میرا فرض ہے کہ جناب سے شوکت علیصاحب ڈپٹی سیکریٹری دار الانشا اور حکیم انوارالحسن صاحب محافظ دفتر دارالانشاکا شکریہ اداکرون. ان حضرات نے اپنے قیمتی وقت کا بڑآ حصہ صرف کرکے ، امشالہ کی تلاش مین مجھے امداد بہم پہنچائی ہے . اسیطرح میسرز شرف الدین اینڈ سنس مالکان مطبع قیمہ ، عبثی ، کا شکریہ بھی میرے ذمہ واجب ہے . ان اصحاب نے طباعت کے سلسلہ مین ہر قسم کے فتی مشورے دیئے ، اور تغیر و تبدل الفاظ و فقرات کی انتہائی فراخ حوصلگی سے تعمیل کی . آخر مین مین سرکار کی درازی عمر و ترقی جاہ و جلال کی دعا پر تمہید ختم کرتا ہون .

از دست گدای بینوا ناید هیچ ه جز آنکه بصدق دل دعانی بکند

احقر امتــیاز عــلی عرشی ناظم ِکتبخانه

کتبخانه ، قلعهٔ معلی ، ریاست رامپور. ۱۵ مارچ سنه ۱۹۳۷ ع .

سركزشت ِ غالب

آتش غدر سرد ہو جانیکے بعد میرزا غالب نے نواب فردوس مکان کی خدمت مین ایك عریضہ لكھا تھا، جسكا یہان سے جواب نہیں گیا. میرزا صاحب نے خیال کیا کہ غالباً میری روداد غــدر سے واقف نہونے کے باعث سركار كو شبہ ہے كہ مین بھی باغیون كا شریك كار رہا ہون، اور اس بنا پر از راہ احتیاط مراسلت سے احتراز فرمایا ہے. اس شبہہ کے ازالہ کیلئے ١٤ جنوری سنه ١٨٥٨ ع كو انھون نے دوسرا عریضه ارسال کیا، اور اوس مین اپنی گوشه گیری ایکریزی روابط، حقیقت ِ تعلق ِ قلعه، اور ایام ِ غدر مین اپنی گوشه گیری کے تذکر ہ سے بہلے سركار كو لكھا:

و در زمان چیره دستی کور نمکان سپاه روسیاه سر رشتهٔ یام از هم گسست. ناچار بفرستادن نامه بر رساندن نامه و پیام صورت بست. درین روزگار ، که فرمان داوران دادگر روانی و سلسلهٔ آمد شد نامه رسسائی یافت ، نامه در یام روان داشته شد ، و نا رسیدن پاسخ آنرا چنان پنداشته شد ، که مگر آن نیایشنامه نرسیده باشد ، یا فرط احتیاط مانع تحریر جواب گردیده باشد . هر آنینه در دل چسان گزشت که درین باربد انسان سخن سرای توان گشت که سرگزشت مرا از ولی نعمت نهان و حجابی در رسان نماند . ه (۱)

میرزا صاحب کی اس توجیہ کے پیش نظر مین نے بھی یہی مناسب خیال کیا کہ کم از کم وہ حالات، جو خود میرزا صاحب اس عریضہ یا دیگر عرایض و مکا تیب ِ رامپور کے ذریعے نواب فردوس مکان، نواب خلد آشیان، یا وابستگان ِ دربار کے علم مین لانا ضروری سمجھتے تھے، آغاز مکا تیب مین شامل کردون، تاکہ اس مجموعہ کے مطالعے کرنیوالے کی نگاہ سے بھی وہ حجاب دور ہوجائے، جو مکتوب الیہم کے درمیان سے اوٹھایا گیا تھا،

⁽۱) مکانیب، ص ۱۱

نام تخلص اور القاب شاهى

میرزا صاحب کا نام ، اسد الله خان ، تخلص ، غالب ، اور شاهی لقب ، نجم الدوله دبیر الملك نظام جنگ ، تها . عریضهٔ نمـبر ۱۳ کے آخر مین نام ، نمبر ۷ اور ۱۱ کے خاتمه مین نام اور تخلص ، اور نمبر ۱ کے زیرین گوشه کی مهر مین نام مع القابِ شاهی مذکور ہے . (۱)

عرف

عرایض مین میرزا صاحب کا عرف کمین مذکور نہین . لیکن سرکاری جوابات کے مسودون کے آغاز مین ہمیشہ « بنـام ِ میرزا نوشه صاحب » درج ہوتا ہے . نیز قصیدہ « ہمانا اگرگوہرِ جان فرستم » کے لفافه کی پشت پر بھی میر منشی صاحب نے یہی نام لکھا ہے . اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میرزا صاحب کا عرف « مرزا نوشه » تھا . (۲)

تاريخ پيدايش

عریضه نمبر ۷ مین میرزا صاحب لکھتے دین:

ه از سر آغاز ســال یکهزار و هشت صد و شش که درانگاه شمـار عنین عمر من از ده نگزشته بود (۳)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ سنہ ۱۸۰٦ع مین میرزا صاحب کی عمر کا دسوان سال تھا . گویا وہ سنہ ۱۷۹۷ع مین پیدا ہو ہے تھے . اردوی معلی اور عود ِ ہندی مین ۸ رجب سنه ۱۲۱۲ ہ تاریخ ِ پیدایش بتائی گئی ہے ، (۱) جو سنه ۱۷۹۷ع کے مطابق ہے . اسلئے اس انگریزی سنه کو صحیح سال ِ پیدایش شمار کرنا چاہیے .

نسبی خاندان ــ چچا

میرزا صاحب نصراللہ بیگخان بہادر کے بھتیجے تھیے . نصر اللہ بیگخان چار سسو سوارون کے رسالہ کے افسر تھیے ، اور جنرل لارڈ لیك بہـــادر کی

⁽۱) مکاتیب، ص ۲۰ و ۱۶ و ۱۸ و ۶ (۲) ایمناً، ص ٦ حاشیه نمبر ۱ (۳) ایمناً، ص ۱۱

⁽٤) اردوی معلی ، ص ۴۹۹ و عود هندی ، ص ۹۹

معیت مین حکومت ِ انگریزی کی گرانقدر فوجی خدمات انجام دیجکے تھے ، جسکے صلہ مین پرگنة ، سونك سونسا ، بقید ِ حین ِ حیات جاگیر مین عطا ہوا تھا . سنه ۱۸۰٦ع مین نصرالله ییك خان بهادر كا یكایك انتقال هوگیا . گورنمنٹ نے جاگیر والس لیكر اونکے ورثا كی پنشن مقرر كردی ، جو ابتداء ریاست ِ فیروزپور جهركه كے خزانه سے اور بعد ازان غدر تك خزانة كلكٹری دهلی سے تقسیم هوتی رهی . یه تمام تفصیل میرزا صاحب نے عریضة نمبر ۷ مین تحریر كی هے . فرماتے هين :

و حالی رای جهان آوای باد که دیرینه نمکخوار سرکار انگریزم. و از سر آغاز سال یکهزار و هشت صد و شش که درانگاه شمار سنین عمر من از ده نگزشته بود، بعوض جاگیر عم حقیق نسی خود نصر الله بیگخان بهادر ، که با جمعیت رسالهٔ چهار صد سوار بمعیت جرنیل لاژد لیك بهادر در فتج هندوستان کو ششهای نمایان کرده، و پرگنهٔ سونك سونسا بقید حین حیات جاگیر یافته، و هم دران عهد بمرگ ناگاه از جهان رفته بود، بفرمان جرنیل لاژد لیك بهادر و منظوری گرومنك مشت زری شامل جاگیر عم سبی من نواب احمد بخش خان بهادر در وجه معاش من منجملهٔ زر استمراری سرکاری، که بذمهٔ احمد بخش خان بهر دوام و اجب الادا بود، قرار یافت . » (۱)

حقيتي بهيائى

ایک عریضہ مین میرزا صاحب نے اپنے چھوٹے بھائی میرزا یوسف خانکا بھی تذکرہ کیا ہے. فرماتے ہین :

ه بهر حال دو امر هنوز مبهم همین . ایك اس انگریزی تحریرکا حال ، اور دوسری میری بهائی کی پنسن کی حقیقت . » (۲)

میرزا یوسف خان نے ۲۹ صفر سےنه ۱۲۷۶ ه مطابق ۱۹ اکتوبر سنه ۱۸۵۷ ع کو بحالت ِ دیوانگی دلی مین انتقال کیا ۔ ^(۳)

سببی خاندان ـــ بی بی

میرزا صاحب کی بی بی امراؤ بیگم نواب الهی بخش خان معروف کی بیٹی تھین . یه ۷ رجب سے ۱۲۲۰ ہے (۱۸۱۰ع) کو میرزا صاحب کے عقد مین آئین ، اور اونکی وفات کے چند ماہ بعد تك زندہ رہین . نواب فردوس

⁽۱) مکاتیب، ص ۱۱ (۲) ایمناً، ص ۲۷ (۳) کلیات نثر فارمی، ص ۹۹۹ بر -- الف

مکان کی مسزاج پرسی کرتے ہوئے میرزا صاحب نے انکے متعلق لکھا ہے: وجب سی حضرت کی ناسازی مزاج مبارك كا حال خارج سی مسموع ہوا ہی ، عالم النیب گواہ ہی کہ بچھر اور میری بی بی پر ... کیاگزر رہی ہی . . (۱)

میرزا صاحب کے انتقال کے بعد امراؤ بیگم نے اپنی مالی مصیبت کا سارا کچا چٹھالکھکر کشنر دھلی سے درخواست کی تھی کہ میرزا صاحب کی پنشن حسین علیخان پسر متبنی کے اور میر ہے نام منتقل کردیجا ئے. لیکن ڈپٹی کمشنر کی ہمدردانہ رپورٹ کے باوجود کمشنر دھلی نے جواب دیا کہ متبنی بیٹے کے نام پنشن کسیطر جاری نہین ہوسکتی. البتہ بیوہ کچہری مین حاضر ہو تو اوسکے نام دس روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر کردیا جائیگا. اس باغیرت بی بی نے کچہری کی حاضری کو گوارا نہ کیا، اور دس روپیہ ماہوار کے وظیفہ سے انکار کردیا. کی حاضری کو گوارا نہ کیا، اور دس روپیہ ماہوار کے وظیفہ سے انکار کردیا. خدمت مین ایک عریضہ ارسال کیا تھا. اوس مین میرزا صاحب کے قرض کی خدمت مین ایک عریضہ ارسال کیا تھا. اوس مین میرزا صاحب کے قرض کی ادایگی کی درخواست ، اور اپنے حاضر نہوسکنے کے عذر کے بعد ، بیگم صاحبۂ خدمت مین ایک عریضہ برخواست ، اور اپنے حاضر نہوسکنے کے عذر کے بعد ، بیگم صاحبۂ غالب کی درخواست ینشن کے بارے مین لکھتے ہین :

اس عرضی کے آخر مین بیگم صاحبہ نے لکھا ہے:

ه از جانب امراؤ بیگم . بعد کورنش بتو حد مضمون عرضی هذا به گزارش هم . کمترینه اول بعمر هفتادساله حرکت و نقل مکان سی معذور . اور سوائی اوسکی صدمهٔ انتقال شوهر اور هجوم قرض خواهان سی اور معیشت آینده سی مجبور . با این همه بسبب عدت کی خانه سی باهر نهین نکلسکتی . بدین وجوه مانع حضوری هی . اور سوای در دولت کی کوئی ملجا و ماوا نظر نهین آتا . حضور کو دستگیری مجمی بیکسه عاجزه کی واجب هی . اور یه اراده هی که بعد انقصای مذت عدت خدمت مین حاضرهون ، اور وهین انقاس بقیه کو گزارون . اب نان شبینه کو محتاج هون .

⁽١) مكاتيب، ص ٤٠ (٢) مثل نمير ١٧٩، صيغة احباب، عهد نواب خلد آشيان، محافظخانة دارالانشا

جاره اسکا بجز بندگان عالی کر ممکن نهین . رحم فرمانی اور خبرگیری کیجی، که بدعاگوئی دولت ا ابد مدت مشغول رهون . .

۲۲ ربیع الثانی سنه ۱۲۸٦ ه (اگست سنه ۱۸٦۹ ع) کو بیگم صاحبه نے نواب خلد آشـیان کو پهر لکها :

ه جنابعالی ! جس روز سی مرزا اسد الله خان غالب نی وفات یائی هم ، تو یه عاجزه بیوه اسقدر مصائب مین گرفتــار هو ، که تحریر سی باهر هو . اول تو یه مصیبت هو که مرزا صــاحب سر مرحوم آلیے سو روپیہ کی قرضدار مری . دوسری مصیبت یہ کہ پنشن انگریزی مسدود ہوئی . تیسری یه که تنخواه سو روپیه ماهوار، جو آپ از راه قدر دانی کر مرزا مرحوم کو ارسال فرماتی تهیی، وه بهی یك لخت موقوف هوئی. ابتك قرض ایكر اوقات بسری كی. اب قرض بھی نہیں ملتا . نوبت فاقمہ کشی کی بہنچی . اس حالت حیرانی اور پریشانی میں بھر یہی خیال آما، که افله تعالی نی همارا و سله برورش اور اوقات گزاری کا اس دنیا مین آبکی ذات بایرکات کو بنایا هم، اور سوائر آیکی ذات بارکات کی دومرا کوئی نظر نه آبا. لاچیار برخوردار حسین علیخانکو آیکی قدمون پر ڈالا . آینی بسبب شرفا پروری اور اقتضای مروت اور فتوت کر اوسقدر اویر حال برخوردارکر عنایت فرمائی ہی ، کہ بیان سے باہر ہی . اب دعاگرکی به تمنا هی که ایسی برورش مجمے ضعیفه کی هوجائی، که مرزا مرحوم حق عباد سی بری هوجائین. که یه سخت عذاب همی . اگر حضور صورت ادای قرض فرمادین تو کمال ثواب عظیم هوگا. اور اگر دفعه صورت ادای قرض مناسب رای بیضا ضیاکی نهو، تو یه تنخواه ششهاه کی محساب في ماه صد رويسه بالفسل مجم يوه كو عنيات هوجائو . باقي ٣ ماه اور بحساب مبذكورة مالا مرحمت فرمائه ، تاكه مين بيوه قرض مرزا صاحب كا ادا كردون ، اور ظـاهرا بقين هي كه ; ندگی مـیری بھی اُسی مبعاد مین یوری ہوجائیگی. اور پنشن میری دس رویسه انگریز کر تا هی ، بشرط اینکه کچمری مین حاضر هون . اور جانا میرا کچهری مین هرگز نهوگا . گو فاقون ہے مر جاؤن . کیا میں اپنے باپ اور چچا اور شوہر کا نام روشن کرون . اور جو عزت اور ریاست میری چچاکی اور حرمت میری والدکی اور شوهرکی آگی خاص و عامکر تھی حضور ير سب روشن هي . ، (١)

اس عریضه پر بھی سرکار نے کوئی حکم نه دیا . تو ۲۶ جمادی الاول سنه ۱۲۸۸ هکو بیگم صاحبه نے مکرر درخواست پرورش پیش کی . اسکا مضمون تقریباً سابق درخواست کے مطابق ہے، اسلئے اعادہ مناسب معلوم نہین ہوتا . البته اس عرضی کے لفافه پر میر منشی صاحب کا نوٹ ہے:

⁽١) مثل تمبر ٢٥٤، صبغة احباب، عبد نواب خلد آشـيان، محافظخانة دارالانشا.

« پیش نموده شد . حکم نفاذ یافت که درین خصوص به نواب مرزا خان فههایش و هدایت بعمَل آمده . ۹ ستمبر سنه ۱۸۶۹ع . »

اس تاریخ کے بعد صرف ایک اور درخواست کا پت چلت ہے، جو شعبان مین بھیجی گئی تھی. لیکن مثل مین اوسکا لفافسہ شامل ہے. اصل عرضی موجود نہین . اسکے بعد امراؤ بیگم کا تذکرہ نہین ملتا . اس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ اونکی یہ پیشینگوئی کہ «مین اسی ششہاہی مین فوت ہوجاؤنگی » درست نکلی . اور وہ سنه ۱۲۸۲ ہ هی مین فوت ہوگئین .

بی بی کر چچا اور بھائی

نواب احمد بخش خان بهادر والی فیروزپور جهرکه و جاگیردار لوهارو میرزا صاحب کی بی بی کے حقیق چچا اور میرزا صاحب کے چچیا سسر تھے. انهون نے اپنی زندگی مین اپنے بڑے لڑکے نواب شمس الدین احمد خان کو فیروزپور کا رئیس بنا دیا تھا، اور خود گوشه گیر هوگئے تھے۔ نواب شمس الدین احمد خان بهادر کو ولیم فریزر ریزیڈنٹ دهلی کے قتل کے الزام مین شمس الدین احمد خان بهادر کو ولیم فریزد دیزیڈنٹ دهلی کے قتل کے الزام مین بھانسی دیدیگئی. میرزا صاحب نے اپنی سرگزشت مین ان دونون کا ذکر کیا ھے، اور اوسی مین نواب شمس الدین احمد خان کے قتل کی طرف بھی اشارہ کر گئے ھین. فرما تے ھین:

ه بفرمان جرنیل لاژد لیك بهادر و منظوری گورمنث هشت زری شامل جاگیر عم سبی من نواب احمد بخش خان بهادردروجه معاشمن منجملهٔ زراستمراری سركاری، كه بذمهٔ نواب احمد بخش خان بهر دوام واجب الادا بود، قرار یافت . چون جانشین احمد بخش خانكیفركردار یافت و جاگیر بسركار باز یافت شد، رسیدن آن وجه مقرری از خزانهٔ كلكتری دهلی صورت پزیرفت . ، (۱)

نواب احمد بخش خان نے سنه ۱۸۲۷ ع مین اور نواب شمسالدین احمـد خان نے سنه ۱۸۳۵ ع مین اس دار ِ فانی سے کوچ کیا .

بی بی کی پوتی 🗕 باقر علی خان

امراؤ بیگم کے سات اولادین ہو ئین، لیکن ان مین سے کسی نے پندرہ ماہ
(۱) مکانیہ، ص ۱۲

سے زیادہ عمر نہیں پائی ان میان بی بی نے زین العابدین خان عارف کو ، جو امراؤ بیگم کے حقیق بھانجے تھے ، منے بولا بیٹا بنالیا . یه دو خورد سال بچے چھوڑ کر جوانی مین انتقال کرگئے ، ان دونون مین بڑے باقر علیخان تھے ، جو والد کے انتقال کے بعد کچھ عرصه تك اپنی دادی بنیادی بیگم کے هان رھے اور اونکے بعد میرزا صاحب کے پاس چلے آئے . میرزا صاحب نے انکی پرورش کی ، پڑھایا لکھایا ، اور جب جوان ہوگئے تو ڈھائی ہزار روپیہ لکا کر نواب ضیاء الدین خان ہادر کی صاحبزادی سے شادی کردی . نواب خلد آشیان کو انکی شادی اور اوسکے اخراجات کے بارے مین لکھا ہے :

وباقر علیخان کی شادی نواب ضیا. الدین خان کر هان هوئی. او نهون نی کهانی جوڑی کی دوهزار دوپیه دبیی. اورمیری زوجه نی پانسو روپی کا زیور لگاکر پچیس سوروپی صرف کمی . . (۱) باقر علیخان نے سنه ۱۲۹۳ هـ (۱۸۷۳ ع) کو انتقال کیا .

حسين عليخان

عارف کے چھوٹے لڑکے حسین علیخان کو میرزا صاحب نے عارف کی جگہ متبی کر لیا تھا . چنانچہ نواب فردوس مکان کی مزاج پرسی کے پہلے خط مین آنکو اپنا فرزند لکھا ہے . فرماتے ہین :

هجب سی حضرت کی ناسازی مزاج مبارك كاحال خارج سی مسموع هوا هی عالم الغیبگواه هی که مجمهر..... اور میری فرزند حسین علی خان پر کیاگزر رهی هی . . (۲)

نواب خلد آشیان کی خدمت مین انکے متعلق میرزا صاحب نے بار بار تحریرین لکھی ہین . چنانجے۔ ہ سب سے پہلے ۱۹ اگست سنہ ۱۸۹۷ع کو انکی منگنی کے بارے مین لکھا :

• آپکی غلام زرخرید، یعنی حسین علیخان، کی منگنی ہوگئی. اور اپنی کتبی مین ہوئی. یعنی نواب احملہ بخش خان مرحوم کی حقیق بھائی کی ہوتی سی . اور رجب کا مہینا قرار پایا . اب میری بڑھانے اور میری مفلسی کی شرم آپکی ہاتیے ہی . . (۳)

سرکار نے جواباً تحریر فرمایا کہ آپکی تحریر مجمل ہے. خلاصۂ مکنونِ خاطر (۱) کاتیب، ص ۹۷ (۲) ایشا، ص ۶۰ (۲) ایشا، ص ۵۰ تحریر فرمائیسے . اسکے جو اب مین میرزا صاحب نے ، ستمبر کو لکھا :

• مجملا یہ کہ مین در دولت کا گدای خاك نشین اور وہ آپ کا غلام . تفصیل یہ کہ میری پاس
نقد ، جنس ، اسباب ، املاك ، اور میریگھر مین زیور زریسه و سیمینه کا نام و نشان نہین ،

هت اودهار قرض كوئى دیشا نہین . آپ روپیه عنایت فرمائین ، تا یه كام سر انجام بائو ، اور
بوڈھى نقیر كى برادرى مین شرم رهجائو . دوسرى بات یه كه سو روپیئے آپكى مركار سى بطریق

بوژهی فقیر کی برادری مین شرم رهجائی . دوسری بات یه که سو روپینی آپکی سرکار سی بطریق خیرات اور باسٹیے روپیه آئی آئی مهینا سرکار انگریزی سی بعوض جاگیر پانا هون . عالم الغیب جاننا هی که اس مین میرا بڑی مشکل سی گزارا هوتا هی . بهو کوکهان سی کهلاؤنگا ؟ حسین علیخان کی کچی تنخواه مقرر هوجائی . لیکن توقیع تنخواه اوسکی نام جاری نهو . بلکه اوسکی زوجه حسن جهان

بیگم بنت اکبر علیخانکر نام وه تنخواه مقرر هو. اور اوسکی مهری رسید می ملاکری. زر مصرف شادیکی مقدار اور تنخواه کی مقدار جو خداوندکی همت اور اسکتگال اپاهجکی قسمت. ه (۱)

سرکار نے ارقام فرمایا کہ آپ مصارف کی مقدار لکھیے. اسکے بعد حکم مناسب دیا جاسکیگا. ما بدولت کو بر بنای موانست و اتحاد قدیمه آپ کی خوشنودی خاطر مد نظر ہے. اسکے جواب مین میرزا صاحب نے ۲۳ ستمبر کو تحریر کیا:

ه حضرت نو غمخواری و تفقد و درویش نوازی کو اوس پایه پر پهنچایا که شاهان عجم مین سلطان سنجر نو اور شاهای هند مین شاههان نی ملازمون کی اتنی پرسش اور نوازش کی هوگی . باقر علیخان کی شادی نواب ضیاه الدینخان کی هان هوئی . او نهون نی کهانی جوژی کی دو هزار روپیه دیئی . اور میری زوجه نی پانسو روپی کا زیور لگا کر پچیس سو روپی صرف کی . حسین علیخان کا سسرا ، یعنی اکبر علیخان ، اپنی خاندان کا هی . لیکن امیر نهین . نوکری پیشه هی . اب یه مین کیونکر عرض کرون که مجهی کیا دو . سائل هون . یه رسم نهین که سائل مقدار سوال عرض کرون که مجهی کیا دو . سائل هون . یه رسم نهین که سائل مقدار سوال عرض کر تا هی که میرا حق خدمت اتنا نهین که اسقدر ما نگ سکون . جو کچیه کوگی اوس مین شادی کر دونگا . » (۲)

اس عریضه کا سرکار کیجانب سے کوئی جواب نگیا ، اور رجب مین شادی ملتوی ہوگئی . میرزا صاحب نے ۲ رمضان سنه ۱۲۸۶ ه مطابق ۲۹ دسمبر سنه ۱۸۳۷ ع کو یادد هانی کرتے هو ئے لکھا :

ه ماه صیام مین سلاطین و امرا خیرات کرتی هین . اگر حسین علیخان یتیم کی شادی امی صیغی مین هوجائی ، اور اس بوژهی ایاهج فقیر کو روپیه ملجائی تو اس مهینی مین تیاری هو رهی ، اور

⁽۱) مکاتیب، ص ۹۰ (۲) ایمناِ، ص ۹۷

شوال مین رسم نکاح عمل مین آئر . اور چونکه اس ماه مبارك مین در فیض باز اور سال انگریزی: کا بهی آغاز هی ، وه پچیس روپیی مهینا جو زبان مبارك سی نکلا هی ، جنوری سنه ۱۸۹۸ سی بنام حسین علیخان مذکور جاری هوجائی ، تو مجهی گویا دونون جهان ملگئی . ، (۱)

لیکن اس عریضه کا جواب بھی صیغـهٔ التوا مین رهـا ، اور ذیقعدہ آپہنچا میرزا صاحبنے ۹ مارچ سنه ۱۸٦۸ع کو لکھا :

• مرزا حسین علبخان کی شادی رجب کی مهنی مین قرار پائی تهیی . عطیهٔ حضور کی نه پهنچنی کی سبب ملتوی رهی . آج جو ذیقعده کی ۱۵ هو ، ۱۵ دن یه اورمهینا ذی الحجه کا . اگر اسی ذیقعده کی مهنی مین کچی حضرت عطا فرمائینگی ، تو آخر ذی الحجه تك نكاح هوجائیگا . خدا کری ! خداوند کو ضمیر مین یه بهی گزری ، که غالب جب بهو بیاه لائیگا ، تو او سکو روثی کهان سی کهلائیگا ، غرض اس سی یه که حسین علیخان کی تخواه جاری هوجائی . حضرت! کوئی ایسا نهین که جو میری مطالب حضور مین عرض کرتا وهی اور مجهی باربار لیکهتی هوی شرم آتی هی . ، (۲)

سرکار نے یہ درخواست منظور فرمالی، اور آمد ِ زمستان تک شادی سے فراغت کی امید ہوگئی. نواب مرزا خان داغ دہلوی، اور حکیم مظفر حسین خان ہادر لکھنوی نے علی الترتیب میرزا صاحب کو قبولیت ِ التماس کی اطلاع دی. اسکی تو ثیق نیز مکرر یاد دہانی کی خاطر میرزا صاحب نے ۱۳ اگست سنه ۱۸۳۸ع کو لکھا:

ه تین التماسین سابق پیش هوئی تهین . سو اب پهلی برخوردار نواب مرزا خان کی تحریر سی اور پهر جناب مظفر حسین خان بهادر کی خط سی اون خواهشون کی منظور و مقبول هونیکی نوید پائی . انشاء الله النکریم حسب ارشاد حضور اسی برس ۴۸ مین آمد زمستان یمنی نومبر و دسمبر مین میرا قرض بهی ادا هوجایگا ، اور حسین علیخان کی شادی بهی هوجایگی ، اور اوسکیواسطی اوسکی زندگی تك تنخواه جداگانه مقرر هوجایگی . ه(۳)

اس عرصه مین حسین علیخان کی سسر ال سے شادی کا تقاضا شروع ہوگیا . میر زا صاحب نے مجبور ہوکر ۷ ستمبر کو ولی نعمت کی خدمت مین عرض کیا: «پیر و مرشد! حسین علیخان کی سسرال والون کا بڑا تقاضا ہم . زندگی مشکل ہوگئ ہم . بطریق «شیئا فه» سوال مختصر یه ہم کہ جو حضرت کی مزاج مین آوی وہ عطاکیجی، اور حسین علیخان کی نام جداگانه تنخواه مقرر کردیجی . لیکن یه دونون امر جلد صورت پکڑ جائین . . (3)

سرکار نے ابھی اسکا جواب ارقام نہین فرمایا تھا کہ اس عرصہ میں

⁽۱) مكاتيب، ص ۱۰۰ (۲) ايضاً، ص ۱۰۲ (۳) ايضاً، ص ۱۰۵ (٤)ايضاً، ص ۱۰۹ د د د مكاتيب غالب

میرزا صاحب پر قرضخواہوں کا سخت تقاضا ہونے لگا، اور شادی کی خوشی کے حصول سے قبل قرض کے غم کا رفع کرنا ضروری ہوگیا. ادایگی قرض کی سبیل صرف عطیۂ سرکار ِ رامپور تھا. بنابرین ۱٦ نومبرکو میرزا صاحب نے بحالت اضطرار لکھا:

وحال میرا تباه هوتی هوتی اب یه نوبت پهنچی ، که ایکی تنخواه مین سی ٥٤ روپئی بچی . ٦٣ روپئی کا چنها ماهوارکا سو سه ماده دینا . مجملا آثمی سو روپئی هون تو میری آبرو بچتی هی . ناچار حسین علیخان کی شادی اور اوسکو نام کی تنخواه سی قطع نفارکی . اب اس باب مین عرض کرون کیا مجال . کبهی تکمونگا . آثمی سو روپئی مجکو اور دیجی . شادی کیسی ؟ میری آبرو بچ جائی ، تو غیمت هی . . ، (۱)

میرزا صاحب مرتے دم تك اپنے اس عهد پر قائم رھے. آخری عریضه مین بھی، جو ۱۰ جنوری سنه ۱۸۶۹ ع کو تحریر کیا تھا^(۲)، حسین علیخان کی شادی کا ذکر نہین کیا، اور یه ارمان ساتے لیکر دنیا سے رخصت ہوگئے۔ حسین علیخان نے انکے انتقال کے ایک مہینے بعد ۱۷ مارچ سنه ۲۹ ع کو اپنے تقرر تنخواہ کی درخواست بھیجی. بعد ازان ۱۲ جون کے عریضه مین پھر اپنی خواہش وظیفه کا اعادہ کیا، اور یه بھی عرض کیا کہ فدوی بیار ھے، اسلئے حاضر خدمت نہین ہوسکتا . انشاء الله صحت کے بعد قدمبوسی کی سعادت حاصل کریکا .

۲۲ ربیع الثانی سنه ۱۲۸۱ ه (اگست سنه ۱۸۲۹ ع) کو بیگم غالب نے سرکار کو جو عریضه لکھا ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت حسدین علیخان ملازم ہوچکے تھے. لیکن ابھی انکی شادی نہین ہوئی تھی. ۲۱ فروری سنه ۱۸۷۰ ع کو حسین علیخان نے رامپور سے دلی واپس جاکر منشی سیاچند صاحب کو ایك خط لکھا ہے. اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ حسین علیخان اگست سنه ۲۹ ع کے بعد رامپور آئے ، اور فروری سنه ۷۰ ع مین میرزا صاحب کی برسی کی فاتحه کیلئے رخصت لیکر دلی گئے . وہان سسرال والون صاحب کی برسی کی فاتحه کیلئے رخصت لیکر دلی گئے . وہان سسرال والون

⁽۱) مكاتيب، ص ۱۰۷ (۲) ايمناً، ص ۱۰۸

نے شادی کا تقاضا کیا . ان کی تنخواہ صرف پچیس روپیے ماہوار مقرر ہوئی تھی، اور ابھی 7 ماہ ملازمت پر گزرہے تھے، اسلئے کچھ پس انداز بھی نہونے پایا تھا . لہذا بذریعۂ عریضۂ جداگانہ سرکار سے درخواست کی مصارف شادی عطا فرماکر بندہ کی پرورش فرمائیے، اور منشی صاحب سے خواہش کی کہ اس کام میں آپ کوشش کریں . «یقین تو ہے کہ حضور دام اقبالہ بس رحم فرماکر کچھ عنایت فرمائینگے . آگے مقدر . »

اسکے بعد امثلہ مین شادی سے متعلق کوئی تحریر نہیں. اسلئے قیاس یہ ہے کہ حسین علیخان کو امداد ملکئی، اور سےنہ ۷۰ع مین انکی شادی کی تقریب انجام پائی.

تعلیم ـــ عربی و فارسی

میرزا صاحب نے عربی و فارسی کی صرف ابتدائی تعلیم حاصل کی تھی۔
لیکن زبانِ فارسی سے فطری دلچسپی تھی. خوش قسمتی سے عنفوان شباب
مین ایک ایرانی نزاد بزرگ ملا عبد الصمد آگرہ وارد ہوا ، اور دو سال تک
انکے مکان پر مقیم رہا. یہ اصلاً زرتشتی تھا، اور فلسفۂ و حکمت مین دستگام
کامل رکھتا تھا . میرزا صاحب نے اوس سے زبان فارسی کے حقایق و دقایق
سیکھے ، اور اسطرح اپنی بواسطہ تحصیل ادب فارسی کو پایۂ تکمیل تک
ہنچالیا . چنانچہ ایک عریضہ مین فرماتے ہین:

و بدو فطرت می میری طبیعت کو زبان فارسی سی ایك لىگاؤ تها . چاهتا تها ، که فرهنگون سی بژهکر کوئی ماخذ مجکو ملی . باری مراد بر آئی ، اور اکابر پارس مین سی ایك بزرگ یهان وارد هوا ، اور اکابر آیاد مین فقیر کی مکان پر دو برس رها ، اور مین نی اوس سی حقایق و دقایق زبان پارسی کی معلوم کیئی . اب مجھی اس امر خاص مین نفس مطشنه حاصل هی . مگر دعوی اجتهاد نهین هی . عد کا طریقه یاد نهین ۰۰ (۱)

قاطع ِ برہان سے معلوم ہوتا ہے کہ ملا عبد الصمد سنہ ۱۲۲7 ہ (۱۸۱۱ ع) مین آگرہ وارد ہوا تھا^(۲).

⁽۱) مکاتیب ، ص ۸۲ (۲) قاطع برهان ، ص ۷

طب

میرزا صاحب نے ایك عریضه مین اپنے طبی تجربه كا بھی ذكر كیا ہے. جو غالباً قدر مےكتب طب كے از خود مطالعه سے اور زیادہ تر ایام امراض كی طوالت اور كثرت استعمال دويه سے حاصل ہوا تھا. فرماتے ہین:

ه مین طبیب نهین مگر تجربه کار هون . ستر برس کا آدی هوشیار هون . ، (۱)

اسکے بعـــد مختلف ادویات تجویز کی هـین، اور بعض اشـــیا سے پرهیزکی هـــدایت کی هـے.

علم نجوم

نواب فردوس مکان کے جشنِ غسلِ صحت کی تہنیت مین میرزا صاحب نے جو فارسی تہنیت ناملہ لکھا ہے اوس کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھین علم نجوم مین بھی دخل تھا . اس مکتوب مین از روی نجوم ثابت کیا گیا ہے کہ مرضِ سرطان سے سرکار کی صحتیابی ایسی مبارك ساعت مین واقع ہوئی ہے کہ اسكے اثرات کے ماتحت عرصة دراز تك سركار مہلك امراض کے حلون سے محفوظ رھین گے .(۲)

وطن اور سکونت دهلی

هبن:

میرزا صاحب کا وطن اکبرآباد (آگرہ) ہے. چنانچہ اپنے ایرانی استاد کے ذکر مین نواب خلد آشیان کو لکھا ہے:

واکابر پارس مین سی ایك بزرگ یهان واردهوا ، اور اکبرآباد مین نقیر کم مکان پر دو برس رها . ، (۳) لیکن شادی کے بعد دلی مین آر ہے تھے . یکم ستمبر سنه ۱۸۶۹ع کو لکھتے ہین : دیا دین باون ترین برس سی بهان رهنا هون . ، (٤)

اس حساب سے اونکا دلی مین قیام سنه ۱۸۱۳ ع یا سسنه ۱۸۱۶ ع سے ہونا چاہیسے . میرزا صاحب نے دلی مین ذاتی مکان کبھی نه بنایا . ہمیشه کرایه کے مکانات مین رہے ۔ ان مین سے دوکا ذکر ایك عریضه مین کیا ہے . فرما تے

⁽۱) مكاتيب، ص ٦٢ (٢) ايضاً، ص ٤٤ ِ (٣) ايضاً، ص ٨٢ ﴿ ٤) ايضاً، ص ٧٧

ه دبیران خاص بر عنوان نامههای پیشین نشان کلبـهٔ این درویش دلریش عقب مسجد جامع نبشته اند . و من از هفت هشت سال در محلهٔ بلبار می مانم . ، (۱)

مسكن كر حالات

جس عہد مین میرزا صاحب دلی تشریف لائے وہ اگرچہ دلی کی پیرانه سالی کا زمانہ تھا، لیکن آثارِ شگفتگی و آبادانی ہر طرف ہویدا تھے۔ غدر سنه ۷۰ع نے اس شہر کی بچی کھچی دولت لوٹنکر نیا سکہ چلایا . عمارات گراکر سڑکین بچھائی گئین . شہر اوجاڑ کر قبرستان آباد کیے گیے، اور اہلِ ہنرکو شہربدر کرکے فوج کا شہر مین پڑاؤ ڈالاگیا . ایکبار نواب فردوس مکان کو چوب چینی کی ضرورت پیش آئی . دلی اطبا اور عطارون کا مخزن تھا، اسلئے سرکار نے میرزا صاحب سے فرمایش کی . اسکے جواب مین ۲۲ دسمبر سنه ۱۸۶۶ عکو میرزا صاحب تحریر کرتے ہین :

ددلی اب شهر نهین . چهاژنی هی . کنپ هی . نه قلعه . نه شهرکر امرا ، نه اطراف شهرکر روسا ۰ ه ۲۱)

۱۸ ستمبر سنه ۱۸٦٦ع کو دلی مین کاتبون کے فقـدان کی وجــه بتــاتے ہو ئے لکھتے ہین:

ه شهر سراسر ویران هی . کاتب کهان ؟ ، (۳)

خشك سالى

سنه 70 ع مین دلی باران ِ رحمت کے فیض سے محروم رہی ، جولائی بھری برسات کا مہینا ہے ، لیکن اس زمانه مین شہر کے اندر لو چلتی رہی ، ۲۳ جولائی کو میرزا صاحب نے دلی کی محرومی کا رونا رویا ہے ، فرما تے ہین :

دیبان خلق کو مینے درکار ہم ، اور ہوا شرارہ بار ہم . دھوپ کی تیزی سی آدمی کی تیور اور پہاڑ کی پنہر جل جاتی ہین . پانی جگر گداز ، ہوا جانستان ، امراض مختلف کا مجوم جہان تہان . جز اعضای انسان ، کہ وہ بسینی مین تر ہین ، طراوت و رطوبت کا کمین پتا نہین . یا لو چلتی ہم یا مطلق ہوا نہین . یا او

١١ ماه اگست كو پهر لكهتے هين:

ويهان مينيم اسيقدر برسا هي كه جسكم پاني سي زميندار حاصل فصل ربيع سي هاتي دهو اين . ، (ه

⁽١) مكاتيب، ص ١٤ (٢) ايمناً، ص ٤٤ (٣) ايمناً، ص ٨٠ (٤) ايمناً، ص ٥٥ (٥) ايمناً، ٥٦

لیکن آینسدہ سال بارش نے سے ہوئے کی کمی ِ باران کی تلافی کی ، اور شہر مین اسقدر پانی برسا کہ گزشتہ باون تریپن برس سے ایسا نہ برسا تھا . یکم ستمبر سنہ ۱۸۶۹ع کو میرزا صاحب نے لکھا ہے :

دبرسات ایسی هوئی همی که مین باون تریین برس س_{ی ت}بهان رهنا هون . عرش آرامگذه اکبر شاه کر عهد مین ایکبار ایسی برسات دیکهی تههی یا امسال نظر آئی همی . . ۱۱)

عنسأئد

میرزا صاحب کے ایک عریضہ سے اونکے عقائد ِ اسلامی پر بھی روشنی پڑتی ہے. فرماتے ہین:

ه اگرچه فاسق و فاجر هون ، مگر وحدانیت خدا اور نبوت خاتم الانبیا کا بدل معتقداور بزبان معترف هون . » (۲)

اخلاق و عادات

میرزا صاحب کے اخلاق و عادات اوس عہد کے شرف کے اخلاق و عادات کا نمونہ تھے۔ لغوگوئی سے پرہیز، جھوٹ اور تکلف سے نفرت، احساب کی تکلیف سے رنج، خوشی سے راحت، چھوٹون پر مہربانی، اور بزرگون کی خیرخواہی، اونکا شعار تھا.

صدق و سداه

ایکبار نواب فردوس مکان کی جانب سے مراسلت مین تاخمیر ہوئی . میرزا صاحب نے ۱۵ ستمبر سنه ۱۸۶۲ ع کو لکھا :

ه نقیر کا شیوه صدق و سداد کا هی . چند روز سی تفقد و التفات قدیم مین ، خدا نخواسته باشد ، کچیچ کمی پاتا هون . اگر غلط هی مسیرا گهان تو بشرف اطلاع مشرف فرمائیی . اور اگر مسیرا دل دیوانه سچ سمجها هی تو متوقع هون که عتاب کی سبب سی آگهی پاؤن . ، (۳)

الغو گوئی سی نفرت

۲۲ جو لائی سنه ۱۸٦۱ ع کو ایك سفارش کے سلسله مین تخزیر کر تے ہیں: « لازم کر لیا می که بہودہ گزارش نکرون اور کبھی کسی کی سپارش نکرون . ، (ۂ)

⁽۱) مكاتيب، ص ۷۷ (۲) ايشاً، ص ٨٤ (٣) ايضاً، ص ٣٤ (٤) ايضاً، ص ٣٦

نہم سی پرھسین

جھوٹی قسم کھانے کے بارے مین لکھتے ہیں:

ه خدا و رسولکی قسم جهولی نکهاؤنگا . ه (۱)

رنج پر دنج

نواب فردوس مکان کی والدۂ ماجدہ کا انتقال ہوا تو اونکی تعزیت میں ۲۸ مارچ سنه ۵۹ ع کو تحریر کیا :

ه کیا کمون کیا غم و اندوه کا هجوم هوا . حضرت کر غگین هونیکا تصورکرکر اور زیاده مغموم هوا . . (۲)

سنه ۱۸۳۵ ع مین نواب خلد آشیان کی بیاهتا بیگم فوت هوئین تو ۱۸ ستمبر سنه مذکور کو لکها:

ه چاهتا هون که کچیر لکهون . مگر نهین جانت که کیا لکهون . لازم قهاکه تعزیت نامـه بزبان فارسی و عبارت بلیغ لکهون . آپکی قدمون کی قسم ! دل نی قبول نکیا . ه (۳)

خوشی سی خوشی

سنه ٥٩ ع مين نواب فردوس مكانكو بصلة خدمات ِ غدر علاقة جديد عطا هوا. اسكى تهنيت مين لكهتيے هين:

ه یه چار بالش عمارت اور کاشی پورکا ضمیمهٔ ملك موروثی هونا پهلی آپکو اور پهر ولیمهـد بهادر کو اور پهر آپکی اولاد و اخوان و انصار کو اور سبکی بسد غالب دعا گوی گوشـه نشین کو مبارك هو . . (٤)

خيرخواهي

جون سنه ٦٥ ع مين نواب خلد آشــيارـــ کو از راهِ خــيرخواهي تحرير کيا هے:

ه پیر و مرشد ۱ از راه خیر خواهی ایك امر عرض كرتا هون حضرت كی جد امجمد كو احمد شاه درانی نو مخاطب پیر مخلص الدوله فرمایا . حضرت اگر مناسب جانین تو اوس خطاب كو مع دو جزو دشمس الملك و بهرام جنگ، جناب ملكة معظمه سی بذریمـــه گورمنـــه . این و اوسطی لین . ه (ه)

قدماكا اعتراف 🗸

میرزا صاحب شعرای ِ قدیم کے فئی مرتبہ اور اونکے کلام سے استشہاد

(١) مكاتيب، ص ٨٤ (٢) ايمناً، ص ١٨ (٣) ايمناً، ص ٦٤ (٤) ايمناً، ص ٢٣ (٥) ايمناً، ص ٤٥

کو تسلیم کر نے تھے۔ چنانچہ اسبارے مین نواب خلد آشـیان کو صراحتاً لکھا ہےکہ:

وفقير اشعار قدماكا معتقد . اون لوگون كر كلام كا عاشق . ، (١)

نیز خلیفہ احمد علیصاحب رامپوریکو دور ِمتاخرین کے گل ِشگفته مولانا عرفی شیرازی کے متعلق لکھتے ہین :

ه قواعد زبان فارسی کا ماخذ تو ان حضرات کا کلام هی عرفی کی زبان سی جو نکلجائی وه سند هی . هماری و اسطی و هِ ایك قاعدهٔ محکم هی . وه مطاع هی اور هم اوسکم مقلد اور مطبع هین . ، (۲)

هنمدی شعرا اور فرهنگ تویسون کا انکار

لیکن هندی شعرای فارسی گو اور هندی فرهنگ نویسون کے قائل نه تهیے. اونکا خیال تها،که یه حضرات اهل زبان کاکلام پڑهکر اپنے قیاس سے اوسکے محاورات و الفاظ کے معنی قائم کرتے هین. اور یه ضروری نهینکه هر جگه اونکا قیاس صحیح نکلے، بنابرین بارها اون سے غلطیان سرزد هوئی هین. اس سلسله مین نواب خلد آشیان کو لکھا ہے:

میان آنجو جامع فرهنگ جهانگیری، شیخ رشید راقم فرهنگ رشیدی، عظمای عجم مین می نهین.
 هند انکا مولد. ماخند انکا اشعار قدما. هادی انکا انکا قیاس. ٹیکچند اور سیالیکوٹیمل انکی
 پیرو. سبحان افد! هندی بهی اور هندو بهی.» (۳

اس عریضه کے جواب الجواب مین لکھتے ہین:

دشعرای هنیدکر کلام مین جو غلطیان نظر آتی هین . یا هنیدی فرهنگ لکهنی و الونکر بیان مین جو نادرستی اور باهم جو اونکر عقول مین اختلاف هین . اوس مین مین کلام نهین کرتا . اپنی تحقیق کو مانی هوئر هون . . (٤)

ږ تکلنی

اپنے مخلص احباب اور محسنون سے میرزا صاحب تکاف برتنا ناسزا جانتے تھے۔ نواب فردوس مکان سے انکا تعلق سراسر اخلاص پر مبنی تھا۔ اسلئے اگر روپیہ کی ضرورت آپڑتی تو میرزا صاحب بلاتکاف سرکار سے مانگ لیا

⁽۱) مكاتيب، ص ۸۳ (۲) ايمناً، ص ۱۱۹ (۳) ايمناً، ص ۸۲ (٤) ايمناً، ص ۸۶

کر تے تھے۔ اپنے اس رویہ کو ایك خط مین ظاہر بھی کردیا ہے. فرماتے ہیں: • جو آپ بن مانگی دبن اوسکی لین مین مجھی انکار نہیں. اور جب مجھی حاجت آپڑی تو آپ مہ مانگنی مین عار نہیں. • (۱)

رض سی نفرت

اگرچه میرزا صاحب عمر بهر مقروض رهے، لیکن اونهین طبعاً قرضداری سے نفرت تهی . وه همیشه کوشش کرتے رهے که اس مصیبت کا سامنا نهو ، مگر ایك متموّل اور ذیعزت خاندان کا فرد هونے کے سبب اخراجات زیاده تھیے . اسلئے اونکی رامپور اور سرکار انگریزی کی ماهوار آمدنی ، ایکسوباسٹے روپیے آٹے آئے ، ضروری اخراجات کو ناکافی هوتی ، اور تقریباً هر مہینے قرض لینا پڑتا . سرکار رامپور اونکا ملجا و ماوا تھی . جب قرض خواهون کا تقاضا سخت هوجاتا تو ادایگی قرض کیلئے روپیسه کا سوال پیش کردیتے ، اور یہان کی امداد سے بارگران سے سبکدوشی حاصل کرتے ، اس سلسله کی جسقدر تحریرین اس بجموعه مین پائی جاتی هین ، اون کی صاف عیان هے که میرزا صاحب قرض کا بار بہت محسوس کیا کرتے ، اور چاہتے تھے که جلد از جلد اس بلا سے نجات حاصل هوجائے . چنانچه سب سے پہلی تحریر مین ، جو ۱۷ نومبر سنه ۱۸۵۸ ع کو نواب فردوس مکان سب سے پہلی تحریر مین ، جو ۱۷ نومبر سنه ۱۸۵۸ ع کو نواب فردوس مکان کی خدمت مین ارسال کی هے ، لکھتے هین :

 و بارگران غم سی پست هوگیا هون . آگی تنگدست تها . اب تهی دست هوگیا هون . جلد میری خبر لیجی ، اور کچی بهجوادیجی . ، ^{۱۲})

اسکے بعد ۸ دسمبر سنه ۱۸۵۹ع کو پھر لکھا ہے:

ه سوروپیه کی هنڈوی ... پهنچی . اور روپیه وصول مین آیا ، اورصرف هوگیاه اور مین پدستور . بهوکا اور نتگا رها . تیم سی نکبون توکس سو کهون . اس مشاهرة مقرری سی علاوه دو سو روپیه اگر مجکو اور بهیجدیجیگا تو جلا لیجیگا . لیکن اس شرط سی که اس عطیة مقروی مین محسوب نهو اور بہت جلد مرحمت هو . ، (۳)

۲۲ اگست سنه ۱۸٦٥ ع کو نواب خلد آشیان کی خدمت مین تحریر کیا ہے :

⁽۱) مكاتيب، ص ۲۶ (۲) ايمناً، ص ۲۹ (۳) ايمناً، ص ۲۶ و ۲۵ هـ -- مكاتيب غالب

ه ان دنون مین متفرقات کی قرضدار سرگرم تقاضا بلکه آمادهٔ شور و غوغا تهمی . دو سو روپیه کی هـنـُـوی صراحی آب حیات هوگئی . دام مرگ س_و نجات هوگئی . ه (۱)

ایکبار رامپور سے تنخواہ کی روانگی مین دیر ہوگئی تھی . میرزا صاحب کو قرضخواہون کی رقمین ادا کرنی ہونگی ، اسلئے ۱۰ اگست سنه ۱۸۹۲ع کو سرکار کی خدمت مین لکھا :

ه میرا حال یه که انگریزی تنخواه گهر مین اور کچی قرض کی قسط مین جاتی هم . حضور کر عطیه پر میرا اور شـــاگرد پیشه کا اور حسین علی کا گزارا هی . عالم الغیب جانشــا هم جسطرحگزرتی هم . چار سو ساژهم چار سو کا قرض باقی هم . اب کوئی قرض بهبی نمین دیتا . ه (۲)

۱۳ اگست سنه مذکورکو بهر لکهتے هين:

ه غم نی بشمول بزهاپی کی بست ومضمحل کردیا هی. حضرت کی قدمون کی قدم ! نه حواس درست نه رای صحیح . برسون سی مکروهات مین مبتلا رهتی رهتی اب طاقت تحمل کی نرهی . خدا جاتی کیا هوتا هی کیا صحیح . کیا گرنا چاهیی کیا کرتا هون . کلی آخر روز میر منشی حضور کا خط آیا . جون کی تنخواه کی رسید نه پهنچنی کی اطلاع پائی . تهیدستی و قرض کی رنج مین خسته و آزرده بینها تها ، مگر بهیجدی . ، (۳)

7 اکتوبر سنه 77ع کے عریضه مین میرزا صاحب نے راحت کا انحصار قرض کی ادایگی مین بتایا ہے . تحریر کرتے ہین :

وحضور ملك ومال جسكو جسقدر چاهين عطا كرسكتي هين . . . ين آپ مي صرف راحت مانگنـــا
 هـــون . اور راحت منحصر اس مين هي كه قرض باقيانده ادا هوجائي ، اور آينــده قرض ليني كي
 حاجت نه يزی . . ٥ (٤)

سرکار نے میرزا صاحب کا قرض ادا فرمادیا تو ۸ جنوری سنه ۲۷ع کو اوسکے شکریه مین لکھتے ہین:

ه حضرت کی تصدق سی قرض ادا ہوگیا . تنخواہ نہ قسط سی اور مین نہ رنج سی رہائی پائی. ، (ہ)

اگست سنه ۱۸٦۸ع مین میرزا صاحب کے قرض کی ادایگی کا سرکار نے بھر وعـدہ فرمایا . اس وعـــدہ سے میرزا صاحب کو جو مسرت ہوئی ، اوسکا اندازہ ان الفاظ سے بخو بی ہوتا ہے :

وتین التهاسین سابق پیش هوئی تهین . . . اون خواهشونکم منظور ومقبول هوئو کی نوید پائی. انشاء

⁽١) مكاتيب، ص ٦٢ (٢) ايمناً، ص ٧٥ (٣) ايمناً، ص ٨٩ (٤) ايمناً، ٨٨ (٥) ايمناً، ص ٨٩

اقه الكريم حسب ارشادحصور امى برس ٦٨ مين آمدزمستان يمنى نومبر و دسمبر .ين ميرا قرض... ادا هوجايگا . . (1)

١٦ نومبر سنه ٦٨ع كو پهر لكها:

ه حال میرا تباه هوتی هوتی اب یه نوبت پهنچی که ابکی تنخواه مین مو وه روپیج بچی مجملا آثمی سو روپیج هون تو میری آبرو بچتی هی . ناچار حسین علیخان کی شادی اور اوسکی نام کی تنخواه سی قطع نظر کی . اب اس باب مین عرض کرون کیا مجال . کبهی نکهونگا . آثمی سو روپیج مجکو اور دیجی . شادی کیسی ؟ میری آبرو بچ جائی تو غنیمت هی مختصر یه که اب میری جان اور میری آبرو آپکی هاتر هی . .گر حضور جو عطا فرمانا هی جلد ارشاد هو . ، (۲)

۱۷ دسمـبرکو میرزا صاحب نے یاد دہانی کی ، اور پھر آخری خط مین اپنے اضطراب کو ان الفاظ سے ظاہر کیا :

حضور قرضخوا هـون نی بهت عاجز کر رکها هی . بس مبرا یهی کام هو که یاد د لادون . آگی
 حضرت مالك هین . .(۳)

لیکن ابھی یہان سے رقم پہنچنے نہائی تھی کہ میرزا صاحب کا انتقال ہوگیا . امراض اور صف پیری

میرزا صاحب نے سب سے پہلے عریضۂ نمبر ۱۶ مورخۂ یکم اکتوبر سنہ ۱۸۰۹ ع مین عوارضِ جسمانی کا ذکر کیا ہے. لیکن وہ ضعف پیری تك محدود ہے. فرماتے ہین:

وخدمت گزار هون اور دعا و ثنا میرا کام هو . برهایی و کهودیا · جز نفسی چند مجیر مین کچیر باقی نهین . ه (٤)

قولنج

امراض کا شکوہ ۱۱ نومبر سنه ۲۱ ع سے شروع هوتا ہے. اس زمانه مین میرزا صاحب ابتداء درد ِ قولنج اور بعد ازان بخار مین مبتلا هو ہے ، اور ایك ماہ تك ان امراض کی مصببت جھلتے رہے. فرما تے ہین:

ددعا کو ایك مهینا بهر سی بیمار هی . ابتدا و هی قولنج دوری . بسبب استمال ادویهٔ حاره . که اس مرض مین اوس سی گزیر مین ، تپ تر آگهبرا . کئی باریان بهگتین . اب دو باریان ثلگئی هین . لیکن طاقت بالکل سلب هوگئی هی . اور ضعف دماغ تر قریب بهلاکت پهنچا دیا هی . ایالفعل آب سیب کا استمال هی . » (ه)

⁽۱) مكاتيب ، ص ١٠٥ (٢) ايعناً ، ص ١٠٧ (٣) ايعناً ، ص ١٠٨ (٤) ايعناً ، ص ٢٠ (٥) ايعناً ، ص ٣٣ هـ الف

امراض مختلفه كا هجوم

۲۳ جولائی کو پھر تحریر کیا ہے:

«پانی جگر گداز، هوا جانستان، امراض مختلفه کا هجوم جهان تهان. » (۲)

نيم مرده

سنه ۱۸٦٥ ع مین نواب سکندر زمانی بیگم صاحبه کا انتقال هوا. ایسے موقع پر میرزا صاحب کو بزبان فارسی و عبارت ِ بلیغ تعزیت نامه لکهنا چاهیے تها. لیکن بڑهاپا اور ضعف مانع آیا، اور انهون نے ۱۸ ستمبر سنه مذکور کو از رام ِ معذرت لکها:

ه اب مین نیم مرده، دل پژمرده، خاطر افسرده، جس باب مین لفظ و معنی فراهم کیا چاهون وه سراسر طبعکی خلاف.. (۳)

کوفتهٔ و رنجور

رامپور کے دوسر مے سفر سے واپس ہوتے ہو مے میرزا صاحب مراد آباد پہنچکر بیمار ہوگئے تھے۔ نواب خلد آشیان نے مزاج پرسی کی تو اسکے جو اب میں ۲۱ جنوری سے نه ۲۲ ع کو روداد ِ سفر بیان کرکے لکھتے ہین : مایك هفته کونته و رنجود رہا . اب ویسا پیر و ناتوان ہون جیساکہ اس سفر سے پہلے تھا . ه (٤)

نيمجان هون 🐪 🚉

سفر کی صعوبت اور عرضِ راہ کی بیماری نے میرزا صاحب کی رہی سہی صحت برباد کردی ، اور یہ اپنے آپکو نیمجان سمجھنے لگے . چنانچہ ۲۹ مارچ کو لکھتے ہیں :

ه اپنا حال اس سی زیاده کیا لکھون کہ آگ_ی ٹاتوان تھا ، اور اب نیمجان ہون . برخوردار نواب مرزا خان اپنی مشاہدہ کی مطابق جو میری حقیقت عرضکری وہ مسموع و مقبول ہو . ، (ه)

⁽١) مكاتيب ، ص ٥٥ (٢) ايسنا ، ص ٥٥ (٣) ايسنا ، ص ٦٤ (٤) ايسنا ، ص ٦٨ (٥) ايسنا ، ص ٩٩

حواس درست نهین

امراض اور مالی دقتون نے میرزا صاحب کے احساسات پر بھیکافی اثراندازی کی . چنانچه ۱۱ اگست سنه ٦٦ ع کو تحریرکیا ہے :

ه غم نی بشمول بزهایی کی بست و مضمحل کردیا همی . حضرت کی قدمون کی قسم ! نه حواس درست ، نه رای صحیح . برسون سی مکروهات مین مبتلا رهتی رهتی اب طاقت تحملکی نرهمی . خدا جانی کیا هوتا هی، کیا سمجهتا هون . کیا کرنا چاهی، کیاکرتا هون . ، (۱)

ضعف بصر اور رعشه

۱۸ ستمبر سنه ٦٦ع کو چند نئے امراض کی شکایت کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

ه خاطر اقدس مین نگزری که غالب تعمیل احکام مین کاهل همی. بصارت مین فتور . هاتم مین رعشه . حواس مختل . ، (۲)

امراض قديم بزهگؤ.

اس کے 7 ماہ بعد ١٣ مارچ سنه ٧٧ ع کو لکھتے ہين:

ه اس درویش کا حال اب قابل گزارش نهین . امراض قدیم بژهگئی. دوران سر ، اور رعشه ، اور ضعف بصر ، تین بیماریان نئی پیدا هوئی هین . قلم نهین بناسکتا . لؤکون سی بنوالیتا هون . برسون کی بات نهین رهی . هفتون کی یا مهینون کی زندگری رهگئی هی . ، (۲)

فرض محال

اسکے ایک مہینے بعد ۱۶ اپریل سنہ ۳۷ ع کو نمایشِ باغ بینظیر کی شرکت کی آرزو کرتے ہو ہے تحریر کرتے ہین :

ه نمایشگاه سرا سر سور رامپور کا ذکر اخبار مین دیکهتا هسون ، اور خون جگر کهاتا هسون ، که . هانی مین و هان نهین ! بالاخانی پر رهتا هون . او تر نهین سکتا . مانا که آدمیون نو گود مین لیکر او تارا ، اور پالکی مین بنهادیا . کهار چلی ، راه مین نه مرا اور رامپور پهنچ گیا . کهارون نو جاکر بینظیر مین میری پالکی رکهدی . پالکی قفس اور مین طائر اسیر . وه بهی بو پر و بال . نه چل سکون . نه بهر سکون . (جو کچی او پر لکی آیا هون یه سب بطریق فرض محال هی . ورنه ان امورکی وقوع کی کهان مجال هی .) ه (٤)

اب دم نہین

رفته رفته ماہ و سال کے سفر کیساتے ساتھ میرزا صاحب کے اعضا بھی

(۱) مكاتيب، ص ٧٦ (٢) ايشاً، ص ٨٠ (٣) ايشاً، ص ٩١ (١) ايشاً، ص ٩٦

فرسوده وناتوان هوتے چلے گئے. تا آنکہ ۱۱ جون سنه ۱۸۹۷ ع تك یه نوبت پہنچی که اونھون نے منشی سیلچند صاحب کو صاف صاف لکھدیا:

«بھائی پر تکلف لکھتا ہوں کہ بچر میں اب دم نہیں. نه طاقت باتی ہو. نه حواس درست ہیں. لکھا کچر جاھتا ہوں. لکر کچر جاتا ہوں. بس ابتو یه نوبت پہنچی ہی کہ آج بجا کل مرا . کل بچا پرسون مرا . ، (۱)

وقات اور مدفن

آخرِکار وه دن بهی آگیا، جسکی میرزا صاحب کو برسون سے آرزو تهی، اور ۱۵ فروری سنه ۱۸۶۹ ع مطابق ۲ ذیقعده سنه ۱۲۸۵ ه کو ان کا انتقال هوگیا. لیکن انکی خواهش تهی که بعد ِ مرگ رامپور مین دفن کیا جاؤن. چنانچه ۳۱ دسمبر سنه ۵۹ ع کو حسین مرزا صاحب کو لیکها تها:

درایور زندگی مین میرا سک اور بعد مرگ میرا مدفن مولیا . ، (۱)

قضا وقدر نے یہ تمنا پوری نہو نے دی ، اور میرزا صاحب شاہ نظام الدین اولیا کے مزار کے قریب اپنیے خاندان کے احاطے مین مدفون ہوئے. انا للہ

وانا اليه راجعون.



تصانيف

میرزا صاحب نے زیرِ نظر عریضون مین اپنی متعدد تصنیفات کا تذکرہ کیا ہے. ان مین سے اکثر مشہور ہیں اورکئیکئی بار طبع بھی ہوچکی ہیں. لیکن بعض کے حالات سے ارباب علم ابھی تك آگاہ نہیں. اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے كہ ان سب كا اجمالی ذكر كرد یا جائے.

تازيخ سلاطين تيموريه

۱۶ جنوری سنه ۵۸ع کے عریضہ مین میرزا صاحب نے اس کتاب کا ذکر کیا ہے. فرماتے ہین :

و از هفت هشت سال بتحرير تاريخ سلاطين تيموريه مي پرداختم . ، و١)

وافعه یه هے که سنه ۱۸۵۰ع مین شاہ ِ ظفر نے میرزا صاحب کو تاریخ ویسی کی خدمت پر بمشاہرۂ پچاس روپیه ماہوار مقرر فرمایا، اور حکم دیا که حکیم احسن الله خان بهادر تواریخ سے حالات اقتباس کر کے میرزاکو دیا کرین، اور میرزا صاحب اپنے انداز خاص مین ان واقعات کو تحریر کرین. میرزا صاحب نے کتاب کا نام پرتوستان رکھا، اور یه تجویز قرار پائی، که کتاب دو صاحب نے کتاب کا نام پرتوستان رکھا، اور یه تجویز قرار پائی، که کتاب دو حصون مین تقسیم کیجائے. بہلا حصه ابتدای آفرینش سے امیر تیمور گورگان تک بالاختصار اور تیمور سے ہمایون تک قدر سے تفصیل کیساتی مرتب کیا جائے. دوسر سے مین جدلل الدین اکبر سے سراج الدین بہادر شاہ تک کے واقعات ہون. میرزا صاحب نے حصۂ اول کا نام ، میر نیمروز، اور ثانی کا مماہ نیم ماہ، رکھا. حصۂ اول کے متعلق ۱۱ جون سنه ۱۸۵۲ع کو میرزا صاحب نے منفی جواہر سنگی جوہر کو لکھا ہے:

⁽۱) مكاتيب، ص ۱۲

همسودهٔ روزنامهٔ روداد اورنگ نشینان چغتائیه بدست هیرا سنگی روان داشته ایم، و هنوز از رسیدنش نشان نیافته ایم. اگر رسیده است بنویسند. ورنه از هیرا سنگی باز پرس کنند. ، (۱)

اس سےمعلوم ہوتا ہے کہ سال ڈیڑہ سال کے اندر ہی «مہرِ نیمروز» تمام ہو چکی تھی. لیکن سنه ۱۲۷۱ ہ تك زیورِ طباعت سے آراسته نہوسکی^(۲)، جسکی وجہ یه ہوگی کہ اگر میرزا صاحب فوراً حضورِ شاہ مین کتاب پیش کر دیتے تو حصه دوم کا تقاضا شروع ہوجاتا، جسکیواسطے یہ اسقدر جلد تیار نہ تھے۔

بهرحال مطبوعه کتاب بادشاہ کے روبرو سنه ۱۲۷۱ھ (۱۸۵۶ع) مین پیش هوئی. چاهئے تھا که میرزا صاحب حصة ثانی کی ترتیب شروع کردیتے . لیکن ایسا نہین ہوا ، حتی که سنه ۷۵ع نے بساطر حکومت اولئدی ، اور مام نیم ماہ ، شرمندہ طلوع نہوسکا . بظاہر اسکی ایك اهم وجه میرزا صاحب کی جدید طرز انشا بھی ہے ، جو بادشاہ تو بادشاہ اوس عہد کے کسی ادیب کو بھی پسندیدہ نه تھی . ورنه نامکن تھا که سنه ۶۵ع سے سنه ۷۵ ع تك بادشاہ تقاضا نکرتے ، یامہلت عطا کردیتے اور قبل اتمام کتاب جلاوطن ہوجاتے تو میرزاصاحب اپنے خطوط مین یہ نه لکھتے کہ مین نے حصة ثانی کی ترتیب کا آغاز کردیا تھا ، لیکن اوسکو انجام تك اسلئے نہین پہنچایا کہ اب اوسکا براہیم ذوق کا انتقال ہوا اور میرزا صاحب به تنخواہ موجودہ استاد شه قرار براہیم ذوق کا انتقال ہوا اور میرزا صاحب به تنخواہ موجودہ استاد شه قرار براہیم ذوق کا انتقال ہوا اور میرزا صاحب به تنخواہ موجودہ استاد شه قرار دو خدمتین انجام دین . واللہ أعلم .

ذيوان اردو

میرزا صاحب نے ہ ذی الحجه سے ۱۲۷۳ م کے عریضه مین اسکا اسطرح ذکر کیا ہے:

⁽۱) کلیات نثر فارسی، ص ۲۵۰ (۲) ایضاً، ص ۱۵۷۶

ه مجکو غم یه هم که غزلهای اصلاحی اور ذیوان اردوکی رسید مین نی نه پائی. دیوانکی رسید ... ایسی هی باریك کاغذ پر لکهکر اس سـاهوکارکو دیجیگا، اور اوسکو تاکیدکیجیگا که اسکو بهیجندی . . (۱)

منشی شیو نرائن اکبر آبادی کو اس نسخه کے بارے مین لکھتے ہیں: «اب تم سنو. دیوان ریخۂ اتم و اکمل کہان تھا. مگر ہان میں نو غدر سے پہلے لکھواکر نواب یوسف علیخان بہادر کو رامیور بھیجدیا تھا. ، (۲)

اس بیان سے بظاہر یہ مترشح ہوتا ہے کہ میرزا صاحب نے مئی سنہ 80ع سے قبل دیوان ِ اردو رامپور بھیجا ، لیکن در اصل نسخهٔ مذکور عریضه نمبر ہ کے جواب کی تاریخ ۹ مئی اور تاریخ آشوب ِ غدر ۱۱ مئی کے درمیان کسی تاریخ کو بھیجا گیا تھا ، چونکہ وہ تاریخ غدر سے قبل تھی اسلئے میرزا صاحب نے مجمد «غدر سے پہلے » کہا ہے .

میرزا صاحب کو اسکی رسید نومبر سنه ۵۸ ع تك موصول نهوسکی . جب ماه ِ مدذكور مین انهون نے «دستنبو» کی ایك جلد تحفیّة ارسال کی اور نواب صاحب نے جواب مین لکھا کہ عـدیم الفرصتی کے سبب دیوان اور دستنبو ملاحظه سے نگزرا، تو میرزا صاحب نے ۷ نومبرکو لکھا:

واس قرینی س_خ که بسبب کم فرصتی کی اونکا ملاحظه نکرنا مرقوم هوا ریخته کی دیوان اور اس کتاب کا پهنچنا معلوم هوا. ، (۳)

اس نسخه کی مفصل کیفیت صفحهٔ ۱۰ کے حاشیہ مین ملاحظہ ہو . ﴿

دستنبو

میرزا صاحب نے «آغاز یازدهم مئی سنه ۱۸۵۷ ع سے ۳۱ جو لائی سنه ۱۸۵۸ ع تك روداد شهر اور آپی سرگزشت یعنی پندره مهینے كا حال نثر مین لكها. . . اور الستزام اسكا كیا . . . كه دساتیر كی عبارت یعنی پارسی قدیم لكهی جائے ، اور كوئی لفظ عربی نه آئے »(٤) . . اور منشی شهو نراین كے مطبع واقع اكبرآباد (آگره) مهین طبع كراكے ایك نسخه نواب فردوس

⁽۱) مکاتیب، ص ۱۰ (۲) اردوی معلی، ص ۳۸۱ (۳) مکاتیب، ص ۱۸ (٤) اردوی معلی، ص ۹۹ و — مکاتیب غالب

مكان كو ارسال كيا. ٧ نومبر سنه ٥٨ عكو اسكى رسيد كے متعلق لكهتے هيں:

ه اس قربني سى كه بسب كم فرصتى كر اونكا ملاحظه نكرنا مرقوم هوا، ريخته كى ديوان اور اس
كتاب كا پہنچنا معلوم هوا. ديوان كر ديكهنى مدين آپ كو اختيار هو. مگر يه چار جزو
كا رساله جو اب بهيچا هى اسكا ديكهنا ضرور دركار هى. فارسى قديم اور پهر حسن معنى اور
صنعت الفاظ. با اين همه هر امركى احتياط اور هر بات كا لحاظ. جنابعالى! طرفه معامله هى.
خدا كا شكر هى اور اپنى قسمت كا گله هى. خدا كا شكر يه كه باوجود تعلق قلعه كسيطرح كى
جرم كا به نسبت ميرى احتمال بهى نهين . قسمت كا گله يه كه عطاى پنس قىديم كا حكام كو
خيال بهى نهين . يه نومبر سنه ١٨٥٨ انيسوان مهينا هى . گوبا بن كهائى جينا هى . كهتى هين كه
جنورى شروع سال مين پنسندارون كو روپيه مليگا . ديكهئى كيا نيا گل كهليگا . پهلى نومبر كو
يهان اشتهار عام هوگيا هى . كه اب قلمرو هندوستان مين عمل ملكة معظمة عاليمقام هوگيا هى .
مين پهلى سى مداحون مين اپنا نام لكهوا چكا هون ، اور وزراى ملكة دارا دربات كى دو
سارتيفك پاچكا هون . اگر اس اجمال كو به نفصيل معلوم كيا چاهي ، نو اسى كتاب موسوم
سارتيفك پاچكا هون . اگر اس اجمال كو به نفصيل معلوم كيا چاهي ، نو اسى كتاب موسوم
سارتيفك مين ديكها چاه شى . » (۱)

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ۷ نومبر سنہ ۵۸ ع سے قبل کتاب طبع ہو چکی تھی. اس کتاب کی طباعت مین میرزا صاحب نے جسقدر اہتمام اور کوشش کی ہے اوسکی داستان سے اردوی معلی اور عود ہندی کے صفحے کے صفحے پُر ہین. ان خطوط کا ضروری اقتباس مولانا مہر کی کتاب کے صفحات پُر ہین. ان ملاحظہ ہو .

كليات فارسى

کلیاتِ فارسی کا نسخه میرزا صاحب نے مارچ سے ۱۸۹۱ ع مین نذر کیا تھا. یه نسخه خاندانِ لوهارو کے ایك بزرگ نواب فخر الدین خان مرحوم کے قلم کا لکھا ہوا ہے. ۷ اپریل سنه ۳۱ عکو اسکے بارہے مین میرزا صاحب تحریر کرتے ہیں:

، کلبات نارسی کا پہنچنی سی اور اس نذر کا مقبول ہونی سی مجکو بہت خوشی حاصل ہوئی . ، (۲) 19 محرم سسنه ۱۲۸۲ ہ (۱۶ مثمی سسنه ۱۸۳۵ ع)کو پھر اسکا ذکر کیا ہے . فرما تے ہین : و دو قصیدهٔ صدحیه میری دیوان فارسی صین مهترم اور وه دیوان حضرت کی کتابخانی مین موجود هی . . (۱)

بعد ازان ۱۸ جون سنه ۲۵ ع کو پهر لکهشے هين :

داب عرض یه همر که حسب الحکم حضورکی یه قصیده میری دیوان فارسی مین ، جو کتابخانی مین موجود هم ، درج کیـا جاتی . ، (۲)

> نسخه کی مزید تفصیل ص ۲۸ کے حاشیه نمبر ۲ مین درج ہے. امة غالب

میرزا صاحب نے سنہ ۱۸۹۰ ع مین فرھنگ برھان قاطع کے اغلاط پر مشتمل ایک رسالہ مسمی بہ و قاطع برھان ، لکھکر نواب فردوس مکان کی امداد سے شایع کیا تھا. اسکے جواب مین ھندوستان کے متعدد اھل علم نے رسایل لکھے ، ان حضرات مین سے ایک مرزا رحیم بیگ تھے ، انھون نے و ساطع برھان ، رسالہ تصنیف کیا ، اور اوسمین میرزا صاحب کو بہت جلی کئی باتین سنائین ، میرزا صاحب کو بہت جلی کئی باتین سنائین ، میرزا صاحب نے اسکا جواب الجواب لکھا ، اور اوسکے پانچ نسخے نواب مرزا خان داغ دھلوی کے توسط سے نواب خلد آشیان کی خدمت مین نذر مرزا خان داغ دھلوی کے توسط سے نواب عکو نوابصاحب کو لکھا :

وایك عبارتكا ایك جزو بطریق خط ایك انصاف دشمن کو لکهکر چهپوا دیا هی . پارسل اوسکا نواب مرزا کو ارسال کیا هی . پانچ رسالی وه میریطرف سی نذر گزرانینگی . حضرت قبول نذر کو میرا عز و شرف جانین گی . » (۳)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسالۂ مسند کورہ شروع اگست سنہ 70 میں شایع ہوا تھا.

انتخاب ديوان اردو

نواب خلد آشیان اساتذہ فارسی و اردو کے منتخبہ اشعارکی ایک بیاض مرتب فرمانا چاہتے تھے۔ اسکے لئے میرزا صاحب کے چیدہ چیدہ اشعارکی بھی ضرورت تھی. لهذا اونھون نے ۲۵ اگست سنه ۱۸۶۳ع کو میرزا صاحب کو لسکھاکہ آپ اپنے اردو اور فارسی کلام کا انتخاب روانا فرمائیے، تاکہ

⁽۱) مكاتب، ص ۱۰ (۲) ايضاً، ص ۱۰ (۲) ايضاً، ص ۱۷

بحموعة مذكور مين شامل كيـا جائے. ميرزا صاحبنے ١٠ ستمبر كو جواباً تحرير كيـا :

«اردو کا دیوان ایك شخص کو دیا هم بعد اتمام تحریر نذر کیا جائیگا . » (۱)

۱۸ ستمبر کو پھر تحریر کیا :

وخاطر اقدس مین نگزری که غالب تعمیل اجکام مین کاهل هی . بصارت مین فتور . هاتم مین رعشه . وعشه . حواس محتل . ناچار کاتب کی تلاش کی . شهر سراسر ویران هی . کاتب کمان ؟ باری ایك دوست فی کاتب نشان دیا . اردو کا دیوان اشعار پر صاد کرکی اوسکو حواله کیا . کل وه اجزای منقوله آئی . آج بطریق پارسل مع اس عرضی کی ارسال کی . خط کاتب کا مجکو پسند نهین آیا . حضرت کو کیونکر پسند آئیگا . اغلاط آئی تهی که مجکو تحریر کی برابر محنت یؤی . ه (۲)

٢٤ ستمبر كو سـه باره اردو ديوان كا اسطرح ذكر كيـا هـے:

ه اردو دیوانکا انتخاب بهیج چکا هون . یقین هم که حصرتکی نظر انور سی گزرگیا هو . ، (۳)

أنتخاب ديوان فارسي

اسی سلسلہ مین میرزا صاحب نے اپنی فارسی غزلوں کا انتخاب بھی روانا کیا تھا . ۱۰ ستمبر کے خط مین اسکے متعلق فرماتے ہین :

فارسی دیوان کا شیرازه کهولکر چند شخصون کی حوالی کیا هم . ، (٤)

۱۸ ستمبر کے عریضہ مین دیوان اردو کے ارسال کی اطلاع کے بعد لکھتے ہیں:
• فارسی کی کلیات کا شیرازہ کھولکر اجزا اوسکر احباب پر تقسیم کردیئی ہیں. جابجا اشعار
پر صاد کردیئی ہیں. وہ بھی میری انتخاب کی مطابق نقل ہو رہم ہیں. بعد اتمام وہ بھی
پیشکش کرونگا. ، (ہ)

میرزا صاحب نے یہ انتخاب ۲۶ ستہ برکو روانا کرکے بطریق ِ اطلاع سرکار کو لکھا :

«آج فارسی دیوان کا انتخاب بطریق پارسل اس عرضی کیسا رس بهیجتا هون. ... اس درویش فر صرف غزلین اور رباعیون کا انتخاب بهیجا هی. قصائد و قطعات و مشویات کا انتخاب ابهی نهین بهیجا. اگر حکم هو تو و ، بهی بهیجون. ، (۱)

لیکر اغلب یه هےکه سرکار نے ان اصناف ِ لظم کا انتخاب طلب نهین فرمایا. ان دونون نسخون کے متعلق ص ۷۹ کا حاشیه نمبر ۱ ملاحظه کیجیہے.

⁽اوع) مكاتيب، ص ٧٩ (٢وه) ايصاً، ص ٨٠ (٣و٦) ايصاً، ص ٨١

تلامـــده

میرزا صاحب کے شاگردون کی تعداد خاصی ہے. لیکن مکاتیب مین صرف چند اصحاب کا ذکر آیا ہے. ان مین سے باقرعلیخان اور حسین علیخان سببی خاندان کے عنوان کے ماتحت مذکور ہوچکہے. بقیمہ اصحاب حسب ذیل ہین.

نير

نواب ضیاء الدین خان بهادر نتیریز و رخشان ابن نواب احمد بخش خان بهادر والی فیروزپور جهرکه و لوهارو میرزا صاحب کے ارشد تلاممذه مین تھے۔ نواب خلد آشیان نے ۲۵ اگست سنه ۲٦ ع کے فرمان مین میرزا صاحب سے ارشاد فرمایا تھا کہ بھائی ضیاء الدین خانصاحب کے کلام کا انتخاب بھی بھجوائیہے۔ اسکے جواب مین میرزا صاحب نے ۱۰ ستمبر کو لکھا:

د بھائی صیاالدین خان کا مجموعة نظم و نثر فارسی و اودو سراسر دبکھا ہوا میرا، جو اونکی کتابخانی مین تھا، غدر مین لنگیا. بعد غدر ذوق شعر باطل اور دل افسرده هوگیا. دو تین غزلین فارسی و هندی جو لکھی مین اوسکا انتخاب بھی پنجیگا. ه (۱)

۲۶ ستمبرکو انتخابِ دیوانِ فارسی کیساتہ جو عریضے بھیجا تھا اوسمین ضیا۔الدین خان ہادر کے بارے مین تحریر کیا ہے:

بهائی ضیاءالدین خان بهادر نی جو اوراق میری پاس بهیچی هین وه بهی اس پارسل مین رکهدیؤ
 هین . حضرت اس غریب کا مجموعة نظم و نثر غدر مین لئگیا . بعد غدر جو کچی کها هی وه یهی
 هی ، جو بهنچتا هی . ، (۲)

نواب ضیاءالدین خان بهادر کیلئے ص ۷۹کا حاشیه نمبر ۲ ملاحظه هو . ناظم

میرزا صاحب کے دوسرے قابلِ فخر شاگرد ، جنکا مکاتیب مین اسلئے

بارہا ذکر آیا ہے کہ ابتدائی ٤٢ عرایض اون کے نام نامی سے معنون ہین، نواب سید محمد یوسف علیخان بہادر فردوس مکان ناظم تخلص ہین. چونکہ دیباچہ مین موصوف الذکر کی شاگردی سے بالتفصیل بحث کیگئی ہے، نیز اونکے سوانح پر ایك مختصر نوٹ مکا تیب کے آغاز مین درج ہے، اسلئے یہان صرف ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے.

نواب خلد آشيان

نواب سے محدکلب علیخان بہادر خلد آشیان بھی میرزا صاحب کے زمرۂ تلامے ذہ کے رخشندہ گوہر ہین . آپ نے ۲۷ آگست ۹۹ ع کو ایك فارسی نثر میرزا صاحب کو بغرض اصلاح بھیجی تھی، اور گرای نامۂ مورخۂ کا کتو ر مین تحریر فرمایا تھا :

ه مرا ازان مشفق واسطة تلذ بوده است . ، (١)

بعض وجوہ سے یہ رشت پایدار ثابت نہ ہوا ، اور غالباً صرف ایک نثر پر میرزا صاحب اصلاح دیسکے . مکاتیب ہداکی بڑی تعدد آپ کی خدمت ِ اقدس مین لکھی گئی ہے . چونکہ آپ کے نام کے عرایض کے شروع مین سوانح ِ حیات پر مشتمل ایک نوٹ اضاف کردیا گیا ہے ، اسلئے یہان تفصیل کی حاجت نہیں .

⁽۱) مكاتيب، ص ۸۴، حاشيه نمبر ۱ .

لوازمات امارت

شاگرد پیشه

آیک عریضه مین میرزا صاحب نے اپنے ملازمون کا بھی اجمالی ذکر کیا ہے.

فرماتے ہیں:

وحضور کر عطبه پر میرا اور شاگرد پیشه کا اور حسین علی کا گزارا هو . عالم الغیب جانتا هو
 جسطرح گزرتی هی . ، (۱)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میرزا صاحب کے ملازمون کی تعداد خاصی تھی، اور یہ کہ وہ اس غربت مین بھی لوازمات ِ امارت کے پابنے تھے . ان خدمتگارون مین سے بعض کا تذکرہ میرزا صاحب کے دوسر مے سفرِ رامپور کے ضمن مین آئیگا .

مختار کار

میرزا صاحب نے روساکیطرح مالی اور دیگر دفتری کاروبار کے انصرام کیلئے مختار کار بھی رکہ چھوڑا تھا. یہ قوم کا بنیا اور ساہوکاری پیشہ تھا. بسا اوقات اسی سے میرزا صاحب قرض بھی لیا کرتے، اور اسی کے ہاتہ سرکار رامپورکی فرستادہ ہنڈوی فروخت کر ڈالتے تھے.

اکست سنه ۱۸۶۹ ع کے عریضہ مین میرزا صاحب نے پہلی بار اسکا ذکر کیا ہے. فرماتے ہین:

آخر روز توقیع وقیع مع جولائی کی تنخواه کی هنڈوی کی پہنچا . هنڈوی مختار کار کو دی
 اور یه عرضی لیکھنے بیٹھا . ، (۲)

بعد ازان ۱۸ ستمبر سنه ۱۸۶۸ ع کو منشی سیلچند کے نام کے مکتوب مین لکھتے مین :

ه اگل مهینی یعنی اگست سنه ۱۸۹۸ کی تنخواه کی هنداری جو تم تی بهیجی تهی اوسکا رویسه ابتك نهین پئا . مین تو جدن هنداری آئی هی اوسیدن یا دوسری دن اپنی مختار کار کر هاتمی که وه بهی مهاجن هی ، بیچ ذالت هون . مگر اوس مختار کو جسکم هان هنداری آئی هی اوسنی رویسه ابتك نهین دما . » (۳)

انگریزی تعلقات

ديرينـه تمكخوار

حکومت انگلشیه سے میرزا صاحب کے تعلق کا آغاز اولکے چچا نصراللہ بیگ خان بہادر کے توسط سے ہوتا ہے. نصراللہ بیگ خان بہادر انگریزی فوج مین رسالدار ، اور پرگنه سونك سونسا کے جاگیردار تھیے . میرزا صاحب اپنے والد کے انتقال کے بعد چچا کی سرپرستی مین پرورش پا رہے تھے کہ سنه بیگخان بہادر کا انتقال کے بعد پچا کی سرپرستی مین پرورش پا رہے تھی ، نصرالله بیگخان بہادر کا انتقال ہوگیا . لارڈ لیك بهادر نے دیرینه خدمات کا لحاظ کر کے جاگیر کے عوض اونکے متعلقین کی پنشن مقرر کرادی ، اور اسطرح میرزا صاحب انگریزون کے وظیفه خوار بنگئے . یہ پنشن نواب احمد بخش خان بهادر والی فیروزپور جھرکہ ، برادر نسبتی نصرالله بیگخان بهادر کے خزانه سے ماتی تھی . فیروزپور جھرکہ ، برادر نسبتی نصرالله بیگخان بهادر کو ولیم فریزر ریزیڈنٹ فیروزپور کی جاگیر لیکن اونکے جانشین ، نواب شمس الدین احمد خان بهادر کو ولیم فریزر ریزیڈنٹ دھلی کے قتل کرانے کے الزام مین پھانسی دیدیگئی ، اور فیروزپور کی جاگیر ضبط ہوگئی ، تو مسیرزا صاحب اور دیگر ورثای نصر الله بیگخان کی پنشن خزانه کلکتری دہلی سے تقسیم ہونے لگی اور اپریل سنه ۱۸۵۷ ع تك میرزا صاحب کو ملتی رہی .

میرزا صاحب اپنی اُس «دیرینـه نمکخواری » کے متعلق نواب فردوس مکان کو تحریر کرتے ہیں :

وحالی رای جهان آرای باد ، که دیرینه نمکخوار سرکار انگریزم. و از سر آغاز سال یکهزار و هشتصد و شش ، که درانگاه شمار سنین عمر من از ده نگزشته بود ، بعوض جاگیر عم حقیق نسی خود نصرانه بیگخان بهادر ، که با جمعیت رساله چهار صد سوار بممیت جرنیل لاژد لیك بهادر در فتح مندرستان کوششهای نمایان کرده ، و پرگنه سونك سونسا بقید حین حیات جاگیر یافته ، و هم دران عهد بمرگ ناگاه از جهان رفته بود ، بفرمان جرنبل لاؤد لیك بهادر و منظوری گورمنك مشت زری شامل جاگیر عم سبی من نواب احمد بخش خان بهادر در وجه معاش من منجملهٔ زر استمراری سركاری ، كه بذمه نواب احمد بخش خان بهر دوام واجب الادا بود ، قراریافت . چون جانشین احمد بخش خان كیفر كردار یافت و جاگیر بسركارباز یافت شد ، رسیدن آن وجه مقرری از خزانهٔ كلكتری دهلی صورت پزیرفت . چنانكه تا انجام اپریل سنه ۱۸۵۷ از كلكتری دهلی افته ام . » (۱)

دربار اور خلعت

پنشنخوارکی حیثیت سے میرزا صاحب اہم شخصیت کے مالک نہ تھے .
اونہین ساڑھے سات سو روپیے سالانہ یا ساڑھے باسٹے روپیہ ماہوارکا معمولی
وظیفہ ملتا تھا. نواب خلد آشیان کو ہ ستمبر سنہ ٦٧ ع کے عریضہ مین لکھا ہے:
دباسٹے دوبئی آئے آنے مہنا انگریزی سرکار سی بعوض جاگیر باتا ہون . . (۱)

در اصل اونکا حقیق اعزاز یه تھاکہ گورنر جنرل کے دربار مین داہنی صف مین دسویر کی میں داہنی صف مین دسویر کی میں دسویر کی میں دسویر کی میں دسویر کی اور سات پارچے مع جیغه، سرپیچ و مالای مروارید خلعت پاتے تھے ، نواب فردوس مکارے کو یه تفصیل لکھتے ہوے فرماتے ہیں :

مین انگریزی سرکار مین علاقه ریاست دو دمانی کا رکهنا هون . معاش اگرچه قلیل هی ، مگر عزت زیاده پاتا هون . گورمنث کی دربار مین داهنی صف مین دسوان لمبر اور سات پارچی اور جغه ، سر پیچ، مالای مروارید خلعت مقرر هی . ، (۳)

غدر اور قصور خدمت

سرکار انگریزی سے میرزا صاحب کے تعلقات مئی سنه ۱۵۰۷ تلک خوشگوار تھے۔ جب دھلی اور دیگر اطراف ملک مین انگریزون کے خلاف فوج اور رعایا نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا ، اور شاہ ِ ظفر مطلق العنان حکمران قرار دیسے گئے ، تو میرزا صاحب کیلئے بجز گوشه گیری کوئی چارهٔ کار نرها . کیونکه اگر اپنی محسن سرکار کا ساتے دیتے ، تو باغی گھر بار لوٹ لیجاتے ، اور اہل قلعه کی کھلم کھلا حمایت کرتے ، تو بصورت ِ ناکامی انگریزون کی طرف سے بدسلوکی کا خوف تھا . نصیب کی تائیدسے میرزا صاحب کی تدبیر کارگر ہوئی ، اور وہ کا خوف تھا .

⁽۱) مكاتيب، ص ۱۱ - (۲) ايضاً، ص ۹۹ (۳) ايضاً، ص ۲۱ زر) ايضاً، ص ۲۱ زر) ايضاً، ص ۲۱ زر)

شہر دہلی کے اندر باغیـون کیساتھ • بیاطن بیکانه و بظـا ہرآشنا ، ایام گزاری کرتے رہے . تا آنکہ انگریزی فوج نے دوبارہ شہر فتحکیا ، اور اون اشخاص کی دار و گیر شروع ہوئی ، جنھون نے باغیون کی جنبه داری کی تھی. اہلِ شہر نے انگریزی سپاہ کے داخلِ شہر ہوتے ہی بھاگنا شروع کردیا ، لیکن میرزا صاحب اپنی جگہ سے نہ ہلے . شہر مین تحقیقات شروع ہوئی . مخبرون نے اطلاعین بہم پہنچاکر باغیون کی تلاش میںگورنمنٹ کی مدد کی ، مگر باوجو د تعلقِ قلعه میرزا صاحب کے دامنِ وفاداری پر دھبے نہ آیا . حکام کو میرزا صاحب کے قیام ِ دہلی کی اطلاع ہـوئی، مگر اونھون نے اس سے دلچسی نلی . خود میرزا صاحب نے کسی حاکم سے اسلئے ملنــا مناسب نه جاناکہ موجودہ اصحاب مین اونکا کوئی شـناسا نه تها. نتیجـه یه هواکه کچم عرصه کیلئیے انکے تعلقاتِ انگریزی منقطع ہوگئے. دوران بغاوت مین نواب فردوس مکان نے انگریزون کی بڑی امداد کی تھی . میرزا صاحب اس حقیقت سے واقف تھیے . جب غدرکی آگ بجم گئی ، تو انھون نے از راہ ِ مصلحت ۱۶ جنوری سےنہ ۱۸۵۸ ع کو اپنی ساری روداد نوابصاحب کو لکھی ، اور آخر مین عرض کیا : ه راستی اینکه درین فتنه و آشوب خدمتی بجا نیاورده ام . لیکن مقام شکر است که به تقدیم نرسیدن خدمت از راه بیدستگاهیست و ذریعهٔ اخلاص و خلوص همان بگناهیست . ، (۱)

بعد ازان ٧ نومبر سنه ٥٨ ع کو تحرير کيا هے:

«خداکا شکر یه که بارچود نملق کسیطرح کی جرم کا به نسبت میری احتمال بهی نهین . ، (۲) اسی سلسله مین ۷ نومبر سسنه ۵۹ ع کو لکهتیے هین :

دابتك مین اپنی كو یه بهی نهین سمجها كه بیگناه هون یا گناهگار . مقبول هون یا مردود . مانا كه كوئی خیرخواهی نهین كی جو نئی انعام كا مستحق هون . لیكن كوئی بیوفائی بهی سرزد نهین هوئی جو دستور قـدیم كو بُرهم ماری . ، (۳)

مسدودی دربار و خلعت و پنشن

میرزا صاحبنے ایام ِ غدر مین جو رویہ اختیار کیا تھا اوسکی بنا پر

⁽۱) مكاتيب، ص ۱۳ (۲) ايمناً، ص ۱۵ (۳) ايمناً، ص ۲۲

حکومت ِ انگلشیه کی نظر مین مجرم ثابت نہوے کہ سزا دیجاتی، لیکن کسی خاص خدمت کے انجام ندینے کے سبب اس کے بھی مستحق خیال نہ کیے گئے کہ پنشن، دربار اور خلعت بحال رکھا جائے. چنانچہ یہ تینون اعزاز بند ہوگئے. نواب فردوس مکان کو ۷ نومبر سنہ ۱۸۵۹ ع کے عریضہ مین دربار و خلعت کے ذکر کے بعد لکھا ہے:

« لاؤد هاردنگ صاحب کی عهد تك پایا . لاؤد دلهوسی یهان آثر نهین . اب یه نواب معلی القاب آثر هین ۰ زماند کا رنگ اور . کوئی حکم کوئی سکرتر میرا آشنا نهین . بؤی صیری مهیی قدردان جناب المفشئن صاحب . وه بهی چیف سکرتر نرهی . لفٹنٹ گورنر هوگئی . وه سکرتر رهتی تو مجهی کچی غم نه تها . . (۱)

پنشن کی مسدودی کے بارے مین ۱۶ جنوری سنه ۸۸ ع کے محولہ بالا عریضه مین لکھتے ہیں :

وچنـانکه تا انجام اپریل سنه ۱۸۵۷ از کلکتری دهلی یافته ام . و از مثی خود آشکار است که حال جدست . ه (۲)

اسکے بعـد ۷ نومبر سـنه ۱۸۵۸ ع کو تحریر کرتے ہین:

وجنابعالی! طرفه معامله همی . خداکا شکر همی ، اور اپنی قسمت کاگله همی . خداکا شکر یه که باوجود تعلق قامه کسیطرح کی جرم کا به نسبت میری احتمال بهمی نهین . قسمت کا آله یه که عطای پنسن قدیم کا حکام کو خیال بهمی نهین . یه نومبر سنه ۱۸۵۸ لنیسوان مهینا همی . گویا بن کهائی جیناهی . » (۳)

پنشن کی بحالی کیکوشش

غالباً مئی سنه ۱۸۰٦ ع سے اپریل سنه ۵۷ ع تك میرزا صاحب کو خاندانی وظیفه ملتا رہا . مئی مین غدر ہوگیا اور چند ماہ تك اہلِ دہلی اور گورنمنٹ کے تعلقات منقطع رہے . فتح دہلی کے بعد جنوری سنه ۵۸ ع تك میرزا صاحب نے اسلئے تجدید راہ و رسم کی سعی نکی ، که شناسا حاکمون مین سے اب کوئی نه رہا تھا ، اور نئے حکام سے ملاقات کی تقریب کوئی خدمت ہونی چاہیے تھی، جو از راہ احتیاط انھون نے انجام نہین دی تھی . چنانچه مین نواب فردوس مکان کو لکھا ہے:

⁽۱) مكاتيب، ص ۲۲ (۲) ايضاً، ص ۱۲ (۳) ايضاً، ص ۱۵ :--- انه

واز سر آغاز سال ۱۸۰۳ ... بعوض جاگیر عم حقیق نسبی خود ... مشت زری ... در وجه مماش من ... قرار یافت ... چنانکه تا انجام اپریل سنه ۱۸۵۷ از کلکتری دهلی یافته ام . و از مئی خود آشکار است که حال چیست می بایست که خود سلسله جنبان گشتمی . و با حکام پیوستمی . درین باره سخن آنست ، که درین فرماندهان با هیچ کس سابقه معرفتی ندارم . و معهذا موقع و محل آن نمی نگرم که نامه نویسم ، و خواهش ملاقات بمیان آورم . راستی اینکه درین فرته و آشوب خدمتی بجا نیاورده ام . ، (۱)

لیکن معلوم ہوتا ہےکہ ۱۶ جنوری اور ۲۵ مارچ سنه ۵۸ ع کے درمیان ہی مین بحالی پنشن کی سلسلہ جنبانی شروع کردی تھی. اسلئے کہ نواب فردوس مکان کی بالواسطہ دعوت ِ رامپور کے جواب مین صاحبزادہ سید زین العابدین خان بہادرکو ۲۵ مارچ سنه ۵۸ ع کو لکھتے ہین:

مین نی اپنی پنسن کی باب مین چیف کمشنر بهادرکو درخواست دی تهیی . و هان سی صاحب کمشنر شهر کو وه درخواست حواله هوئی . صاحب کمشنر دهلی نی صاحب کلسکتر شهر سی کیفیت طلب کی هی . پس اگر وه کیفیت پنسن کی هم تو بهان کی کلسکتری کا دفتر اگر نهین رها نه رهی . رینو بوزد کی دفتر اور لفتلف گورنری آگره اور نواب گورنر جنرل کلسکته کی دفتر اس پنسن کی کیفیت سی خالی نهین هین . اور اگر میری کیفیت مطلوب هی ، تو میرا بیجرم اور بری اور الگ هو نا فساد سی از روی دفتر قلعه و اظهار مخبرین ظاهر هی . بهر حال صاحب کمشنر شهر کیفیت صاحب کلسکتر سی طلب کرکر چیف کمشنر کی ساته پنجاب کو گئی هین . دیکه یک آوین ، اور بعد ملاحظة کیفیت کیا حکم دین . ، (۱)

مداحون مین نام

اس عرصه مین میرزا صاحب نے مداحانِ حکومتِ انگاشیه مین اپنا نام درج کراکے وزرایِ ملکهٔ معظمه کے دو سارٹیفکٹ حاصل کرلئے تھے۔ لیکن اسکے باوجود نومبر سنه ۵۹ تك پنشن جاری نہوئی، اور جب شہر مین یه افواه مشہور هوئی که جنوری سنه ۱۸۵۹ ع مین پنشندارون کو روپیه ملیگا، تو ۷ نومبر سےنه ۵۹ کو میرزا صاحب نے از راہ ِ شکایت نواب فردوس مکان کو لکھا:

ه قسمت کاگله یه که عطای پنسن قدیم کا حکام کو خیال بهی نهین. یه نومبر سنه ۱۸۵۸ انیسوان مهینا هی . گویا بن کهائی جینا هی . کمتی هین که جنوری شروع سال مین پنسندارون کو روپیه ملیگا .

⁽۱) مكاتيب، ص ۱۱-۱۳ (۲) ايمناً، ص ۱۱۰

دیکهئی کیا نیا کل کهایگا . پهلی نومبرکو یهان اشتهار عام هوگیا هی ، که اب قلمرو هندوستان مین عمل ملکهٔ معظمهٔ عالیمقام هوگیا هی . مین پهلی سی مىداحون مین اپنیا نام لکهوا چکا هون . اور وزرای ملکهٔ دارادربان کی دو سارتی فک پا چکا هون . ، (۱)

اسکے جواب مین نوابصاحب نے لکھا کہ آپ رامپور تشریف لے آئیہے. میرزا صاحب نے ۳ دسمبر کو جواباً تحریرکیا :

ه میری حاضر هونیکو جو ارشاد هوتا هی ، مین و هان نه آؤنگا ، تو اور کمان جاؤنگا . پنسن کی و صول کا زمانه قریب آیا هی . اسکو ماتوی چهوژکر کیونکر چلا آؤن . سنا جاتا هی ، اور یتین بهی آتا هی ، که جنوری آغاز سال ۹۰ عیسوی مین یه قصه انجام پائو . جسکو روپیه ملنا هی اوسکو روپیه ملنا هی اوسکو روپیه ملنا

عرضی کی روداد

جنوری سنه ٥٩ ع پر دو مہینه اور گزرگئے، مگر ہنوز مقدمـهٔ پنشن فیصل نہوا. سرکارنے ١٣ اپریل کو پھر دعوت ِ آمــدِ رامپور دی، تو میرزا صاحب نے امیدِ وصولیابی پنشن کا گیت گاتے ہوے لکھا:

وبحموع پنسندارون کی مثل مرتب هم ، اور هنوز صدرکو روانا نهین هوئی . نوابگورنر جنرل لاژد کیننگ بهمادر از کلکته سی میری کواغید طلب کئی ، اور وه کاغذ فهرست مین سی الگ هوکر لفئنگ گورنر بهادر پنجاب کی خدمت مین ارسال هوئی . وهان سی کلکته کو بهیجی جائینگی . پهر وهان سی حکم منظوری پنجاب هوتا هوا بهان آئیگا ، اور یهان بحکو روپیسه ماجائیگا . ۵ (۲)

راه چاره مسدود

جب مہینے پر مہیناگزر نے لگا ، اور پنشن کا تصفیہ نہوا، تو میرزا صاحب نے ۷ نومبر سنہ ٥٩ ع کو مجبوراً لکھا :

ه ابتك مین اپنی كو یه بهی نهین سمجها كه بیگناه هون یا گناهگار. مقبول هون یا مردود. مانا كه كوئی خور خیرخواهی نهین كی جو نئی انصام كا مستحق هون . لیكن كوئی بیوفائی بهی سرزد نهین هوئی جو دستور قدیم كو برهم ماری . بهر حال راه چاره مسدود اور دكم موجود . عرفی خوب كهنا هی : مرا زمانهٔ طناز دست بستهٔ و تیخ زند بفرقم و گوید كه هان سری میخار . . (٤)

نواب فردوس مکان کی سفارش

نواب فردوس مکان اپنیے استاد کی پریشانی سے کماحقہ واقف تھے۔ آپ نے از راہ ِ نوازش اکثر انگریز حکام سے اسلئے میرزا صاحب کی تعریف کی (۱) مکانیب، ص ۱۵ (۲) ایمنا، ص ۱3 (۲) ایمنا، ص ۱۹ (۱) ایمنا، ص ۲۷ کہ انکے سابقہ مدارج بحال ہوجائین . اور جب میرزا صاحب کا یاسنامہ مورخہ v نومبر سنہ oo ع مطالعہ فرمایا تو تسکین ِ خاطر کیائیے لکھا :

د مشفقا؛ هنگام ملاقات کی اکثر صاحبان ذیشان سی تذکار محامد اوصاف ذاتی اور صفاتی آپکا عمل مین آیا عمل مین آیا هم مین آیا هی . الله تعالی کی فضل اور قدر دانی سرکار دوانمدار سی یقین واثق هی که جو مدارج شریف آپکی قدیم سی هین، پیشگاه گورنمنٹ سی بهی اوسی مطابق ظهور مین آویگا . کسو اسطی که اهالی سرکار ابد قرار قدردان و قسدر شناس هین . ، (۱)

اقبال کی تائید

سرکارکی سفارش بارآور ہوئی، اور پنسندارونکا نقشہ بعدِ صدور حکم صدر سے واپس آگیا. میرزا صاحب نے ۱۲ اپریل سنہ ٦٠ع کو ان الفاظ مین سرکار کو اطلاع دی :

وعالم دو هین . ایك عالم شهادت ، ایك عالم غیب . جسطرح عالم شهادت مین آپ میری دستگیری کر هی هین ، عالم غیب مین آپکا اقبال مجکو مدد پهنچا رها هی . تفصیل اس اجمال کی یه که وه نقشا پنسندارون کا جو یهان سی صدر کو گیبا تها ، وه اب صدر سی بعد صدور حکم آگیا . حکم به نسبت هر واحد کی مختلف هی . تقلیل جهت هی . سو رو په مهینی والیکو پچهتر بهی هین اور پچیس بهی هین اور دس بهی هین . اب فرمانی میربواسطی کیا احتمال گزرتا هی . یاس کلی هی . ایکن واقعه یه هوا هی که سب می پهل میرا نام اور پوری پنسن کی واگزاشت کا حکم . طرفه یه که میری نام کی سانهم ایك انگریزی تحریر هی ، که جسکی دیکهنی مین اور وکلا اور اهل شهر مین یه مشهور هی که وه تحریر پر ولایت سی آئی هی . بهر حال دو امر هنوز مهم هین . ایک اس انگریزی تحریر کا حال ور دور دور مین علوم ور مین معلوم هوتا ور دور مین معلوم ور مین دور مین معلوم اور دور مین معلوم اور دور مین معلوم ور مین دور مین معلوم و میری اور جو معلوم هوگا وه عرض کیا جائیگا . ، (۱)

خداساز بات

میرزا صاحب نے بم مئی سنہ ٦٠ ع کو زر پنشن وصول کرلیا. اہلِ دہلی نے اس اجرا کو نواب فردوس مکان کی سعی و کوشش کا نتیجہ قرار دیا. میرزا صاحب ان مراتب سے سب سے زیادہ آگاہ تھے، اور جنوری سنہ ٦٠ ع مین رامپور آنے وقت بعض احباب کو یہ لکے بھی چکے تھے کہ

⁽۱) مكانيب، ص ۲۲، حاشيه نمبر ۲ (۲) ايضاً، ص ۲۲

إس سفركا مقصد يه هے كه نوابصاحب كے ذريعه گورنمنٹ سے مـيرى صفائى هوجائے. ليكن اسكے باوجود جب يوسف مرزا صاحب نے لكھاكه خواجه جان كى زبانى معلوم هوا هے كه والى رامپوركى كوشش سے آپكى پنشن جارى هوگئى، تو اسكے جواب مين ميرزا صاحب نے اجراى پنشن كو مسبب الاسباب كى طرف منسوب كرتے هوئے حقیقت حال كے اظہار سے انجماض كيا. فرماتے هين: مخواجه جان جهوٹ بولنا هم . والى رامپوركو اس پنسن كى اجرا مين كهم دخل مين . يه كام خدا ساز هم بعلى بن ايطالب عليه السلام . ، (۱)

بحالی دربار و خلعت کی کوشش

اوپر عرض کیا جاچکا ہے، کہ میرزا صاحب گورنر جنرل کے دربار مین خلعت ِ هفت پارچہ اور سہ رقوم ِ جواهر لارڈ هارڈنگ صاحب کے وقت تک حاصل کرتے رہے ۔ لارڈ ڈلہوسی نے دلی آکر دربار نہیں کیا ۔ اسلئے سنہ ۱۸٤۸ ع سے غدر سنہ ۷۰ ع تک میرزا صاحب کو شرکت ِ دربار اور حصول ِ خلعت کا کوئی موقع میسر نہ آیا . غدر کے بعد بعذر ِ اشتباہ پنشن بند ہوئی تو دربار و خلعت کی امید بھی جاتی رہی ۔ لیکن اجرای پنشن کے بعد میرزا صاحب نے بحالی دربار کی درخواست کی ، جسپر عرصہ تک تحقیقات ہوتی رہی ۔ گورنر کا دربار اور خلعت

سه شنبه ۳ مارچ سے ۱۸۹۳ ع کو^(۲) سر رابرٹ منٹگمری لفٹنٹ گورنر پنجاب نے دلی مین دربارکیا . میرزا صاحب کو بھی شرکت کا حکم ملا . یه اوس روز نه گئے . دوسرے درے گورنر نے یادکیا ، تو خیام

⁽۱) اردوی معلی ، ص ۳۳۱

⁽۲) مولانا مهر نو دغالب، صفحهٔ ۲۳۹ اور ۲۶۱ پر لکها هو که مارچ سنه ۱۸۹۲ ع مین دربار و خلعت بحال هوی . یه رای درست نهین هو . دراصل یه مارچ سنه ۱۸۹۳ ع کا واقعه هو .
کیونکه نواب فردوس مکان اور میرزا صاحب کی مراسلت کا هر خط مورخه هی . اور جن خطون مین زیر بحث مسئله کا ذکر آیا هی و ه سنه ۱۸۹۲ ع کی نهین ، بلکه سنه ۱۸۳۳ ع کی تحریر شده هین . غالباً اردوی معلی کر معلوعه نسخه کی غلطی طباعت سی مهر صاحب کو یه غلط فهمی پسدا هوئی .
نیز اردوی معلی ص ۱۱۲ پر میرزا تفته کی نام کی مکتوب کی تاریخ ۶ فروری بهی غلط هی .
اسکو ۶ مارچ هونا چاهیی .

گورنری مین حاضر ہوئے. صاحب نے خلعت دیا اور فرمایا کہ گورنر جنرل بهادرکا دربار انبالے مین ہونیوالا ہے. آپ وہان بھی تشریف لیجائیہے، اور دربار مین شریك ہوكر خلعت معمولی حاصل کیجے. میرزا صاحب نے غالباً ٤ مارچ كو سركار سے زاد راہ كیلئے عطیه كی درخواست كی . ١١ كو سركار نے ٢٠٠ روپیه بھیجے . ١٦ مارچ كو میرزا صاحب روپیه كی رسید كیساتہ نواب فردوس مكان كو لكھتے ھین :

واب سنیتی اپنی دعاگو کی داستان. منگل ۳ مارچ کو جناب لفٹنٹ گورتر بهادر نی خلمت عطاکیا، اور فرمایا که هم تمهین مژده دیتی هین که نواب گورتر جنرل بهادر نی اپنی دفتر مین تمهاری دربار اور خلمت کی بدستور بحال رہنی کا حکم لکھوا دیا. مین نی عرض کیا کہ مین انبانی جاؤن ؟ فرمایا البته انبانی جانا ہوگا.

بعد جناب نوابصاحب کی جانیکی شہر مین شہرت ہوئی کہ دلی کی لوگ انبالی جانی سی ممنوع ہین . گھبرایا اور صاحب کمشنر کی پاس گیا . آپ خط اپنا دی آیا . زبانی پرسش کا جواب زبانی پایا . پھر خط کی جواب مین خط محررة ۷ مارچ آیا . چنانچه لفافه بلحاظ گرانی وزن رہنی دیتا ہون . اور خط بجنسه حضرت کو بھیجتا ہون . کل سی ایك اور خبر اوڑی ہی کہ نصیب اعدا لاڑد صاحب کی طبیعت ناساز ہوگئی ہی . انبالی مین دربار نکرمینگی ، اور شمله کو چلی جائینگی . اب مین دو وجه سی بین السفر والسکون متردد ہون . پہلی وجه خاص اور دوسری وجه عام . دو سو مین سی سو لیکر ساز و سامان درست کیا ہی ، اور سو مہاجن کی ہان ڈاك اور خرچ راہ کیواسطی رہنی دیبی ہین . تار برقی مین جناب نوابصاحب سی حکم منگواؤنگا . جو حکم آئیگا ، آپ سی عرض کرکی اوسکی تعمیل کرونگا . ، (۱)

گورنر جنرلکی دربار مین نجاسکی

نواب فردوس مکان نے میرزا صاحب کے عریضۂ مورخۂ ١٦ مارچ کے جواب مین کمشنر صاحب کے خطکا جسقدر مضمون دوہرایا ہے (۲) اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب نے یہی لکھا تھا کہ آپ انبالے نجاتین . اتفاقاً اسی زمانہ مین میرزا صاحب کے پہنسیان بھی نکل آئین . اسلئے مجبوراً خود انبالے جانیکے بجائے اپنا قصیدہ ، جو معمولی نذر تھی ، بطریق ڈاك بھیجکر شکریہ کے جوابی فرمان پر قناعت کرلی . اور ٤ اگست سے ۱۸۹۳ع کو نواب فردوس مکان کو تحریر کیا :

⁽٢) ايضاً، ص ٣٧، حاشيه نمبر ١

و جب انبالی میرا جانا نهوا تو مین نی قصیدهٔ مدح ، جو دربارکی نذر کیواسطی لکها تها ، بطریق ذاك جناب چیف سکرتر بهادر کو اس مراد سی بهیجا ، که آپ اسکو جناب نواب معلی القاب کی نظر سی گزرانین . اور یه دستور قدیم تها که جب مین قصیدهٔ مدحیه بهیجا تو صاحب سکرتر بهادر کا خط بیواسطهٔ حکام ماتحت مجکو آجاتا . اب جو مین نو موافق معمول قصیده بهیجا ، یقین هی که مارج یا اپریل کی مهینی مین وه لفافه یهان سی الشکر کو گیا اسمود ای بر تخاست . نا امید هرکز بینهرها . بلکه یه خیال گزرا که جب رسم تحریر خطوط نرهی تو دربار و خلعت کهان . ناگاه کل شام کو صاحب سکرتر بهادر کا خط ذاك مین آیا . وهی افشانی کاغذ . وهی القاب . جی چاهتا تها که اصل خط مع سرنامه بهیجدون . تاکه حضور ، لاحظه فرمائین . مگر برسات کا اندیشه مانع آیا . نقل سرنامه اور خط کی بهیجنا هون . ی (۱)

لیکن اُسکے بعد زندگی بھر میرزا صاحب کو گورنر جنرل کے دربار کی شرکت کا موقع نملا، اور یه آرزو بھی دوسری بہت سی آرزوون کیساتھ پیوند ِ خاك ہوگئی. گورنر کا درسرا دربار اور خلمت

سر ذانل میکلولاگورنر پنجاب نے ۱۷ دسمبر سنه ۱۸۳۹ عکو دلی مین دربار کیا. میرزا صاحب اس مین شریك اور «خلعت هفت پارچه وسه رقم جواهر » سے مشرف هو ہے . رامپور اس زمانه مین نواب خلد آشیان کی زیر حکومت تها. دربار کے دوسر ہے دن میرزا صاحب نے سرکار کو لکھا: محضرت کی توجه باطنی ، جو همیشه میری مصلح حال اور افزایش عز و وقار کی کفیل هی ، بعد ادای شکر الهی ، اوسکا سپاس بجا لاتا هون . پیش از غدر گورمنٹ کی دربار مین ۷ پارچو اور جیغه ، سرپیج ، مالای مروارید ، تین رقین جواهر کی بحکو ملتی تهین . بعد غدر اگرچه پنسن اور دربار بحال رها ، لیکن خلعت موقوف هوگیا . نواب لفٹف گورنر بهادر پنجاب کا کل ۱۲ پر چار بجو دربار تها . حکم سب دربار دارون کو بہنچ گیا تها . مین نواب مهدیعایخانصاحب کو رخصت کرکی گهر آیا . دوگهائی کی بعد دربار مین گیا . خیال یہی که ملاقات هوگی . ایك رباعی کاغذ مذهب پر لکھی هوئی نذر کرونگا . کلمات عنایت سنکر چلا آؤنگا . نه مجھی کچھ . ایک احتمال . نه صاحب کشنر بهادر شهرکو علم . باری بر وقت ملاقات تعظیم معمولی اور مصافحه کرکی لاژد صاحب کی کھڑی کھڑی جیغه ، سرپیج میری ٹوپی پر باندها ، اور فرمایا و یه هم نو آیکی خشش معنوی سمجھتا هون . • (۲)

یه میرزا صاحبکا آخری دربار اور خلعت تھا . اسکے بعد فروری سنه ٦٩ع تك کسی دربارکی شرکتکا ذکر نہین ملتا .

⁽۱) مكاتيب، ص ۳۷ ايضاً، ص ۸۷ ح -- مكاتيب غالب

بهادر شاہِ ظفر سی تعلقات

تاريخ نويسي

دلی کے لال قلعہ سے میرزا صاحب کے تعلقات ذاتی تھے۔ لیکن پہلے صرف مختلف تقریبون مین آمد و رفت رہا کرتی تھی. شاہِ ظفر کے عہد مین رشتۂ ملازمت بھی پیدا ہوگیا اور سلاطین تیموریہ کی تاریخ نویسی سپرد ہوئی. نواب فردوس مکان کو لکھتے ہین :

ه پیوند تعلق با بهادر شاه جز آن نبودکه از هفت هشت سال بتحریر تاریخ سلاطین تیموریه..... می پرداختم . ۱۵(

یه عریضه ۱۶ جنوری سنه ۱۸۵۸ ع کو لکهاگیا تها. اس حساب سے اونکے تعلقِ خدمت کا آغاز سنه ۱۸۶۹ ع یا سنه ۱۸۵۰ ع سے هونا چاهیے. خواجه حالی مرحوم نے اس واقعه کا سال متعین کرتے هو ہے صرف سنه هجری ۱۲۹۳ لکھا ہے(۲)، جو ۱۷ نومبر سنه ۱۸۶۹ ع سے شروع هوکر ٥ نومبر سنه ۱۸۵۰ ع پر ختم هوتا ہے. مولانا مهر فرماتے هین که میرزا صاحب کو قلعه کی پہلی تنخواہ جون سنه ۱۸۵۰ سے ملی(۲). اس حساب سے میرزا صاحب کے تخمینی سنین ِ تعلق ِ قلعه مین سے سنه ۱۸۵۰ ع درست هوگا.

اصلاح اشعار ً

میرزا صاحب کی ملازمت کو ع سال ہو ہے تھے کہ شیخ ابراہیم ذوق، استاد شاہ ظفر ، کا انتقال ہوگیا . بادشاہ نے اصلاح اشعار کی خدمت بھی میرزا صاحب کے سپرد کردی . میرزا صاحب نے محولة بالا عریضه مین اسکا بھی ذکر کیا ہے . فرماتے ہین:

ه و از دو سـه سـال باصلاح اشعار شهریار می پرداختم . ،

⁽۱) مكاتيب، ص ۱۲ (۲) يادگار غالب، ص ۳۳ (۳) غالب، ص ۱۳۹

اس تخمینه کی رو سے تعلق استادی سنه ۱۸۵۶ ع یا ۱۸۵۵ ع مین شروع هوا . خواجه صاحب نے یہان بھی سنه هجری ۱۲۷۱ پر اکتفاکی هے(۱) ، جو ۲۶ ستمبر سنه ۱۸۵۶ ع سے شروع هو کر ۱۳ ستمبر سنه ۱۸۵۵ ع پر ختم هو تا هے . قاموس المشاهیر سے معلوم هو تا هے که ذوق نے ۲۶ صفر سنه ۱۲۷۱ ه کو انتقال کیا (۲) ، جو ۱۳ ماه ِ اکتوبر سنه ۱۸۵۶ ع کے مطابق هے . لهذا سنه ۱۸۵۶ ع سال ِ تعلق استادی هو نا چاهیہ ۔ .

خطاب شاهی

بهادر شاہ نے میرزا صاحب کو «نجم الدوله دبیر الملك نظام جنگ ، خطاب عطا فرمایا تھا. مكاتیب کے متن مین اس کا مذکور نہین . لیکر عریضة اول مورخ له ۲۸ جنوری سنه ۷۰ ع کے آخر مین مهر کے اندر پورا منقوش هے . مهر مین سنه ۱۲۹۷ ه سال کنده هے ، جو سنه ۱۸۰۰ ع کے مطابق هے . اس سے معلوم هو تا هے كہ ملازمت شاهی كے موقع پر تقرر تنخواه كيساته خطاب بهی عطا هو ا تها (۳) .

⁽۱) یادگار غالب، ص ۳۵ (۲) قاموس المشاهیر، ج ۱، ص ۲۶۷ (۳) یادگار غالب، ص ۳۳ سی بھی اسکی تایید هوتی هو . اسائو سال ملازمت هی کو عطای خطاب کا سال شمار کرنا چاهیم . - -- الف

تعلقــات ِ رامپور

ریاستون س_ی تعلق کی نوعیت

میرزا صاحب کو اپنی عالی نسبی پر همیشه فخر رها. وه اوس زمانه مین بهی، جبکه سر پر مصائب کے بادل منڈلا رہے تھے، اور ہر چہار طرف نفسی نفسی کا عالم تھا، اپنی نسبی انفرادیت کے گیت کا تے رہے، اور «زادشم و افراسیاب» کو نه بھولے.

لیکن سنه ۱۸٤۷ع مین ایک ایسا روح فرسا واقعه پیش آیا، که کچه عرصه کیلئے اونکے هوش پراگنده هوگئے. اوس عہد کے روسا چوسر و شطرنج کے ذریعہ وقت گزاری کیا کرتے تھے. میرزا صاحب کا خاندان بھی امارت کے ان لوازمات سے عاری نه تھا. اسلئے یه بھی چوسر کے دلداده هوگئے تھے. مگر کھیل مین سرگری پیدا کرنے کیلئے بازی لگاکر کھیلا کرتے. کوتوال شہر نے از راہ عداوت جو کے المقدمہ قائم کرکے محسٹریٹ کی عدالت مین چالان کردیا، اور ولیعہد مندستان کی سفارش کے باوجود میرزا صاحب کو 7 ماہ کی سزا ہوگئی. تین مہینے کے بعد اوسی محسٹریٹ کی رپورٹ پر انھین رہا کردیا گیا. لیکن اس غیر شریفانه برتاؤ سے انکی حس غیرت سخت مجروح هوئی، خود اپنی نظر مین شرافت خاندان پر دھبہ آگیا، اور یہ اپنے آپکو روسای مندوستان سے ملنے جلنے کے قابل دھبہ آگیا، اور یہ اپنے آپکو روسای مندوستان سے ملنے جلنے کے قابل دھبہ آگیا، اور یہ اپنے آپکو روسای مندوستان سے ملنے جلنے کے قابل

سنه ۱۸۵۲ ع مین ریاست جیپور سے اتفاقاً رابطه پیدا ہوا . میرزا تفته نے اسکی تفصیلات دریافت کرتے ہو ہے لکھا کہ میرا بھی خیال رہے . اسکے جواب مین جمعه دهم دسمبر سنه مذکورہ کو میرزا صاحب نے لکھا :

وجیپورکا امر محض اتفاق هی . بی قصد و بی فکر درپیش آیا هی . هوسناکانه ادهر متوجه هوا هون . بوژها هوگیا هون . سرکار انگریزی مین بهت بؤا پایه رکهتا تها . رئیسزادون مین گنا جاتا تها . پورا خلعت پاتا تها . اب بدنام هوگیا هون . بهت بؤا دهبه لگ گیا هی . کسی ریاست مین دخل نهین کرسکنا تها . مگر هان استاد یا پیر یا مداح بنکر راه و رسم پیدا کرون . کچی آپ فائده او نهاؤن . کچی اپنی کسی عزیز کو و هان داخل کردون . دیکهو کیا صورت پیدا هوتی هی ؟ ، (۱)

چونکہ استاد یا پیر بنکر ملنے مین ارے کا درجہ کم از کم والی ریاست کے مساوی ہوجانا یقینی تھا ، اور بصورت ِ مداحی ممدوح سے مساوی برتاؤ کی آرزو نہین پیدا ہوتی ، اسلئے ان صورتون مین میرزا صاحب کو اپنے اخلاقی دھبے کے احساس کا خطرہ نہ تھا ، اور اب وہ ہر ریاست سے اسی قسم کے تعلقات کے خواہان تھے ۔

رامپور سی ابتىدائی تعلق

نواب سید غلام محمد خان بہادر (نَوَرَ اللهُ مَرْقَدَهُ) کے صاحبزاد سے اللہ ماجد کی تخت سے دستبرداری کے بعد حکومت ِ انگلشیه کی زیرِ حمایت رامپور سے باہر اقامت گزین ہونے پر مجبور ہوئے تھے، اور سابقه تعلقات کی بنا پر دارالسلطنت ِ دہلی کو اپنا مستقر بنایا تھا. میرزا صاحب جس زمانه مین دلی تشریف لائے یه خاندان وہان فروکش تھا. چونکہ یه حضرات صاحب علم و فضل تھے ، اسلئے انسے میرزا صاحب کے روابط ِ خلوص و اتحاد یددا ہوگئے.

ایك عریضه مین میرزا صاحب نے ان روابط كا تذكره كیا ہے. فرما تے ہین:
محدرین كنج، كه مسكن منست، شنیده ام كه والاشان زین العابدین خان بهادر بشهر آمده
اند. نیازمندی مرب با مرحوی نواب عبدالله خان بهادر، و مهرورزی من با اصغر علیخان
مرحوم، و محبت و خلت من با نواب عبدالرحمن خان بهادر مغفور كجا دیده اند، و آن مدارج
كی در نظر دارند، كه ایشان را در ضمیر میگزشت كه گدای گوشه نشین را باید دید. ، (۲)

نواب فردوس مکان کی شاگردی

نواب سید یوسف علیخان بهادر فردوس مکان نے سنِ شعور مین قدم

⁽۱) اردوی معلی، ص ۱۱۳ (۲) مکاتیب، ص ۱۳

نواب فردوس مکان کی تخت نشینی اور رشتهٔ استادی کی تحدید

اس مراسلت کے پندرا سال بعد اپریل سنه ۱۸۵۵ ع مین نواب جنت آرامگاه نے وفات پائی، اور نواب سید یوسف علیخان بہادر فردوس مکان تخت نشین ہوے. میرزا صاحب نے قدیم رابطه کو مدِ نظر رکھتے ہوے قطعهٔ تاریخ ِ جلوس ارسال کیا ۔(۱) لیکن معلوم ہوتا ہے کہ دربارِ رامپور سے اسکا کوئی جواب نه گیا ، اور تقریباً دو سال تك تجدید ِ تعلقات کی یه کوشش بارآور نہوئی .

حسنِ اتفاق سے مولانا فضل حق خیر آبادی رامپور مین فروکش تھے۔ اونھون نے حق دوستی اداکیا ، اور وقتاً فوقتاً سرکار کے روبرو میرزا صاحب کی اسقدر تعریف و توصیف کی ، کہ سرکار انکے کلام کے مشتاق ہوگئے . جب حالات سازگار نظر آئے ، تو مولانا نے میرزا صاحب کو لکھا کہ سرکار کی خدمت مبارك مین «نامهٔ بندگی» اور قصیدهٔ مدحیه ارسال کرین . مولانا کا نامهٔ گرامی میرزا صاحب کو ۲۷ جنوری سنه ۱۸۵۷ ع کو موصول ہوا . ۲۸ جنوری کو انھون نے بتعمیل ارشاد نواب فردوس مکان کی خدمت مین پہلا عریضه ارسال کیا . اسکے جواب مین سرکار نے ٥ فروری کو اپنے کچھ اشعار بغرض اصلاح بھجے اور اونکے ساتھ تحریر فرمایا :

. «نمیقهٔ انیقهٔ بلاغت آگین مشعر رسید خط مولویصاحب مخدوم محمد فضل حق صاحب با دیگر مراتب محبت و اشفاق بعبارت رنگین و دقیق در عین انتظار سرمه کش عیون وصول نشاط شمول گردیده . باطلاع خیریتها سرمایهٔ سرور نامحصور افزوده ، از مزید شفقت و ایتلاف قلبی متصور شد . » (۲)

اس فرمان نے میرزا صاحب مین نیا ولوله پیداکیا ، اور انھون نے ۱۱ فروری کو سرکار کی مدح مین قصیدہ مدحیه نظم کر کے بذریعہ ڈاک ارسال کیا . اسکی ایک نقل میرزا صاحب نے مولانا کی خدمت مین بھی بھیجی تھی، جو اونھین الور مین موصول ہوئی. وہان سے ۱۰ ماہ اپریل کو مولانا نے سرکار کو تحریر کیا: ، وہن عرض میرساند، که خیر سگال بافضال ایرد یبہال بصحت و اعتدال بالور رسیدہ ملاطفة

⁽١) ملاحظه هو مكاتيب غالب، ص ٣ (٢) ايضاً، ص ٤، حاشيه نمبر ١

مرزا صاحب مشفق نجم الدوله مرزا اسد الله خانصاحب متخلص بغالب مع قصيدة ميميه ، كه در مـدح حضور فيض معمور منظوم كرده اند، از داكخانه يافت. مرزا صاحب موصوف در ثنا ر ستایش موزونی طبع اقدس و توصیف غزلهائی، که نزد شان شرف ارسال یافتیه بودند. و شکر و سپاس عطای مبلغ پانصد روپیه ، که بدو دفعه بمرزا صباحب موصوف عنایت شدند. المهاب در تحرير فرموده اند. حالانكه طبع اقدس در علوم عقليه و فنون حكميـه آنچنان دقيقه رس ، که عدیل آن در مملکت هنــدوــــتان . که حال علمای آن تفصیلا معلوم است ، کمتر بلکه معدوم است. نظم شعر و فهم آن و ابداع معانی تازه ومضامین مبتکره و سرد الفاظ فصیحه و تراکیب بلیغه بحسب اوزان عروض نسبت بعلو طبع افدس و بلندی افکار صایبه از ادنی مراتب است . مرزا صاحب ازین حال لاعلم اند . طبع عالی و فکر صایب در دقایق حکمیه و معضلات فلسفیه بجای مبرسد، كه رسيدن افهام علام اعلام تا آن مقام معلوم الانتفاست. درين سخن هيچ مبالغة و اغراق نيست . حضور لامع النور بنفس نفيس امتحانات فرموده اند ، و تكرير امتحان هم سهل است. و نظر بهمت والا در جود و سخا بذل آلاف الوف را اقل قليل توان پنـداشت. مرزا صاحب حق سیاسگزاری ادا کرده اند. نظم قصیدهٔ مدحیه در غایت بلاغت و انسجام است. غالباً شرف اندوز ملاحظة والا شــده باشــد . ١١٥

مولاناکی اس تحریر نے میرزا صاحب کے سابقے تعلقات از سر نو استوار کردئیے، اور ایك مخلص دوست کی کوشش سے میرزا صاحب کی یہ تجویز که «آینده ریاستون مین پیر یا اوستاد بنکر رسوخ حاصلکرنا چاهیسے» ریاست راميور مين كامياب هوگئي.

نواب فردوس مکان کا سال شاگردی

نواب فردوس مکان کے سال ِ تلمذکا تذکرہ میرزا صاحب نے متعدد خطوط مین کیا ہے. لیکن تقریباً ہر خط مین اونکا بیان دوسر ہے خط سے مختلف ھے. مارچ سنه ٦٠ ع مين خواجـه غلام غوث خان بهادر بيخبركو لكھا ھے کہ نواب فردوس مکان سنہ ہوع مین میر ہے شاگرد ہو ہے . فرماتے ہیں: دسنه ۱۸۵۵ ع مین نواب یوسف علیخان بهادر والی رامپور، که میری آشنای قـدیم هین، اس سَال یعنی سنه ۱۸۵۵ مین میری شاگرد هوی . «ناظم» اونکو تخلص دیاگیا . بیس پچیس غزلین اردو کی بهیجتی . مین اصلاح دیکر بهیجدیتا . گاه گاه کچے روپیـه اودهر سی آنا رهتا . قلعه کی تنخواه جاری . انگریزی پنسن کهلا هوا . اونکی عطایا فتوح گنی جاتی تهیی . جب وه دونون تنخواهین جاتی رهین ، تو زندگی کا مدار اونکی عطیه پر رها . بعد فتح دهلی وه همیشه

⁽١) مثل نمير (٢٥٩)، صيغة احباب، عهد نواب فردوس مكان، محكمة دارالانشا ط -- مكاتيب غالب

میری مقدم کی خواهان رہتم تھی ۔ مین عذرکرتا تھا . جب جنوری سنه ۱۸۹۰ مین گورمنٹ سی وہ جواب پایا کہ جو اوپر لکم آیا ہون، تو مین آخر جنوری مین رامپورگیا . ، (۱) اسے ماہ مین منشی ہرگو بال تفته کو لکھتے ہین :

ونواب یوسف علیخان بهادر تیس بتیس برسکر میری دوست اور پانیج چهه برس سو میری شاگرد: هین . آگی گاه گاه کچی بهیجدیا کرتر تهی . اب جولائی سنه ۱۸۵۹ سی سو روپیه مهینا ماه بماه بهیجتی هین . ، (۲)

اس تخمینه کی رو سے نواب فردوس مکان کا سالِ شاگردی سنه ،ه یا ٥٥ع قرار پاتا ہے . لیکن ٣٠ جولائی سنه ١٨٦٥ ع کو میان داد خان سیاح کو تحریر کیـا ہے:

وایك قرن ۱۲ برس سی فردوس مكان نواب پوسف علیخان والی رامپور اپنی اشعار میری پاس بهیجتی تهی ، اور سو روپیه مهینا ماه بمـاه بسبیل هنذوی بهجواتی تهی . ، (۳)

اس حساب سے نواب فردوس مکان کو سنه ۵۳ ع مین میرزا صاحب سے مشورة سخن آغاز کرنا چاہیے۔ میرزا صاحب کے سوانح نگارون مین سے مولانا مهر نے سے نه ۵۵ ع اختیار کیا ہے (۱۰). غالباً اسکی وجه یه هوگی که بظاهر اول الذکر دونون سنه تخمینی اور یه واقعی ہے . لیکن فی الحقیقت یه سنه بهی تخمینی ہے ، اور میرزا صاحب کے دوسر مے تخمینی اعداد و شمار کیطرح دو سال قبل کی تاریخ بتاتا ہے .

ابھی عرض کیا جا چکا ہے کہ میرزا صاحب نے ۲۸ جنوری سنہ ۵۷ کو اپنا پہلا «نامیہ بندگی» ارسال کیا تھا ، اور اوس مین یه عرض کیا تھا ، کہ سنه ۵۰ مین قطعهٔ تاریخ ِ جلوس کا ارسال سابقه تعلق کی بنا پر تھا . اب یه عریضه مولانا فضل حق خیرآبادی کے ارشاد کی تعمیل مین لکم رہا ہون . اس کے جواب مین نواب فردوس مکان نے ۵ فروری سنه ۵۷ ع کو گرامی نامه تحریر فرمایا . جسکا ضروری حصه اوپر نقل کیا جا چکا ہے . اس مین یہ الفاظ ارادہ تلمذ بر دال ہین :

⁽۱) اردوی معلی، ص ۲۸۳ و عود، ص ۱۳۳ . عود مین ه پنسر. کهلی هوئی، بصیفهٔ مونث هی .

⁽۲) اردوی معلی، ص وه (۳) ایمناً، ص ۱۹ (و)غالب، مصنفهٔ مولانا مهر، ص ۱۹۱

ومشفقا ! هرچند که کاتب را انساق موزونیت یك مصرعه هم انفاق نشده بود، لیکن محض بجهت سماعت کلام سامی زبانی مولویصاحب صدر الوصف دلم خواست ، که طریقة رسل و رسائل جاری شود. چون سبیلی به ازین بنظرم نرسید، لهذا چند ابیات و اهیات موزون نموده، بترصد اصلاح پیش آن یگانة آفاق مرسل گشت. چشمداشت که بصد اصلاح غزلهای مذکور مع کندام طرح جدید لطف فرموده شوند . » (۱)

«اشعار خود بهنگام خویش خواهند رسید.»

نیز ۱۵ فروری کو اصلاح شـدہ غزلون کے ساتھ جو عریضہ بھیجا اوس مین تخلص کے متعلق لکھا :

دمین نہین چاہتا کہ آپکا اسم سامی اور نام نامی تخلص رہی . ناظم، عالی، انور، شوکت. نیسان، ان مین س_ی جو ہسند آئی وہ رہنی دیجی . مگر یہ نہین کہ خواہی نخواہی آپ ایسا ہی کرین. اگر وہی تخلص منظور ہو تو بہت مبارك . » (۲)

> سرکار نے یکم مارچ کو جواباً تحریر فرمایا : منجملة الفاظ تخلص لفظ «ناظم» مطبوع طبع نیــازگشت. ، (۳)

ان تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ نواب فردوس مکان ہ فروری سنہ ٥٥ ع کو میرزا صاحب کے شاگرد ہو ہے، ١٥ فروری کو میرزا صاحب نے اونھین تخلص کیلئے چنـد الفاظ لکھے، اور یکم مارچ سنه ٥٧ عکو سرکار نے «ناظم، تخلص پسند آنے کی میرزا صاحب کو اطلاع تحریر فرمائی.

ایك غلط فهمی

منشی امیر احمد صاحب مینائی مرحوم نے نواب فردوس مکان کے تذکرہ مین تحریر فرمایا ہے:

وطبیعت ازل سی موزون پاتی تھی . سختگوئی کا ذوق ، اردو شہر فرماز کا شوق تھا . پہلی مومن خانصاحب دھلوی سی مشورہ رہا . پھر مرزا اسد اللہ خان غالب سی تلذ ہوا . آخر آخر بوضع

⁽۱) مكاتيب، ص ٤، حاشيه نمبر ۱ (۲) ايصناً، ص ۷ (۳) ايصناً، ص ۸، حاشيه نمبر ۱

اوستادان لکھنو موزون فرمانی لگی . منشی مظفر علی صاحب کو ، جو آج لیکھنو مین سحبان عصر یکنای دهر هین ، کلام دکھانو لگی . ، (۱)

جہانتك حكيم مومن خان مرحوم كى شاگردى كا تعلق ہے، سركار كے اس يہان كى موجودگى مين كه «كاتب را اتفاق موزونيت يك مصرعه هم اتفاق نشدہ بود» اسكى كوئى گنجايش باقى نہين رهتى، كه ايك لمحه كيلئے بهى امير مينائى كے بيان كو تسليم كيا جائے. اسلئے كه اگر نواب فردوس مكان مومن سے اصلاح لے چكے هو تے تو ميرزا صاحب كو يه كبهى تحرير نفرماتے، كه جھے ابهى تك ايك مصرعه موزون كرنيكا بهى اتفاق نہين هوا ہے.

البته منشی مظفر علیصاحب اسیر لکھنوی کی شاگردی کا مسئلہ باقی رہتا ہے. اسکے متعلق عرض یہ ہے کہ نواب فردوس مکان نے میرزا صاحب کی حیات مین انتقال فرمایا ہے، اور جیسا کہ عریضہ نمبر ٤٤ بنام نواب خلد آشیان سے معلوم ہوتا ہے، آخر وقت تک سرکار میرزا صاحب کے پاس اپنا کلام بھیجتے رہے ۔ اس حالت مین یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نواب فردوس مکان نے میرزا صاحب کی زندگی مین اور اونسے اصلاح لیتے ہوئے اسیر لکھنوی سے کیون اور کب مشورہ سخن کیا ۔ غالباً امیر مرحوم کے پاس اس کا جواب صرف یہی ہوگاکہ نواب فردوس مکان کے آخری کلام مین لکھنوی اثر کا پایا جانا اس مدعا کے ثبوت کی اہم دلیل ہے ۔

بجھے اس خیال سے اتفاق ہے کہ سرکار کے آخری کلام مین لکھنویت پائی جاتی ہے . لیکر ن صرف وجود لکھنویت تلمذکی دلیل نہین بن سکتا . خود امیر صاحب کے آخری کلام مین دھلویت پائی جاتی ہے . مگر اسوجہ سے کسی نے بھی اونھین مرزا داغ کا شاگرد تسلیم نہین کیا . میری ناقص رای مین امیر صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے . اور وہ اسطرح کہ سنہ ٦٤ع مین امیر صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے . اور وہ اسطرح کہ سنہ ٦٤ع مین

⁽۱) انتخاب یادگار، ص ۷۰

میرزا صاحب نے ضعف پیری اور غلبۂ امراض کے باعث سرکار سے استدعا کی تھی کہ مجھے اصلاح سے معاف رکھا جائے^(۱). اس زمانہ مین دیگر درباری شعرا کیساتھ سرکار نے منشی اسیر سے بھی کسی وقت دو چار الفاظ مین مشورہ کرلیا ہوگا. امیر مینائی مرحوم نے اس مساویانہ مشورۂ سخن کو تلمذ سمجھکر دربار رامپور سے اپنے رشتۂ استادی کو قدیم بنایا ہے اور بس.

اس خیال کو مزید تقویت بهم پهنچتی هے جب هم دیکھتے هین ، که نواب فردوس مکان نے متعدد مقطعون مین میرزا غالب کی استادی کیطرف اشارہ کیا هے ، لیکن اسیر کا ذکر کہیں نہیں کیا . اگر وہ بھی استاد هوتے تو اونکا مذکور بھی کسی نہ کسی جگہ ضرور آنا چاهیے تھا .

غدر اور میرزا صاحبکی خیرخواهی

میرزا صاحب کے جدید رشتهٔ استادی کے قیام پر چند ماہ گزر ہے تھے،
کہ غدر سنہ ۱۵ ع کے آثار پیدا ہونے لگے . میرزا صاحب نے اپنے محسن
شاگرد کی خدمت مین کچھ خطوط لکھے ، جو اونکی حسب ہدایت چاك
کردیے گئے . اس ہدایت کی وجہ بجز اسکے اور کچھ سمجھ مین نہیں آتی،
کہ ان تحریرون کا مضمون سیاسیات سے متعلق تھا . اسلئے کہ جب آتش غدر
بھڑك اوٹھی ، اور نواب فردوس مكان كيلئے ناگزیر ہوگیا کہ اپنا رویه
متعین کرین ، تو اونھون نے انتہائی ہوشمندانہ طریق کار اختیار کیا . دستنبو مین
میرزا صاحب اس رویہ کے متعلق لکھتے ہین :

ه چشم بد دور ۱ فروزندهٔ هور، نواب یوسف علیخان بهادر فرمانروای راهپور، که از دیر باز دران سر زمین بمرزبانی و شاه نشانی نیاگان خویش را جانشین است، و با جهانبان انگلند در مهرورزی و یکدلی استواری پیمانش بدان آئین است، که دست روزگار در هزار سال بهزارگونه کشاکش آنرا نیاردگسست، چار ناچار بفرستادن پیام خشك زبان همسایگان از گفتگو بست. و (۲)

یہ رویہ جسے میرزا صاحب نے « پیام ِ خشك ، سے تعبیر کیا ہے ، اوسوقت تك

⁽۱) اردوی معلی، ص ۳۶ ٔ (۲) کلیات نثر فارسی، ص ۳۸۷

کامیاب نہین ہوسکتا تھا ، جبتك حالات کا صحیح علم اور اونکے پیســدا ہونے کے واقعی اسباب قبل از وقت نہ معلوم ہوچکے ہون .

نرك مراسلت

غدر کیساتی حکومت ِ هند کے سلسلۂ نامه رسانی مین اختلال واقع هوگیا. نیز دهلی سے خط و کتابت کرنے مین کاتب و مکتوب الیه کیلئے لال قلعه یا حکومت ِ هند کی نظر مین مشتبه قرار پانے کا خطرہ تھا، اسلئے قاصد کے ذریعه «خیریت گوئی و عافیت جوئی» بھی سہل اور بیخطر نرهی تھی. ادهر نواب فردوس مکان روهیلکھنڈ کی بغاوت فروکرنے مین منہمك تھے. ان حالات کا یہ نتیجه نکلا کہ میرزا صاحب اور سرکار مین اگست سنه ۷۷ ع سے جنوری سنه ۵۸ ع تك مراسلت نهوسكی.

عریضه نمبر v مین میرزا صاحب اس ترک ِ مراسلت کا شکوه کرتے ہو ہے لکھتے ہین :

در زمان چیره دستی کورنمکان سپاه روسیاه سر رشتهٔ یام از هم گسست. ناچار بفرستادن نامه بر رساندن نامه و پیام صورت بست. درین روزگار، که فرمان داوران دادگر روانی و سلسلهٔ آمد شد نامه رسانی یافت، نامه در یام روان داشته شد، و نا رسیدن پاسخ آنرا چنان پنداشته شد، که مگر آن نیایشنامه نرسیده باشد، یا فرط احتیاط مانع تحریر جواب گردیده باشد.... به نگاشتن این نامه زحمت اوقات ملازمان ازان رو روا داشته ام، که اگر نفرستادن نامه محض از روی احتیاط است هویداگردد، که در عنایت تغریط و در رعایت افراط است. ه (۱) میرزا صاحب کی مالی پریشانی اور تقرر وظیفه

سیرزا صاحب کو خزانهٔ کلکٹری سے ساڑ ہے باسٹم روپیه ماہوار پنشن ملا کرتی تھی جسے غدر کے بعد تعلق قلعه کے سبب سے گورنمنٹ نے مسدود کردیا. امن کے بعد میرزا صاحب نے بیگناہی ظاہر کی، لیکن عرصه تك شنوائی نہوئی. غدر سے قبل نواب فردوس مكان وقتاً فوقتاً عطیات بھیجتے رہتے تھے۔ چنانچه میرزا صاحب نے خواجه غلام غوث خان بهادر بیخبر کو ان عطیات کے بارے مین لکھا ہے:

⁽۱) مکانیب، ص ۱۱ و ۱۶

ونواب یوسف علیخان بهمادر والی رامپور، که میری آشنای قدیم هین، اس سال ... میری شاگرد هوی . ناظم اونکو تخلص دیاگیما. بیس پچیس غزلین اردوکی بهیجتی . مین اصلاح دیکر بهیجدینا . گاه گاه کچی روپیه اودهر سی آنا رهتا . ، (۱)

لیکن ایام غدر مین وہ بھی امداد نکرسکے. بعد غدر متعدد بار دو سو ڈھائی سو روپیے نقد عطا کیے. مگر میرزا صاحب کو اوقات بسرکرنے کیلئے ماہوار امداد کی ضرورت تھی. لهذا انھون نے ، یوسف رامپور ، کے حضور مین ماہانه پرورش کی درخواست ارسال کی. سوء اتفاق سے مثل مین یه درخواست موجود نہین. البته عریضه نمبر ۱۳ مورخهٔ ۱۸ اپریل سنه ۵۹ ع مین ایك حسن طلب پر مشتمل نیازنامه كا ذكر هے. فرماتے هین :

ه اسی نیازنامه مین کچی حسن طلب بهی تها . افسوس که ایسا خط ضروری نه پهنچی . ، (۲)

چونکہ اول الذکر عریضہ سرکار کو موصول نہوا، اور دوسر سے مین اوس حسنِ طلب کی تصریح نہ تھی، اسلئے مجبوراً ۱۰ جولائی سنہ ٥٩ ع کو میرزا صاحب نے ایك اور عریضہ ارسال کیا . امشال مین یہ عریضہ بھی موجود نہین ہے . لیکن سرکار کے جوابی فرمان مورخۂ ١٤ ذیحجہ سنہ ١٢٧٥ ه مطابق ۱۲ جولائی سنہ ٥٩ ع سے اسکے مضمون پر روشنی پڑتی ہے . سرکار نے ارشاد فرمایا ہے :

د... سای صحیفهٔ تلطف آگین مورخه دسوین اس مهبنی جولائی سنه حاّل کا بیج عین انتظار کی غازه آرای چبرهٔ وصول نشاط شمول کا هوا، اور او بر مراتب مرقومه کی مطلع کیا . اور ان غزلون کی اصلاح سی مخلص کو کمال مسرت هوئی . اور بنظر آپکی زیرباری کی اس مهیئه جولائی سی سو روپیه مهینا مقرر کیا گیا . اور دفتر مین نام آپکا مندرج کیا گیا . هر مهینه تنخواه مقرره پهونچیگی . یقین هم که آپ بهی محمول کمال محبت مین فرماوینگیه

اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس زمانہ مین میرزا صاحب نے کسی وجہ سے مراسلت کم کردی تھی، مگر سرکار اونکے خطکے منتظر تھیے. جب ۱۰ جولائی کے عریضہ مین اونھون نے اپنی زیرباری کا ذکرکیا، تو سرکارنے از راہِ پرورش سو روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر فرمادی. سرکار کا روبکار ِ تقررِ

⁽۱) اردوی معلی، ص ۲۸۴ و عود، ص ۱۳۹ (۲) مکاتیب ص ۱۹

وظیفه ۱۶ جولائی کو صادر هوا، اور میرزا صاحب کو پہلی تنخواه کی هنـ له وی ۲۸ دیجه سنه ۷۵ ه مطابق ۲۱ جولائی سنه ۵۹ عکو روانا کیگئی.

اپریل سنه ۳۰ ع مین میرزا صاحب نے میر مهدی مجروح کو جو خط لکھا ہے اوس مین بھی جولائی سنه ۵۹ ع سے تنخواہ جاری ہونیکا ذکر ہے. فرماتے ہین:

دقرارداد یه هو که نوابصاحب جرلائی سنه ۱۸۵۹ سی ، که جسکر یه دسوان مهینا هی ، سو روپیسه مجهی ماه بمـاه بهیجتی هین . ، (۱)

هنڈوی بھیجنے کا طریقه

چونکه میرزا صاحب رامپور مین فروکش نه تھے، اسلئے او نہین ہر مہینے کی دسوین بارھوین تاریخ تک سو روپیه کی ہنڈوی سرکار کے گرای نامه کیساتھ ملفوف بھیجی جاتی تھی. بعض عرایض مین میرزا صاحب نے لکھا ھے کہ پہلی دوسری تاریخ تک روپیسه بھیجدیا جایا کر ہے. سرکار نے اسکو منظور بھی فرما لیا ھے، اور دفتر کو حکم بھی ہو گیا ھے، لیکن بالعموم ان تاریخون کے بعد ھی روپیه روانا کیا گیا. میرزا صاحب کے مکتوب مورخه ۴۰ جولائی سنه ۴۵ ع بنام میان داد خان سیاح سے معلوم ہوتا ھے، کہ سرکار میرزا صاحب سے روپیه کی رسید نہین لیستے تھے۔ میرزا صاحب لکھتے ھین: مابح قرن ۱۲ برس می فردوس مکان نواب یوسف علیخان والی رامپور اپز انعار میری باس مابح قرن ۱۲ برس می فردوس مکان نواب یوسف علیخان والی رامپور اپز انعار میری باس مابح قرن کی دوسو کھی ڈھائی سو بھیجا کرتی دائی دیکھیے کہ بھسی کھی اوس روپیه کی رسید نہین لی . اپنی خط مین ہنڈوی بھیجا کرتی مین خط کا جواب لکم بھیجتا . اس ماہانہ کی علاوہ کھی دو سو کھی ڈھائی سو بھیجتی رمتی من خط کا دون مین قلعه کی آمد مفقود . انگریزی پنس مسدود . یه بزرگوار وجه مقرری مند و فساد کی دنون مین قلعه کی آمد مفقود . انگریزی پنس مسدود . یه بزرگوار وجه مقرری ماہ باہ اور فتح گاہ گاہ بھیجتا رہا، تب میری اور میری متوسلون کی زیست ہوئی . (۲)

اس مکتوب مین رسید سے میرزا صاحب کی مراد باضابطه رسید ہوگی . ورنه سرکاد کے ہر فرمان مین روپیه کی وصولیابی سے مطلع کرنے کی خواہش اور میرزا صاحب کے تمام ماہانه عرایض مین روپیه کی رسید کی اطلاع درج ہے .

⁽۱) اردوی معلی، ص ۱۹۲ و ۶۵ (۲) اردوی معلی، ص ۱۹

مولائها مهركا قياس

میرزا صاحب کی تنخواہ کے تقرر کے سلسلہ مین مولانا مہر فرماتے ہیں:

«غدر کی بعد جب قلعہ کی تنخواہ جاتی رہی، اور خاندانی پنشن بند ہوگئی، تو غالب نی ایك

فارسی قصیدہ نواب یوسف علیخان کی پاس بھیجا، جس مین گہری دوستانہ روابط كا ذكر كرتی

ہری نوابصاحب كی تضافل كا شكوہ گیا گیا تھا. اس قصیدہ پر نواب یوسف علی خان

مرحوم نی سوروپسه ماهوار كا وظیفه غالب كیلئی مقرر فرمادیا، جو ماہ بماہ نواب صاحب
خود غالب كو بھیجدیتی تھی . ، (۱)

لیکن مجھے مولاناکی رای سے اتفاق نہیں. اسلئے کہ اس قصیدہ میں میرزا صاحب نے سرکار سے ترک ِ مراسلت کا شکوہ کیا ھے. اگر یہ قصیدہ سنہ ہہ ع کا لکھا ھوا ھوتا تو شکوہ نادرست تھا. کیونکہ سرکار کا وہ فرمان، جو اطلاع ِ تقرر ِ وظیفہ کے سلسلہ مین میرزا صاحب کو لکھاگیا تھا، سرکار کیطرف سے شکوۂ ترک ِ مراسلت پر مشتمل ھے. دوسرے اسلئے کہ اس مین میرزا صاحب نے گورنمنٹ کیطرف سے بریلی کا علاقہ عطا ھونے کی مبارکباد تحریر کی ھے. یہ علاقہ پرگنہ کاشی پور ضلع ِ مرادآباد عطا کردۂ اپریل سنہ تحریر کی ھے. یہ علاقہ پرگنہ کاشی پور ضلع ِ مرادآباد عطا کردۂ اپریل سنہ ہو کے عوض مین سرکار کو ملا تھا ، اگر میرزا صاحب کا قصیدہ سنہ ہو ع کا ھوتا تو اوس مین توقیع ِ بریلی کا مذکور نہونا چاھئے تھا .

مولانا مہر کے اس قیاس کی وجہ خود اونکے الفاظ سے یہ معلوم ہوتی ہے، کہ اس مین مسیرزا صاحب نے اپنی تنخواہ کے تقررکی درخواست کی ہے. اگر قصیدہ تقررِ تنخواہ کے بعد لکھا گیا ہوتا، تو اس مین عنایت کا شکریہ ادا کیا جاتا. مولانا کے الفاظ یہ ہین :

داسکر بعمد نواب صاحب کو توقیع بریلی کی مبارکباد دیتی هین اور فرماتی هین که مین مفتی یا قاضی یا شحنه یا عامل کر عهدی کا طلبگار نهین ، بلکه صرف یه چاهتا هون که میرا حصه مجهی ماه بمهاه بینچتا رهی . » (۲)

حالانکہ اس قصیدہ مین میرزا صاحبنے صرف سالانه امدادکی درخواست

⁽۱) غالب، ص ۱۶۱ ی – مکاتیب غالب

کی ہے جو تقررِ تنخواہ کے بعد بھی ہوسکتی تھی . اسلئے اس کو تقررِ تنخواہ کی بنا قرار دینا مناسب نہیں . میرزا صاحب کا قصیدہ حسب ذیل ہے:

دانم که تو دریائی و من سبزهٔ ساحل آن شمع فروزان که بود در خور محفل صد حيف كه شد نقش اميدم حمه باطل با دوست که پیوسته همی برد غم از دل چون می ندهد داد ، ز فریاد چه حاصل ؟، دل گفت که هان شیوهٔ عشاق فروهل حاشا که حکایت کنم از لیلی و محمل خوانند ستمگارهٔ و خونخوارهٔ و قاتل شایان بودش گویم اگر خسرو عادل او قلزم و عمــان بود و من خس ســاحل ماثیم و یقینی که بوحدت شده کامل امیدگهم بود بهر وادی و منزل بربسته برویم در ارسال رسائل مشتاق جمال تو، چـه ديوانه چـه عاقل شمد تام نظیر تو و هم نام تو داخل ماندن ز تو دشوار و رسیدن بتو مشکل زیسان که فرو رفته مرا یای درین گل از چیست که هرگز تدهی وایه به سائل حرفی غلط از صفحة هستی شده زائل تا نزد تو آرند یکی طائر بسمل چون قبله نما سوی تو ام ســاخته ماثل دانی که درین شیوه نیم عامی و جاهل ایّن آیهٔ خاصست که بر من شده نازل می بین ، در گنج ارچیه کشودن شده مشکل غم نیست گر آبادی دهلی شده زائل اعجاز ز دهلی بود و سحر ز بابل دیگر نبرد ذوق ز آواز عنادل بستم بفره مندی خویش از کرمت دل حاشا که پزیرم عمل شحنهٔ و عامل

ه چون نیست مرا شربت آبی ز تو حاصل در بادیه بر گور غریبان ز چه سوزد زان خسرو خوبان چه قدر چشم وفا بود افسانهٔ غم کر بسرایم نبود عیب میگویم و همدم زندم طعنه که وتن زن از طعنه شدم خسته دل و ازیره تبهار تا کس نبرد ظن که بشاهد بودم روی شاهد بود آن دوست که اندر غزل او را من نالم ازان دوست که در عالم انصاف او خسرو خوبان مود و بنده گدایش گر خواجه همانست وگر دوست همانست خود هرچه سرودم همه با اوست کزین پیش یا رب چه شد اینك كه نگیرد خبر از من ای دیوسف، ثانی که بود در همه عالم کر نام تو در بحر نگنجید زیان نیست تا نزد تو چون آیم و دور از تو چه ســازم ای کاش بکوی تو چنین روی نمودی چونست که گاهی نکنی روی بدین سوی گر جان دهم از غصه تو دانی که بگیتی خواهی که مرا بنگری از دور بفرمای از صنعت استاد ازل دان که ز هر سوی وغالب، بسخن نام من آمد ازل آورد در فن سخن دم مزن از عرفی و طالب من گنجم و گردون به گل اندوء درم را خود در خور ویرانه بود گنج گران،مند هاروت فسون نفس **گ**رم چه داند آنرا که صریر قلم هوش رباید توقيع دبريلي، بتو فرخنده كه من نيز حاشا که ستانم رقم قاضی و مفتی

در جیب گدا ریز قلیلی ز مداخل کر بهر همین گشته در اقطاع تو شامل زان رشحه که بر صفحه فشانی ز انامل کر درد دلم فارغ و از من شده غافل ای روی تو در حسن دو چند از مه کامل تا ماه بیك ماه کند قطع منازل در نور به خرشید جهانتاب مقابل ه (۱)

بفرست خردمند کسان را بحکومت هر سال ازان شهر بمن وایه روان دار امید که لب تشنگی من نه پسندی امید که آن شیوه نورزی که نگویم ای رای تو در روشنی از مهر فزون تر تا مهر بیك سال کند داثره را دور باشی بسهر شرف آن ماه که باشد

اصلاح مين تاخير

میرزا صاحب کی طرف سے نواب فردوس مکان کے کلام پر اصلاح دینے مین تاخیر بھی ہوجاتی تھی. چنانچہ متعدد فرامین مین تعجیل کا تقاضا اور بعض مین تاخیر کا شکوہ نظر آتا ہے. اس کا سبب میرزا صاحب کی علالت ِطبع تھی. ۲۰ نومبر سنه ۲۱ ع کے ایک مکتوب بنام میان داد خان سیاح مین میرزا صاحب نے لکھا ہے:

اندنون ضعف دماغ ، دوران سر مین ایسا مبتلا هون که والی رامپور کا بھی بہت ساکلام یونہی دهرا هوا هی . دیکھنی کی بھی نوبت نہیں آئی . تمهاری بھیجی هوئی غزلین سب محفوظ دهری هوئی هین . خاطر جمع رکھو ، جب نوابصاحب کی غزلین دیکھونگا ، تو یه بھی دیکھی جائینگی ، » (۲) ایکبار تفته کے کلام پر اصلاح دینہ مین دیر هو ئی ، اونہوں نے تقاضائی خط لکھا ، اسپر ۱۶ اکتوبر سنه ۲۳ ع کو میرزا صاحب نے تحریر فرمایا هے: دبھائی ! تم سج کہتی هو که بہت مسودی اصلاح کیواسطی فراهم هوی هین ، مگر یه نه سمجھنا که تمهاری هی قصائد یؤی هین ، نوابصاحب کی غزلین بھی اسیطرح دهری هوئی هین ، برسات کا حال تمهین بھی معلوم هی اب نجمات هوئی هو ، نوابصاحب کی غزلین اور تمهاری قصائد دیکھی جائینگی ، مین ناتوان بہت هوگیا هون ، کویا صاحب فراش هون . کوئی شخص نیا تکلف جائینگی ، مین ناتوان بہت هوگیا هون ، ورنه پڑا رہتا هون ، لیٹی لیٹی خط لکھتا هون .

اس جواب پر ایك ماه گزرگیا، لیكن هنوز تفته كو اصلاح شده قصائد نه ملے . اونہون نے پھر شكایت آمیز خط لكها . اسكے جواب مین ۲۷ نومبر سنه ۲۲ع

⁽۱) كليات نظم فارسى ، ص ٣٢٧ طبع لكهنو سنه ١٨٦٣ع (٢) اردوى معلى ، ص ٢٧ (٣) ايضاً ، ص ٩٤ الف

کو میرزا صاحب نے معندرت کرتے ہوئے نوابصاحب کی غزلون پر اصلاح ندنےےکا بھر ذکر کیا . فرماتے ہیں :

ه مرزا تفته ا جو کچی تمنی لکها یه بیدردی هی اور بدگرانی. مصاد الله اِ تم سی اور آزردگی. محکو اسپر ناز هر که مین هندوستان مین ایك دوست صادق الولا رکهتا هون ، جسکا هرگوپال نام اور تفته تخلص هی بهائی مجیم مین کچیم اب باقی نهین هی . برسات کی مصیبت گزرگی، لیکن بژهاید کی شدت بژهگئی . تمام دن پژا رهتا هون . بیشم نهین سکتا. اکثر لینی لینی المکند بیصبر کا ایك پارسل هی که اوسلو بهت دن هوی ، آجتك سرنامه بهی نهین کهولا .

نو ابصاحبکی دس پندره غزلین پڑی هوئی هین .

ضعف نی غالب نکا کردیا ورنه هم بهی آدمی نهو کام کی ۱)

مگر وظیفه جاری

لیکن اس تاخیر کے باوجود نواب فردوس مکان وظیفہ برابر دیتے رھے. حتی کہ ایکبار میرزا صاحب نے اصلاح سے انکار کردیا ، اسپر بھی سرکار نے از راہِ قدردانی وظیفہ بند نکیا ، سرکار کی اس مهربانی و پرورش کا ایک خط مین میرزا صاحب نے ذکر کیا ہے ، واقعہ یہ درپیش آیا کہ ایکبار تفتہ کے کلام پر اصلاح دینے مین دیر ہوئی ، اونہون نے تقاضا کیا ، میرزا صاحب نے عذر ضعف کیا ، جسے تفتہ نے باور نکیا ، اسپر میرزا صاحب نے تحریر فرمایا :

و میرا عجب حال هی . حیران هون که تمهین میراکلام کیون باور نهین آنا سامعه مرگیا تها اب باصره بهی ضعیف هوگیا رئیس رامپور سو روپیه مهینا دیتی هین . سالگرشته اونکو لکم بهیجا که اصلاح نظم حواس کاکام هی ، اور مین اپنی مین حواس نهین پاتا . متوقع هون که اس خدمت سی معاف رهون . جو کچیر مجهی آپ کی سرکار سی مانیا هی ، عوض خدمات سابقه مین شمار کیجئی ، تو مین سکم لمبر سهی ، ورنه خیرات خوار سهی . اور اگر یه عطیمه بشرط خدمت هی تو جو آپکی مرضی هی و هی میری قسمت هی . برس دن سی او نکاکلام نهین آتا . فتوح مقرری نومبر تك آئی . اب دیکهیئی آگی کیا هو تا هی . آجتك نوابصاحب از راه جوانمردی دی جاتی هین . » (۱)

یه خط میرزا صاحب نے ۱۶ رجب کو لکھا ہے. اسکے آخر مین سےنه درج نہین، لیکن قیاس یه چاہتا ہے کہ سنه ۱۲۸۱ ہ مطابق ۱۶ دسمبر سنه ۱۸۹۶ ع

⁽۱) اردوی معلی ، ص ۹۹ و ۱۰۰ (۲) ایعناً، ص ۹۳ و ۹۶

تاریخ کتابت ہوگی. اسلئے کہ اس مین میرزا صاحب نے نومبر کی تنخواہ موصول ہو نے کی اطلاع دی ہے. لہذا خط لکھتے وقت دسمبر کا مہینا ہونا چاہیے. اور جیسا کہ خود میرزا صاحب کے عریضہ نمبر ۲۹ سے، جو اسی ماہ نومبر کی تنخواہ کی رسید ہے، معلوم ہوتا ہے، رجب اور دسمبر سنه ۱۲۸۱ ہ مین ایکساتھ آئے تھے، اور اتفاق یہ کہ دونون مہینون کا آغاز بھی ایک دن ہوا تھا.

اس خط مین میرزا صاحب نے اوس عریضه کا مضمون دوهرایا ہے جو نواب فردوس مکارے کی خدمت مین ارسال کیا تھا۔ وہ عریضه فائل مین موجود نہین . لیکن امشله کے دیکہنے سے معلوم هو تا ہے که میرزا صاحب کا یه ارشاد که « برسدن سے اونکا کلام نہین آتا » حقیقی عذر ہے . کیونکه اس ایکسال کے عرصه مین ، جو کم از کم دسمبر سنه ۲۳ ع سے دسمبر سنه ۲۶ ع تك پھیلا هوا ہے ، نواب فردوس مکارے نے تقریباً هر ماہ خط بھیجا ہے . لیکن کسی مین اشعار کے ارسال کی اطلاع یا مرسله کلام کی واپسی کا تقاضا درج نہین ہے . اونکا آخری کلام وہ واسوخت تھا جو میرزا صاحب نے آخر اکتوبر سنه ۳۲ ع مین واپس بھیجا اور یہان ۲۹ اکتوبر سنه مذکور مطابق ۱۵ جمادی الثانیه سنه ۸۱ ه کو موصول هوا . اسکے بعد اکتوبر سنه ۶۶ ع کے آخر یا نومبر کے آغاز مین سرکار سرطان کے عارضه مین مبتلا هوگئے ، اور غالباً سنه باز مین عرم سنه ۸۲ ه کی مجالس کے لئے صرف ایک سلام لکھکر بھیج سکے ، جو اونکے انتقال کے بعد میرزا صاحب نے نواب خلد آشیان کی خدمت مین واپس ارسال کیا . (۱)

رامپورکا پہلا سفر ، اور سرکارکی تین دعوتنامی

نواب فردوس مکان کو میرزا صاحبکا شاگرد ہوہے چند ماہ گزرے تھے کہ ہنگامۂ غدر برپا ہوگیا ، اور کچھ عرصہ تك با ہم مراسلت

⁽۱) مکاتیب، ص ۱ه

بند رهی. لیکن مملکت ِ هند مین امن و امان قائم هو تے هی سرکار نے میرزا صاحب کو رامپور تشریف لانے کی دعوت دی. نوابصاحب کا پہلا دعو تنامه مثل مین موجود نہیں. لیکن مکتوب بنام صاحبزادہ سید زین العابدین خان بهادر مورخهٔ ۲۵ مارچ سنه ۵۸ ع مین میرزا صاحب نے اپنے رامپور نآنیکے وجوہ تحریر کیئے هین. اسلئے یقیناً پہلی دعوت ابتدای سال سنه ۵۸ ع مین دیگئی هوگی. خود میرزا صاحب کے الفاظ «بعد فتح دهلی وہ همیشه میرے مقدم کے خواهان رهتے تھے۔ مین عذر کرتا تھا » سے بھی یہی ثابت هوتا هے. مقدم کے خواهان رهتے تھے۔ مین عذر کرتا تھا » سے بھی یہی ثابت هوتا هے.

مشفقا ! جوکه مخلص کو اشتیاق معانقه اور مکالمه اپ کا بدرجهٔ کمال هی ، اور اب تشریف آوری آپ کی اسجگه مناسب هی ، اسواسطی حواله خامهٔ محبت نگارکی هوتا هی ،که آپ دیدار فایض الانوار اپنی سی مخلص کو مسرور فرمائیے .، (۱)

اس کے بعد ۱۳ ماہِ اپریل سنہ ٥٩ ع کو سه بارہ تحریر فرمایا:

وحال تشریف آوری آپ کا اسطرف کو ابھی تك سامعه نواز نہین هوا . اور دل صفامزل مشتاق اور منامذ اتحاد نگار کی هوتا هو ، اسواسطی حواله خامة اتحاد نگار کی هوتا هو ، که آپ براه عنایت کی نوید تشریف فرمالی اس سمت سی ، که کمبتك نمکن الوقوع هی ، مطلع اور مطمئن فرماتی . ، (۲)

میرزا صاحب کا عذر

میرز اصاحب مطلع سیاست صاف ہوجانیکے بعد اپنی انگریزی پنشن کے اجراکی سعی مین مصروف تھے۔ حکام انگریزی کی معدلت گستری و انصاف پڑو می کے بدل معنرف تھے، اور اپنے آپ کو جرم بیوفائی و غداری سے قطعاً بری پاتے تھے، اسلئے حکام کی ہر دفتری حرکت اونکی امید کو پیام کامیابی نظر آتی تھی، وہ روزانہ اس یقین کیساتھ بیدار ہوتے، کہ آج پنشن کی اجراکا حکم ہوجائیگا، اور مین شام تك اپنے قرضہ کے بار سے سبك دوش ہو سکونگا، بسا اوقات اون سے یہ موہوم خوشی ضبط نہوسکی ہے، اور احباب کو کامیابی کی منزل قریب آجانے کی اطلاعین تك دیدی ہیں. (۲)

⁽۱) مكاتيب، ص ١٦، حاشيه نمبر ١ (٢) ايضاً، ص ١٩، حاشيه نمبر ١

⁽٣) اردوی معلی اور عود مین اس مضمون کی متعدد خطوط موجود هین.

ایسی حالت مین کسطرح ممکن تھاکہ وہ دلی سے باہر چلے جاتے. چنانچہ یہی امروز و فردا دلی چھوڑکر رامپور آنے سے مانع رہے، اور انہون نے ہر دعوت نامه کے جواب مین یہی عذر کیاکہ پنشن کے وصول کا زمانہ قریب آگیا ہے. اسکو ادھورا چھوڑکر نہین آسکتا. اس ساسلہ مین صاحبزادہ سید زین العابدین خان بہادر کو تحریر کرتے ہین:

وجناب نوابصاحب میری محسن اور میری قدردان اور میری امیدگاه هین . مین اگر رامپور نآؤنگا تو کهان جاؤنگا . یه جو آپ کمتی هین که تجکو آنی مین تردد کیا هی ، تردد کچی نبین توقف هی . وجه توقف کی یه که مین نی اپنی پنسن کی باب مین چیف کمشنر بهادر کو درخواست دی آمی . و هان سی صاحب کمشنر دهلی نی صاحب صاحب کلکتر شهر سی کیفیت طاب کی هی بهر حال صاحب کمشنر شهر کیفیت صاحب کلکتر سی طلب کر کر چیف کمشنر کیساتی پنجاب کو گئی هین . دیکهیی کب آوین ، اور بعد ملاحظه کیفیت کیا حکم دین . مگر تا صدور حکم مین بهان سی کمین جا نهین سکتا . هان بعد ملفی حکم کی ، خواهی دلخواه هو خواهی مخالف مدعا ، دونون صورت مین رامپور آؤنگا . ، (۱) نواب فردوس مکان کے دعو تنامه مورخه ۲۵ نومبر سنه ۸۵ ع کے جو اب مین اسی عذر کا اعاده کیا هے . تحویر کر تے هین :

همیری حاضر هونی کو جو ارشاد هوتا هم ، مین وهان نه آژنگا ، تو اور کهان جاژنگا . پنسن کو وصول کا زمانه قریب آیا هم . اسکو ملتوی چهوژکر کیونکر چلا آژن . سنا جاتا همی اور یقین بهی آتا همی که جنوری آغاز سال ۹ه عیسوی مین یه قصه انجام پائی . جسکو روپیسه ملنا همی اوسکو روییه ، جسکو جواب ملنا هم اوسکو جواب ملجائی . ، (۲)

لیکن میرزا صاحب کے علی الرغم جنوری سنه ٥٩ ع بھی بیگانهوار گزرگیا، تو انھون نے اپنی صادق الاعتقادی مین اور وسعت دے لی، اور جب سرکار نے ١٣ ماهِ اپریل سنه مذکورکو تیسری بار آمدِ رامپورکی دعوت دی تو اسکے جواب مین لکھا:

• پہلی خط مین یه عرض کیا هی ، که مجموع پنسندارون کی مثل مرتب هو ، اور هنوز صدر کو روانا نہیں هوئی . خواب گررنر جنرل لاؤد کینگ بهادر نو کلسکته سی میری پنسن کی کرانحذ طلب کیئی ، اور وہ کاغذ فہرست مین سی الگ هوکر لفٹنٹ گورنر بهادر پنجاب کی خدمت مین ارسال هوئی . پهر وهان سی حکم منظوری پنجاب

هوتا هوا یهان آئیگا، اور یهـان مجکو روپیـه ملجائیگا. آج روپیـه ملا، کل مین نو آپ می سواری اور باربرداری مانگی. آج سـواری اور باربرداری پهـچی، اور کل مین نو رامپور کی راه لی.. (۱)

چوتهی دعوت

آخرکار سال ٥٩ ع بھی ختم ہونے کے قریب آگیا ، مگر پنشن کا معاملہ ہنوز لیت و لعل مین پڑا رہا. سرکار نے ١٦ دسمبر سنه ٥٩ عکو پھر ارقام فرمایا: دسبق مین چند مرتبه در باب تشریف فرمائی بہان کی متکلف ہوا ہون. لیکن ابتك آپنی سرور ملاقات بہجت آیات ہی مسرور نہین فرمایا. اب لازم اشفاق کا یہ ہی کہ آپ تشریف شریف باسرع ازمنه ارزانی فرماوین، اور مخلص کو مشکور الطاف کا کرین ، ه (۲)

میرزا صاحب اس عرصه مین نواب فردوس مکان کے اخلاص و اعانت کے بدل معترف ہوچکے تھے، اور یه عزم کرکے، کہ مقدمۂ پنشر کے منفصل ہوتے ہی رامپور روانا ہوجائینگے، یوسف مرزا کو لکھا تھا:

همین تو پنسن کر باب مدین حکم اخیر سن لون. پهر رامپور چلا جاؤنگا. جمادی الاول سی ذی الحجه تك ۸ مهینی، اور پهر محرم سی سنه ۱۳۷۷ سال شروع هوگا. اس سال کر دو چار حد دس گیاره مهینی غرض که اونیس بیس مهینی هر طرح بسر کر در هین. اسمین رنج و راحت و ذلت و عزت جو مقسوم مین هی وه پهنچ جاز. اور پهر دعلی علی، کهنا هوا ملك عدم کو چلا جازن. باعلی ایاعلی ای اعلی ای در ()

ميرزا صاحب كا عزم سفر اور اوسكا مقصد

جب آغازِ سنه ۱۸۶۰ ع مین گورنمنٹ نے مقدمـ پنشن کا فیصلہ میرزا صاحبکی خواہش اور امیدکے خلاف صادرکیا، تو انھون نے حسبِ وعدہ سفرِ رامپورکی تیاری کی. اس سلسلہ مین خواجہ غلام غوث خان بہـادر بیخبر کو لکھتے ہیں:

وبعد فنح دهلی وه (نواب فردوس مکان) همیشه میری مقدم کی خواهان رهتی تهیی . مین عذر
 کرتا تها . جب جنوری سنه ۱۸۹۰ مین گورمنث سی وه جواب پایا ، که جو اوپر لکمی آیا
 هون . تو مین آخر جنوری مین رامپورگیا . ه (٤)

نواب فردوس مکان ایام ِ غدر میں گورنمنٹ کے وفادار اور معاون رہے تھے.

⁽۱) مكاتيب، ص ۱۹ 💮 (۲) ايعناً، ص ۲۵، حاشيه نمبر 🖈 (۳) اردوى معلى، ص ۳٤٥

⁽٤) ايضاً ، ص ٢٨٣

بنا برین بر الله حکام کی نظر مین اونکی بڑی عزت و وقعت تھی. میرزا صاحب سے بھی اونکے تعلقات بیحد پرخلوص تھے۔ اسلئے مقدمه خلاف فیصل ہونیکے بعد میرزا صاحب نے مناسب جانا که رامپور جائین اور سرکار سے زبانی عرض کرین که اپنے توسط سے گورنمنٹ سے میرے معامله کو صاف فرمادیجے. منشی شیونراین اکبر آبادی کو ۳ مارچ سنه ۲۰ ع کو رامپور سے لکھا ہے: مین حب الطلب نوابصاحب کی دوستانه یہان آیا ہون، اور اپنی مفانی گورشت سی بذریعه انکی چامتا ہون. دیکھون کیا ہوتا ہی۔ (۱)

اسکے علاوہ ایک اور واقعہ ، جو قیام ِ رامپور کے زمانہ مین پیش آیا ، اس امر پر شاہد ہے کہ سفرِ رامپور سے میرزا صاحبکا مقصد ،گورنمنٹ سے اپنی صفائی ، تھی . ۱۶ فروری سےنهٔ مذکورہ کو حکیم غلام نجف خان کو اس واقعہ کے متعلق تحریر کیا ہے :

دیهان کا یه حال همی که نواب لفننگ گورنر بهادر آگره مرادآباد آیا چاهتی هین . مراد آباد یهان سی باره کوس همی . نوابصاحب دوری کو اپنی ملك کی گئی هین . دو چار دن مین پهر آتینگی . اگر اونکی ملاقات کو مراد آباد جائینگی ، مین بهی ساتیم جاؤنگا . اگرچه گورنر غرب و شمال کو دلی سی کچیم علاقه نهین ، مگر دیکهون کیا گفتگو درمیان آتی همی . ، (۲)

اگر میرزا صاحب کے پیش ِ نظر گورنمنٹ سے صفائی نہوتی تو یہ جانتے ہو ہے کہ یو۔پی کے گورنر کو دلی سے کچھ واسطہ نہین سرکار کیساتھ مراد آباد جانیکا تہیا نکرتے.

دلی سی روانگی

میرزا صاحب نے ارادہ کیا کہ آخرِ جمادی الثانیـه مین دلی روانا ہون، اور رجب المرجب کا چاند رامپور آکر دیکھین. حسین مرزا صـاحب کو سه شنبه ۳۱ دسمبر سنه ۵۹ ع کو لکھتے ہین:

«رامپور زندگی مین میرا مسکن آور بعد مرگ میرا مدفن هولیا . جب نم لکهتی هو که «نه تم وهان جاؤ !» تو مجکو هنسی آتی هم . مین یقین کرتا هوئ که هلال ماه رجب المرجب رامپور مین دیکھوئ . • (۳)

⁽۱) اردوی معلی ، ص ۲۸۰ (۲) ایضاً ، ص ۲۲۹ (۳) ایضاً ، ص ۲۲۹ لا – مکاتیب غالب

اس خط کی تحریر سے ۱۹ دن کے بعـد میرزا صـاحب دلی سے روانا ہوہے . دلی سے روانگی کی تاریخ کا ذکر متعدد خطوط مین پایا جاتا ہے. مثلًا خواجه غلام غوث خان ہادر بخر کو مجملًا لکھدیا ہے کہ

ه جب جنوری سنه ۱۸۹۰ مین گورمنٹ سی وہ جواب پایا که جو اوپر لکم آیا ہون تو مین آخر جنوری مین رامپورگیــا . • (۱)

رامپور سے واپس جاکر منشی شیونراین کو مہینے کیساتھ تاریخ بھی لکھی ہے . فرماتے ہین :

۱۹۰ یا ۲۰ جنوری سنه ۱۸۶۰ کتاب اور دونون عرضیان ولایت کو روانه کرکر رامپورگیا هون . ، (۲)

لیکن آخرِ عمر مین میرزا صاحب کا حافظه خراب ہوگیا تھا، اسلئے اونھین صحیح تاریخ یاد نہین رہی. در اصل وہ ۱۹ جنوری سنه ۲۰ ع کو دلی سے روانا ہوے تھے۔ چنانچه ۲۱ جنوری کو میرٹر پہنچکر مرزا تفته کو لکھا ہے:

بهائی ! مین نی دنی کو چهوزا ' اور رامپور کو چلا . پنجشنبه ۱۹ کو مرادنگر اور جمعه ۲۰ کو میرٹی پہنچا . آج شنبه ۲۱ کو بهائی مصطفی خان کی کہنی سے مقام کیا . یہان سی یه خط تمکو لیکھکر بهیجا . کل شاہجہان پور پرسون گذه مکثیشر رهونگا . پهر مرادآباد هوتا هوا رامپور جاؤنگا . » (۳)

اسی تاریخ کو حکیم غلام نجف خان کو لکھتے ہیں:

ه میان ! مین تم سی رخصت هوکر اوسدن مراد نگر مین رها . دوسری دن ، یعنی جمه کو ، میر نمیر پهچا . نواب مصطنی خان از ایکدن رکی لیا . آج شنبه ۲۱ جنوری یهان مقام هی . نو مج گئی هین . بیٹها هوا یه خط لکی رها هون . مفت کا کهانا هی . خوب پیك بهرکر کهاؤن گا . كل شاهمهانپور ، پرسون گذه مكنیشر ، رهونگا . مرادآماد سے یهر تمكو خط لکهونگا . » (؛)

ان تمام تحریرون سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعرات کے دن صبح کیوقت ۱۹ جنوری سنہ ۶۰ ع کو میرزا صاحب دلی سے روانا ہوہے .

اخفای حال

روانگی سے پہلے میرزا صاحب نے کسی مصلحت کے ماتحت مختلف اصحاب سے مختلف مقامات کے سفرکا اظہار کیا تھا . لیکن میرٹر پہنچکر اخفا

⁽۱) اردوی معلی ، ص ۲۸۳ (۲) ایشاً ، ص ۲۸۲ (۳) ایشاً ، ص ۸۹ (٤) ایشاً ، ص ۲۳۲

کی ضرورت نه سمجهی ، اور وهین سے حکیم غلام نجف خان کو لکھا: « هان بهائی؛ مین از روی مصلحت اپنی کو مقامات مختلف کا عازم که آیا هون. اب جو شخص تم سی پوچها کری اوس سی پرده نکرنا اور صاف کهدیناکه رامپور کو گیا هی . یمنی سب کو معلوم هو جائی ، اورکوئی تذبذب مین نرهی ۰ » (۱)

اس مکتوب مین میرزا صاحب نے اوس مصلحت کو ظاہر نہیں کیا ، جو مقام سفر کے اخفاکی بنا تھی . لیکن قیاس یہ چاہتا ہے کہ کسی سیاسی مصلحت سے ایساکیا ہوگا . جو کم از کم یہ ہوسکتی ہے کہ اوسوقت تك گورنمنٹ نے میرزا صاحب کی بریت تسلیم نہیں کی تھی ، اور انھین غدر کے بعد سفر کا پہلا اتفاق تھا ، آسلئے یہ خطرہ لاحق ہوا ہوگا کہ کہین رامپور جانے سے روك ندیا جاؤن ، یا یہ کہ کوئی حاسد سرکار کو یہ نہ لکھدے کہ میرزا صاحب گورنمنٹ کی نظر میں ابھی مشتبہ ھیں ، انھین اپنی ریاست مین نہ آنے دیجے .

۱۹ جنوری کی صبح کو دلی سے روانا ہوکر میرزا صاحب نے شام کو مرادنگر مین قیام کیا. دوسر ہے دن جمعه کو میرٹر پہنچہے. وہان ایکدن نواب مصطفی خان بہادر شیفته کے ہان ٹہر کر اتوار کو شاہجہانپور اور پیر کو گڑھ مکٹیسر مین اوتر ہے . یہان سے مرادآباد تک کی منازل کا پتہ نہین، جو منگل اور بدھ دو دن مین طے کیگئی ہونگی . لیکن یہ یقینی ہے کہ آخری منزل مرادآباد تھی . یہ تمام تفصیل مرزا تفتہ اور حکیم غلام نجف خان کے مام کے مکاتیب مین ابھی گزر چکی ہے .

رفقای سفر

اس سفر مین زینالعابدین خان عارف مرحوم کے دونوں لڑکے، باقر علیخان اور حسین علیخان، عنایت الله خادم، اور ایك دو اور ملازم میرزا صاحب کے همرکاب تھے۔ لڑکون کا ذکر متعدد خطوط مین کیاگیا ہے۔ یہان صرف اوس خط کا اقتباس کافی ہوگا، جس مین تمام همراهیون

⁽۱) اردوی معلی ، ص ۲۲۳

کا ذکر ہے . میرزا صاحب حکیم غلام نجف خان کے خط کے آخر مین لکھتے ہین :

ولؤکی بھی تندرست . آدی بھی توانا . مگر هان ایك عنایت الله دو دن سی كچے بیمار هم . خیر
 اچها هوجائیگا . ، (۱)

ورود رامپورکی تاریخ

غالباً میرزا صاحب جمعرات کے دن مرادآباد پہنچہے، اور وہان رات کو آرام کرکے دوسرے دن جمعہ کو رامپور وارد ہوے . جمعه ۳ فروری کو رامپور سے حکیم غلام نجف خان کو لکھتے ہین :

ه آج تك، كه جمعه آلهوان دن ميرى پېنچى كو هي، كچير كلام نيين هوا. ، (۲)

اس سے صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے، کہ میرزا صاحب جمعہ کے دن رامپور پہنچے۔ لیکن مرزا تفتہ اور حکیم غلام نجف خان کو میر ٹیے سے جو خطوط لکھے ہیں اون مین میرزا صاحب نے جمعہ کو ۲۰ اور شنبہ کو ۲۱ جنوری تاریخ تحریر کی ہے ۔ اس حساب سے جس جمعہ کو میرزا صاحب نے سر زمین رامپور پر قدم رکھا، ۲۷ جنوری سنہ ۲۰ع تاریخ ِ انگریزی ہونی چاہیے۔

قيامكاه

رامپور پہنچکر میرزا صاحب نے سرکار کی خاص کوٹھی مین قیام کیا . لیکن لڑکے میرزا صاحب کیساتی آئے تھے، اسلئے یہان چار دن گزار نے کے بعد از روی احتیاط جداگانه مکان کی خواہش کی . سرکار نے ایک مکان ، جو تین چار حویلیون پر مشتمل تھا ، قیام کیلئے عطا فرمایا . میرزا صاحب نے تفتہ کے یتہ کے استفسار پر جو خط لکھا ہے اوس مین فرماتے ہیں :

وپہلی یہ تو بتاؤکہ رامپور مین بجھی کون نہین جانتا . کہان مولوی وجیہ الزمان صاحب کہان مین ۔ او نکا مسکن میری مسکن سی دور ۔ پھر در دولت رئیس کہان اور مین کہان . چار دن والی شہر آد اپنی کوٹھی مین او تارا . مین تی مکان جداگانہ مانگا . دو تین حویلیان برابر برابر مجکو عطا ہوئین . اب اس مین رہتا ہون . بحسب اتفاق ڈاك گھر مسکن کی پاس ہی . ڈاك منشی آشسنا ہوگیا ہی . برابر دلی سی خط چل آئی ہین . صرف رامپور کا نام اور میرا نام . محله کی اور

⁽۱) اردوی معلی، ص ۲۲۹ (۲) ایضاً، ص ۲۲۸

عرف کی حاجت نبین . بلکه در دولت اور مولویصاحب کم نشان می شاید خط تلف هوجائی . ، (۱) حکیم غلام نجف خان کو لکھا ہے:

. مكان كا پتـه ضرور نهين · ذاك گهر ميرى گهركر پاس . ذاك منشى ميرا آشنا ايك مكان ، كه وه تين چار مكانون پر مشتمل هى ، رهنى كو ملا هى . ، (۲)

میر مہدیکو تحریرکیا ہے:

«تمهارا خط پهنچا . تردد عبث . میرا مکان ڈاك گهركر قریب اور ڈاك منشی میرا دوست هی . ، (۳) مکان کی تحقیق

حقیر عرشی نے بزرگان ِ شہر سے تحقیق کی کہ اوس زمانہ مین ڈاکھانہ کس محلہ مین تھا، تو معلوم ہوا کہ محلۂ راجدوارہ کی اوس شاہراہ پر ، جو خاص باغ پیلس کو جاتی ہے، مولوی محمد یحیی صاحب وکیل کے مکان مین ڈاکھانہ واقع تھا ، اور میرزا صاحب نے اوسکے متصل مکان مین قیام کیا تھا ، اس مکان مین آجکل ایك آهنگر مقیم ہے . چونکہ یہ مکان اردو ادب کے نیر ِ رخشان کا فرودگاہ رہچکا ہے ، اسلئے عالیم تبت صاحب چیف منسٹر بہادر کے حسب الحکم اسپر پتھر کا کتبہ لگایا جا رہا ہے .

مهياندارى

میرزا صاحب کیلئے ابتداء سرکاری باورچیخانه سےکھانا آتا رہا. چنانچه حکیم غلام نجف خانکو لکھتے ہیں:

د کهانا دونون وقت سرکار می آتا هی ، اور وه سب کو کافی هوتا هی . غذا میری بهی خلاف طبع نمین . ، (۲)

میر مہدی کے خط مین بھی سرکاری مہانداری کا ذکر کیا ہے. فرماتے ہیں: «یہان کا حال سبطر خوب ہم ، اور صحت مرغوب ہم . اسوقت تك مہان ہون. ، (۳)

لیکن چند دن کے بعد کھانے کے سو روپیـه ماہوار مقرر کردیے گئے. دلی جاکر میرزا صاحب نے میر مہـدی کو لکھا ہے:

ه اب جو مین و هـان گیـا تو سو روپیه مهینا بنام دعوت اور دیا . یعنی رامپور رهون تو دو سو روپیـه مهینا پاژن ، اور دلی رهون تو سو روپیـه . » (؛)

⁽۱) اردوی معلی، لاهور ایڈیشن، ص ۳۷۱ (۲) ایضاً، ص ۳۲۸

⁽٣) ايضاً، ص ١٦٩ (٤) ايضاً، ص ١٦٢

آب و هوای رامپور

رامپــورکی آب و ہوا میرزا صاحب کے مزاج کے موافق ثابت ہوئی . آمدِ رامپورکے ۸ دن بعد حکیم غلام نجف خان کو لکھا ہے:

پانی کا شکر کس منے سے ادا کرون . ایك دریا هی کوسی . سبحان الله! اتنا میٹھا پانی که پینی و الاگان کری که یه پهیكا شربت صاف هی . سبك ، گوارا ، هاضم ، سریع النفوذ .
 اس آنے دن مین قبض وانقباض کی صدی سے محفوظ هون . صبح کو بھوك خوب لگتی هی .
 لؤکے بھی تندرست . آدی بھی توانا . مگر هان ایك عنایت الله دو دن سی کچے بیار هی .
 خبر اچھا هرجائگا . ، (۱)

رامپور ہی سے میر مہدی مجروح کو تحریر کیا ہے:

ه یه رامپور هی . دارالسرور هی . جو لطف یهان هی وه اور کهان هی. پانی سبحان الله ! شهر س_ی تین سو قدم پر ایك دریا هی ، اوركومی اوسكا نام هی . بر شبه چشمهٔ آب حیات كی كوئی سوت اوس مین ملی هی . خیر اگر یون بهی هی ، تو بهائی آب حیات عمر بژهانا هم . اتبا شهرین كهان همگا . ه (۲)

ملاقات اور تعظیم و توقیر

نواب فردوس مکان کا اخلاق میرزا صاحب کی امید کے مطابق ثابت هوا. سرکار نے بر وقت ملاقات احباب کیطرح معانقه کیا ، اور احباب مین تعظیم و توقیر کی جو رسم هے اوسکو ملحوظ رکھا . میرزا صاحب نے خود نذر پیش کرنے کے عوض دونون لڑکون سے نذر دلوائی . سرکار کے اس برتاؤ کے بارے مین میرزا صاحب میر مهدی مجروح کو لکھتے هین :

« تعظیم و نوقیر مین کوئی دقیقه فروگزاشت نهین هی . » (۳)

بعد ازان دلی جاکر لکھا ہے:

ه ملاقات بهی دوستانه رهی . معـانقـه و تعظیم جــطرح احباب مین رسم هی . و ه صورت ملاقات کی هی . لژکون سی مین تی نذر دلوادی تهی . بس . ، (۳)

اسی سلسه مین رامپور سے حکیم غلام نجف خان کو تحریر کیا ہے: ۱۰ اب میرا حال سنو . تعظیم وتوقیر بہت . ملاقاتین نین ہوئی ہین . ، (۱)

ابهی گفتگو نهین هوئی

آگرچه نواب فردوس مکان نے جولائی سنه ٥٥٩ سے میرزا صاحب کو سو

⁽۱) اردوی معلی، ص ۲۲۸ · (۲) ایضاً، ص ۱۹۹ (۳) ایضاً، ص ۱۹۲

روپیه ماهوار بطور امداد عطا فرمانا شروع کردیے تھے، جو انھین بذریعهٔ هنڈوی ماہ بماہ ارسال هوا کرتے، لیکن جب میرزا صاحب رامپور تشریف لائے، اور چند روز تک خدمت اور معاوضه کے بارمے مین سرکار سے بالمشافهه گفتگو نہین هوئی، تو انھین مختلف خطرات پیدا هوئے. خدمت اور در ماهه کے خطرہ کو حکیم غلام نجف کے نام کے مکتوب مین اسطرح ظاهر کیا ہے:

د منوز کچھ گفتگو درمیان نہیں آئی. مین خود اون سی ابتدا نکرونگا. وہ بھی مجھی بالمشافه نه کین گی. مگر بواسطة کاربردازان سرکار دیکھون کیا کچے مین، اور کیا مقرر کرتی مین در در

یه خط ۳ فروری کو لکهاگیا تها. اسکے بعد ۱۶ فروری کو پهر لکهتے هین:

۰ یہان کا رنگ نوابصاحب کے آنی پر جو ہوگا، اور جو قرار پانبگا، وہ منصل تمکو لکھونگا . • (۲)

میر مہدی مجروح کو بھی د بیے الفاظ مین لکھا ہے:

واسوقت تك مهان هون . ديكهون كيا هونا هي . ، (٣)

ر امپورکی اقامت کے خطرہ کو مرزا تفتہ کے خط مین ظاہر کیا ہے. فرماتے ہیں: «دوسری بات جو تم نی لکھی ہو وہ بھی مطابق واقع و مناسب حال نہیں. اگر اقامت قرار پائی تہ تمکہ ملالہ نگا. ، ()

١٤ فروری کو مرزا تفته کے خط کے جواب مین پھر لکھا ہے:

ه میری جان ! آخر لزکی هو . بات کو نه سمجهی . مین اور تفته کا اپنی پاس هونا غنیمت نجانون. مین نی یه لکها تهـا که بشرط اقامت بلالونگا . اور پهر لکهتا هون که اگر میری اقامت یهـان کی نهیری تو بی تمهاری نرهونگا . نه رهونگا . زنهـار نرهونگا . ه (ه)

ســه باره یکم مارچ کو تحریر کرتے ہین :

ه بالفعل نواب لفنك گورنر بهادر مراد آباد اور وهان سی رامپور آثین گی . بعد اونکی جانیکی کوئی طور آقامت با عدم اقامت کا ثهریگا . منظور مجکو یه هی که اگر یهان رهنا هوا تو فورآ تمکو بلالونگا . ه (٦)

تعین خـدمت و اقامت

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آخر کار یہی طے پایا کہ میرزا صاحب رامپور کی اقامت اختسیار کرنے پر مجبور نہین ہین. جہان مزاج چاہے رہین. سرکار

⁽۱) اردوی معلی، ص ۲۲۸ (۲) ایضاً، ص ۲۳۰ (۳) ایضاً، ص ۱٦۹

⁽٤) ايضاً ، لاهور ايذيشن ، ص ٣٧٢ (٥) ايضاً ، ص ٧٣٠

مرزا تفته کو تحریر کیا ہے:

، وہ سو روپیہ مہینا یہـان رہون وہان رہون خداکہ ہان سی میرا مقرر ہم . ، (۲) قاضی عبـدالجمیل صاحب بریلوی کو بھی یہی لکھا ہے کہ

ه حق تمالی والی رامپور کو صد و سی سال سلامت رکھی . اونکا عطیه ماه بماه مجکو پہنچتا ہی . کرم گستری اور استاد پروری کر رہی ہین . مسیری رنج سفر اوٹھائی کی اور رامپور جانیکی حاجت نہیں . ، (۳)

نو اب علاءالدین احمد خان بهادر علائی کو قدر ہے تفصیل سے لکھتے ہیں:

ہ واہ کیا کہنا ہی . رامپور کی علاقہ کو گاؤشنگ اور مجکو بیل ، یا اوس پیوند کی طعنہ کو
تازیانہ اور مجکو گھوؤا بنایا . وہ علاقہ اور وہ پیوند لوہارو کی سفر کا مانع و مزاحم کیون
ہو . رئیس کیطرف سی بطریق وکیل محکمۂ کمشنری مین معین نہین ہون . جسطرح امرا واسطی
فقراکی وجه معاش مقرر کردیتی ہین اسیطرح اس سرکار سی میریواسطی مقرر ہی . ہان نقیر سی
دعای خیر اور مجھ سی اصلاح نظم مطلوب ہی . چاہون دلی رہون چاہون اکبرآباد . چاہون
لاہور چاہون لوہارو . » (٤)

لڑکون کی شرارت

رامپورکی آب و ہواکی موافقتِ مزاج اور سرکارکی تعظیم و توقیر کے باعث میرزا صاحب زیادہ عرصہ قیامکرنا چاہتے تھے۔ لیکن باقر علیخان اور حسین علیخان ساتے تھے۔ میرزا صاحب نے انکا دل بہلنےکے خیال سے طفلانہ کھیلکودکے تمام لوازمات مہیاکردیئے تھے۔ اسپر بھی یہ برابر انکے

⁽۱) اردوی معلی، ص ۱۹۲ (۲) ایشاً، ص ۶۵ (۲) ایشاً، ص ۲۱۱

⁽٤) ايضاً، ص ٤٠٤

سکون و آرام مین خلل ڈالتے رہتے تھے۔ چنانچہ ۱۶ فروری کو میرزا صاحب حکیم غلام نجف خان کو لکھتے ہیں:

و الزکر دونون اچهی طرح هین . کبهی میرا دل بهلاّد هین . کبهی مجکو ستاتی هین . بکریان ، که تر ، بایرین ، تکار ، کنکو ا بسب سامان درست هم . ، (۱)

اپنے ارادۂ قیام اور انکی شرارت کے متعلق یوسف مرزا صاحب کو تحریر کرتے ہیں :

ه بحكو لؤكون تى بهت تك كيا . ورنه چند روز اور رامپور مين رهتا . ، (٢)

میر مہدی مجروح کو لکھا ہے :

ولزکون کو ساتے لیگیا تھا . و هان او نهون نو میرا ناك مین دم کردیا . تتها بهیجدینی مین و هم
 آیا ، که خدا جانو اگر کوئی امر حادث هو تو بدنای عمر بهر رهو . اس سبب سی جلد چلا آیا .
 ورنه گرمی برسات و هان کالنا . اب بشرط حیات جریده بعد برسات جاؤنگا ، اور بهت دنون نك بهان نه آؤنگا . ، (۳)

دلی کو واپسی

آلڑکوں کی شرارت سے تنگ آکر میرزا صاحب نے برسات تک کے ارادہ قیام ِ رامپور کو فسخ کردیا . سرکار نے ہرچند روکا اور آمون کا لالچ دیا ، لیکن میرزا صاحب نه روکے اور آخرِ مارچ مطابق آخرِ شعبان مین دلی کو روانا ہوگئے . رامپور سے روانگی کی تاریخ بھی میرزا صاحب نے متعدد خطوط مین تحریر کی ہے . قاضی عبد الجیل صاحب بریلوی کو لکھتے ہین :

مال گزشته اندنون مین مین رامپور تها . مارچ سنه ۲۰ ع مین بهان آگیا هون . ، (٤)

مرزا تفته کو لکھتے ہیں:

میان مین جو آخر جنوری کو رامپور جاکر آخر مارچ مین یہان آگیا هون ، تو کیا کھون که
 یہان کی لوگ میری حق مین کیا کیا کچے کہتی مین . ، (٥)

میر مہدی مجروح کو تحریر کرتے ہیں:

ه میر مهدی ! تم میری عادات کو بھول گئی . ماه مبارك رمضان مین کبھی مسجد جامع کی تراویح ناغـه هوئی هی . مین اس مهینی مین رامپور كيونكر رهتا . نوابصاحب مانع رهی ، اور بهت منع

⁽۱) اردوی معلی، ص ۲۲۹ (۲) ایمنآ، ص ۳۶۹ (۳) ایمنآ، ص ۱۹۱

 ⁽٤) ایصناً، ص ۲۱۱، و عود، ص ۱۹۹ (۵) اردوی معلی، ص ۵۶ ل
 ل -- مکاتید فالد

كرة رهمى . برساتكى آمونكا لالج ديق رهمى . مگر بهائى مين ايسى انداز سى چلاكه چاند راتكى دن بيان آيهنچا . يكشنبه كو غرة ماه مقدس هوا . » (۱)

میر غلام حسنین قدر بلگرامی کو سه شنبه ۱۳ مارچ سنه ۲۰ ع کو لکها هے: ه اب جو خط بهیجی دلی کو بهیجی گا ، که مین اس مهبنی مین اودهر کو جاؤنگا . رویت ماه صام اغلب هم که دلی هم مین هو . ، (۲)

ان خطوط سے صرف استقدر معلوم ہوتا ہے کہ میرزا صاحب آخرِ شعبان سنہ ۱۲۷٦ ہ مطابق آخرِ مارچ سنہ ۱۸٦۰ع مین رامپور سے روانا ہوکر ۳۰ شعبان کو دلی پہنچے ، اور وہان پہنچکر رمضان المقدس کا چاند دیکھا . لیکن انگریزی و هجری تاریخین ابھی متعین نہین ہوئی ہین . انگریزی تاریخ کے بارے مین منشی شیونراین کو رامپور سے لکھتے ہین :

ه اب مین شنبه کر دن ۱۷ مارچ کو دلی روانا هونگا . ، (۳)

یوسف مرزا صاحب کو ۹ رمضان مطابق ۲ ماہ ِ اپریل کو هجری تاریخ کے متعلق تحریر کیا ہے:

ه مین ۲۳ شعبان کو رامپور سی چلا اور ۳۰ شعبان کو دلی پهنچا . اوسی دن چاند هوا . . (؛)

میرزا صاحب نے اس خط مین رمضان کی نوین تاریخ کو اپریل کی دوسری تاریخ کے مطابق لکھا ہے، اور یہ بھی بتایا ہے کہ اوس سال رمضان کا چاند ۳۰ کا ہوا تھا. اس حساب سے ۲۳ شعبان سنه ۱۲۷۱ ہ ۱۷ مارچ سنه ۱۸۹۰ع کے مطابق، اور ۳۰ شعبان سنه مذکورہ ۲۶ مارچ سنه ۲۰ ع کے مطابق ہوگی. لهذا میرزا صاحب کی رامپور سے روانگی کی تاریخ ۲۳ شعبان سنه ۲۰ ه مطابق ۲۱ مارچ سنه ۲۰ ع اور دلی مین ورود کی تاریخ ۳۰ شعبان سنه ۲۰ ه مطابق ۲۶ مارچ سنه ۲۰ ع قرار پاتی ہے.

كل مدت قيام

میرزا صاحبکے بعض خطوط مین رامپورکے قیامکی کل مدت کا بھی

⁽۱) اردوی معلی ، ص ۱۹۱ (۲) ایضاً ، ص ۶۰۹، لاهور ایڈیشن

⁽٣) اردوی معلی، ص ۳۸۰ (٤) ایضاً، ص ۳۶۸

ذکر آیا ہے. لیکر ِ وہ تخمینی ہے. خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کو ۔ لکھتے ہین:

> د مین آخر جنوری مین رامپورگیا . چهه سات هفته وهان رهکر دلی آیا . ، (۱) مرزز آ تفته کو لکھتسر هان :

• نواب بوسف علیخان بهادر ... بلاتو رہتی تھی . اب مین گیا . در مہینی رہکر چلا آیا . • (۲) نواب علاءالدین احمد خان بهادر علائی کو تحریر فرماتے ہین :

ه سال گزشته بیژی کو زاویهٔ زندان مین چهوژ مع دونون هتکزبون کی بهاگا . میرثم ، مرادآباد هوتا هوا رامپور پهنچا . کچیم دن کم دو مهینی وهان رها تها که پهر پکژا آیا . اب عهد کیا که پهر نه بهاگونگا . ، (۳)

ان خطوط مین «چے سات ہفتے، کچے دن کم دو مہینے» اور «دو ماه» تین مختلف بیان ملتے ہیں۔ ان مین سے «کچے دن کم دو مہینے» صحیح ہے، اسلئے کہ میرزا صاحب ایك ماه بیس یوم رامپور مین رہے تھے۔

رأميور مين عديم الفرصتى

قیام رامپور کے زمانہ مین میرزا صاحب اسقدر عدیم الفرصت رہے، کہ اکثر احباب کے محبت نامون کا بر وقت جواب تك ندیسکے. ایك خط مین اسکی وجہ تحریر فرماتے ہین :

 داز بسکه یهان کی حضرات مهربانی فرمانی هین اور هر وقت آنی هین ، فرصت مشاهدهٔ اوراق نبین ملی . ۰ (٤)
 واپسی پر دلی مین چهمیگوئیان

میرزا صاحب نے دلی سے روانا ہوتے وقت اپنا صحیح ارادہ سفر ظاہر نہیں کیا تھا. جب یہ رامپور سے واپس دلی پہنچے تو حساد نے اس اخفاکا انتقام لیا ، اور شہر مین واپسی پر خوب خوب رای زنی کیگئی. میرزا صاحب کو اس رای زنی سے سخت ذہنی اذیت پہنچی ، اور اونھون نے شکایت آمیز لہجے مین مرزا تفته کو لکھا :

ء میان مین جو آخر جنوری کو رامپور جاکر آخر مارچ مین یهان آگیا هون تو کیا کهون که

⁽۱) اردوی معلی، ص ۲۸۳ (۲) ایمناً، ص ۶۵

⁽۳) ایضاً، ص ۶۰۰، و عود، ص ۷۰ (۶) اردوی معلی، ص ۳۷

یمانکی لوگ میری حق مین کیا کیا کچہ کہتی ہین . ایک گروہ کا قول یہ ہی کہ یہ شخص والی وامپور کا استاد تھا ، اور وہان گیا تھا . اگر نواب نو کچہ سلوك نه کیا ہوگا تو بھی پانچ چار ہزار روپیه سی کم ندیا ہوگا . ایك جماعت کہتی ہی کہ نوکری کو گئی تھی مگر نوکر نرکھا . ایك فرقه کہتا ہی کہ نواب نی نوکر رکھ لیا تھا . دو سو روپیه مہینا کردیا تھا . لفٹف گورنر الهآباد جو رامپور آئی ، اور اونکر غالب کا وہان ہونا معلوم ہوا ، تو اونھون نو تو اسکو جواب دو . نواب نو برطرف کردیا . » (۱)

یہ تو اربابِ دہلی کی آرا تھین. لیکن انکی نقل کے بعد میرزا صاحب نے تفتہ کو اصل حقیقت بتائی ہے. فرماتے ہین:

ه یه تو سب سن لیا . اب تم اصل حقیقت سنو . نواب یوسف علی خان بهادر بیس بنیس بوس کم میری دوست اور پانیج چی برس سی میری شاگرد هبن . آگی گاه گاه کچی بهیجدیا کرتی تهی . اب جولائی سنه ۱۸۵۹ سی سو روپبه مهیبنا ماه بماه بهیجتی همین . بلاتی رهتی تهی . اب مین گیا . دو مهینی ره کر چلا آیا . بشرط حیات بعد برسات کی بهر جاؤنگا . وه سو رویه مهینا ، یهان رهون و هان رهون ، خداکی هان سی میرا مقرر هی . ، (۱)

نواب فردوس مکان کی علالت اور میرزا صاحب کا تردد

ماہ اکتوبر سے ہہ ع کے آخر یا نومبر کے آغاز مین نواب فردوس مکان عارضۂ سرطان مین مبتلا ہو ہے. میرزا صاحب کو کسی ذریعہ سے اسکی اطلاع ملی، تو انہین اپنے سخی داتا شاگرد کی عـلالت سے سخت تردد لاحق ہوا . چونکہ نوابصاحب مرزا صاحب کے پورے خاندان کے مربی تھے اسلئے میرزا صاحب کی بی بی اور حسین علیخان بھی پریشانی کا شکار ہونے سے نہ بچے . مگر اسوقت تك میرزا صاحب کو یه معلوم نہو سكا تھا کہ سرکار کو مرض کیا لاحق ہوا ہے . اس امر کی تحقیق کیلئے اونہون نے ۸ نومبر سنہ عرب کو اتہائی احتیاط کیساتھ تحریر کیا :

وجب سی حضرت کی ناسازی مزاج مبارك كا حال خارج سی مسموع هوا هی ، عالم الغیب گواه هی ، که مجهبر اور مبیری بیبی پر اور مبیری فرزند حسین علیخان پر كیا گزر رهی هی . ایكدن رات میری گهر مین رولی نهین پکی . سب و فاقه كیا . باری وه خبر وحشت اثر غاط نكی . حواس نهكاو هوی " بالكل اطمینان جب هوگا ، كه آ پکر غیل صحت كی نوید سنونگما ، مُهُمُ

⁽۱) او دوی معلی، ص ع

اور قطعة تاريخ غسل صحت لكهكر بهيجونگا . فى الحال اتنا چاهنا هون كه اس خط كا جواب ياۋن اور حقيقت مرض سى آگهى حاصل هو . » (۱)

۱۷ نومبر کو سرکارکا نامهٔ مبارك میرزا صاحبکو موصول هوا. غالباً اوسمین نوعیت وکیفیت ِ مرض کا ذکر نه تها ، جس سے کسیقدر اطمینان هوا. لیکن ابھی تشویش رفع نہوئی تھی، اسلئے اسکے جواب مین ۱۳ نومبر کو میرزا صاحب نے پھر لکھا:

وابتدای یکم نومبر سی ۱۱ تك عرض نهین کر سکتا که لیل و نهار مجهیر کیسی گزری هین . گراه دور . مین رنجور . معهذا بیمقدور . اگر دلی سی را بیور تك شکرم کی ذاك جاتی هوتی ، تو مین بهان ایك دم نه ثهرتا ، اور خدمت مین حاضر هوتا . تار برقی بهی نمین جو صحت و عافیت کی خبر جلد حاصل هو . نا چار از راه اضطرار ۸ ماه حال یمنی نومبر کو عریضه روانا کیا . خدا کی عنایت اور مرشد کامل یمنی حضرت کی هدایت نی اوس خطکی جواب آنیکی مدت سی چلی مجهی گرداب اضطراب سی نکالا . کل ۱۲ نومبر کو نوازشنامه آگیا . گویا میری جان بیج گری . بلکه ایك اور نئی جان میری بدن مین آگئی . اب استدعا یه هی که حال ناسازی مزاج اندس مفصل معلوم هو . » (۲)

اس عریضه کے جواب مین ۱۹ نومبرکو سرکار نے تحریر فرمایا کہ «پھوڑا نکل آیا تھا، لیکن اب بحمد اللہ افاقه ہے ، میرزا صاحب اس خبر سے بیحد مسرور ہوہے ، اور ۲۷ نومبر کو اسکے جواب مین لکھا :

' وکس زبان سی کمون ، اور کس ظم سی لکھون که یہ ہفته عشرہ کس تردد وتشویش سی بسر ہوا ہیں . ہر روز شام تك جانب در نگران رہتا ، کہ ڈاك كا ہركارہ آئی ، اور حضرت كا نوازشنامه لائی' باری خدا كی مهربانی ہوئی ، از سر نو میری زندگانی ہوئی' كه كل چارگھڑی رات گئی ڈاك كی ہرکارہ نی وہ عطوفت نامة عالی دیا ، ''جسكو پڑھكر روح تازہ رگ و پی مین دوڑ گئی' نیند كسكی ؟ سونا كسكا ؟ روشنی كی سامنی بیٹھا ، اور اشعار تهنیت لكھنے لگا '' سات شعر مع مادۂ حصول صحت جب لكھ لئے تب سویا ' ، (۳)

غسل صحت کی تہنیت

سرکار کے خط سے صحت و افاقت ِ مرض کی اطلاع ملگئی، لیکر ...
یه معلوم نہوسکا کہ غسل صحت ہوچکا ہے یا نہیں. اور بصورت ِ دیگر کونسی
تاریخ اس تقریب ِ سعیدکیلئے مقرر ہوئی ہے . اس تحقیق کیلئے میرزا صاحب

 ⁽۱) مكانيب، ص.ع
 (۲) ايصناً، ص ٤١ قطمة تاريخ
 غسل حاشية صفحة مذكور ير درج هي .

نے منشی سیلچند میر منشی کو ۲۵ دسمبر کو لکھا:

داگرچه از روی خطوط حضور صحت و عافیت حضور معلوم هوئی هم . لیکر یه کمین می نمین سنا که غسل صحت کیا ، یاکسدن کرینگم . آپ سم یه فقیر کا سوال همی ، که مجکو لکهیم که حضرت غسل کسدن فرمائینگم . اور اگر موافق میری آرزو کر نها چکم هون تو غسل کی تاریخ . می اطلاع دیجی . ، (۱)

میر منشی صاحب نے جواباً لکھاکہ ابھی غسل ِصحت نہیں فرمایا ہے. غالباً رمضان ِ مبارك میں یه تقریب عمل میں آئیگی. میرزا صاحب کو ۱۶ جنوری سے قبل سركار كا نامهٔ صحت ملچكا تھا. نیز وہ اس عرصه میں قصیدہ تہنیت بھی ارسال کرچكے تھے۔ اسلئے التواء تاریخ غسل پر ۱۹ جنوری سنه ۱۸٦٥ع کو پھر میر منشی صاحب کو لکھا:

و په جو مین نی قصیدة تهنیت لکهکر بهیجا همی ، منشا اسکا یه همی که شاه کبیر الدین صاحب راهپور سی آئی ، اور او نهون نی کها که نوابصاحب جمعه کی دن ساتوین تاریخ شعبان کو نهائینگی . اب تمهاری تحریر سی معلوم هوا ، که ماه آینده یعنی (رمضان) مین نهائینگی . خیر وه کاغذ تو حضور کی نظر سی گزریگا . اگر موقع پاؤ تو حضور مین یه ماجرا عرض کردینا که مین نی بموجب روایت شیاه کبیر الدین کی اسکی ارسال مین جلدی کی همی . ه (۲)

غسلِ صحت کا جشن ماہ ِ عید مین منایا جانا تجویز ہوا . لیکن ابھی مرض قدر مے باقی تھا ، اور رامپور سے جسقدر سرکاری تحریرین جاتی تھین اون مین مزاج کی کیفیت کا مذکور نہین ہوتا تھا . اسلئے میرزا صاحب نے ١٤ مارچ سنه ٦٥ ع کو میر منشی صاحب سے پھر استفسار کیا :

دمنشی صاحب! عجب اتفاق همی که حضور اپنی خط مین اپنی مزاج مبارك کا حال کچی نهین لکهتی ، اور میرا دهیان لگا هوا همی . خدا کیواسطی! تیم مفصل حال لکهو که کیا عارضه باقی همی ، اور صورت کیا همی . دربار بدستور هوتا همی یا نهین ؟ ، (۳)

میر منشی صاحب کا جواب مثل مین موجود نہیں . اسلئے نہیں کہا جاسکتا کہ اونھون نے مرض کے متعلق کیا لکھا . لیکن ۲۳ شوال سنه ۱۲۸۱ ہ مطابق ۲۲ مارچ سنه ۱۸۲۵ ع کو میرزا صاحب نے اپنا فارسی تہنیت نامه ارسال کیا ہے ،

⁽۱) مكاتيب، ص ۱۱۲ (۲) ايشاً، ص ۱۱۳. قصيدة تهنيت ص ٤٦ كر حاشيه مين مندرج هو.

⁽٣) ايضاً، ص ١١٤

جو صفحہ ¿¿ تا ٧٤ پر درج ہے . اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ ِ مـذکورہ تك ميرزا صاحب كو صحت كى اطلاع تھى .

عود مرض اور وفات

لیکر. مادهٔ مرض کا بالکلیه استیصال نہین ہوا تھیا . کسی معمولی بسے احتیاطی نے مادہ کو دو بارہ چھیڑ دیا ، اور سرکار پر از سرِ نو مرض کا حملہ ہوگیا . یہ حملہ اتنا شدید تھا کہ اطبا مجبور ہوگئے ، اور حالت روز بروز خراب ہوتی چلی گئی ، تا آنکہ یوم جمعه ۲۶ ذیقعدہ سنه ۱۲۸۱ ہ مطابق ۲۱ اپریل سے نه ۱۸۶۵ ع کو نواب فردوس مکان رہگرای عالم بقا ہوئے ، اور میرزا صاحب کے ہان قیامت صغری کا منظر نظر آنے لگا .

خلد آشیان کی تخت نشینی اور میرزا صاحب کا وظیفه

نواب فردوس مکان طاب ثراہ کے بعد نواب خلد آشیان نے مسند آبائی
پر قدم رنجه فرمایا. میرزا صاحب کا تعلق نواب فردوس مکان کی ذات سے
تھا، اسلئے دور ِ جدید مین اسکے ختم ہو جانیکا خطرہ تھا. اس خطرہ کا میرزا
صاحب کو احساس ہوا اور اونھون نے فوراً تہنیت نامه لکھا. سوء اتفاق سے یه
مکتوب مثل مین موجود نہین. لیکن نواب خلد آشیان نے یکم مئی سنه 70 ع
کو اس کے جواب مین تحریر فرمایا:

مشفقا ! آنچه مشاهرة آن کرمفرما از عهد نوابصاحب و قبله فردوس مکان مقرر است انشاء اقه
 تمالی پدستور جاری مانده ، حسب ضابطه بسای خدمت رسیده خواهد ماند. . (۱)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میرزا صاحب نے تہنیت کیساتے اپنے وظیفہ کے متعلق بھی کوئی درخواست کی تھی. یہ خواہش معرضِ قبول تك پہنچی، اور وظیفه بدستور جاری رہا. اس سلسلہ مین میرزا صاحب نے ۳۰ جولائی کو میان داد خان سیاح کو لکھا ہے کہ

، اپریل کا روپیه رئیس حال س_و مین نو پایا . ، (۲)

⁽۱) مکاتیب، ص ۶۹، حاشیه نمبر ۱ (۲) اردوی معلی، ص ۱۷

لیکن اس مکتوب سے ۲۶ روز قبل خواجہ غلام غوث خان بہــادر بیخبر کو قدر ہے تفصید تح ہر فرمایا تھا :

ه والی رامپورکو خدا سلامت رکھی . اپریل مئی ان دونون مہینون کا روپیه موافق دستور قدیم آیا . جون ماه گزشته کا روپیه خدا چاہی تو آجائی . آج جمعه ۷ جولائی هی . معمول یه هی که دسوین بارهوین کو رئیس کا خط مع هنڈوی آیا کرتا هی . ، (۱)

تہنیت نامه کا امید افزا جو اب پاکر میرزا صاحب نے قصیدہ تہنیت ارسال کیا .
یہ قصیدہ بھی مثل مین موجود نہیں . لیکن مین نے عود ِ ہندی سے عریضہ نمبر عجد کے حاشیہ مین نقل کردیا ہے . اس قصیدہ کی پزیرائی موافق امید ہوئی ، تو میرزا صاحب کو بڑھا پہلے کی تمام مجبوریون کے باوجود سفر ِ رامپور کیلئے ۔
آمادہ ہونا یڑا .

نو اب خلد آشیان کا دعو تنامه

میرزا صاحب نے اپنے ارادۂ سفر کی اطلاع میرزا داغ کو دی . اونھون نےکسی مناسب موقع پر سرکار کے حضور مین ذکرکیا . سرکار نے ۱۱ جون سنه 70 عکو قصیدہ کی وصولیابی کے تذکار کے بعد تحریر فرمایا :

درینولا زبانی نواب مرزا عزم سای باین طرف مسموع گشته موجب کال مسرتهاست ، چراکه
 راقم نیز متمنی ملاقات شریف است . او تعالی شب یلدای فراق را بزودی هرچه تمامتر بایام
 وصال مبدل گرداند . ، (۲)

اس دعوت کے بعد میرزا صاحب نے تقریباً چار ماہ توقف کیا . غالباً اسکی وجہ یہ ہوگی کہ سرکار نے جشن ِ تخت نشینی کیلئے دسمبرکا پہلا ہفتہ مقرر فرمایا تھا . میرزا صاحب نے اسی زمانے کو سفر کیلئے زیادہ مناسب خیال کیا . لکن سرکار کے جواب مین یہ لکھا ، کہ

مضرت کی خدمت مین نه آؤنگا تو اور کهان جاؤنگا . وه آ ک برسرهی هی که طبیور کم پر
 جل رهی هین . بعد آگ کم پانی برسیگا . سفر خصوصاً بوذهی رنجور آدمی کو دونون صورت مین متعذر . آفتاب میزان مین آیا ، اور هنگامهٔ آتش و آب رفع هوا ، اور مین کی احرام بیت المممور رامپور باندها . انشاء الله العطی العظیم . » (۲)

⁽۱) اردوی معلی، ص ۲۸۰ (۲) مکاتیب، ص ۵۱، بقیهٔ حاشیه. (۳) ایضاً، ص ۵۶

ه هنگامهٔ آتش وآبٌ ، کے ختم هوجانیکے انتظار مین میرزا صاحب کو تقریباً چار ماہ توقف کرنا پڑا ، اور ماہِ اکتوبر سنہ ۲۵ع مین «احرام بیت المعمور ِرامپور ، باندھنے کی نوبت آئی .

سفر کی غرض

میرزا صاحب کے اس سفر کی غرض وغایت نواب فردوس مکان (طاب ثراه) کے انتقال کی تعزیت اور نواب خلد آشسیان کی مسند نشینی کی تهنیت تھی. مولوی عبد الرزاق شاکر کو سفر کی اطلاع دیتے ہوے لکھا ہے:

مقبلہ وکعبہ ! نقیر یا در رکاب ہر . سه شنبه چار شنبه ان دونون دنون مین سی ایك دن عازم دامپور ہوئیگا ، تقریب و ہان جاز کی رئیس مرحوم کی تعزیت اور رئیس حال کی تهنیت . در چار میتی و مان رہنا ہوگا . » (۱)

قاضی عبد الجیل صاحب بریلوی کو رامپور سے تحریر فرمایا تھا:

وپیر و مرشد! نوابصاحب کا وظیفه خوار ،گویا اس در کا فقیر تکیهدار هون . مسند نشیتی کی تهنیت کیواسطی رامیور آیا . » (۲)

لیکن اس تعزیت و تہنیت کی ته مین جو غرض پنہان تھی اوسکا اظہار مرزا تفته کے خط مین کیا ہے. فرماتے ہین:

« مین نثر کی داد اور نظم کا صله مانگنی نهین آیا . بهیك مانگنی آیا هون .. (۳)

تاریخ روانگی

ابتداء میرزا صاحب کا ارادہ تھاکہ سہ شنبہ یا چار شنبہ ان دونون مین سے ایك دن رامپور روانا ہون گے . چنانچـه شاكر كو يہى لىكھا بھى تھا . ليكن نواب علاء الدين احمد خان بهادر علائى كو يكم اكتوبر سنه 70ع كو لكھا :

دمیان! تیم جانتی هو که مین عازم رامپور آنها . اسباب مساعد هوگئی . بشرط حیات جمعه کو روانا هونگا . ، (٤)

مگر مرزا شہاب الدین خان بہادر کے نام کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ ہفتہ کے دن دو تین گھڑی دن چڑ ہے دلی سے روانہ ہوے . فرماتے ہین :

⁽١) اردوی معلی، ص ٢١٦، و عود، ص ١٦٠. موخر الذكر من دعازم رامپور هونگا، هم. .

 ⁽۲) ایصناً، ص ۲۰۸، و ایصناً، ص ۱۹۹ (۳) اردوی معلی، ص ۹۸ (۶) ایصناً، ص ۳۹۵
 م -- مکاتیب فالب

ه هغتی کی دن دو تین گهڑی دن چڑھی احباب کو رخصت کرکی راہی ہوا . قصد یه تھاکہ پلکنوی رہون . وہان قافل کی گنجایش نیائی .، (۱)

حکیم غلام نجف خان کو مرادآباد پہنچکر جو خط لکھا ہے، اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہفتے کو ماہ ِ اکتوبر کی ۷ تاریخ تھی. فرماتے ہین:

وبده کا دن پهر بهر دن چزهـا هوگا که مین فقط پالکی پر مرادآباد پهنچا . ۱۰ جمــادی الاول کی اور ۱۱ اکتوبرکی هی . ، (۲)

> حکیم احمد حسن مودودی کو صراحت سے لکھا ہے ، کہ هفتم اکنوبر کو دل سر رامپور کو روانا هوا . ، (۲)

> > رفقای سفر اور سواری

اس سفر مین میرزا صاحب کے ساتھ باقر علیخان ، حسین علیخان ، کلو ، نیاز علی اور دو آدمی اور کل ٦ نفوس تھے۔ میرزا صاحب نے پالکی مین اور دونون لڑکون نے کبھی رتھ اور کبھی گھوڑون پر راسته طے کیا . بقیمه چار آدمیون اور سامان ِ سرمائی کے لئے دو گاڑیان همراه تھین . حکیم غلام نجف خان کو محولۂ بالا خط مین لکھا ہے :

ه مین فقط پالکی پر مرادآباد پهنچا ... دونون لژکر دونون گاژیان اور رت_ه اور آدمی سب پیچه_ی هین . .

مرزا شہاب الدین خان بہادر کے خط مین لکھا ہے:

« دونون گهوژی کوتل آگی ، دونون الزکی رتبی مین سوار آنی هین. »

آدمیون کے بارے مین رامپور سے روانگی کے وقت مرزا علا۔الدین احمد خان ہے۔ ہے۔ در کو لکھا ہے:

• آح صبح کی سات بجی باقر علیخان اور حسین علی . . . دلی کو روانا هــوی . دو آدی میری اونکی سات_{هر} گئی . کلو اور لژکا نیاز علی یعنی ڈیڑھ آدی میری پاس ہین . • (؛)

کیفیت و مناظر سفر

میرزا صاحب نے دلی سے رامپور تك 7 منزلین طے کی تھین . حکیم احمد حسن مودودی کو تحریر فرمایا ہے :

. رامپورکی سرکارکا فقیر تکیهدار روزینه خوار هون. رئیس حال نی مسند نشینی کا جشن کیا .

⁽۱) اردوی معلی، ص ۲۹۲ (۲) ایصناً، ص ۲۲۳ (۳) ایصناً، ص ۲۶۳ (۶) ایصناً، ص ۲۶۹

دعاگری دولت کو در دولت پر جانا واجب هوا. هفتم اکتوبر کو دلی سی رامپور کو روانا هوا. بعد قطع منازل سته وهان پهنچا.» (۱)

مرزا شہاب الدین خارب بہادر کو ان منازل کی تفصیل بتاتے ہوے تحریر فرماتے ہین :

ه غازی آباد کا حال شمشاد علی مو سنا هوگا. هفتی کی دن دو تین گهؤی دن چوهی احباب کو رخصت کرکی راهی هوا، قصد یه تها که پلکنوی رهبون. و هان قافلی کی گنجایش نیائی. هاپوژکو روانا هوا. دونون برخوردار گهوژون پر سوار پهلی چلدیی به چار گهژی دن رهی مین هاپوژکی سرای مین پهنچا. دونون بهائیون کو بینهی هموی اور گهوژون کو نهاتی هموی بایا. گهژی بهر دن رهی قافله آیا. ... آج مین نی تمهاری والد کی نصیحت پر عمل کیا. چار بجی پانچ کی عمل مین هاپوژ نی چلدیا. سورج نکلی بایگری نه به کی عمل مین هاپوژ نی چلدیا. سورج نکلی هون، او سیر بچهونا بچهاکر حقه پی رها هون، اور یه خط لکهرها هون، دونون گهوژی گوتل آگی دونون لؤکی رتهر مین سوار آتی هین، اب وه آتی اور کهانا کهالیا اور چلی، (۲)

حکیم غلام نجف خان کو ہاپوڑ سے مرادآباد پہنچکر لکھا ہے:

و بده کا دن پهر بهر دن چڑها هوگا که مین فقط پالکی پر مرادآباد پہنچا . ۱۰ جادی الاول کی اور ۱۱ اگتوبر کی ہی . دونون لڑکے دونون گاڑیان اور رتھ اور آدمی سب پیچهی هین . اب آئی جاتی هین . رات بخیر گزری . بشرط حیات کل رامپور پہنچ جائیںگی . گهرایا هوا هون . تیسرا دن هی پاخانه پهری کو . ، (۳)

مناظرِ سفر کے متعلق حکیم غلام رضا خان کو تحریر کرتے ہیں:

و تم سی و خصت هوکر اور تمهین خدا کو سونپ کر روانهٔ رامپور هوا . موسم اچها آنها . گرمی گزرگئی آنهی . جاژا انهی چمکا نه آنها ـ عالم اعتدال آب و هوا . سایه و سرچشمه جا بجا . آرام بے رامپور پہنچا . ه (؛)

نوشة راه

ھاپوڑکی سرامے مین میرزا صاحب نے اپنے واسطے چھٹانك بھرگھی مین دو شامی كباب تلوائے. لڑكون نے ارھركی كھچڑی تیار كرائی، اور خوب گھی ڈالكر خود بھی كھائی، اور آدمیون كو بھی كھلائی. دوسرمے دن كيلئے سادہ سالن بغیر تركاری كا پكوایا.

منزل پر پہنچکر حسین علیخان پاپڑ اور مٹھائی کے کھلونے خرید لاتے

⁽۱) اردوی معلی، ص $7 \neq 7$ (۲) ایشآ، ص $7 \neq 7$ (۳) ایشآ، ص $7 \neq 7$ ایشآ، ص $7 \neq 7$

اور باقر علیخان کے ساتھ بیٹھکر کھا لیتے . مرزا شہابالدین خان بہادر کے خط مین مرزا صاحب نے لکھا ہے :

ه مین نی چهٹانك بهرگهی داغ كیا . دو شامی كباب اوس مین ڈالدید . رات هوگئی تهی . شراب پی لی . كباب كهائی . لؤكون نی ارهركی كهچڑی پكوائی . خوبگهی ڈالكر آپ بهی كهائی ، اور سب آدمیون كو بهی كهلائی . دن كیواسطی ساده سالن پكوایا . تركاری نه ڈلوائی . باری آجنك دونون بهائیون مین موافقت هی . آپس كی صلاح و مشورت سی كام كرتی هین . ایس كی صلاح و مشورت سی كام كرتی هین . این بات زائد هی كه حسین علی منزل پر او تر كر پاپژ اور منهائی كی كهلوتی خرید لاتا هی . دونون بهائی ملكركها لیتی هین . ، (۱)

ناسازى طبيعت

راسته کی تکان اور اوقاتِ غذا مین اختلال ہوجانے کے باعث میرزا صاحب کو قبض کی شکایت ہوگئی تھی . حکیم غلام نجف خانصاحب کو مرادآباد سے تحریر کیا ہے :

ه بده کا دن پهر بهر دن چژها هوگاکه مین فقط پالکی پر مرادآباد پهنچها ... وات بخیر گزوی . بشرط حیات کل رامپور پهنچ جائینگی . گهبرایا هوا همون ، تیسرا دن هی پاخانه پهری کو . » (۲)

تاريخ ورود رامپور

آخرِ کار چے منزلین طے کرکے میرزا صاحب جمعرات کےدن ۱۲ اکتوبر سنه 70 ع کو رامپور تشریف لائے . قاضی عبـد الجمیل صاحب بریلوی کو رامپور سے تحریر فرمایا ہے :

۱۲ اکتوبر کو یهان پہنچا . بشرط حیات آخر دسمبر تك دهلی جاؤنگا . ، (۳)

حکیم غلام نجف خان کے محولۂ بالا خط مین بھی، جو ۱۱ اکتوبر کو مرادآباد سے لکھا تھا ، یہی تحریر کیا ہے کہ کل یعنی بارا اکتوبر کو رامپور پہنچ جاؤنگا . حکیم سید احمد حسن صاحب مودودی کے نام کے خط سے بھی یہی تاریخ مستنبط ہے . فرماتے ہین :

ه هفتم اكتوبركو دلى س_و رامپوركو روانه هوا. بعد نطع منازل سته وهان پهنچا . ، (٤)

⁽۱) اردوی معلی، ص ۲۹۳ (۲) ایضاً، ص ۲۲۳

⁽۳) ایضاً، ص ۲۰۸، و عود، ص ۱۲۹ (۶) اردوی معلی، ص ۲۶۳

نواب خلد آشیان کی تواضع

نواب خلد آشیان نے میرزا صاحب کی بیحد تواضع اور مدارات کی .
قیام کیلئے جرنیلی کی کو ٹھی عطا ہوئی^(۱)، اور باور چیخانۂ سرکاری سے دونون
وقت کھانا مقرر ہوا . حکیم غلام نجف خان نے اپنے خط مین کھانے کے متعلق
تشویش کا اظہار کیا تھا . اس سلسلہ مین میرزا صاحب نے اونھین لکھا ہے:
مصح شنبہ ۲۱ اکتوبر سنہ ۱۸۶۵ع . اقبانشان عضد الدولہ حکیم غلام نجف خان کو غالب
علیشاہ کی دعا چہنچی . تمهاری خط سی معلوم ہوا کہ تمکو میری کھانی پینی کی طرف سی تشویش
می . خدا کی قیم ! مین یہان خوش اور تندرست ہون . دن کا کھانا ایسی وقت آنا ہی
کہ چر دن چڑھی تک میری آدمی بھی روٹی کھا چکتی ہین . شام کا کھانا بھی سویری آنا ہی .
کی طرح کی سان ، پلاؤ ، متنجن ، پسندی ، دونون وقت روٹیان خیری ، چپاتیان ، مریی ، آچاد .
مین بھی خوش لڑکی بھی خوش . کلو اچھا ہوگیا ہی . سقا ، مشملیی ، خاکروب سرکار سی
متمین ہی حوش اور دھوبی نوکر رکھ لیا ہی . سقا ، مشملیی ، خاکروب سرکار سی

۲۶ اکتوبر کو میرزا صاحب نے پھر حکیم صاحب کو خط لکھا. اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عرصه مین سرکار نے کھانے اور جانورون کے گھاس دانے کی نقدی مقرر فرما دی تھی. فرماتے ہیں:

ہ آج منگل کا دن ۽ جمادی الثانی کی اور ۲۶ اکتوبر کی هی . کھانی کی اورگھوڑون اور بیلون کو گھاس دانی کی نقسدی ہوگئی . لیکن اس مین میرا فائدہ ہی ، نقصان نہیں . ، (۳)

تعظيم و توةير اور اخلاص

نواب خلد آشیان قدردانی علم و هنر مین اپنے والدِ مرحوم کے سچے جانشین تھے۔ اونھون نے میرزا صاحب کی تعظیم و توقیر اور خاطر و مدارات کا بیحد لحاظ کیا . میرزا صاحب ۲۱ اکتوبرکو حکیم صاحبکو لکھتے هین: هانت دو ملاقاتین هوئی هین . تعظیم ، تواضع ، اخلاق ، کسی بات مین کی نہیں ، (۲)

سرکارکا التفات روز بروز زیادہ ہونے لگا تو میرزا صاحب نے ۲۶ ماہ ِ مذکور کو پھر حکیم صاحبکو تحریرکیـا :

⁽۱) یه عمارت قلعهٔ معلیکی مشرقی دروازه کی باهر واقع تهیی . نواب سید محمد حامد علیخان بهادر جنت مکان نی قلعهٔ معلیکی قدیم عمارتین منهدم کراکی نئی عمارات تعمیر کرتر وقت بعد ترمیم مناسب قلعه کی اندر داخل کر لیـا هی . آجکل یه عمارت مهان خانه کا کام دینی هی .

⁽۲) اردوی مدلی، ص ۲۱۹ و ۲۲۰

« اب روداد سنو . نوابصاحب کا اخلاص و النفات روز افزون هی . » (۱)

اوس بات کی کچے اصل نہین

رامپور کے سفر سے قبل میرزا صاحب نے کوئی ایسی بات سنی تھی، جو انکے تعلق ریاست کیلئے خطرناك تھی. یہان آکر نو ابصاحب کے التفات و اخلاص نے اوسكی تغلیط کردی. میرزا صاحب اپنی بیوی سے اس خطرہ کا ذکر کر چکے تھے۔ اسلئے اونکی پریشانی رفع کرنے کے خیال سے حکیم صاحب کے خط کے آخر مین اونکے صاحبزادہ کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

مظہرالدین خان بہادر کو دعا پہنچی یہ خط لیکر تم اپنی دادی صاحب باس جاؤ . اور یہ خط پڑھکر سناؤ . اور اونسی یہ کہدو کہ وہ بات جو مین نی تم سے کہی تھی وہ غاط ہی .
اوسکی کچہ اصار نہیں ہی . ، ۲)

نواب خلد آشیان کر متعلق میرزا صاحب کی رای

میرزا صاحب سرکار کے حسنِ صورت و سیرت کے اسقدر گرویدہ ہو ہے کہ اونھین بعض شیوہ و روش مین نواب فردوس مکان پر ترجیح دینے لگے. اس زمانہ مین سرکار نے بعض عمالان ِ ریاست کو سرکاری مطالبات اور عام رعایا کو غلہ کا محصول معاف کردیا تھا. ان تمام واقعات نے مرزا صاحب کے دل پر اچھا نقش کیا . چنانچہ حکیم غلام رضا خان کے خط مین انکا اسطرے ذکر کیا ہے:

ه نوابصاحب حال بمقتضای ه الولد سر لابیه، حسن اخلاق مین نواب فردوس آرامگاه کی برابر بلکه بعض شیوهٔ و روش مین اون سی بهتر هین. بمجرد مسند نشینی کی غله کا محصول یکفلم معاف کیا. علی بخش خان خانسامان کو ۳۰ هزار روپیه بابت مطالبهٔ سرکاری بخشدیا. هفصل حالات بذل و نوال عند الملاقات زبانی کمونگا. ، (۳)

مرزا تفته كو لكهتے هين:

و نوابصاحب از روی صورت روح مجسم، اور باعتبار اخلاق آیت رحمت هین، خزانهٔ فیض کی تحویلدار هین. بوشخیص دفستر ازل می جو کچی لکھوا لایا هی، اوسکی پٹنی مین دیر نہین لگتی. ایك لاکے کئی هزار روپیه سال غله کا محصول معاف کردیا. ایك اهل کار پر سالمی هزار کا محاسبه معاف کیا، اور بیس هزار روپیه نقد دیا. منثی نولکشور صاحب کی عرضی

پیش هوئی. خلاصه عرضی کا سنلیا. واسطی منشی صاحب کر کچے عطیه بتقریب شادی صبیه تجویز هورها هی. مقدار مجهیر نهین کهلی.، (۱)

نواب علاءالدین احمـــد خان بهـادر علائی کے خط مین نوابصاحب کی تصویر کھنچتے ہین :

و رئیس کی تصویر کھینچنا ہون. قد، رنگ، شکل، شمائل بعینه بھائی صیاءالدین خان. عمر کا فرق اور کچھ کچھ چہرہ اور لحیسه متفاوت. حلیم، خلیق، یاذل، کریم، متواضع، متشرع متورع، شعر فہم. سینکٹرون شعر یاد. نظم کیطرف توجه نہین. نثر لکھتی ہین اور خوب لکھتی ہین. جلالائی طباطبائی کی طرز برتتی ہین. شگفته جبین ایسی که اونکی دیکھتی سی غم کوسون بھاگ جائی. نصیح بیان ایسی که اونکی تقریر سنکر ایك اور نئی روح قالب مین آئی. اللہم دام اقباله و زاد اجلاله! ، (۲)

نوابصاحب کی دورہ کو روانگی اور میرزا صاحب کا لطیفه

نواب خلد آشیان نے ۳ نو مبر سنه ۲۵ ع کو اضلاع ریاست کے معاینه کیلئے تشریف لیجانے کا ارادہ فرمایا . مشایعت کیلئے میرزا صاحب بھی ساتھ تھے . سرکار پا برکاب ہو ہے تو حاضرین نے آداب و کورنش ادا کی . سرکار نے میرزا صاحب کے آداب پر تبسم کیساتھ ارشاد فرمایا . « خدا کے سپرد» . میرزا صاحب کی شوخی طبع نے گدگدایا ، اور آپ قدر سے حزین صورت میرزا صاحب کی شوخی طبع نے گدگدایا ، اور آپ قدر سے حزین صورت بناکر بولے : «حضرت خدا نے تو مجھے آپ کے سپرد کیا ھے . آپ پھر اولانا مجکو خدا کے سپرد کرتے ھین . » (*)

جشن جمشىدى

دسم برکا پہلا ہفتہ جشنِ تخت نشینی کیلئے مقرر ہوا تھا، اور اس تقریب کیلئے اسدرجہ شاندار تیاریان ہوئی تھین کہ میرزا صاحب نے اسکو «جشنِ جمشیدی » سے تعبیر کیا ہے. حکیم غلام نجف خان کو لکھتے ہین:

«نواب صاحب دوری سے یا آج شام کو یا کل آجائیگی. جشن جشیدی کی تیاریان ہورہی ہیں. (؛)

۲۵ اکتوبرکو تاریخ ِ جشن کے متعلق لکھتے ہیں:

د سمبرکی پهلی سی جشن شروع هوگا. هفته دو هفته کی مـدت اوسکی هی. بعـد جشن کی رخصت هونگا. خدا چاهی تو آخر دخمبر تك تمكو آ دیكهتا هون. . (۵)

⁽۱) اردوی معلی، ص ۹۸ و ۹۹ (۲) ایضاً، ص ۶۶۱ (۳) یادگار غالب، ص ۶۲

⁽٤) اردوی معلی، ص ۲۲۱ (۵) ایضاً، ص ۲۲۶

مرزا تفته کو تحریر کیا ہے:

ه جشن یکم دسمبر سی شروع . ه دسمبر کو خلعت کا آنا مسموع . ۱ (۱)

۲ دسمبر سنه ۲۰ ع کو نواب عـلاء الدین احمـد خان بهادر علائی کو جشن جشیدی کی روداد لـکهتـے هو مے فرماتے هین :

ویهان جشن کی وه سامان هو رهی هین که اگر جشید دیکهتا تو حیران رهجاتا . شهر سی دو کوس پر آغاپور نامی ایك بستی هی . آنی دس دن سی و هان خیام بربا تهی . پرسون صاحب کمشنر بهادر بربلی مع چند صاحبون اور میمون کی آئی ، اور خیمون مین او تری . کمچی کم سو صاحب اور میم جمع هوی . سب سرکار و امپور کی مهان . کل سه شغبه ه دسمبر حضور پر نور بزی تجمعل سی آغاپور تشریف لیگئی . باره پر در بچی گئی ، اور شام کو پانچ بجی خلعت پهنکر آئی . وزیر علیخان خانسامان خواصی مین سی روبیه پهنکتا هوا آنا تها . در کوس کی عرصه مین دو هزار روبیه سی کم نه ایثار هوا هوگا . آج صاحبان عالیشان کی دعوت هی . « ثین ، شام کا کهانا یهین کهانیگی . روشنی ، آتشبازی کی وه افراط که دات دن کا سامنا کریگی . طوائف کا وه مجمع ، که اس مجلس کو طوائف الملوك کها چاهیم . کوئی کهتا هی کا وه مجمع ، کوئی کهتا هی پرسون . و ()

عزم مراجعت

ابتداءً میرزا صاحبکا یه اراده تهاکه دو چار مهینے رامپور مین قیام کرینگے. چنانچه شاکرکو تاریخ ِروانگی ِرامپورکی اطلاع دیتے ہوئے تحریر کیا تھا:

، دو چار مہبنو و ہان رہ ا ہوگا . اب جو کوئی خط آپ بھیجین تو رامپور بھیجین . ، (۳)
لیکن رامپور مین کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد یہ طے کیا کہ اختتام ِ جشن کے
بعد رخصت طلب کرین ، اور آخر دسمبر تك دلی جا پہنچین . حکیم غلام
نجف خان کو ۲۶ اکتوبر کو لکھا ہے :

 دسمبرکی پہلی سی جشن شروع ہوگا . ہفتہ دو ہفتہ کی مدت اوسکی ہی . بعد جشن کی رخصت ہولگا . خدا چاہمی تو آخر دسمبر تك تمكم آ ديكھتا ہون . ، (٤)

میرزا علائی کو 7 دسمبر کو تحریر کیا ہے:

⁽۱) اردوی معلی، ص ۹۹ (۲) ایعناً، ص ۶۶۱

⁽٣) ایصناً، ص ۲۱۹، و عود، ص ۱۹۰

وابعد اختتام محافل طالب رخصت هونگا . بعد حصول رخصت دلى جاؤنگا . ه (١)

اسیطرح قاضی عبد الجمیل صاحب بریلوی کو بریلی کی دعوت ِ قدوم کے جواب مین لکھا ہے :

ه پیر و مرشد ! نوابصاحب کا وظیفسه خوارگویا اس در کا فقیرتکیسه دار هون . مسند نشینی کی تهنیت کیواسطی رامپور آیا . مین کهان اور بریلی کهان ۱۲ اکتوبرکو یهان پهنچا . بشرط حیات آخر دسمبر تك دهلی جاؤنگا . » (۳)

اڑکونکی روانگی

باقر علیخان اور حسین علیخان اب نوجوان تھے، اور اب انھین تہا بھیجدینے مین اوس قسم کے خطرات پیدا نہین ہوتے تھے، جنکے خوف سے سنه ٦٠ ع کے سفر مین میرزا صاحب نے فردوس مکان کے اصرار کے باوجود رامپور قیام نہین کیا تھا، اور بچون کی ضد پر راھی دھلی ہوگئے تھے۔ لہذا میرزا صاحب نے دونون کو سرکار سے مراجعت کی اجازت دلا کر جمعہ کے دن ۲۲ دسمبر کو دو آدمیون کیساتے دلی روانا کردیا. سرکار نے وقت رخصت ایك ایك دوشاله مرحمت کیا. نواب علاء الدین احمد خان بہادر علائی کو اسکر متعلق مرزا صاحب نے لکھا ہے:

آج صبح کی سات بجی باقر علیخان اور حسین علی ، ۱۶ مرغ ، ۲ بڑی اور آثمی چهوٹی، (لی) کی دلی کو روانه هـوی . دو آدمی میری اونکی ساتم گئی . کاو اور الزکا نیاز علی یعنی ڈیڑھ آدمی میری پاس ہین . نوابصاحب نو وقت رخصت ایك ایك دوشاله مرحمت کیا . ، (۳)

مبرزا صاحب کی تاریخ روانگی

اسی خط کے آخر مین میرزا صاحب نے لکھا:

ه میری چلنی کا حال یه هی که انشاء الله تعالی اسی هفته مین چلونگا . ه

۲۶ دسمبر کو پھر تحریر فرماتے ھین :

ه جانا! جانا! ایك خط میرا تمهاری دو خطون کر جواب مین تمکو پهنچا هوگا. ... آج منگل هی ۷ شعبان کی اور ۲۹ دسمبر کی , دونو بهتیجی تمهاری جمعه کر دن ۲۲ دسمبر کو روانهٔ دهلی هوی . مین پرسون یوم الخیس کو مرسطه پیما هونگا . ، (٤)

⁽۲) ایضاً، ص ۲۰۸ و عود، ص ۱۹۹

⁽۱) اردوی معلی ، ص ۲۶۶

ر (٤) ايضاً، ص ٣٩٦

⁽۳) اردوی معلی ، ص ۳۹۶ ن -- مکاتیب غالب

اس حساب سے میرزا صاحب جمعرات کے دن ۲۸ دسمبر سنہ ٦٥ ع کو رامپور سے رخصت ہو ہے .

احباب رامپور سے آخری ملاقات

سرکار سے رخصت حاصل کر کے میرزا صاحب قیامگاہ پر تشریف لائے .

ہالن رامپور کے بعض احباب الوداع کہنے کیائے پہلے سے جمع تھے .
صاحبزادہ سید بجابت علیخان بہادر نے ، جو اپنے والد صاحبزادہ سید هدایت علیخان بہادر کے ساتھ میرزا صاحب سے آخری ملاقات کیائے گئے تھے ،
ایکروز میرزا غالب کے تذکرہ مین حقیر عرشی سے بیان کیا ، کہ جب میرزا صاحب سرکار مین سے واپس آئے ، تو مین اپنے والد کے همراه او نکے قیامگاہ پر موجود تھا . میرزا صاحب نے احباب کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا :

پر موجود تھا . میرزا صاحب نے احباب کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا :

اب ہے دلی کیطرف کوچ ہمارا غالب ہ آج ہم حضرت ِنواب سے بھی مل آئے ہ^(۱) دخمانہ کی رقم

میرزا صاحب نے ۲۸ نومبر کو رامپور سے تفته کو لکھا تھا : مین نثرکی داد اور نظم کا صله مانگنی نہین آیا ، بھیك مانگنی آیا ہون . روٹی اپنی گرہ سی نہین کھاتا ، سرکار سی ملتی ہمی . وقت رخصت میری قسمت اور منعم کی ہمت . ، (۲)

نواب خلد آشیان تاریخ ِ تحریرِخط سے ۲۱ روز قبل ۷ نومبر سنه ٦٥ ع کو ایك هزار روپیـــه عطا فرما چکے تهـے . تاهم ۲٦ دسمبر ســـنه ٦٥ع کو

⁽۱) مولانا نظامی بدایویی نر شرح دیوان غالب اردو (مطبوعة نظامی پریس بدایون سنه ۱۹۲۲ع) کر صفحه ۲۰۶ پر یه مقطع اور ایك شعر نقل کرکر حاشیه مین لکها هی: هحضرت نواب سی نواب یوسف علیخان ناظم والی رامپور کی طرف اشاره هی . یه اوس غزل کر شعر هین جو رامپور سی رخصت هو تو وقت لکهی تهی . چونکه دیوان اوسوقت مرتب هوکر شایع هو چکا تها . اسائی دیوان مین شامل نهین هوئی ه . اس بیان مین مولانا سی تسامح هوا هی . کیونکه ایك عبی شاهد کر بیان سی معلوم هو تا هی ، که یهان نواب خلد آشیان محمد کلب علیخان بهادر مراد هین . علاوه ازین چونکه پهلی سفر مین میرزا صاحب رامپور سی دیوان اردو کی نقل لیگئی تهی ، جس نی دیوان طبع هوا ، اسائی نواب فردوس مکان کر بجائی نواب خلد آشیان کر عهد کی غزل کا اوس مین شامل نهونا قرین قیاس اور مطابق فردوس مکان کر بجائی نواب خلد آشیان کر عهد کی غزل کا اوس مین شامل نهونا قرین قیاس اور مطابق و اقعه هو سکتا هی .

۲۰۰ روپیـه بوجـه ِ زادِ راه مرحمت فرماکر میرزا صاحبکی اس آرزوکی بھی تکمیل کردی .

نواب ضیاءالدین خان بهـادرکی فرمایش

نواب ضیاء الدین خان بهادر نتیر نے میرزا صاحب سے فرمایش کی تھی کہ رامپور سے بانس کی غلیل لائین . میرزا صاحب نے فرمایش پوری کی . لیکن غلیل پر جو کچھ بیتی وہ دلچسسي سے خالی نہین. علائی کے نام رامپور سے ٢٦ دسمبر كو لكھا ھے:

ہ تو کمانگروہ کیا کر . فارسی بھگارا کر . مجھے ہندی کی چندی سن . ایك غلیل حضور نو دینی کی هو . ایك علی اصغرخان سی میٹھی . دونون كل آئينگی . ه (۱)

لیکن سو ِ اتفاق سے فرمایش کی تکمیل مین سعی کے بعض مـــدارج رہگئے ، اور غلیل پر نئی افتاد پڑی. ۱۳ جنوری سنه ۲۳ عکو میرزا صاحب علائی كو لكهتر هن:

 د مان چلة وقت تمهاری چچا نر غلیل کی فرمایش کی تهیی. رامیور بهنچکر وه و سعی و تلاش هات آگئی. بنوا رکھیں. لڑکون نی ملازمون نی سب نی مجھے سنلیا کہ یہ نواب ضیاءالدین خان كيواسط هي . اب چلني سي ايك هفته يها تمني غليل مانكي . بهائي ! كما بناؤن كه كتني جستجوکی. کمین بہم نه بہنچی. دس روبیه تك مول كو نہین ملی. نواب صاحب ہے مانگی. توشـه خانه مین بهی نه تهیی. ایك امیر كر هان بتا لگا . دوژا هواگیا . كهیچی موجود یائی. لکن کیا کھیجے ؟ جیسے نجف خان کی عہد مین تورانیون مین ہماری تمهاری ہڈی . بنوانو کی فرصت کمان؟ آج لی کل جلدیا . اس یانس کی قدر کرنا ، اور اسکو اچھی طرح بنوا لسنا . **، (۲**)

سفركم مصائب

رامیور سے واپسی مین میرزا صاحب کو سخت تکالف کا سامنا کرنا یوا. دریای رام گنکا مین سرمائی بارش کے سبب سیلاب تھا. میرزا صاحب کی یالکی کے یار ہوتے ہی یانی کے زور سے کشتیون کا عارضی بیل ٹوٹ گا . اسباب کی گاڑیان اور خدام سب مجبورآ اوس یار رہ گئے، اور میرزا صاحب مكه و تنها صرف امك كمل ساته لشيے مرادآباد كى سرا مين اقامت كزين هو ہے.

⁽٢) ايضاً، ص ٤١٥. نسخه مين دكرتاه اور دبنوا ليتاه هي. (۱) اردوی معلی، ص ۳۹۳

بڑھا پسے کی کمزوری سرمائی تکلیفون کا مقابلہ نکر سکی، اور یہ بیمار ہوگئے.
پانیج دن صدرالصدور مرادآباد کے ہان قیام کیا ، اور جب قدر ہے رو بصحت
ہوے تو دلی کا عزم کیا . دلی پہنچکر نواب خلد آشیان کو لکھتے ہیں :
دبسد تسلیم معروض ہی . مرادآباد پہنچا ، بعد پالکی کی اوتر آنیکی پل کا ٹوٹ جانا ، گاڈی
اساب بہانت کہ رخت خواب کا مع آدمیون کی اوسی زمہر برکی میدان میں رہنا ، بنیر جاؤی کی
کچھ نہ کھانا ، خیر جو اونپر گزری وہ جانین میں مرادآباد کی سرا میں ایك چھوٹی سی حویل
میں ٹہرا . بھوکا بیاسا کمل اوڑھکر پڑ رہا . یہ شعر اینیا پڑھ پڑھکر صبح کی .

گرم فریاد رکها شکل نهانی نو مجهی * تب امان هجر مین دی برد لیالی نو مجهی صبح کو خسته و رنجور او نها. صاحبزاده ممتازعلیخان بهادر کی بهیجی هوی دو فرشتی آئی. او نهاکر سعید الدین خانصاحب کی هان لیگئی. صاحبزاده صاحب نو وه تعظیم و تکریم ، اور سعید الدین خانصاحب نو وه تکریم و تعظیم کی ، که میری ارزش سی زیاده تهیی . ناگاه مولوی محمد حسن خان بهادر صدر الصدور آئی ، اور مجهی اپنی گهر لیگئی . پانچ دن وهان رها . بهائی نواب مصطفی خان بهادر وهین مجهسی آکر ملی . دوسری دن وه رهگرای دار السرور رامپور اور مین جاده نورد ستم آباد دهلی هوا . ، (۱)

سرکارکی همدردی

یه عریضه ۱۰ جنوری سسنه ۲۹ ع کو تحریر کیا تها. لیکن سرکارکو اس کے پہنچنے سے پہلے نواب مصطفی خان بهادر شیفته کی زبانی تمام حالات کی اطلاع مل چکی تھی. اونھون نے مرادآباد کے پتـه سے میرزا صاحب کو لکھا:

وزبانی نواب مصطفی خان بهادر کر دریافت هواکه مرادآباد مین کچی طبیعت آپکی علیل هوگئی هو. باستهاع اس امرکز باعث کمال تردد کا هوا ، اسواسطی حواله خامه مجبت نگارکز هوتا هی که خیریت مزاج سی مطلع کیجی . اور اگر هنوز طبیعت مائل باعندال نهو ، اور آپکا اراده قیام مرادآبادکا تا درستی طبیعت هو ، تو آپ رامپور مین تشریف لائی . یهان معالجه یخوبی عمل مین آئیگا . ه (۲)

اس فرمان کے جواب مین میرزا صاحب نے ۲۱ جنوری کو لکھا: ر داس سفر کا حال کیا عرض کرون . دلی سی رامپور تك ذوق قدمبوس مین جوانانه گیا . اختلافات آب و هوا و تفرقهٔ اوقات غذا كو هرگز نه مانا ، اور رنج راه كو هرگز خیال مین نه لایا . وقت معاودت اندوه فراق نو وه فشار دیا ، كه جوهر روح گداز پاكر هر بن مو می ٹیك گیا . اگر آپکی اقبال کی تایید نهوتی، تو دلی تك میرا زنده پهنچنا محال تها . جاؤا، مینه ، قبض و انقباض ، فقدان جوع، فاقه های متواتر ، منزلهای نامانوس ، هماپوژ تك آفتاب كا نظر نه آنا ، شب و روز هوای زمهریر كا جائگرا رهنا . باری هاپوژ سی چلكر نیر اعظم كی صورت دكهائی دی. دهوپ كهاتا هوا دلی پهنچا . ایك هفته كوفته و رنجور رها . اب ویسا پیروناتوان هون جیساكه اس سفرسی پهلی تها . خدا وه دن كری كه بهر اوس در پر پهنچون !، (۱)

میرزا صاحب لٹگئی

اس سفر مین میرزا صاحب کی تکالیف اس حد کو پہنچگئی تھین کہ وہ اسکو تاراجی ِ حسن ِ فکر سے تعبیر کرتے تھے۔ مرزا شمشاد علی بیگ رضوان کو لکھتے ہیں :

د رامپورکی سفر مین تاب و طاقت ، حسن فکر ، لطف طبیعت ، یه سب اسباب لشگیا . ، (۲) سفر رامپورکا ره آورد

ان جسمانی اذیتون نے میرزا صاحب کی صحت پر بہت برا اثر کیا ، اور انھین رعشہ و ضعف ِ بصر کی شکایت زیادہ ہوگئی . ۱۲ مئی سے ۲۹ ع کو مولوی حبیب اللہ خان ذکا کو تحریر فرماتے ہین :

ه تمکو میری خبر بهیی هی . آگی ناتوان تها . اب نیمجان هون . آگی بهرا تها . اب اندها هوا چاهتا هون . رامپورکی سفرکا ره آورد هی رعشه و ضعف بصر . جهسان چار سطرین لسکهین ، انگلیان نیزهی هوگئین . حرف سوجهنی س_یر رهگئی . ، (۳)

وقت و تاریخ ورود د هلی

عناصرکی ان بیرخائیونکا مقابلہ کرتے ہوہے میرزا صاحب ۸ جنوری سنہ ۱۸۶۹ع کو دو شنبہ کے دنگیارا بجے دلی پہنچےے . مرزا تفتہ کو ورود کی اطلاع دیتے ہوئے تحریر کرتے ہین :

ه لو صاحب ! کهچنزی کهائی دن بهلائی . کپژی پهائی گهر کو آئی . ۸ جنوری ماه و سال حال دو ساحب ! کهچنزی کهائی دن بهلائی . کپژی پهائی گهر از تهارا خط مضامین درد ناك سی بهرا هوا رامپور مین مین نی پایا . جواب لـکهنی کی فرصت نه ملی . بعد روانگی کی مرادآباد مین پهنچکر بیار هوگیا . پانچ دن صدر الصدور صاحب کی هان پڑا رها . او نهری نی بیاوداری اور غخو ادی میت کی . » (٤)

حکیم احمد حسن مودودی کو لکھا ہے:

⁽۱) مکانیب، ص ۹۸ (۲) اردوی معلی، ص ۳۲۱ (۲) ایضآ، ص ۳۷ (۶) ایضاً، ص ۱۰۸

دهشتم جنوری کو دلی پهنچا. عرض راه مسین بیمار هوا. پانچ دن مرادآباد مین صاحب فراش رها. اب جیسا فرسوده روان ناتوان تهما ویسا هون. ، (۱)

خواجـه غلام غوث خان بهـادر بيخبركو لكهتـے هين :

« بنــدهٔ گناهگار شرمسار عرض کرتا هو ، که پرســون غازیآباد کا او لهــا هو اگیـــاره بجی اپنی . گهر پر مثل بلای ناگهانی نازل هوا هون .

باید که کنم هزار نفرین بر خویش * اما بزبان جادهٔ راه وطن ه (۲)

مولوى عبد الرزاق شاكركو لكهاهي:

قبله ۱ یه تو آپ کو معلوم هوگیا هوگا که ۸ جنوری کو فقیر دلی پهنچا ، تهکا مانده خستهٔ و رنجور . هنوز افاقت کلی نهین پائی . » (۳)

یہی تاریخ نواب خلد آشیان کو بھی لکھی ہے. فرماتے ہین:

ه دوشَنِه ۲۰ شعبان ۱۲۸۲ ۸ جنوری ۱۸۹۳ در غمکده پر پهنچا . حضورکر اقبالکی تایید *تهیی . ورثه* مین اور جینتا دلی پهنچنا . » (٤)

دلی سی باهر رهنی کی کل مدت

میرزا صاحب ۷ اکتوبر سےنہ ٦٥ عکو دلی سے روانا ہومے اور ۸ جنوری سےنه ٦٦ عکو دلی واپس پہنچہے. اس حساب سے انکی دلی سے باہر رہنے کی کل مـدت تین ماہ ہے.

ارسال حدايا

میرزا صاحب اور دربار رامپور کے درمیان حسب ضابطۂ مودت و خلوص تحفے اور هدیات کی آمد و شد کا سلسله بھی پایا جاتا ہے. سرکاری تحفون مین رامپور کے آم ہوتے تھے، جو طبعاً مرغوب ہونے کیوجہ سے میرزا صاحب کو انگریزی خلعت اور سرکاری عطیات سے کم نه معلوم ہوتے ہونگے. ۱۷ جون سنه ۲۲ ع کو میرزا صاحب نے میان داد خان سیاح کو لکھا ہے:

، رامپور سی نوابصاحب اپنی باغ کر آمون مین سی اکثر بسبیل ارمغان بھیجتی رہتی میں ، ، (ه) جولائی سے نه ۲۶ ع مین سرکار نے دو سو آم بھیجے تھیے . میرزا صاحب

⁽۱) اردوی معلی، ص ۲۶۳ (۳) ایضاً، ص ۲۷۹ (۳) عود، ص ۱۹۲

⁽٤) مکاتیب، ص ۲۷ (۵) اردوی معلی، ص ۲۹

ہ جولائی کو اس عنایت کی رسید مین لکھتے ہیں:

و نوازشنامه اور اوسکر ساته دو بهنگیان دو سو آمون کی پهنچین .

^{ر فر} ه شکر نعمتهای تو چندان که نعمتهای تو ^{ه ه م م} (۱)

وقتاً فوقتاً میرزا صاحب بھی پھل بھیجا کرتے تھے۔ ایکبار انھون نے رنگتر ہے ارسال کیئے، تو اسکی رسید مین ۲ جون سنه ۲۱ ع مطابق ۲۲ ذیقعدہ سنه ۷۷ هر کو نواب فردوس مکان نے تحریر فرمایا ، کہ دمریزی رنگتر ہے موصول ھو ہے'' شکریہ قبول فرمائیے۔'

ر ما يشين

اس کے علاوہ کبھی کبھی دونون طرف سے بعض چیزوں کی فرمایش بھی ہوجاتی تھی. سے ہو عروب فردوس مکان نے چوب چینی کی فرمایش کی. میرزا صاحب نے بڑی کوشش سے پانچ سے بر درنگین و سےگرہ یا کم گرہ قطعات چوب چینی ، مہیا کرکے سرکاری کہا دکے ہاتھ روانا کیئے ، اور از راہِ معذرت لکھا:

ه دلی اب شهر نهین . چهـاژنی هو . کنپ هو . نه قلمـه نه شهرکر امرا ، نه اطراف شهرکر روسـا . ، (۲)

رامپور کے دوسر سے سفر مین نواب ضیاءالدین خان بہادر نیر کیلئے میرزا صاحب نے نواب خلد آشیان سے ایک بانس کی غلیل مانگی تھی. سرکار نے حکم دیا کہ توشہ خانۂ خاص سے عطا کردیجائے. میرزا صاحب رامپور سے ۷ شعبان سنه ۸۲ ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۲۰ ع کو علائی کے خط مین لکھتے ھین:

و مجرر سی هنـدی کی چندی سن . ایك غلیل حضور نو دینی کی هم. ۰ (۳)

بعد از ان اسی غلیل کے متعلق ۲۵ شعبان مطابق ۱۳ جنوری سنه ۲٦ ع کو لکھا ہے: واب چلنی سے ایك ہفتہ پہلی تم زر غلیل مائگی. بھائی کہا بناؤن، که کتنی جستجو کی . کین بہم نه پہنچی . دس روییہ تك مولكو نه ملی. نوابصاحب سے مائگی. توشه خانه مین بھی نه تھی . ، (؛)

ں پہلی : دس روپیہ ان موں ہو تہ ہی وہ سبھ کی کر سات ہیں۔ اس کے مطابق غرۂ محرم سنہ ۷۸ ہ کو میرزا صاحب نے آمون کی فرمایش کی تھی. اس کے جواب مین نواب فردوس مکان نے تحریر فرمایا :

⁽۱) مکاتیب، ص ۲۹ (۲) ایمنآ، ص ۴۶ (۳) اردوی معلی، ص ۲۹۲ (۶) ایمنآ، ص ۱۱۵

ه در باره ترسیل انبه همای کی ، که زیب ترقیم فرمایا همی ، حال به همی که امسال بهار انبه گی باغات اس سرکار مین بهت قلیل اورکم رهی . اور علاوه اسکی عجب کیفیت اون مین پیسدا هوئی که قابل رکهنی دو چار دن کی نه تهیی . یمنی در صورت رکهنی کی خراب اور بوسیده هو جاتی تهیی . اس سبب سی بهیجنا انبه های کا متصور نهوا . ظهورا اس امرکا بمالم مجبوری تصور فرما تی . ،

دیگر خدمات

میرزا صاحب سرکارکی دیگر خدمات بحا لانے کیلئے بھی ہر وقت تیار رہتے . ۱۰ ربیع الاول سنه ۸۱ ہ مطابق ۱۶ اگست سسنه ۲۶ ع کو نواب فردوس مکان نے تحریر فرمایا :

« درینولا شب سهای ساهو رهنیوالی رامپـورکی بغرض علاج چشم دهلیگئی هین . آپ اطبـای دهلی کو دکها کر علاج کرادین . یه متوسل اس سرکارکی هین . »

میرزا صاحب نے ساہو صاحب کا دلی مین بخوبی علاج کرادیا .

جولائی سنه ٣٧ ع مین نواب خلد آشیان نے مرزا رحیم الدین بهادر حیا سے لکھوایا کہ دلی کے فاضل شطرنج باز کو رامپور روانا کردیجیے. میرزا صاحب نے اوسکو خرچ دیکر روانہ کیا اور اطلاعاً نواب صاحب کی خدمت مین لکھا:

ه بموجب تحریر میرزا رحیم الدین بهادر حیاکی فاضل شطرنج بازکو خرچ دیکر روانه کیا . • (۱)
 مرکارکا طریق خطاب

سرکاری فرامین مین مـیرزا صاحب کو مساویانه مخاطب کیا جاتا تها . چنانچه القاب ، آداب اور خاتمـه ، هرجگه مساوات و محبت کا لحاظ پایا جاتا ، اور علی العموم فرمان کا انداز یه هوتا هے :

و نوابصاحب مشفق مهربان كرمفرماى مخلصان سلمه الله تعالى . بعد اشتياق مواصلت موفور المسرت كه متجاوز التحرير هي مشهود ضمير مودت تخميركي هو زياده جمعيت و نشاط هو . .

اثنای مطالب مین جهان میرزا صاحب کے خطکا حوالہ آیا ہے وہان اونکے مکتوب کو ، سامی صحیت فه لطف آگین، یا ، نمیقهٔ انبقهٔ بلاغت مشحون، یا دیگر تعظیمی الفاظ سے تعبیر کیاگیا ہے. اسیطرح ہرجگہ لفظ «مشفقا، سے

⁽۱) مكاتيب، ص ٩٥

تخاطب نظر آتا ہے. ان رواسم و آداب سے اندازہ ہوسکتا ہے،کہ سرکارِ رامپور سے میرزا صاحب کے تعلقات کی نوعیت کیا تھی.

میرزا صاحبکا طریق خطاب

خود میرزا صاحب کے عرایض کے القاب، آداب اور خاتمہ بھی اس پر شاہد ہین کہ اس رشتہ کی بنا احسان وعنایت سے زیادہ محبت و خلوص پر تھی. چنانچہ میرزا صاحب نے تقریباً تمام عرایض مین «ولتی نعمت» سے مخاطب کیا ہے، اور «بعد تسلیم معروض ہے» سے اظہار مطلب شروع کرکے «زیادہ حد ادب» پر عریضہ کو ختم کردیا ہے۔ خاتمہ مین صرف دو دعائیہ شعر پائے جاتے ہین، جن مین سے کبھی ایك کبھی دوسرا خط کی زینت بڑھاتا رہتا تھا۔ یہ بھی بناوٹ اور تصنع سے دوری و نفرت پر دلالت کرتا ہے۔ میرزا صاحب کی رامپوری شاگرہ

میرزا صاحب کے خطوط مین رامپور کے صرف ایک ایسے بزرگ کا ذکر آیا ہے، جو اون سے اصلاح لیا کرتے تھے۔ یه صاحبزادہ سید عباس علیخان بہادر ابن نواب سید عبد العلیخان بہادر ، نواب فردوس مکان کے حقیقی چچازاد اور نسبتی بھائی، اور نواب خلد آشیان کے حقیقی مامون تھے۔ بیتاب تخلص کرتے اور میرزا صاحب سے اصلاح لیا کرتے تھے . میرزا صاحب نے میان داد خان سیاح کو ۲۲ اپریل سنه ۱۸۲۷ ع کو لکھا ہے:

مین اب محن نکا موگیا . خدا جھوٹ نه بلوائو . پچاس جگه سی اشعار واسطی اصلاح کی آئو موی بکس مین دھری مین . ازانجمله تین صاحبون کی نام نمکو لکھتا ہون . سر ابراهیم حلیخانصاحب ، میر عالم علیخانصاحب ، نواب عباس علیخان دئیس سال دامپود کی حقیق صامون ۔ « ۱۱)

⁽۱) اردوی معلی، ص ۳۳س – مکاتیب غالب

انشاي غالب

میرزا صاحب کے عہد تك هندوستان كا تعایم یافته طبقه فارسی زبان مین اظہار خیالات پسند کرتا ، اور دیسی زبان كا پایه اپنے مرتبه سے فروتر جانتا تھا . عرصهٔ دراز تك میرزا صاحب بھی اسی روش عام کے دلدادہ رہے . لیكن رفته رفته انكی فارسی خط و كتابت كی جگه اردو نے حاصل كرنی شروع كردى ، جو آخر عمر تك پہنچكر انكے اظہار خیالات كا واحد ذریعه هوگئی . ادو انشاكا آغاز اور خواجه حالى كى راى

اردو مراسلت کی ابتدا کے متعلق میرزا صاحب کا کوئی تصریحی بیـــان موجود نہیں. البتہ خواجہ حالی مرحوم تحریر فرماتے ہیں:

ه معلوم هو تا هی که مرزا سنه ۱۸۵۰ ع تك همیشه فارسی مین خط کتابت کرتی تهی . مگر سنه مذکور مین ، جبکه وه تاریخ نویسی کی خدمت پر مامور کئی گئی ، اور همه تن مهرنیمروز کی لکهنی مین مصروف هوگئی ، اسوقت بضرورت انکو اردو مین خط کتابت کرتی پڑی هوگئی . وه فارسی نثرین اور اکثر فارسی خطوط ، جن مین قوت متخیله کا عمل اور شاعری کا عنصر نظم سی بهی کسیقدر غالب معلوم هو تا هی ، نهایت کاوش سی لکهتی تهی . پس جب انکی همت مهرنیمروز کی تربیب و انشا مین مصروف تهی ضرور هی که اسوقت اونکو فارسی زبان مین خط کتابت کرتی اور وه بهی اپنی طرز خاص مین شاق معلوم هوئی هوگی . اسائی قیاس چاهتا هی که انهون نو غالباً سنه ۵۰ کی بسد سی اردو زبان مین خط لکهنی شروع کئی هین . ، (۱)

مهر صاحبكا اختلاف

مولانا غلام رسول مهركو خواجه صاحبكى رامے سے اختلاف ہے. اونكے نزديك ميرزا صاحبكى اردو مراسلت سنه ١٨٥٠ ع سے قبل شروع هوچكى تھى. ليكن وہ اسلئے ضايع هوگئى كه اوسوقت كے اهل علم اردوكو اهميت نهين ديتے تھے. مولاناكے وجوہ ِ اختلاف حسب ذيل ھين:

⁽١) يادكار غالب، ص ١٧٤

و ... اول مهر نیمروژ کوئی بژی کتاب نهین جسکی ترتیب مین غالب کی اوقات کا بیشتر حصه صورت صرف هوتا هوگا. یه کتاب انهون تر کم و بیش پانچ برس مین مرتبکی، موجوده مطبوعه صورت مین اسکر ۱۱۸ صفحی هین . اس سی ظاهر هی که باعتبار اوسط وه سال بهر مین زیاده سی زیاده پیچیس صفحات لکهتی رهمی، اور یه غالب جیسی قادر الکلام اور مشاق نثر نگار کیلئر کوئی بهت بیزاکام نهین هی، جسکی تکمیل کی خاطر انهین فارسی خط و کتابت ترك کرئی پژی هو .

دوسری خط وکتابت مین انکا عام انداز پیچیده اور الجها هوا نه تها. بلکه جوکچیر لکهتی تهی عوما بلا تکلف لکهتی تهی . اردو خطوط کیطرح فارسی خطوط مین بهی تکلفات سی آزادگی هر مقام پر ظاهر هی . انهون نو ، پنج آهنگ ، کی آغاز مین نثر نگاری کی جو خصایص بیان کئی هین ان سی ظاهر هی که وه ابتدا هی سی صحیح راسته پر گامزن تهی ، اور یه نهین کها جاسکتا که هر فارسی خط کی لفظ لفظ پر گهنون مصروف فکر رهتی تهی .

تیسری انکی فارسی مکاتیب مین ایك خط منشی جو اهر سنگهی جو هر کی نام هی ، جس مین سر کیلئی لنگی کی فرمایش کی هی . اس خط کی آخر مین مطبوعه ، پنج آهنگ ، مین یکم دسمبر سنه ۱۸٤۸ ع مطابق چهارم محرم سنه ۱۲۵۱ ه ثبت هی . هجری اور عیسوی تاریخ مین مطابقت نهین هوتی . جس سی ظاهر هو تا هی که کم از کم ایک تاریخ ضرور غلط هی . اگر تاریخ هیری کو سنه ۱۲۵۱ ه کی بجائی سنه ۱۲۹۱ ه رکها جائی تو عیسوی تاریخ سنه ۱۸۶۵ ع هونی چاهئی میرا خیال هی که یهی صحیح هی . ان کی اردوی معلی کی ایك خط مین بهی منشی جو اهر سنگی میرا خیال هو که یهی صحیح هی . ان کی اردوی معلی کی ایك خط مین بهی منشی جو اهر سنگی نبین آئی . بهت دن هوی جب تم نی لکها تها که اسی هفتی بهیجونگا ، یه دونون خط لازما ایك دوسری سی قریب کم زمانی مین لکهی گرثی هونگی . میرا خیال یهی هی کم غالب سنه ۱۸۵۰ ع سی قبل اردو خط و کتابت شروع کرچکی تهی . لیکن چونکه اس زمانی مین اردو نثر کو اهل علم زیاده بلند پایه نهین دیتی تهی ، اسلئی وه خط مونا گیا اس زمانی مین رادو بین دیتی تهی ، اسلئی وه خط خفوظ نره سکی . لیکن جیسی اردو کا رواج بزهتا گیا اور فارسی کا رواج کم هونا گیا

وجوه مين كلام

میری ناقص را سے مین مولانا مہر کے وجوہِ اختلاف مین کلام کی گنجایش موجود ہے. اونکی پہلی دلیل کے متعلق یه عرض ہے کہ میرزا صاحب کے زمانه تک جس قسم کی فارسی زبان ایران و ہندوستان مین مروج تھی، اوسکی بہترین مثالین ابوالفضل، ظہوری، جلالای طباطبائی، میرزا طاہر وحید وغیرہ اہل قلم کی تصنیفات ہین. یه سب بزرگ اپنے کلام کی زینت و شکوہ

⁽۱) غالب مصنفهٔ میر ، ص ۲۰۷

کیلئے عربی الفاظ بکثرت استعال کرتے تھے۔ ان الفاظ نے رفتہ رفتہ اصطلاحی حیثیت اختیار کرلی تھی، اور تقریباً ہر فارسی نویس، خواہ اوسکی ادبی حیثیت و استعداد معمولی ہی ہوتی، اپنی روز مرہ کی تحریرون مین ان وزنی الفاظ کو کھپانے کا عادی ہوگیا تھا . اسکے علاوہ مخصوص استعارے اور تشبیہین بھی رواج عام حاصل کرچکی تھین . چنانچہ ابوالفضل کے بعد سے میرزا صاحب کے وقت تک مختلف اصحاب کی ادبی اور تاریخی تالیفات دیکھنے سے صاحب کے وقت تک مختلف اصحاب کی ادبی اور تاریخی تالیفات دیکھنے سے صاف نظر آتا ہے کہ اظہار مطالب مین ہر پچھلے فارسی نویس نے اپنے پیشرو کے نشانہا ہے قدم پر قدم رکھنے کی پوری کوشش کی ہے ، اور تقریباً سب نے ایک مضمون کو ایک ہی اند از مین لکھا ہے .

میرزا صاحب کو قدرت نے اُپچ والی طبیعت عطا کی تھی. وہ فطر تا روش عام کو ناپسندکر تے تھے ، اور چاہتے تھے کہ اپنی انفرادیت کو میدان ِ ادب مین بھی نمایان رکھین ، اونکی اس فطری اُپچ اور انفرادیت کی کوشش کا اثر نثر فارسی پر بھی پڑا ، اور وہ طرز ادای ِ مطاب اور انتخاب ِ الفاظ دونون مین ابوالفضل وغیرہ ادیبون کی نثر سے متاز ہوگئی .

چونکه میرزا صاحب نے قدیم شاہراہ سے ہٹکر ایک نئی روش اختیار کی تھی، اسلئے اونھین قدم قدم پر وہ تمام مشکلات پیش آئی ہونگی، جو پرانی طرز کے تارك اور نئے انداز کے موجد کو پیش آیا کرتی ہیں. اور چونکه میرزا صاحب رسم عام کے برخلاف عربی الفاظ کے استعمال سے بھی حتی المقدور احتراز کیا کرتے تھے، حتی کہ اونکی اکثر تحریرون سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کاتب نے ایک پیش پا اوفتادہ عربی لفظ ترك کر کے بالقصد فارسی نژاد لفظ استعمال کیا ہے، پس کسطرے باور کیا جاسکتا ہے کہ قطع ِ نظر اور تمام تحریرون سے سے خود مہر نیمروز ، کی تالیف میں بھی میرزا صاحب نے کافی غور و خوض کی ضرورت محسوس نه کی ہوگی. خصوصاً جبکہ «مہر نیمروز » اکبر نامه کی ضرورت محسوس نه کی ہوگی. خصوصاً جبکہ «مہر نیمروز » اکبر نامه

کے مقابلہ مین لکھی جا رہی تھی اور انھین ایك مسلم الثبوت اســــتاد سے بازی لیجانا منظور تھا .

ان دشواریون کی تصدیق خود میرزا صاحب کے بیان سے بھی ہوتی ہے . انھون نے «مہر نیمروز» کے دیباچہ مین لکھا ہے کہ مین نے اپنی عمر کا گزشتہ حصہ بادہ خواری و نظم نگاری مین بسرکیا تھا. اگر کبھی ضرورتا نثر نگاری کا اتفاق ہوا تو نثر کو نظم ہی کے مستانہ انداز مین لکھا. بنا برین سلاطین تیموریہ کی تاریخ جس انداز نگارش کی مقتضی ہے اس ابتلا و پریشانی کے زمانہ مین ، کہ دل افسر دہ اور تن خستہ ہے اور یہ حال ہے کہ

ونگارش اگر همه یك صفحه بیش نبود، پیش ازانكه انجـام گزینـد و بهم پیچیدن ورق را هنگام آید انامل بهم پیچـد، و كلك از بنــان فرود افتـد.. (۱)

بچے سے اسکا انصرام ممکن نہیں. لهذا یه کسطرح مناسب ہوگا کہ روزگار یه فیصله کرلے که

در فسانه سرائی آوازهٔ ساز مرا اندازه و اندازهٔ انداز مرا آزمودن برگیرد. ۱)

بهر حال مين

د از کار فرمانی این نگارش سیاس پزیرم، که بپرداختن این نمط، که خود را چون سایه با زمین هموار ساخته ام تا پرداخته ام، و به انگیختن این نقش که چشم و دل و نگاه و نفس باهم آمیخته ام، تا انگیخته ام، دست از کارهای دگر کوتاه است و دل از اندیشههای دگر کرنار.» (۲)

میرزا صاحب کی اس تصریح کے بعد کہ « مین نے اس روش کے نباہنے مین اپنے آپکو سایہ کیطرح زمین پر بچھا دیا تھا ، اور اس نقش کی درستگی مین چشم و دل و نگاہ و نفس سب کو لگادیا تھا ، تب اسکے سرانجام سے عہدہ برآ ہوا ہون ، اس خیال کی گنجایش باقی نہین رہتی کہ « یہ غالب جیسے قادر الکلام اور مشاق نثرنگار کیلئے کو ٹی ہت بڑا کام نہین ہے . »

اب یہ مسئلہ باقی رہجاتا ہے کہ کیا میرزا صاحب نے ۲٥ صفحے فی سال کے

حساب سے «مہرِ نیمروز »کی تالیف پر صرف کئے. واقعات اسکے خلاف ہین. «پنج آہنگ» مین منشی جو اہر سنگہ جو ہر کے نام ایك خط درج ہے جو ١١ جون سنه ١٨٥٢ع کو لکھا گیا تھا. اس مین میرزا صاحب نے «مہرِ نیمروز » کے مسودہ کا ذکر کیا ہے. فرماتے ہین:

« مسودهٔ روزنامهٔ روداد اورنگ نشینهان چغنائیه بدست هیرا سنگی روان داشته ایم و هنوز از رسیدنش نشان نیافته ایم . اگر رسیده است بنویسند. ورنه از هیرا سنگی باز پرس کنند . ، (۱)

اس خط سے واضح ہے کہ میرزا صاحب نے سنہ ۱۸۵۰ ع مین «مہر نیمروز» شروع کرکے ۱۱ جون سنه ۲۵ ع سے قبل تمام کرلی تھی. اسکے بعد کا زمانه، جو تقریباً دو برس یا اس سے کچھ زائد ہے، نظرِ ثانی مین گزرا، اور جب میرزا صاحب نے اپنے احباب کو کتاب دکھا کر داد لیلی تب بادشاہ کے حضور مین اوسے پیش کیا. اس صورت مین ۲۵ صفحه فی سال کے بجائے ۵۹ صفحات فی سال یا ۵ صفحے فی ماہ ہوتے ہیں، جو اور زیادہ ہو جائینگے، اگر صحیح علم ہوجائے کہ میرزا صاحب نے ۱۱ جون سنه ۵۲ ع سے کتنا عرصه پہلے کتاب ختم کردی تھی.

مولاناکی دوسری وجه کے بار کے یه گزارش ہے که « پنج آهنگ » کے دیباچه مین میرزا صاحب نے جس روش کے خلاف صدای احتجاج بلند کی ہے، وہ انشای خلیفه، انشای مادھورام، اور انشای هرکرن جیسی هندیانه کتابون سے ملک مین رواج پزیر ہوکر اسدرجه مقبول خاص و عام خیال کیجانے لگی تھی، که اوسکے خلاف قدم اوٹھانا معاشرتی و علمی گناه تسلیم کیا جاتا تھا . مدیرزا صاحب اسکے طبعی مخالف تھے اسلئے اونھون نے « پنج آهنگ » کے دیباچه مین، جو در اصل مبتدیون کیلئے تالیف کیگئی تھی، یه مشورہ دینا مناسب خال کیا کہ

ه این پارسی آمیخته بتازی را در کشاکش تصرفات هسدی زبانان پارسی نویس ضایع نگزارد.

⁽۱) کلیات نثر فارسی، ص ۲۵۰. مسٹر محمد اکر ام نی غالب نامه، ص ۱۱۶ مین اس خط کو مواوی رجب علیخــان کی نام لکھــدیا ہی . حالانکہ مولویصاحبکا نام صرف خط ماقبل کی آخر مین آیا ہی .

و لغات عربی جز بقدر بایست صرف ننهاید. و پیوسته در آن کوشـدکه سادگی و نفزی شعار او گردد. ، (۱)

اس کا یہ مطلب کسیطرے نہیں قرار دیا جاسکتا کہ خود اونکی اپنی انشا بھی تکلفات سے آزاد ہے. کیونکہ اگر القاب و آداب اور دیگر الفاظ عربی سے قطع نظر کرکے دیکھا جائے تو اونکی انشا ادای مطلب میں سراسر تکلف سے پُر اور عام انداز سے اسقدر علیحدہ ہے، کہ تا وقتیکہ نگاہ و فکر اوس سے اخذ مطلب کے عادی نہو جائین، انسان سہولت کیساتھ مطلب تك نہیں پہنچ سکتا. اسی سبب سے میرزا صاحب کے پہلے عریضہ کے جواب میں نواب فردوس مکان جیسے ادیب کو یہ لکھنا پڑا تھا کہ

« مخلص را لیل و نهار متمنی اخبار تصور فرموده اکثر بایصال نمایق آنایق خیریت و ثایق بعبارت سلیس که در خواندنش تاملی بوقوع نیـاید مسرور و مطمئن میفرموده باشسند. ، (۲)

علاوہ ازین خود میرزا صاحب اسکے معترف ہین کہ ایام ِ پیری مین اون سے اپنی روش ِ خاص نہین نبہ سکی . چنانچہ مولوی عبدالرز آق شاکر کو فارسی خطکی فرمایش کے جواب مین لکھتے ہین :

ه بنده نواز! زبان فارسی مین خطون کا لیکهنا پهلی سی متروك هی . پیرانه سری و ضعف کی صدمون سی محنت پژوهی و جگر کاوی کی قوت مجمی مین نهین رهی . حرارت غریزی کو زوال هی اور یه حال هی ،

مضمحل هوگری قوی غالب * وه عناصر مین اعتدال کمهان کچه آپ هی کی تخصیص نهین . سب دوستون کو جن سی کتابت رهتی هو اردو هی مین نیازنامی لکها کرتا هون . جن جن صاحبون کی خدمت مین آگی مین نی فارسی زبان مین خطوط و مکاتیب لکهی اور بهیجی تهی ، اون مین سی جو صاحب الیالآن ذیحیات و موجود هین اون سی بهی عندالضرورت امی زبان مروج مین مکاتبت و مراسلت کا اتفاق هوا کرتا هی پس امیدوار هون که آپ افهین نذور محقره یعنی تحریرات روزمرهٔ اردوی ساده و سرسری کو غنیمت جانکر قبول فرمانی رهین . » (۳)

اس خط مین میرزا صاحب نے فارسی مراسلت ترك کرنے کی وجمہ یہ قرار دی ہےكہ

⁽۱) کلیات نثر فارسی، ص ه (۲) مکاتیب غالب، ص ؛ ، حاشیه نمبر ۱ (۳) اردوی معلی، ص ۲۱۵ و عود هندی، ص ۱۵۳

بیرانه سری و ضعف کی صدمون سی محنت پروهی و جگر کاری کی فوت مجم مین نہین رهی . اسکے بعد شاکر صاحب کو یه بھی اطمینان دلایا ہے کہ جن اصحاب سے پہلے فارسی مین خط وکتابت رہا کرتی تھی او نھین بھی اب اردو ہی مین خط لکھا کرتا ہون . اس صورت مین مولانا حالی کا یه خیال که «مهر نیمروز کی تالیف کے زمانه مین اردو مراسلت شروع کی » بعید از وقوع نہین معلوم ہوتا . اسلئے کہ جب میرزا صاحب معمولی فارسی مکاتبت مین اسدرجه جگر کاوی سے کام لیا کرتے تھے کہ ایام پیری مین ، جبکہ اونکی مشتی پارسی نگاری پخته ہو چکی تھی، اس بار کے اوٹھانے کیلئے آمادہ نہین تھے، تو مہر نیمروز »کی تالیف کے زمانه مین دو بوجے کسطرح اوٹھاتے .

مولانا مہر کی تیسری وجہ مین صرف اسقدر کلام ہے کہ میرزا صاحب کے فارسی مکاتیب بنام جو اہرسنگی مین سے ایك خطیقنی سنه ٥٠ ع سے بعد کا ہے. دوسرا بھی، جس مین میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ بادشاہ کی علالت کیوجہ سے قصیدۂ تہنیت عید پیش کرنیکا موقع نه ملا، سنه ٥٠ ع کے بعد کا معلوم ہوتا ہے. اسلئے کہ اس مین میرزا صاحب نے بادشاہ کی بیماری کے سلسلہ مین لکھا ہے:

ان دیگر چه رو نماید، و بر من، که در سابهٔ دیوارش غنوده ام، چه رود، (۱)
 ظاهر هے که یه الفاظ اوسی وقت زیاده بهلیے نظر آتے هین جب میرزا صاحب
 کے قلعہ سے تعلقات صرف دوستانه نہون، ملازمت کا سلسله بهی قائم هو چکا هو.

اب تیسراخط رهتا ہے. مولانا مہرکے خیال مین اس خطکی تاریخهای عیسوی و هجری دونون غلط هین. صحیح تاریخ یکم دسمبر سنه ۱۸۶۵ ع مطابق کا محرم سنه ۱۲۶۱ ه هونی چاهیہے. میری ناقص رای مین مولانا کا یه خیال درست ہے کہ هجری اور عیسوی سنین مین تطابق نہین. مگر یه نادرست ہے کہ مجری اور عیسوی میززا صاحب نے دونون سنون کیساتھ ہے کہ دونون سنونکیساتھ

⁽۱) کلیات نثر فارسی، ص ۲۵۱

تاریخین بھی لکھی ہین . کتاب تشریح السنین سے معلوم ہوتا ہے کہ ۳۱ دسمبر سنه ۱۸٤٥ ع کو یکم محرم سنه ۱۲۶۲ ہ تھیے . اس حساب سے یکم دسمبر سنه ۵۶ ع کو یکم محرم سنه ۲۱ ہ نہین ہوسکتے . اسی کتاب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ۶ محرم سنه ۱۲۶۵ ہ یکم دسمبر سنه ۱۸۶۸ ع کے مطابق تھی . لہذا ہمین میرزا صاحب کی عیسوی تاریخ و سنه کو درست ماننا پڑیگا . اور هجری تاریخ و ماہ بھی صحیح ہو نگے . صرف هجری سنه کو غلط تسلیم کر لینگے . یعنی سنه ۱۵ ہ کے بجای ۳۵ ہ صحیح سنه ہوگا .

اور جب یه ثابت هو چکا که میرزا صاحب کا وه فارسی خط، جس مین لنگی کا ذکر آیا هے، دسمبر سنه ۶۸ ع کا مکتوبه تھا، اور یه بھی خود میرزا صاحب نے اپنے اردو خط مین لکھا ہے که «بہت دن هو ہے جب تم نے لکھا تھا کہ اسی هفته مین بھیجو نگا »(۱) تو پھر کوئی محال عقلی لازم نہین آتا اگر آپ یه تسلیم کرلین که میرزا صاحب نے سنه ۵۰ ع مین یه اردو خط لکھا تھا. اسلئے که ان دونون خطون کے درمیان صرف ایك سال کا فصل ہے. اور فقرۂ «بہت دن ہو ئے» ایك یا ڈیڑھ سال کے وعدہ کے متعلق بسہولت استعمال کیا جاسکتا ہے.

ميرزا صاحبكا بيان

اگرچه اردو مراسلت کے آغاز کے متعلق میرزا صاحب کا کوئی قطعی بیان ہمارے پاس موجود نہیں؛ لیکن « پنج آهنگ » کے خاتمے مین فارسی مراسلت بالکل ترك کرکے صرف اردو مین خط وكتابت کرنیکی تاریخ خود اونھین نے بیان کی ہے. فرماتے ہین:

و بردان داند. و مدعیان دانش را توفیق دانستن دهد تادانند . که خامهٔ غالب سیه نامه مسلك دشوار گزار پارسی آمیخته بتازی را بكدام دلاویز رفتار پیموده است . دربن شصت و هشت ساله زندگی که جزو در بازی و كل در سخن طرازی گزشت و بسا گزین روشها در نثر نظرفروز آمد از دو سال در بنید آن بودم که ... دیگر در خامه فرسانی انداز خود نمانی فرو هلم ... پنجاه سال ای بو برگ را

⁽۱) اردوی معلی، ص ۲۵۳ ع — مکاتیب غالب

یه هنجار اورامه سرایان پارس به نوا داشته ام . اکنون آن روش فروگزاشته ام . سپس ما فی التنمیر را ،که بر یاران نزدیك و دور عرضه باید داد ، در زبان اردوی و آن هم سرسری و از تكنف بری رقم خواهم كرد ، تا زندگی آسان گردد . ، (۱)

یه خاتمه سنه ۱۲۸۰ ه (۱۸۶۳ع) مین لکهاگیا تها، جبکه میرزا صاحب کی عمر ۲۸ سال کی تهی . اس ۲۸ ساله زندگی مین سے ۱۹ سال کهیل کو د مین گزار کر ۱۲۲۸ ه (۱۸۱۳ع) سے ادبی زندگی کا آغازکیا تها ، اور تقریباً ۰۰ سال فارسی نظم و نثر لکھتے رہے تھے . لیکن سنه ۱۲۸۰ه (۱۸۶۳ع) سے دو سال قبل سنه ۱۸۸ ه (۱۶۹ع) مین یه عزم کیا تها که اب فارسی آمیخته و نا آمیخته بنازی کو ترك کر کے سادہ اردو مین اظہار مطالب کرینگے . کیونکه فارسی کیائے جس فراغ خاطر و قوت دماغ کی ضرورت تهی غلبه پیری کے سبب میرزا صاحب اوس سے محروم هو چکے تھے . اردوی معلی اور عود کے مختلف میرزا صاحب اوس سے محروم هو چکے تھے . اردوی معلی اور عود کے مختلف خطوط سے اسکی تصدیق بھی هوتی هے . که میرزا صاحب نے سسنه ۷۸ عدالجمل صاحب بر بلوی کو لکھتے ہیں:

• فارسی کیا لکھون؟ یہان ترکی تمام ہی . اخوان و احباب یا مقتول یا مذفود الحبر . هزار آدمی کا ماتمدار هون . آپ غمزده اور آپ غمگسار هون . اس سی قطع نظر که تباه اور خراب هون مرنا سر پر کهزا هی . یا برکاب هون . » (۲)

اس خط مین میرزا صاحب نے اپنی وفات کی تاریخ « غالب مرد » کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ کہ اسکی تاریخ کتابت سنہ ۷۷ ہ (۲۰ع) سے قبل ہے. ۔

مولانا محمد عباس رفعت بھوپالی کو ¿ ربیع الاول سال ِ « رستاخیز » (۱۲۷۸ ہ مطابق ۱۸٦۱ ع) کو تحریر کرتے ہین :

ه از دیر باز به نظم و نثر نمی گرایم . نظم خواهی پارمی و خواهی اردو خوابی ست فراموش . نامه در پارسی نوشتن نیز آنین نمانده . هرچه نوشته می شود یکدست در اردوست . اینك ... مولانا عباس ... از بهوپال فرمان فرستادكه غالب ناصه در پارسی زبان نویسد . یا رب !

⁽۱) کلیات نثر فارسی ، ص ۲۵۶ (۲) عود هندی ، ص ۱۹۵

قرمان چون بجما آورم؟ و در نامه چه نویسم؟ باری نه از توانائی بنــان بلکه از اثر روائی آن فرمان جنبش خامه لفظی چند که بخواندن نیرزد بر روی ورق ریخت . ، (۱)

ان دونون خطون مین میرزا صاحب نے ترک ِ فارسی نگاری کا سبب غلبـهٔ رنج وغم اور ضعف پیری کو قرار دیا ہے. یہی سبب مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام کے مکتوب مین بھی ذکر کرچکے ہین . اب اگر ہم تمام دلائل کو سامنے رکھکر نتیجہ نکالنے کی کوشش کرین تو وہ یہ ہوگا کہ میرزا صاحب ایك ایسے دشوار گزار مسلكِ فارسي نگاري كے موجد تھے، جو اطمینان خاطر و توانائي دماغ و قلب کا مقتضی تها. سنه ۱۸۵۰ع (۱۲۶۲هـ) تك یه دونون اسباب میسر رہے اسلئے میرزا صاحب تقریباً اسی زبان مین خامہ فرسائی کرتے رہے. لیکن جب سنۂ مذکورہ مین بادشاہِ ظفر نے تاریخ نگاری کی خدمت سپردکی اور فراغ ِ خاطر مین کمی ہوگئی ، تو میرزا صـاحب نے فارسی کیساتھ اردو تثركو بهي نوازنا شروع كيا . سنه ١٢٧١هـ (١٨٥٤ع) مين ذوق كا انتقــال ہوا تو اصلاح ِکلام بھی میرزا صاحب کے سپرد کیگئی، اور یہ فرصت سے بالکل محروم ہوگئے ، جسکے سبب مسلكِ فارسی کی گا مزنی كیائے اور كم وقت میسر آنے لگا اور اردوکو مزید غلبہ حاصل کرنیکا موقع ملا .(۲) سنہ ۵۷ع کے بعد هجوم مصائب وآلام نے اطمینان ِخاطر کا قطعی خاتمـه کردیا. نیز افکار کی زیادتی اور معاشی پریشانی کے سبب رفتہ رفتہ امراض مستولی ہو تے گئے . اب اردو نہایت سرعت کیساتھ انکی انشا پر چھانے لگی ، تا آنکہ سنہ ۱۲۷۸ ہ (۱۸۲۱ع) مین میرزا صاحب کو عزم کرنا پیژاکه آینده فارسی مین نظم و نثر کچھ نه لکھین گے. لیکن اس عہد کی عملی تکمیل سنه ۱۸٦٥ ع مین ہوئی.

⁽۱) انشای نورچشم ، ص ۱۰ (۲) میرزا صاحب نی سنه ۷۰ ع سی پهلی سید غلام حسنین قدر بلنگرای کو اپنی مصروفیت کا حال لکها هی . فرماتی هین: « رها جواب کا لکهنا . کاش آپ یهان هوتی اور میرا حال دیکهتی . هر روز صبح کو قلعه جانا اور دوپهر کو آنا . بعد کهانا کهانی کی حضرت کی مسودون کا درست کرنا . احباب کی خط لکهنی کی فرصت بهت کم هاتهی آتی هی ه (اردوی معلی لاهور اید ایشن ضمیمهٔ سر خوش) . یه اردو خطوط کی جوابات کی متملق معددرت هی . ایسی حالت مین فارسی نگاری کی مهلت ملنی کی امید رکهنا کسطرح قرین صواب هو سکتا هی .

چنانچے آج ہمار مے پاس سنۂ مذکورہ کے بعد کی فارسی تحریرین کالمعدوم ہین . مجھر اردوکی فرمایش

میرزا صاحب اپنے عہد کے ممتاز فارسی ادیب تھے، اور اکثر اربابِ علم و فضل کیے طرح اسی کو سرمایہ نازش و افتخار خیال کرتے تھے۔ جب بعض معاصرین نے اپنی اردو شاعری کے بل ہوتے پر انکی ہمسری کا دعوی کیا ، تو انھین اپنے کلام اردو کی تمام خوبیون سے قطع ِ نظر کر کے میدان ِ سخن کے ان مکہ تازون سے کہدینا یہ ا:

الله بین، تا به بینی نقشهای رنگ رنگ به بگرد از مجموعهٔ اردو که بیرنگ منست راست میگویم من، واز راست سرنتوان کشید به هرچه در گفتار فحر نست آن نگ منست، (۱) میرزا صاحب کا یه خیال نظم اردو هی تک محدود نه تها. وه نثر اردو کو بهی اینے پایهٔ کمال سے فرو تر جانتے تھے۔ چنانچه منشی شیو نراین اکبرآبادی کے توسط سے هنری اسٹوارٹ ریڈ صاحب نے نثر اردو کی فرمایش کی، تو میرزا صاحب نے منشی صاحب کو لکھا:

. مگر بهائی تم غورکرو . اردو مین مین اپنی قلم کا زور کیا صرف کرونگا . اور اوس هبارت مین معـانی نازك کیونکر بهرونگا . » (۲)

انھین کو دوبارہ لکھا ہے:

ہ جناب ریڈ صاحب صاحبی کرتی ہیں . مین اردو مین اپناکمال کیا ظاہر کرسکتا ہون . اوس مین گنجایش عبارت آرائیکی کہان ہم . بہت ہوگا تو یہ ہوگاکہ میرا اردو به نسبت اورون کی اردو کی قصیح ہوگا . ہ (۳)

سه باره پهر انهين کو لکها هے:

ه میان ! اردو کیا لیکھون . میرا یه منصب هی که مجھپر اردوکی فرمایش هو . ، (؛)

نظم و نثر سهل ممتنع هی

لیکن اسکے باوجود میرزا صاحب یه ضرور جانتے تھے کہ اونکا کلام ، نظم ہو یا نثر ، حسن وخوبی کے اوس درجہ پر پہنچ چکا ہے ، جسے علمہای

⁽۱) کلیات نظم فارسی، ص ۱۳ (۲) اردوی معلی، ص ۳۶۳

⁽٣) ايضاً، ص ٣٦٦ (٤) ايضاً، ص ٣٦٧

بلاغت ہ سہل ِممتنع ہ کہتے ہیں . چنانچہ خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے ایك خط کے جواب مین لکھتے ہین :

و پیر و مرشد ا سهل ممتنع اوس نظم و نثر کو کهتی هین که دیکهنی مین آسان نظر آؤ اور اوسکا جواب نهوسکر . بالجله سهل ممتنع کال حسن کلام هم ، اور بلاغت کی نهایت هم . ممتنع در حقیقت ممتنع النظیر هم . شبیخ سعدی کی بیشتر نقری اس صفت پر مشتعل همین . اور رشید وطواط وغیره شعرای سلف نظم مین اس شیوه کی رعایت منظور رکهتی همین . خود ستانی هوتی هم . سخن فهم اگر غور کریگا تو نقیر کی نظم و نثر مین سهل ممتنع اکثر پائیگا . ، (۱) جهانتك میرزا صاحب کی نثر اردو کا تعلق هم واقعه یه هم که وه شیخ سعدی کی گلستان کیطرح بظاهر اسقدر سهل معلوم هوتی هم که انسان سمجهتا هم مین بهی ایسا لکر سکتا هون ؛ مگر جب لکهنم بینها هم تو ایك جمله بهی نهین لکم سکتا . اور یهی کلام کی خوبی و کمال کی آخری حدد هم ، جس تك رسائی کیلئے زور دماغ سے زیاده بخشش معنوی کی ضرورت هم .

برتری کا پهلا سبب. استعداد فارسی

میرزا صاحب کی اردو نثر کی برتری و دلچسپی کے متعدد اسباب هین، جرب مین سب سے اهم یه هے که میرزا صاحب ادبِ فارسی کے بیے بدل ماهر تھے۔ اونھون نے زبانِ فارسی کے وہ تمام محاسن، جو کئی هزار نادره کار دماغون کی گیارہ سو برس کی سعی و جانفشانی سے بہم پہنچے تھے، اردو جیسی کم عمر و تہی مایه زبان کے دامن مین بھر دئے . اگر وہ فارسی کے بآند پایه ادیب نہو تے، تو اپنے کلام اردو مین اسقدر جدت ، شیرینی اور تناسب پیدا نکرسکتے ، اور نه یه ممکن تھا کہ اس زمانه مین ، جبکہ تسکینِ ذوق بید کے لئے روزانه نیا میدان تلاش کیا آجا رہا ہے ، اور تقریباً هر سال اردو انشا کا طرز ادا بیرونی ادبیات سے نئے اثرات قبول کرتا جاتا ہے ، میرزا صاحب کی انشا کو میسر آگئی ہے . اسی کی دولت بے پایان تھی ، جو میرزا صاحب کی انشا کو میسر آگئی ہے . اسی کی دولت بے پایان تھی ، جو میرزا صاحب کی انشا کو میسر آگئی ہے . اسی

⁽۱) عود، ص ۱٤٠

کے سہارے میرزا صاحب کی حیات ِادبی کی بقا ہے، جو اوسوقت تك ممات سے مبدل نہین ہوسكتی جبتك اردو زبان بھی فارسی کے برابر قـدیم اور ترقی یافتہ نہوجائے.

دومرا سبب. خطوط سے تفریح

میرزا صاحب کی کامیابی کا دوسرا سبب یہ ہے کہ اردو مکاتبت اونکے تفریحی مشغلون کا جزو بنگئی تھی . وہ جو کچھ لکھتے تھے اپنا اور مكتوب اليه كا دل بهلانے كى خاطر لكھا كرتے تھے. قدرت نے ظریف طبیعت عطاکی تھی ، اسلئے خطوط سے خود لطف اوٹھانے اور دوسرون کیلئے سامان انبساط مہیا کرنے مین اونھین خاطر خواہ کامیابی بھی ہوئی. لیکن غدر سنه ٥٧ ع کے بعد تمام مشاغل مین سے صرف اسی ایك مشغله پر انحصار کرنا پڑا. یہ دور اہل ہندکیلئے عموماً اور دہلیکیائے خصوصاً سخت ابتلا ومصائب کا دور تھا، جس نے اعزا و احباب کی بڑی تعدادکو موت کے گھاٹ اوتار کر بقیہ اصحاب کو شہر بدرکردیا تھا ، اور میرزا صاحب ہندوستان کے بر اعظم مین اپنے آپکو یکہ و تنہا محسوس کرنے لگے تھے۔ اسلئے اس عہدِ افسرڈگی کو فرحت و انبساط کیساتھ گزار نے کی یہی ایك ترکیب باقی تھی کہ جو دو چار دوست آشنا رہگئے تھے اون سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھا جائے. اسطرح اپنا غم اونھین سنانے اور اونکا فسانہ خود سننے کا موقع ملیگا اورکچھ غیم غلط ہوجایا کریگا . چنانچے میرزا صاحب نے یہی کیا . اور یہی میر مهدی مجروح، میرزا تفته ، خراج غلام غوث خان بهادر بیخبر اور چنــد دیگر اصحاب سے کنرت ِ مراسلت کا باعث بھی تھا . ان مین سے جسکا خط آتا اوسکو جواب، اور جسکا نه آتا اوسکو شکوه و عتاب لکھتے رہتے. اس زمانے مین ایکبار ہرگوپال تفتہ نے کوتاہ قلمی سے کام لیا ، اور ایك ماہ تك کوئی نیازنامه نه بهیجا، تو میرزا صاحب نے ۱۹ جون سنه ۵۸ع کو پر حسرت انداز مين لكها :

مرکون صاحب؟ مجمیر سی کیون خفا هو؟ آج مهینا بهر هوگیا هوگا، یا بعد دو چار دن کی هوجائیگا،
که آپکا خط نمین آیا . انصاف کرو کتنا کئیرالاحباب آدمی تها . کوئی وقت ایسا نه تها که
میری پاس دو چار دوست نهوتی هون. اب یارون مین ایك شیو جی رام برهمن اور بالمکند او سکا
بیشا یه دو شخص هین که گاه گاه آتی هین . اس سی گزر کر لکهنو اور کالی اور فرخ آباد اور
کس کس کس ضلع سی خطوط آتی رهتی تهیی . اون دوستون کا حال هی نمین معلوم که کهان هین
اور کسطرح هین . وه آمید خطوط کی موقوف . صرف تم تین صاحبون کی خط کی آتی کی
توقع . اوس مین وه دونون صاحب گاه گاه . هان ایك تم که هر مهینی مین ایك دو بار مهربانی کرتی
هو . سنو صاحب اپنی پر لازم کر لو هر مهینی مین ایك خط مجکو لکهنا . اگر کچی کام آیژا دو
خط تین خط ، ورنه صرف خیر وعافیت لکهی اور هر مهینی مین ایکبار بهیجدی . . (۱)

اسکے بعد پھر تفتہ سے تاخیر ہوئی، تو میرزا صاحب نے ۱۳ نومبر سنہ ۵۸ عکو مزاحاً تحریر کیا :

'' مکون صاحب ؟ کیـا یه آئین جاری هوا هی که سکندرآبادکی رهنی والی دلی کی خاك نشینون کو خط نه لنکهین؟ بهلا اگر یه حکم هوا هوتا تو یهان بهی تو اشتهـار هوجاتاکه زنهار کوئی خط سکندرآبادکو یهـانکی ذاك مین نه جاوی . " (۲)

لیکن میرزا تفته نے اسکے بعـ د بھی تساہل سے کام لیا ، تو میرزا صاحب نے v دسمبر سنه ۸۵ ع کو لجاجت سے لکھا :

" مکیون صاحب؟ رونهی هی رهوگی یا کهی منوگی بهی . اور اگرکمی طرح نهین منتی تو روئهنی کی وجمه تو لکهو . سین اس تنهائی مین صرف خطون کی بهرو می جیتا هون . یعنی جسکا خط آیا . مین نی جانا که وه شخص تشریف لایا . خداکا احسان هی که کوئی دن ایسا نمین هو تا جو اطراف و جوانب می دو چار خط نهین آرهتی هون . بلکه ایسا بهی دن هو تا هی که دو دو بار ذاك کا هرکاره خط لانا هی . ایك دو صح کو اور ایك دو شام کو .

دن اونکی پڑھنی اور جواب لکھنی مین گزر جاتا ہی . یه کیا سبب دنس دس بارہ بارہ دن سرِ تمهارا خط نہین آیا . یعنی تم نہین آئی . خط لکھو صاحب . نه لکھنی کی وجه لکھو . آدہ آئی مین بخل نکرو . ایسا ہی ہی تو بیرنگ بھیجو . ، (۳) ۱)

لفافی بناکر دل بهلاتی

اس زمانہ مین میرزا صاحب غم غلط کرنے کے اسقدر در پے تھے کہ جب خط و کتابت کے بعد بھی وقت بچ رہتا تو آیندہ مراسلت کیلئے لفا فے

⁽۱) اردوی معلی، ص ۷۳ (۲) ایضاً، ص ۶۵ (۳) ایضاً، ص ۸۱

بنانے لگتے . چنانچہ اپنے ایك دوست منشی نبی بخش کے مکتوب مورخہ ۲۲ ستمبر سنہ ۵۸ع مین لکھتے ہین :

« الله ! الله ! يه دن لهي ياد رهين گر . خط سي خط لكهـ كئي هنن . مجكو اكثر اوقات لفاقي بناني مين گزرتي هين . اگر خط نه لكهونگا تو لفافي بناؤنگا . » (١)

منشی شیو نراین اکبر آبادی کو یه لفافے دیکھکر خیال پیدا ہواکہ میرزا صاحب تنگدستی کی وجه سے سادہ لفافے بازار سے نہین خرید سکتے. یه سوچکر اونھون نے کچھ لفافے بھیجے، اور بذریعـهٔ تحریر ارسال کی اطلاع دی . اسکے جواب مین میرزا صاحب نے لکھا:

، لفافونکی خبر پہنچی . آپ ٹی کون تکلیف کی ؟ لفافی بنانا دل کا بہلانا ہی . بیکار آدمی کیا کری . بہر حال جب لفافی پہنچ جائینگی ہم آپکا شکر بجا لائینگی '' ہرچہ از دوست میرسد نیکوست'' ، (۲)

تيسرا سب. خط نهين باتين

تیسرا سبب یه هے که میرزا صاحب نے تحریر کو تقریر کا پیرایه دیدیا تھا ،
وہ جب کسی دوست کو خط لکھتے ، تخاطب مین وهی انداز اختیار کرتے جو مکتوب الیه سے ملاقات کیوقت زیبا هوتا . اور چونکه هر شخص گفتگو مین سادگی ، برجستگی اور ظرافت پسند کرتا هے ، اور یه سب خوبیان انکی تقریر مین موجود تھین ، اسلئے انکی تحریر مین بھی وهی دلچسپی نظر آتی تھی ،
جو تقریر مین تھی . در اصل میرزا صاحب اس قسم کی مراسلت اختیار کرنے پر مجبور بھی تھے . انھین دور افتادہ دوستون کو اپنی پریشانیان سنانی مکتوب الیہم بہت جلد اوکتا جاتے ، اور میرزا صاحب کو مراسلت کا زیادہ موقع نه ملتا . لهذا انھون نے اپنے تمام خطوط کو مکالمه بنا کر اوس مین طبعی ظرافت کی تنم دیزی کی ، جسکے سبب سے احباب ان کے خطون کے انتظار مین رہا کرتے اور اجنبی اصحاب طرح سے سلسلۂ مراسلت شروع کرنے مین رہا کرتے اور اجنبی اصحاب طرح سے سلسلۂ مراسلت شروع کرنے مین رہا کرتے اور اجنبی اصحاب طرح سے سلسلۂ مراسلت شروع کرنے

چونکه میرزا صاحب نے یه طریقه جان بوجهکر اختیار کیا تها ، اسلئے جب انهین اسکی کامیابی کا یقین آگیا تو اسکی ایجادکو فحرآ اپنی ذات کیطرف منسوب بهی کیا ہے . مرزا جاتم علی مهر کے نام کے ایك خط مین فرما تے هین :

مرزا صاحب ! مین نو وہ انداز تحریر ایجاد کیا ہم که مراسله کو مکاله بنا دیا ہم . مرار کوس سی بربان قلم باتین کیا کرو . ہمر مین وصال کی خری لیا کرو . ، (۱)

میرزا تفته کو لکھا ہے:

« بھائی ! مجے مین تم مین نامه نگاری کاہو کو ہی ، مکالمہ ہو . . (۲)

منشی نبی بخش صاحب کو تحریر کیا ہے:

دبهاً کی ا مجکو اس مصیبت مین کیا هنسی آتی هی ، که یه هم تم اور مرزا تفته مین مراسلت گویا مکالمت هوگئی هی . روز باتین کرتی هین . الله ! الله ! یه دن بهی یاد رهینگی . خط سی خط لسکهی گئی هین غنیمت هی که محصول آدهه آنه هی . ورنه باتین کرنیسکا مزه معلوم هوتا . ، (۳)

حکیم غلام نجف خان کے خط کے آخر مین لکھا ہے:

و اسوقت جی تم سو باتین کرنیکو چاها . جو کچم دل مین تما وه تم سی کها . و (ع) نواب انورالدوله بهادر کیخدمت مین بهی اسیطرح عرض کیا هے : ویر و مرشد ! یه خط لکهنا نهن هو . باتین کرنی مین . و (ه)

انھین کو امك خط کے آخر مین لکھتے ھین:

ه اب مین حضرت سی باتین گرچکا . خط کو سرنامه کرکر گیار کو دیتا هون . . (٦)

خواجه غلام غوث خان بهادر بيخبر كولكها هے:

و اسى افسردگى مين جى چاها كه حضرت سى باتين كرون . با آنكه خط جواب طلب نه تها جواب لكهنى لگا . ه (۷)

میرزا صاحب احباب سے بھی اسی طرح کی مراسلت کے امیسدوار تھے۔
اسلئے کوئی اونکے تتبع مین مراسلہ کو مکالمہ کا رنگ دیدیتا تو تعریف کیا
کر تے . ایکبار مرزا تفتہ نے خط لکھا . میرزا صاحب کو اوسکا پیرایہ
بیان بیحد پسند آیا . چنانچه اظہارِ خوشنودی کیلئے اونھین لکھتے ہیں :
، جبتی دمو اور خوش رمو زیادہ خوشی کا سب به که تمنو نحریر کو تفریر کا پرداز
دیدیا تھا . ، (۸)

⁽۱) اردوی معلی، ص ۲۵۸ (۲) ایصناً، ص ۵۸ (۳) ایصناً، ص ۲۷۳ (۶) ایصناً، ص ۲۲۳

⁽ه) ایضاً، ص ۲۱۲ (۲) ایضاً، ص ۲۹۷ (۷) ایضاً، ص ۲۷۹ ایضاً، ص ۹۰۶ ف – مکاتیب غالب

میرزا صاحب کی یه خصوصیت اونکی انشا پر اسقدر چھاگئی تھی که دربارِ رامپورکی مراسلت مین بھی، جو میرزا صاحب کی سنجیدہ ترین مکا تبت ہے، اسکا اثر نمایان ہے؛ حتی کہ ایک عریضه مین میرزا صاحب نے نواب فردوس مکان کو صاف لکھدیا ہے، کہ

و یه تحریر نهین . مکالمه هی .گستاخی معافکرواکر اور آپ سی اجازت لیکر بطریق انبساط عرض کرتا هسون ، که یه سوا سو روپیی ، جو توره و خلعت کر نام سی مرحمت هسوی هین ، مین کال کا مارا اگر یه سب روپیسه کها جاؤنگا اور اس مین لباس نه بناؤنگا ، تو میرا خلعت حضور پر باقی رهیگا یا نهین ؟ ، (۱)

مراسلت کا محمد شاهی طرز

میرزا صاحب کے وقت تک اردو فارسی دونون زبانون کی خط و کتابت کا انداز یه تها که شروع مین بهاری بهرکم القاب و آداب لکه استعارون بعد متعلقین کی خیریت کی اطلاع واستفسار هو تا اور اسکے بعد استعارون تشبیهون اور کنایون کے پردے مین دو چار مطلب لکه کر عربی یا فارسی دعائیه جملے پر خط ختم کردیا جاتا . میرزا صاحب ابتدا سے اس روش کو ناپسند کرتے تھے۔ . وہ چاھتے تھے کہ مکتوب الیه کے مناسب حال دو چار افظ کا القاب لکھکر سیدھے سادھے جملون مین اظهار مطالب کردیا جائے . « پنج آهنگ ، القاب لکھکر سیدھے سادھے جملون مین اظهار مطالب کردیا جائے . « پنج آهنگ ، و بیگانگی این روش از شیوة غالب مستمند نه چندانست که بگفتن نیاز داشته باشد . و ادا شناس داند که منجار من در نگارش این است که چون کاک و ورق بحک گیرم مکتوب البه را بلغظی که فراخور حالت اوست در سر آغاز صفحه آواز دم ، و زحرمه سنج مدعا گردم ، القاب و آداب و زداب و خیریت گوئی وعافیت جوئی حشو زائد است . و پختگان حشو را دفع نهند ، ۲)

میرزا صاحب نے مراسلت کی اوس روش کا نام جس مین بڑے بڑے القاب و آداب اور حشو و زوائد سے 'پر خیریت گوئی و عافیت جوئی کے جملے ہوتے «محمد شاہی روش» رکھا تھا . اور اس سے اسقدر بیزار تھے کہ میر مہدی مجروح کے نام کے ایك خط مین اسکا مضحکہ اوڑایا ہے . فرماتے ہیں :

"و هان صاحب! تم کیا چاهتی هو ؟ مجتهد العصر کی مسوده کی اصلاح دیگر بهیجدیا . اب اور کیا لکهون . تم میری هم عمر نهین جو سلام لکهون . مین فقیر نهین جو دعا لکهون . تمهارا دماغ چل گیا هی . الفافه کو کریدا کرو . مسوده کو بار بار دیکها کرو . پاؤگی کیا ؟ یعنی تمکو وه محمد شاهی روشین پسند هین -- بهان خیریت هی . و هان کی عافیت مطلوب هی . خط تمهارا بهت دن کی بعد پهنچا . جی خوش هوا . مسوده بعد اصلاح کی بهیجا جاتا هی . برخوردار میر سرفراز حسین کو دینا ، اور دعا کهنا . اور هان حکیم میر اشرف علی اور میر افضل علی کو بهی دعا کهنا . لازمهٔ سعادتمندی یه هی که همیشه اسیطرح خط بهیجتی رهو --- کیون سیج کهیو اگاون کی خطوط کی تحریر کی یهی طرز تهی ؟ هائی کیا اچها شیوه هی ! جبتك یون نه لیکهو وه خط هی نهین هی . چاه یحریر کی یهی طرز تهی ؟ هائی کیا اچها شیوه هی ! جبتك یون نه لیکهو وه خط هی نهین هی . چاه یو آب هی . ابر بی باران هی . تخل بی مسوه هی . خانهٔ بی چراغ هی . چراغ بی نور هی میانی هین تم زنده هو . تم جانتی هو که هم زنده هین . امن ضروری کو لکی لیا . زوائد کو اور وقت پر موقوف رکها . اور اگر تمهاری خوشنودی اوسیطرح کی نگارش پر منحصر هی ، تو بهائی سازهی بین سطرین ویسی بهی مین تو لیکهدین . کیا نماز قضا نهین پرهی ؟ اور وه مقبول نهوگی ؟ ، (۱) "

نواب انور الدوله سعدالدینخان بهادر شفق کو خط لکھا ہے. اوس مین القاب و آداب سے آغاز کرنے کے بجائے انتہائی پاکیزہ اندازہ سے اس متعارف طرز کی سبکی اور عدم ِ احتیاج کا اظہار کرتے ہین. ارشاد ہے:

" وکیرنکر کہون کہ میں دیوانہ نہیں ہون؟ ہاں اتنے ہوش باقی میں کہ اپنے کو دیوانہ سمجھتا ہوں.
واہ ! کیا ہوشمندی ہی ، کہ قبلہ ارباب ہوش کو خط لکھتا ہوں، نہ القاب، نہ آداب، نہ
بدگی، نہ تسلیم؟ سن غالب! ہم تجھیے کہتے ہیں، بہت مصاحب نہ بن ۔ ای ایاز! حد خود
بشناش '' مانا کہ تو نو کئی برس کم بمد نو بیت کی غزل لکھی ہی اور آپ اپنی کلام پر وجد
کر رہا ہی . مگر یہ تحریر کی کیا روش ہی ؟ پہلی القاب لکے . پھر بندگی عرض کر . پھر
ہاتے جوڈ کر مزاج کی خبر پوچے . پھر عنایت نامہ کی آنیکا شکر ادا کر . ، (۲)

میرزا صاحبکی روش . القاب و آداب

میرزا صاحب کے عہد مین جو روش پسند کیجاتی تھی اوسکے سمجھ لینے کے بعد ضروری ہے کہ خود میرزا صاحب کا انداز مراسلت و مکا تبت دریافت کیا جائے . سب سے پہلے القاب و آداب کو لیجے . میرزا صاحب کے ہمان یہ اجزا استقدر مختصر اور متعارف روش سے جدا ہین کہ اونھون نے انکہ ترك کر دینے کا دعوی کر دیا ہے . فرماتے ہین :

« پیر و مرشد ! یه خط لکهنــا نهین هی . باتین کرتی هین . اوار یهی سبب هی که مین القاب و آداب نهین لکهتا . » (۳)

⁽۱) اردوی معلی ، ص ۱۸۹ (۲) ایصناً ، ص ۳۱۶ (۳) ایصناً ، ص ۳۲۲ نه -- الف

در اصل اونھون نے القاب و آداب کا پرانا فرسودہ طریقہ ترک کیا تھا . یہ نه تھا کہ مکتوب الیہ کے مرتبہ کا لحاظ کئے بغیر ہر خط کو بغیر القاب و آداب کے شروع کردیتے ہون . اونھون نے بزرگ یا بلند مرتبہ اصحاب کو جسقدر خط لکھے ہیں اون سب میں الفاظ اور پرداز کے تنوع کیساتھ یہ دونون جزو موجود ہیں. مثلاً نواب فردوس مکان اور خلد آشیان طاب ثراہما کی خدمت میں جسقدر عرضیان ارسال کی ہیں اون سب میں بحز ایک کے «حضرت ولیّ نعمت آیہ رحمت سلامت. بعد تسلیم معروض ہے » ہوتا ہے . صرف چار یانچ عرضیون میں لفظ ِ (حضرت) ساقط ہوگیا ہے .

البته بے تکلف احباب یا شاگردون کے نام کے مکاتیب مین تنوع زیادہ هے. کبھی تو سرے سے القاب ہوتا ہی نہین. اور اگر ہے تو « میان ، برخوردار ، بھائیصاحب ، سید صاحب ، مرزا ، میریجان ، کیون صاحب ، منشی صاحب بندہ پرور » یا اور کسی مختصر اور بے تکلف انداز کے الفاظ مین . کبھی کبھی مزاحاً چھوٹون کو بھی « قبله و کعبه ، مولانا ، یا پیر و مرشد ، لکھدیا ہے . بعض خطوط ایسے بھی نظر آتے ہین جن مین پورا القاب تحریر کیا گیا ہے ، مگر اوسمین بھی سادگی و بے تکلنی مفقود نہین ہوئی ہے . مشالا میر سرفراز حسین صاحب کو لکھتے ہین:

ً . و نورچشم واحت جان میر سرفراز حسین جیتی رهو اور خوش وهو . »

یا انھین کو لکھا ہے:

ه میری جان کی چین میر سرفراز حسین ه ٔ '

مرزا تفته کو تحریر کیا ہے:

ه میری مهریان ، میری جان ، مرزا تفته سخندان ،

'' ہ نور نظر لحت مجکر مرزا تفتہ ہ'' نواب علاء الدینخان بہادر علائی کو لکھتے ہیں:

^{٬٬} ه سعادت و اقبال نشان مرزا علاء الدينخان بهادر كو نقير غالبكى دعا پهنچى . »

یهی حال آداب و تسلیات کا هے. نواب میر غلام بابا خان بهادرکو لکھا هے: « سلام سنون الاسلام و دعای دوام دولت و اقبال کر بعد عرض کیا جاتا ہو . .

بعض اصحاب کو لکھدیا ہے: «.... ُفقیر غالب کا سلام ' یا ﴿ سُلام ٔ علیکم ' یا اُ بعد دعا کے معلوم ہو' ، یا صرف «آداب ، یا زیاد ، مزاحیسه انداز مین « اگر خفا نہون تو دعا اور اگر آزردہ ہون تو بندگی ' ، وغیرہ .

خیریت گوئی و عافیت جوئی

خیریت گوئی سے میرزا صاحب سخت متنفر تھے۔ وہ اس حصہ کو حشو و زوائد شمارکر تے تھے، اسلئےکسی ایك خط مین بھی ہ یہان خیریت ہے اور آپکی خیریت نیك مطلوب ، نہین پایا جاتا . ہان مطالب کے ساتھ ساتھ اپنی خیریت کا ذکر اور مکتوب الیہ کی عافیت کا استفسار کرلیتے ، اور اس روش کو «کار پختگان » شمارکر تے ہین .

اظهار مطالب (۱)

میرزا صاحب کا ادای مطالب کا طریقه بالکل ایسا ہے جیسے دو آدمی بالمشافہ بات چیت یا سوال و جواب کرتے ہیں. مشــــگذ اونکو یه لکھنا تھا کہ ۔ محمد علی بیگ میرے کو ٹھے کے نیچے سے گزرا. مینے پوچھا کہ لوھاروکی سواریان روانہ ہوگئین؟ اوسنے کہا ابھی نہین ہوئین. مین نے پوچھا کیا آج ضرور جائینگی. تیاری ہو رہی ہے۔اس مطلب کو اونھون نے اسطرے ادا کیا ہے:

. محمد علی بیگ ادهر سی نکلا . بهتی محمد علی بیگ ! لوهـارو کی سواریان روانه هوگئین ؟ حضرت

ابھی نہیں . کیا آج نہ جائینگی ؟ آج ضرور جائیں گی . تیاری ہو رہی ہم . .

میر مہدی مجروح کو خط لکھا ہے. اوسمین لکھنا یہ ہے کہ میرنصاحب آئے اور اونسے یه یہ باتین ہو ئین. مگر وہ اسطرح نہین لکھتے بلکہ اوسکو اسطرح شروع کرتے ہین:

⁽۱) اس عنوان کی ماتحت جو کچے لکھا گیا ہی وہ مولانا حالی کی یادگار غالب، ص ۱۷۱-۱۹۱ کا بلفظه خلاصه ہی .

وای میرنصاحب! السلام علیکم! حضرت آداب. کهو صاحب آج اجازت هی میر مهدی کو خط کا جواب لکھنی کی ؟ حضور مین کیا منع کرتا ہوت؟ مگر مین اپنی هر خط مین آپکی طرف سی دعا لکھدیتا هون. پهر آپ کیون تکلیف کرین؟ نهین میرنصاحب! اوسکی خط کو آئی هوی بهت دن هوی هین. وه خف هوا هوگا. جواب لکھنا ضرور هی. حضرت وه آپکی فرزند هین. آپ سی خف کیا هونگی. بهائی ! آخر کوئی وجه تو بتلاؤ که تم مجھی خط لکھنی سی کیون باز رکھتی هو؟ سبحان الله! ای لو حضرت آپ تو خط نهین لکھتی، اور مجھی فرماتی هین که تو باز رکھتا هی . اچها تم باز نهین رکھتی مگر یه کہو که تم کیون نهین چاهتی که مین میدی کو خط لکھون؟ کیا عرض کرون؟ سیج تو یه هو که جب آپ کا خط جاتا اور وه پڑها جاتا تو مین سنتا اور خط اوٹھاتا . اب جو مین وهان نهین هون تو نهین چاهتا که آپ کا خط جاتا کو مین سینتا اور خط اوٹھاتا . اب جو مین وهان نهین هون تو نهین چاهتا که آپ کا خط جاوی . مین اب پنجشنبه کو روانه هوتا هون . میری روانگی کی تین دن بعد آپ خط شوق سی لکھی گا . میان بیٹھی . هوش کی خبر لو . تمهاری جازی نه جائی سی مجھی کیا کہا . لا حول و لا قوة . »

اسکے بعد میر مهدی سے مخاطب هو کر اصل مطلب لکھتے هين .

بعضی جگہ مکتوب الیہ کو خطاب کرتے کرتے غائب فرض کرلیتے ہیں. یہان تك کہ جو لوگ مرزاكے انداز بیان سے واقف نہیں وہ اوسکو مكتوب الیه کا غیر سمجہ لیتے ہیں. مثلًا میر مہدی کو لکھتے ہیں:

ه میر مهدی ! جیتی رهو ! آفرین ! صد هزار آفرین ! اردو لکهنی کا کیا اچها ذهنگ پیداکیا همی ، که مجمکو رشك آنی لگا هی . سنو دلی کی تمام مال و متاع و زر و گوهر کی لوث پنجاب احاطه مین گئی همی . یه طرز عبارت خاص میری دولت تهی . سو ایك ظالم پانی پت انصاریون کی علی کا رهنیوالا لوث لیگیا . مگر مین نی اوسکو بحل کیا . الله برکت دی ! ه

مغربی طریقے پر جو قصے لکھے جاتے ہیں اونمین اکثر اس قسم کے سوال و جواب ہوتے ہیں جیسے کہ مرزاکی تحریرون میں ہم اوپر دکھا چکے ہیں . مگر وہان ہر سوال و جواب کے سرے پر سائل اور مجیب کا نام یا اونکے نامون کی کوئی علامت لکھدیجاتی ہے . ورنہ یہ نہیں معلوم ہوسکتا کہ سوال کہان ختم ہوا اور جواب کہان سے شروع ہوا؟ مرزا ایسے موقع پر سائل و مجیب کا نام نہیں لیتے ، اور نہ اونکے نام کی علامت لکھتے ہیں . مگر سوال یا جواب کے ضمن میں ایك ایسا لفظ لے آتے ہیں جس سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ سوال کیا ہے اور جواب کیا .

مرزاکی طرز تحریر کی جو خصوصیتین اوپر مذکور ہوئین یہ کوئی ایسی چیز نہین ہے کہ اور لوگ اوسکی پیروی نکرسکین. مگر وہ چیز جسنے اونکے مکا تبات کو ناول یا ڈراما سے زیادہ دلچسپ بنا دیا ہے وہ شوخی تحریر ہے، جو اکتساب یا مشق و مہارت یا پیروی و تقلید سے حاصل نہین ہوسکتی. ... معلوم ہوتا ہے کہ مرزا خط لکھتے وقت ہمیشہ اس بات کو نصب العین رکھتے تھے کہ خط مین کوئی ایسی بات لکھی جائے کہ مکتوب الیہ اوسکو پڑھکر محظوظ اور خوش ہو. پھر جس رتبے کا مکتوب الیہ ہوتا تھا اوسکی سمجے اور مذاق کے موافق خط مین شوخیان کرتے تھے. مثلا اپنے ایك دوست کو خط لکھا ہے. اوسمین اونکی لڑکی کو، جو بچپن مین مرزا کے سامنے آتی تھی، اور اب جو ان ہوگئی ہے، بعد دعا کے لکھتے ہین:

کیون بھی ! اب اگر ہم کول آؤ بھی تو تمکو کرونکر دیکھینگی ؟ کیا تمھاری ملك مین بھتیجیان
 پیچا سے پردہ کرتی ہیں؟ ،

یا مثلًا نواب امیر الدین احمد خان رئیس لوهاروکو اونکے بچپن کے زمانے میں اونکے رقعے کا جواب، جس مین مرزا کو دادا صاحب لکھا تھا، اسطرح لکھتے ھن :

ه ای مردم چشم جهان بین غالب! پهلی القساب کو معنی سمجه لو . یعنی چشم جهان بین غالب کی پتلی . چشم جهان بین تمهارا باپ مرزا علاءالدین احمد خان بهادر ، اور پتلی تم . میان تمهاری دادا تو نواب امین الدینخان بهادر هین . مین تو صرف تمهارا دلداده هون . ،

ایك دوست کو دسمبر سنه ۰۸ ع کی اخیر تاریخون مین خط لکها هے. اونهون نے اوسکا جواب جنوری سےنه ۰۹ ع کی پہلی یا دوسری کو لکھ بھیجا. اوسکے جواب مین اونکو اسطرح لکھتے ہین:

99 دیکھو صاحب! یه باتین همکو پسند نہیں . سنه ۱۸۵۸ ع کی خط کا جواب سنه ۱۸۵۹ ع مین بهیجتی هو . اور مزا یه که جب تم سی کہا جانبگا تو یه کہوگی که مین نی دوسری هی دن جواب لکھا هی . ۴۵ ه

الغرض مرزا کے خطوط و رقعات مین ایسے خطوط بہت کم نکاین کے جن مین اس قسم کی ظرافت اور ہنسی کی باتین مندرج نہون. یہانتك که رنج و افسردگی

کا بیـان بهی اس قسم کی چهیڑ سے خالی نهین هوتا . منشی نبی بخش مرحوم کو لکھتے هنن :

و بهائیساحب ۱ مین بهی تمهارا همدرد هوگیا . یعنی منگل کی دن ۱۸ ربیع الاول کو شام کیوقت میری وه بهیهی ، که مین نی بچپن سی آجتك اوسکو مان شمجها تها ، اور وه بهی مجکو بیثا سمجهتی تهی ، مرکئی . آپکو معلوم رهی که پرسون میری گویا نو آدمی مری . تین بهههان اور تین چچها اور ایك دادی اور ایك دادا . یعنی اس مرحومه کی هوتی سی مین جانا تها که یه نو آدمی زنده هین ، اور اوسکی مرز سی مین نی جانا که یه نو آدمی آج

مرزانے بعض اردو خطون مین مُسَجِّع عبارت لکھنے کا التزام کیا ہے .
عربی اور سنسکرت زبان کے سوا اور زبانون کی مسجع نثرون مین عموماً یہ
عیب ہوتا ہے ، کہ دوسر ہے فقر ہے مین جو پہلے فقر ہے کی رعایت سے خواہ نخواہ قافیہ تلاش کرنا پڑتا ہے تو اوسمین تصنع اور آورد کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے ، اور اسلئے پہلے فقر ہے کے مقابلے مین دوسرا فقرہ بسبب لزوم ما لا یلزم کے کم وزن ہوجاتا ہے . مگر مرزاکی مسجع نثر مین یہ بات بہت کم دیکھی جاتی ہے . دوسر ہے فقر ہے مین تقریباً ویسی ہی ہے تکافی پائی جاتی ہے جیسی پہلے فقر ہے مین اور یہ بات اوسی شخص سے بن پڑتی ہے جو باوجود خوش سلیقگی اور لطف طبیعت کے شاعری مین غایت درجے کا کمال رکھتا ہو ، اور وزن و قافیم کی جانچ اور تول مین ایك عمر بسر کرچکا ہو . مگر یہ معلوم رہے فقافی عبارت مرزا خاصكر اون خطون مین لکھتے تھے جن سے ہنسی یا ظرافت اور مخاطب كا خوش کرنا مقصود ہوتا تھا .

عرایض کا طرز ادا

اگرچہ میرزا صاحب کے عرایض کا طرزِ ادا اون خطون کے مقابلے مین، جو «اردوی ِ معلی، اور «عود ِ هندی » مین شایع هو چکے هین، با تکلف هے ، اور یہان وہ رنگا رنگی نہین پائی جاتی جو مذکورہ بجموعون کے خطوط کی جان ہے، تاہم یہ عرایض بھی اوسی نادرہ کار قلم کے رهین ِ منت هین، جو

ادب اردو کے دامن کوتاہ کو سدا بہار پھولون سے بھر چکا ہے. اسلئے ان سرکاری درخواستون میں بھی وہ سادگی ، شوخی اور ظرافت موجود ہے، جسکے سبب ادای مطلب مین میرزا صاحب کی انشا دیگر انشا پردازون کی تحریرون سے گوی سبقت لیگئی ہے.

لیکن یه محاسن اون خطوط مین زیاده نمایان هین، جن مین حسن طلب هے. چونکه سرکار رامپور میرزا صاحب کی مالی دستگیری کی واحد کفیل تهی ، اسلئے وہ هر ضرورت کے موقع پر سوال کر بیٹھتے تھے، اور یه سوچکر که ابھی سابق امداد کو زیادہ زمانه نہین هوا هے، همیشه ایسے انداز سے سوال کرتے تھے که انکار کی گنجایش باقی تر هے. مثلاً نواب فردوس مکان نے اپنے چھو نے صاحبزاد سے سید حیدر علیخان بهادر کی شادی کے موقع پر میرزا صاحب کو تورہ اور خلعت کے نام سے ۱۲۵ روپیے نقد ارسال کئے هین . میرزا صاحب اس روپیه کو خرچ کرنیکے بعد آیندہ کیائے سیل نکالتے هوے لکھتے هین :

دیه تحریر نهن مکالمسه هی . گستاخی معاف کرواکه اور آپ سی اجازت لیکم بطریق انبساط عرض کرتا هون ، که یه سوا سو رو پی ، جو تورهٔ و خلعت کم نام سی مرحمت هوی هین ، مین کال کا مارا اگر یه سب روپیه کها جاؤنگا ، اور اس مین لباس نه بناؤنگا تو میرا خلعت حضور یر باقی رهیگا یا نهین ؟ » (۱)

نواب فردوس مکان کی وفات کے بعد نواب خلد آشیان کی خدمت مین قصیدہ تہنیت ارسال کیا ہے. یہان سے صلہ مین تاخیر ہوتی ہے. میرزا ضاحب کو روپیہ کی ضرورت ہے، اسلئے نامۂ تقاضائی لکھتے ہین، اور اوس مین بطور تقاضا ارشاد فرماتے ہین:

ه پیر و مرشد ! حضرت فردوس مکان کا دستور آنها که جب مین قصیده بهیجتا ، اوسکی رسید کمین خط تحسین و آفرین کا ، شرم آنی هی کهتی هوی مگر کهی بغیر بنتی نهین ، دو سو پیچاهی کی هنذوی اوس خط مین ملفوف عطا هوا کرتی آنهی یه رسم بری نهین هی . اگر جارگی رمی تو بهتر هی . ، (۲)

⁽۱) مكاتيب، ص ۲۹ ص -- مكاتيب غالب

ایکسال دلی مین بارش کم اور رامپور مین کافی هوئی هے. اس سلسله مین تحریر فرماتے هین:

و اگرچه یهان مینی اسیقدر برسا هی که جسکی پانی سی زمیندار حاصل فصل ربیع سی هاتمی دهولین ، مگر چونکه بفر مان ازلی میری رزق کی برات آپ پر هی ، اور آپکی ملك مین بارش خوب هوئی هی ، ابر رحمت كی شكریه مین ایك قطعه ملفوف اس عرضی كی بهیجتا هون . بنظر اصلاح نظم و اصلاح حال ملاحظه هو . ، (۱)

نواب خلد آشیان نے جشنِ تخت نشینی مین شرکت کی دعوت دی ہے. اسکا شکر یه ادا کر کے لکھتے ہیں:

ه حضرت کی خدمت مین نه آؤنگا تو اور کهان جاؤنگا . وه آگ برس رهمی همی که طیورکی پر جل رهم هین . بعد آگ کی پانی برسیگا . سفر خصوصاً بوذهی رنجور آدمی کو دونون صورت مین متعـذر . آفتـاب میزان مین آیا ، اور هنگامـهٔ آتش و آب رفع هوا ، اور مین نو احرام بیت المعمور رامپور باندها . ۲)

ایک مرتب نواب خلد آشیان نے اپنی ایک فارسی نثر اصلاح کو بھیجی ہے.
میرزا صاحب بعض محاورون کی تغلیط کرتے ہیں. اہلِ دربار بہارِ
عجم اور فرہنگ جہانگیری وغیرہ لغات کے حوالہ سے اس اصلاح کو غلط
بتاتے ہیں. نوابصاحب یہ حوالے نقل کرکے میرزا صاحب سے اصلاح پر نظرِ
ثانی کی درخواست کرتے ہیں. اسکے جواب میں میرزا صاحب نے تحریر

مجھی اس امر خاص مین نفس مطمئته حاصل ہو . مگر دعوی اجتہاد نہین ہو . بحث کا طریقه یاد نہین . میان انجو جامع فرهنگ جہانگیری . شیخ رشید راقم فرهنگ رشیدی ، عظای عجم مین سی نہین . هند انکا مولد . ماخذ انکا اشعار قدما . هادی انکا انکا قیاس . ٹیک چند اور سیالکوئی مل انکو پیرو . سبحان الله ! هندی بھی اور هندو بھی ! ُ نور علی نور !! ، (۳) سیالکوئی مل انکو پیرو . سبحان الله ! هندی بھی اور چاه ہے ، اور چاه ہے هین کہ نو ابصاحب باغ بے نظیر کی نمایش کا حال اخبار مین پڑھا ہے ، اور چاه ہے هین کہ نو ابصاحب

کو اس جشنِ بینظیر کی مبارکباد دین. اس مضمون کو اسطرح ادا فرماتے ہیں: « نمایشگاه سراسر سور رامپور کا ذکر اخبار مین دیکھتا ہون، اور خون جگر کھاتا ہون، که های ۱ مین وهان نمین. بالا خانی پر رہتا ہون. اوتر نمین سکتا . ماناکہ آدمیون نی گود مین لیکر اوتارا ، اور پالکی مین بٹھا دیا . کہار چلی . راہ مین نه مرا اور رامپـور پہنچگیا. کہارون نی جاکر ، بینظیر مین میری پالکی و بھی پو جاکر بینظیر مین میری پالکی قفس، اور مین طائر اسیر . وہ بھی پر و بال . نه چل سکون ، نه پھر سکون . جو کچھ اوپر لسکھ آیا ہون ، یه سب بطریق فرض محال ہی . ورنه ان امور کی وقوع کی کہان مجال ہی ؟ ، (۱)

نواب سکندر زمانی بیگم صاحبہ کی تعزیت کرتے ہوے رقمطراز مین:

و چاهتا هون که کچی لکهون. مگر نهین جانتا که کیا لکهون. لازم تها که تعزیت نامه بزبان فارسی و عبارت بلیغ لکهون. آپکی قدمون کی قسم ۱ دل نی قبول نکیا. آرایش گفتار، نظماً او نثراً، واسطی تهنیت کی هی، که دل کثرت نشاط سی گل کیطرح کهل رها هی طبیعت راه دیتی هی. الفاظ فهوناه هی جاتی هین. معنی پیدا کی جاتی هین. اب مین نیم مرده، دل پرمرده، خاطر افسرده جس باب مین لفظ و معنی فراهم کیا چاهون وه سراسر طبع کی خلاف. جس بات کا قصور ناگوار هو اوسکی نذکر سی جی کیون نه یقرار هو ؟» (۲)

نواب زین العابدین خان بہادر سے خواہش کر نے ہین کہ اپنے نام کا خط سرکار کو دکھا دینا . مگر ساتھ ہی فرماتے ہین :

البكن تم سى يه توقع كيونكر پڑى ؟ كسواسطى كه تم نى اردو ديوان كى پېنچنى نه پېنچنى كا
 سال جنابعالى سى دريافت كركر كب لكها هى ، جو اس بات كا جواب لكهوگى . ، (٣)

فأعمه

میرزا صاحب خط کے آخر مین بالعموم ایك دو دعائیه لفظ لكها كرتے تھے. اردوی معلی و عود ِ ہندی مین بعض مقامات پر یه جزو متروك ہوگیا ہے. ہے ، یا اپنی خیریت یا دنیاكی ہے ثباتی سے متعلق كسی جمله سے بدلگیا ہے. لیكن عرایض مین كبھی نظر انداز نہین ہوا. ان مین ہمیشه

و زیاده حد ادب . " تم ســـلامـت وهو هزار برس ﴿ هُرَ بُرسَكَى هُونَ دَنْ پُچاس هزاره

یا را «تیم سلامت رهو قیامت تك * دولت و عز و جاه روز افزون » م

ہم سوسے رمو ہیں۔ تھے۔ چونکہ اس جزو مین کوئی ادبی خوبی میرزا صاحب کے ہان بھی نہیں پائی جاتی، اسلئے تمثیل و استشہاد بیکار ہوگا .

كاتب كا نام

میرزا صاحب کاتب کی شخصیت کا تعین بھی نئے اسلوب سے کرتے تھے.

⁽۱) مكاتيب، ص ۹۲ (۲) أيضاً، ص ۹۶ الفساً، ص ۹۱ مكاتيب، ص ۱۱۰ الفساً، ص

عام انشا پردازون کی طرح آخر مین نام لکھنے کا طریقه او نکے ہان صرف پُر تکلف مراسلت کیساتھ مخصوص تھا . وہ مساویانه یا بزرگانه خط و کتابت مین کبھی خط کے شروع یا درمیان مین اسطرح نام لکھتے ہیں، کہ مکتوب الیه کو خیال تک نہین ہوسکتا کہ یہان نام لکھنے سے مقصود کا تب کا تعارف ہے . مثلا خواجه غلام غوث خان بهادر بیخبر کو لکھا ہے :

'' . قبله ! کبهی آپ کو یه بهی خیال آنا هو ، که کوئی همارا دوست ، جو غالب کملاتا هو ، وه کیا کهانا پیتا هی اور کیونکر جیتا هو؟'، (۱)

يا شَكَّر نواب انور الدوله بهـادر شفق كو تحرير كيا هے:

". کیونکر کمون که مین دیوانه نهین هون؟ هان اننی هوش باقی هین که اپنی کو دیوانه سمجهتا هون. و اه! کبا هوشندی هی که قبلهٔ ارباب هوش کو خط لکهتا هون. نه القاب، نه آداب، نه بندگی، نه تسلیم؟ سن غالب! هم تجهر سی کهنی هین بهت مصاحب نه بنگ، (۲) اور کبهی آخر مین نام لکهتے هین، جو بیشتر تو اونکا تخلص « غالب » هو تا هیے، اور تنها یاکسی همقافیه فقره کیساتیم آتا هے. مثلا

" ، بندهٔ علی ابن ابیطالب آوزومند مرگ غالب ، تجات کا طالب غالب ، عفو جرم کا طالب غالب ، ترحم کا صنحق اور تفقد غالب ، ترحم کا صنحق اور تفقد کا طالب غالب ، وغیره ،

لیکن بعض خطوط مین اصلی نام و اسد الله خان ، یا « اسد الله » یا صرف « اسد » یا « اسد الله » یا صرف « اسد » یا « اسد الله غالب » بهی لکها هے ، نواب فردوس مکان کے نام کے ایك عریضه مین « اسد الله » کیساتی بهی ایك همقافیه فقره استعال كیا هے . فرما تے هين :

ه عرضداشت هوا خواه اسد اقه . ، (٣)

متعدد خطوط مین میرزا صاحب نے یہ جزو ترك كردیا ہے. ان مین چند ایسے ہین جن مین كناية نام آگیا ہے. مثلًا نواب علاء الدین احمد خان بهادر كو لكھتے ہين:

رر تاریخ اوپر لکے آیا . نام اپنا بدلکر مغلوب رکے لیا ہی . ، (؛)

⁽۱) اردوی معلی، ص ۲۷۶ (۲) ایصاً، ص ۳۱۶ (۳) مکاتیب، ص ۶ (۱) اردوی معلی، ص ۳۹۵

انہی کو دوسرے خط مین لکھا ہے:

رر ، دن تاریخ صدر مین لکر آیا هون . کاتب کا نام غالب هو که دستخط سو پهچان جاؤ . ، (۱) ایک اور خط مین تحریر کیا هے :

ه ٦ دسمبر سنه ١٨٦٥ ع كى بده كا دن صبح كى آلم_ة بجسا چاهتي هين ^{مرم} كاتب كا نام غالب هى كه تم جانتي هوگري⁶ (٢)

چودهری عبد الغفور سرورکو با لکل نئے انداز سے لکھا ہے:

رکو کا تب وہی ہی جو نشافۂ ملفوفہ کا مکتوب الیہ ہو.'' (۲)

باقی جن خطور مین نام سر دست موجود نہیں ہے اونکے متعلق یہ سمجھنا چاہیے کہ یا تو ناقلون نے نقل کرتے وقت نام چھوڑ دیا اور یا آخر میں نام کے بجائے ، غالب » نقش کی مہر ثبت تھی ، جو نقل کرنے سے رہ گئی. ورنه میں نے جسقدر میرزا صاحب کے سرکاری اور نجی خطوط دیکھے ہیں اون میں سے ایك بھی نام یا مہر سے خالی نہیں ہے .

تاريخ كتابت خطوط

میرزا صاحب خطکی تاریخ بھی ہمیشہ ایک انداز سے نہین لکھا کرتے تھے. اونکی تنوع پسند طبیعت اس خشک جزو مکتوب مین بھی نئے نئے شکر فے کھلاتی ، اور وہ کبھی آغاز مین کبھی درمیان مین اور کبھی آخر مین تاریخ ثبت کرتے . تاریخ کے ساتھ ساتھ بعض وقت دن گھڑی اور سال بھی تحریر کرتے تھے۔ انگریزی و هجری تاریخون مین سے اونکے ہان بسا اوقات صرف انگریزی یا صرف هجری اور کبھی کبھی دونون پائی جاتی ہین . مگر سنین لکھنے کا التزام کم اور علامت هجری و عیسوی کا التزام کمتر ہے .

آغـازکی تاریخ

میرزا صاحب موجودہ یوروپین طرز کے مطابق القاب وآداب سے قبل تاریخ بہت کم لکھتے تھے۔ اونکے ہان القاب کے بعد آغازِ مطلب مین تاریخ زیادہ ہوتی ہے. چنانچہ میر مہدی مجروح کو لکھتے ہین:

⁽۱) اردوی مغلی ، ص ۲۶٪ (۲) ایضاً ، ص ۶۶٪ (۳) ایضاً ، ص ۱۳۳

د میان ! آج یکشنبه کا دن ساتوین فروری کی اور شاید یائیسوین جادی الثانی کی هی . دو پهر که وقت شیخ مشرف علی رهنی و الی استاد حامد کر کوچه کر میری پاس آئی ، اور او نهون نی تمهارا خط لکها هوا ۱۵ جمادی الثانی کا دیا . ، (۱)

يوسف مرزا صاحب كو لكها هيه:

ه آؤ صاحب! میری پاس بیٹے جاؤ . آج یکشنبه کا دن هو ساتوین تاریخ رمضان کی اور اونیسوین اپریل کی . ، (۲)

مرزا تفته کو تحریرکرتے ہین:

ه آج منگل کی دن پانچوین اپریل کو تین گهڑی دن رہی ڈاك کا ہرکارہ آیا . ، (۳)

نواب علاء الدين احمد خان بهادركو لكها هے:

« چار شنبه ۱۸ مئی ... بقول عوام باسی عید کا دن صبح کا وقت . » (٤)

نواب انور الدوله بهادركو لكهتب هين :

ه خداوند نعمت ! آج دو شغبه ٣ رمضان کی اور ١٥ فروری کی هم . اسوقت که باره پر تین بجی هین ، عطوفت نامـه بهنچا . » (٥)

خواجه غلام غوث خان بهادر بیخبر کو تحریر کیا ہے:

ه جنــابعالی ! آج دو شنبه ۳ جنوری سنه ۱۸۵۹ کی هی . پهر دن چـژها هوگا که ابرگهر رهــا هی . ترشح هورها هی . هوا سرد چل رهی هی . پینی کو کچے میسر نهین . ناچار روزی کهائی هی . ، (٦) و سطکی تاریخ

مطالب کے ضمن میں میرزا صاحب تاریخ اسطرح لکھتے ہیں کہ بظاہر پڑھنے والے کو تاریخ نویسی کا خیال نہیں گزرتا . بلکہ تاریخ بھی منجملہ مطالب معلوم ہوتی ہے . مشکر نواب علاء الدین احمد خان بہادرکو لکھا ہے:

و تمهاری پاس جو قاطع برهان پهنچی هی اگر چهاپر کی هی تو صحیح هی . جهان تردد هو غلطنامهٔ ملحقه مین دیکیر لو . زیاده انکشاف منظور هو بجیر سی پوچیر لو . اور اگر قلمی هی تو درجه اعتبار سی ساقط هی . اوسکو میری تالیف نه سمجهو . بلکه بحکو صول لیلو اور اوسکو پهاژ ڈالو . آج یوم الخیس ۱۹ جون المباوك باره پر تین بجی تمهارا خط آیا . اودهر پژها ، ادهر جواب لکهنی بیثها . یهانتك لکر چکا تها كه شیخ شهاب الدین سهروردی آئر . تمهارا خط اونكودیا . وه پژه رهی هین . هم لیکی رهی هین . ایر آیا هوا هی ، هوا سرد چل وهی هین . و ۷)

شاہ عالم صاحب مارہروی کو تحریر کیا ہے:

⁽۱) اردوی معلی، ص ۱۵٦ (۲) ایضاً، ص ۳۳۰ (۳) ایضاً، ص ۶۵ (٤) ایضاً، ص ۶٤٪

⁽ه) ایضاً ، ص ۲۹۵ (۳) ایضاً ، ص ۲۷۵ (۷) ایضاً ، ص ۱۱۶

ویای تحتانی لکم چکا تھاکہ ایك چپراسی آیا ، اور اوسنی خط تمهاری نام کا ٹکٹ لگا ہوا دیا اور کوسنی خط اپنا مع اونکی خط اور کہا کہ ڈپٹی صاحب نی سلام کہا ہی اور یہ خط دیا ہی . اب مین یہ خط اپنا مع اونکی خط کی ڈپٹی کا دن ۸ صفر اور ۲۵ اگست کی ہی . ۔ ڈپٹی صاحب چاندنی چوك حافظ قطب الدین سوداگر کی حویلی مین رہتے ہیں . ، (۱)

میر مہدی مجروح کو لکھتے ہین :

تمهاری شکایتهای بیجا کا جواب یه هی که تم نی جو خط مجکو پانی پت سی بهیجا تها ، اورکرنال کی روانگی کی اطلاع دی تهی ، مین نی تجویز کرلیا تها که جب کرنال سی خط آنیگا تو مین جواب لکهونگا . آج شنبه ۱۵ اکتوبر صبح کا وقت ، ابهی کهانا پکا بهی نهین ، تبرید پی کر بینها تها که تمهارا خط آیا اور یژها اور یه جواب لکها . ، (۲)

خاتمه کی تاریخ

خاتمه کی تاریخ مین بھی میرزا صاحب موجودہ رسم تحریر کی مخالفت کرتے نظر آتے ہین. اونکے ہان آخری تاریخ کا مذکور بھی ضمنِ مطالب مین ہوتا ہے. البته عرایض مین دو چار مقامات کے علاوہ ہر جگہ خط ختم کرنیکے بعد نام سے قبل یا بعد تاریخ ثبت کی ہے. مثلاً مرزا حاتم علی مہر کو لکھا ہے: ، دو شنبه کا دن ۲۰ دسمبر کی صبح کا وقت ہم. انگیایی رکھی ہوئی ہی. آگ تاب رہا ہون ، اور خط لکے رہا ہون. یہ اشعار یاد آگئی . تمکو لکے بھیجی . والسلام . ، (۲)

منشی حبیب اللہ خان ذکا کو تحریر کیا ہے:

«جواب خط کاطالب غالب. سه شنبه از روی جنتری ۲۱ اور از روی رویت ۲۵ رجب سنه ۱۲۸۳ هـ اور ٤ دسمبر سنه ۱۸۹۲ ع ۰ » (٤)

نواب علا. الدين احمد خان بهادر كو لكهتے هين:

" د ٦ د شمبر سنه ١٨٦٥ ع كى بده كا دن صبح كر آنهر بجسا چاهتى هين . كاتب كا نام غالب هو كه تم جانتي هوگي . . » (٥)"

انہی کو لکھتے ہیں:

« . . . مرةومة شنبه يكم جون وقت صبح چهه بجى سات كر عمل اين . ، (٦)

خاتمه مین اعادهٔ تاریخ

کبھیکبھی میرزا صاحب آغاز مین تاریخ لکھدینے کے بعد خاتمہ مین

(٢) ايضاً، ص ٢٦٧	(۲) ایضاً ، ص ۱۸۰	(۱) اردوی معلی، ص ۲۰۲

⁽٤) ايمناً، ص ٤٤ (٥) ايمناً، ص ٤٤٢

اوسکا دوبارہ اجمالی ذکر کرتے ہیں. مثلًا نواب علاء الدین احمد خان بہادر کو لکھا ہے:

د دن تاریخ اپنا نام آغاز کتابت مین لیک_{هه} آیا هون . اب ارسال جوابکی تاکیـدکی سوا اورکیا لیکهون . ، (۱)

انہی کو ایك اور خط مین لکھتے ہیں:

، دن تاریخ صدر مین لکر آیا ہون . کاتب کا نام غالب ہی کہ دستخط سے پہچان جاؤ . ، (۳) انہی کو سه بارہ " نریر کیا ہے :

و تاریخ او پر لکے آیا . نام اپنا بدلکر مفلوب رکھ لیا ہی . ، (۳)

وقت كتابت كا ماحول

بعض اوقات میرزا صاحب تاریخ کے علاوہ خط لکھتے وقت کی حالت کا نقشہ بھی مکتوب الیہ کی نگاھون کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کرتے، تاکہ مکتوب الیہ یہ محسوس کرکے کہ خود میرزا صاحب کے پاس بیٹھا ھوا اونکی زبان سے مکتوبہ واقعات سن رہا ھے. مطالبِ خط سے زیادہ لطف اندوز ھو. مشد گرمی کا موسم ھے. رامپور کے پہلے سفر سے واپس دلی پہنچے ھین. میر مہدی مجروح کی فرمایش پر روداد سفر لکھی ھے. اسکے آخر مین فرماتے ھین:

'' وکونهری مین بینها هون. نئی لگی هوئی هی. هوا آرهی هی. پانی کا جهجر دهرا هوا هی. حقه •
پی رها هون. یه خط لکر رها هون. تم سی باتین کرنی کو جی چاها. یه باتین کرلین''، (؛)
برسات کے موسیم مین خواجه غلام غوث خان بهادر بیخبرکوتحریرکر تے هین:
مرم و بهر دن چزها هوگاکه ابرگهر رها هی. ترشح هو رها هی. هوا سرد چل رهی هی. پینی کو کچم

میسر نہین . ناچار روٹی کھائی ہی .

افقها پر از ابر بهمرے مهی * سفالینه جام من از می تهی غرده و دردمند بیثها تهاکه ڈاكکا هرکاره تمهارا خط لایا ^{6.}، (ه)

نواب انور الدوله بهـادر كو لكهتـے هين :

⁽۱) اردوی معلی، ص ۶۶۸ (۲) ایصناً، ص ۶۳۶ (۳) ایصناً، ص ۴۹۵

⁽٤) ايضاً، ص ١٦٢ (٥) ايضاً، ص ٢٧٥

و پیر و مرشد! شب رفته کو مینه خوب برسا . هوا مین فرط برودت سی گزند پیدا هوگیا . اب صبح کا وقت هی . هوا ٹهنڈی برگزند چل رهی هی . ابر تنك محیط هی . آفتــاب نكلا هی ؛ پر نظر نهین آتا هی . ، (۱)

انہی کو ایك اور خط مین لکھا ہے:

پیر و مرشد! ۱۲ بجی تھی . مین ننگا اپنی پانگ پر لیٹا ہوا حقہ پی رہا تھا کہ آدی نی آکر خط دیا . مین نی کھولا . پڑھا . بھلی کو انگرکھا یاکرتا گلی مین نہ تھا . اگر ہوتا تو مین کریبان بھاؤ ڈالٹا . حضرت کا کیا جاتا ؟ میرا نقصان ہوتا . ، (۲)

ميرزا صاحبكا املا

میرزا صاحب اردو الفاظ کے املا مین یای معروف و مجهول اور های ساده و مخلوط کا فرق نهین کرتے. اور ابتدائی الف مکسوره و مضمومه کے فرق کیلئے همیشه موخر الذکر کو باضافۂ (و) تحریر کرتے هین. چانچه اونکے هان «اُس» بواو اور «اِس» بغیر واو پایاجاتا هے. بعض الفاظ مختلف خطوط مین مختلف املا سے لکھے هین . مشاد هاتھ کو کبھی «هاته» اور کبھی مین مختلف املا سے لکھے هین . مشاد هاتھ کو کبھی «هاته» اور کبھی «هاته » اور کبھی

انگریزی الفاظ کا تلفظ بھی بیشتر غلط کیا ہے. اسی لئے اونکا املا بھی درست نہین ہے. مثلًا «پنشن »کو «پنسن » اور «لارڈ »کو «لاڑد » اور «بورڈ »کو «بوڑد » لکھتے ہین ۔" اسیطرح ایك دو جگہ عربی الفاظ کو بھی غلط لکھا ہے. مثلًا «بالكل »كو «باالكل » دو الفون كيساتي لكھديا ہے، جو درست نہين ۔(٤)

ایک پیراگراف کے خاتمہ اور دوسرے کے آغاز کے اظہار کیلئے کبھی تو نئے پیرا کے پہلے حرف پر اس شکل (س) کی علامت بناتے ہیں، اور کبھی بارہ کا ہندسہ لکھتے ہیں، جو لفظ ِ «حد »کا عدد ہے. مرزا حاتم علی مہر کو اس عدد کے التزام کی وجہ بھی لکھی ہے. فرماتے ہیں:

وصاحب! بندة اثنا عشرى هون . هر مطلب كي خاتمه پر باره كا هندسه كرتا هون . • (٥)

⁽۱) اردوی معلی ، ص ۲۰۰ (۲) ایضاً ، ص ۳۰۳ (۳) مکاتیب . ص ۱۲ و ۱۵ و ۲۲ و ۱۱۰

⁽٤) ایضاً، ص ۳۳ قر — مکاتب غالب

هجری اور عیسوی سنه کے اظہار کیلئے میرزا صاحب دہ، اور دع ، بھی استعال کرتے تھے۔ لیکن اسکا الـتزام نہین پایا جاتا .

ميرزا صاحبكا رسم الخط

میرزا صاحب کا خط نہایت پخته شفیعا آمیز نستعلیق تھا . چونکہ وہ ایرانی اداؤن کے دلدادہ تھے ، اسلئے خط سے ولایتی شان زیادہ نمایان ہے . مگر آخر عمر مین رعشہ پیدا ہوجانے سے دائرون اور کشش مین پہلی سی خوش نمائی باقی نہین رہی تھی . چنانچہ ان خطون کے دیکھنے سے پہلی نظر مین ہاتہ کی تھرتھراہ کا احساس ہوتا ہے .

سامان كتابت . كاخذ

میرزا صاحب کے خطوط مین سامان ِخط وکتابت کا بھی ذکر آیا ہے. اسلئے اوسیر ایك اجمالی نظر نامناسب نہوگی.

میرزا صاحب بالعموم باریك ولایتی كاغـذ استعال كرتے تھے، جو نیلگون یا سفید یا گلابی ہوتا. دربار رامپور مین اونكی جسقدر عرضیان پیش ہوئی ہین وہ بجز ایك دو كے تمام اسی قسم كے گران قیمت كاغذ پر لكھی ہوئی ہین. لیكن منشی سیلچند اور خلیفه احمد علی صاحب كے نام كے خطوط گھٹیا كاغذ پر ہین. اس سے یہ نتیجـه نكالا جاسكتا ہے كہ میرزا صاحب كاغـذ كے انتخاب كیوقت مكتوب الیه كی حیثیت دنیوی كا لحاظ ركھتے تھے.

بعض اوقات تنگدستی کے سبب میرزا صاحب کے پاس کاغذ کا ذخیرہ ختم ہوجاتا، تو جواب دینے کیلئے روپیہ کا انتظار کر نے کے عوض کتاب مین سے سادہ ورق پھاڑ لیتے تھے۔ ۸ نومبر سنه ۱۸۵۹ع کو میر مهدی مجروح کو لکھتے وقت یہی ترکیب استعال کرنی پڑی تھی . چنانچه اوسی خط مین فرماتے ہیں:

مین نے بہائی انہ کاغذ ہی، نه لکٹ ہی . اگل لفافون مین نے ایک بیرنگ لفافه پڑا ہی . کتاب مین نے یہ کاغذ بھاڑ کر تمکو خط لکھتا ہون، اور بیرنگ لفافه مین لیٹ کر بھیجنا ہون . فتوح کمین نے بہج گئی ہی . آج کاغذ و لیک شگا لونگا . ، (۱)

⁽۱) اردوی معلی، ص ۱۵۵

نىلم

معلوم ہوتا ہے کہ میرزا صاحب کے زمانہ تك لو ہے کے قلم کا رواج نہوا تھا . وہ نیزے کا قلم استعمال کرتے ، اور اوسے خود ہی بناتے تھے . چنانچہ ایک مرتب قلم بنانے مین چاقو سے انگوٹھا زخمی ہوگیا ، اور منشی شیو نرائن کے خط کے جواب مین تاخیر ہوئی، تو میرزا صاحب نے تحریرکیا تھا : مصاحب نے تحریرکیا تھا : مصاحب نے تم خط کی جواب نہ بھبخی ہی گھرا رہی ہوگی . حال یہ ہم کہ قبلم بناؤ مین میرا ہاتے انگوٹھی کی باس سے زخمی ہوگیا اور ورم کر آیا . چار دن رونی بھی مشکل سی کھائی گئی ہم . بہر حال اب اچھا ہون . ، (۱)

یه سنه ۱۸۵۸ ع کا واقعــه تها. لیکن آخرِ عمر مین رعشه کے سبب خود قلم نه بنــاسکتے. لڑکون سے بنوالیتے تھے. ۱۳ مارچ سنه ۱۸۶۷ ع کو نواب خلد آشیان کو لکھتے ہین:

د اس درویش کا حال اب قابل گزارش نهین . امراض قدیم بژهگئی . دوران سر اور رعشه اور ضعف بصر تین بیماریان نئی پیسدا هوئی هین . قىلم نهین بنــا سکتا . لؤکون سی بنوا لیــتا هون . بِرسون کی بات نهین رهی . هفتون کی یا مهینون کی زندگی رهگئی هو . . (۲)

لفافر

میرزا صاحب سادہ کاغذ کے مستطیل لفافے استعمال کرتے تھے۔ بعض اوقات اونکے حاشیون پر باریک بیل ہوئے بھی بنے ہوتے. لیکن اوسوقت تک ڈاکھانہ کے ٹکٹ چھپے ہوے لفا فے مروج نہ تھے۔ اسلئے یہ سب دیسی ساخت کے ہوتے تھے۔

خود میرزا صاحب بھی وقت گزاری کیلئے لفافی بنالیا کرتے تھے۔ ایکبار منشی شیو نرائن اکبرآبادی نے خود ساخته لفافون کے استعمال سے خیال کیا کہ تنگدستی کے سبب میرزا صاحب ایسا کرتے ہین. اور یہ سوچکر میرزا صاحب کو لفافون کا ایك بنڈل روانا کیا۔ میرزا صاحب نے اس سے مطلع ہوکر لکھا:

و لفافون کی خبر پہنچی . آپ نو کیون تکلیف کی . لفافر بنانا دل کا بہلانا ہی . بیکار آدمی

⁽۲) اردوی معلی ، ص ۲۹۲ تــــاا:

کیا کری . بهر حال جب لفافی پهنچ جائینگی ، هم آپکا شکر بجا لائینگی . هرچه از دوست میرسد نیکوست . » (۱)

اسکے بعد منشی صاحب نے جو کیا اوسکے متعلق کچھ معلوم نہیں. لیکن منشی نبی بخش صاحب کے نام کے مکتوب مورخهٔ ۲۲ ستمبر سنه ۵۸ ع سے یه ضرور پتا چلتا ہے کہ سنه ۵۸ ع مین لفافه سازی کا خاصه مشغله رہا تھا. فرماتے ہیں.

الله! الله! یه دن بھی یاد رہیں گی. خط می خط لکھی گئی میں. بحکو اکثر اوقات لفاؤ بناؤ میں گررتو ہیں. اگر خط نه لکھونگا تو لفاؤ بناؤنگا. ، (۳)

تكث

میرزا صاحب پوسٹ پیڈ خط بھیجنے کے پابند تھے، اور بالعموم پته کے داہنی یا بائین جانب کبھی اوپر اورکبھی نیچے ٹکٹ چسپان کرتے تھے. ایسے خطوط پر اونھون نے ہمبشہ « پوسٹ پڈ » بھی لکھا ہے. بعض اوقات ٹکٹ کے اوپر ، اسد » بھی لکھدیا کرتے تھے.

روشنائی

میرزا صاحب همیشه سیاه روشنائی استعال کرتے تھے، جو عموماً بہت روشن اور پخته ہوتی. آخری ایام کے خطوط مین پھیکی روشنائی بھی نظر آتی ہے. جسکی وجه خود میرزا صاحب کی «قلمدانِ انشا» سے بسے توجہی

ھوگی. ضرورت کے وقت لڑکون کے قلم اور اونہی کی روشنائی سے لکھا کر تے ھونگے، اور خود « لوح و قلم » کی درستی اور اہتمام سے اسلئے احتراز کرنے لگے ھونگے ، کہ اب اونھین ان دونون کی شہادت کی ضرورت نہ تھی. عالم ِ ادب اونکا لوھا مان چکا تھا.

قواعد ڈاككى پابندى

میرزا صاحب ڈاك کے قاعــدون کے سخت پابند تھے۔ وہ خود بھی خلاف ورزی ِقانون سے احتراز کرتے، اور احباب کو بھی اسی امرکی ہدایت کرتے رہتے تھے۔ ایکبار منشی حبیب اللہ خان ذکا کو لکھا ہے:

• خط مین خط ملفوف کرنا جانب حکام سی ممنسوع هی . اگر یون نهو تا تو مین اونکر نام کا خط تمهاری خط مین ملفوف کرکی بهیجتا . ه (۱)

منشی غلام بسم الله صاحب نے اپنی غزل کیساتھ ایك منصف صاحب کی غزل بھی ارسال کردی تھی. اونکی اس سہل انگاری پر سرزنش کرتے ہو ہے لکھتے ہیں:

و سنی حضرت! خط مین خط (کا) تداخل برا هی . اگر بهان کی ڈاك مین کمهی خط کهل گیا ، تو مجمعی پچاس روپیه لئی جائینگی ، یا قید کا حکم ہوگا . آیندہ آپ خط جداگانه بھیجا کیجی . اس باب مین تاکید جانبی . کوئی حیله جواز کا آپ کی طرف سی مسموع نہوگا . ، (۲) چودھری عبد الغفور صاحب نے پارسل مین کچھ خط رکھدیہے تھے . اونکمو تحمد میں :

« پارسل مین خطوط بهیجنی محل اندیشه هی . خدا تر بجایا . چونکه اب وه خط آپکم کچهر کام کر نه سمجها ، از راه احتماط پارسل مین سو نکال لسی . ، (۳)

ایکبار تفته کے نام ایک پارسل حسب ِقاعدہ ایک آنےکا ٹمکٹ چسپان کر کے ڈاک خانہ بھیجا. جو شخص پارسل لیکرگیا تھا، اوسنے غلطی سے خطون کے بکس مین پارسل ڈالدیا. میرزا صاحب نے واقعہ سے مطلع ہوکر تفته کو لکھا: مصاحب! کل پارسل اشعار کا ایک آنہ کا ٹکٹ لگاکر اور اوسیر یہ لکھکرکہ یہ پارسل ہی، خط نہیں ہے ، ڈاک میں بھیجدیا. ڈاک منشی نو کہا کہ خطون کی صندوق میں ڈالدو. خدمتگار

⁽۱) اردوي معلى ، ص ۲۹ (۲) عودهندى ، ص ۱۸۹ (۳) اردوى معلى ، ص ۱۳۷

ناخوانده آدمی. اوسکا حکم بجا لایا، اور اوسکو خطون کر صندوق مین ڈال آیا . وہ لفظ کہ دیہ خط نہین ہی پارسل ہی ، دست آویز معقول ہی . اگر وہان کر ڈاکی تم سی خط کا محصول مانگین ، تو تم اوس جلہ کر ذریعہ سی گفتگو کر لینا . ، (۱)

در اصل میرزا صاحب کی احتیاط کی وجه یه تهی که وه ایکبار تفته کی غلطی کا خمیازه بهگت چکے تھے، اور غالباً پارسلکو خطون کے بکس مین ڈالدینے کی وجے سے اونکو پوسٹ پیٹہ پارسلکا مزید محصول ادا کرنا پڑا تھا . ۲۸ جولائی سنه ۱۸۵۸ع کو یه واقعه خود تفته کو لکھا ہے:

«میرزا تفته! کل قریب دو پهر که ذاك کا هرکاره، وه جو خط باننا کرتا هی، آیا، اور اوسنی پارسل موم جای مین لینا هموا دیا. پهلی تو حیران رها که پاکث خطون کی ذاك مین کیون آیا؟ باری جب اوسکی تحریر دیکهی تو تمهاری هات کا بیم فلث لكها هوا اور دو نکث لگی هوی. مگر اوسکی آگر کالی مهر اور کچی انگریزی لکها هوا. هرکاره نو کها که ایك روپیه دس آنو دلوائیی. دلوادیی، اور پارسل لی لیا. مگر حیران که یه کیا پیچ پژا؟ قیاس ایسا چاهتا هی که تمهارا آدمی جو ذاك گهرگیا اس کو خطون کی بکس مین ذال آیا. ذاك کم کاربردازون نو غور نه کی، اور اوسکو بیرنگ خطون کی ذاك مین بهیجدیا . ، (۲)

بوسٺ مين کا لطيفه

ایکبار پوسٹ مین کی غفلت سے ایک دلچسپ لطیفہ پیدا ہوگیا تھا. واقعہ یہ ہوا کہ میرزا صاحب کے نام ایک خط آیا. اوس کے پت مین مکتوب الیسه کے نام کے ساتھ جو تعظیمی الفاظ استعال ہوے تھے، اونمین ایک لفظ «کیشان» بھی تھا. ڈاکیے نے اوسے «کپتان» پڑھا، اور میرزا صاحب کی خدمت مین مبارکباد پیش کرکے طالبِ انعام ہوا. میرزا صاحب نے نواب انور الدولہ بهادر شفق کو یہ واقعہ لکھا ہے. فرماتے ہین:

وایك لطبقة نشاط انگیز سنی. ذاك كا هركاره ، جو بلیارون كر خطوط پهنچاتا هی ، اندنون مین ایك بنیا پڑها لسكها حرف شناس كوئی فلان ناتی دهمك داس هی . مین بالاخانه پر رهنا هون . حویلی مین آگر اوسنی داروغه كو خط دیا . اور اوسنی خط دیكر مجهسی كها كه ذاك كا هركاره بندگی عرض كرتا هی ، اور كهتا هی كه مبارك هو ! آپ كو ، جیسا كه دلی كی بادشاه نی نوابی كا خطاب دیا تها ، اب كالی سی خطاب كپتانی كا ملا . حیران كه یه كیا كهتا هی ؟ سرنامه كو غور سی دیكها . كهین قبل از اسم و محدوم نیاز كیشان ، لسكها تها . اوس قرم ساق نو اور الفاظ سی قطع نظر كركی «كیشان » كو كپتان پژها . » (۳)

بيرنگ خطوط

اگرچه قانون ِ ڈاك كى رو سے بيرنگ خطوط ارسالكرنا بمنوع نہين ، ليكن ميرزا صاحب اسے قانون ِ محبت و اخلاق كے خلاف جانتے ، اور اسلئے بغيركسى معقول وجه كے كہمى بيرنگ خط نہين لكھتے تھے. سيد احمد حسن مودودى كو ايك بيرنگ خط لكھتے ھوے فرماتے ھين :

ه مسيرا شيوه نهين هي خط بيرنگ بهيجنا . ، (١)

میرزا صاحب اپنے ہر بیرنگ خط مین بیرنگی کی وجہ بھی لکھدیا کرتے تھے. چنانچہ وہ یا تو اوسوقت بیرنگ خط لکھا کرتے جبکہ

۱) اونکے پاس ٹکٹ موجود نہوتا. خواہ اسلئے کہ جیب اسکی اجازت ندیتی، یا بر وقت ڈاکھانہ سے حصول دشوار ہوتا. مگر اس عذر کیلئے بیے تکلف احباب اور شاگرد مخصوص تھے. میر مہدی مجروح کو ایك بیرنگ خط مین لکھا ہے:

وبھائی ! نه کاغذ هی ، نه ٹکٹ هی . اگل لفافون مین سی ایك بیرنگ لفافه برا هی . كتاب مین سی یه کاغذ بھاڑ کر تمکو خط لکھتا هون ، اور بیرنگ لفافه مین لیٹ کر بھیجتا هون . غمگین نہونا . کل شام کو کچھ فتوح کہیں سی پہنچ گئی هی . آج کاغذ و ٹکٹ منگا لونگا . ، (۲) اسیطرح نواب علاء الدین احمد خان بہادر کو لکھتے هین :

ه بهائی ! سج تو یون هی که اندنون مین میری پاس ٹکٹ نهین . اگر بیرنگ بهیجون توکهار مانده.
 او ٹی نہین سکنا . ڈاك گھر تك جائی كون ؟ » (٣)

نو اب شهاب الدین احمد خان بهادر کو زیاده مُضحکانه انداز مین تحریر کیا هے:

۲) اور یا اوسوقت بیرنگ خط ارسال کرتے کہ اوسکے تلف ہوجانے کا خطرہ ہوتا. اور چونکہ تلف ہوجانیکا خطرہ اہم مکاتیب کے سلسلہ مین زیادہ ناپسندیدہ معلوم ہوتا ہے، اور اہم مکاتیب بے تکلف اور با تکلف دونون قسم کے مکتوب الیه کو لکھے جاتے ہین، بنابرین اس عذر کے ماتحت

⁽۱) أردوى معلى ، ص ٢٤٤ (٢) أيضاً ، ص ١٥٥ (٣) أيضاً ، ص ٤٦٥ (٤) أيضاً ، ص ٢٩١

میرزا صاحب نے والیانِ ریاست تك كو بیرنگ خطوط لكھیے ہیں. چنانچـه ایكبار نواب انور الدولہ بہادر نے خط نه لكھنے كى شكایت كى، تو اوسكے جواب مین میرزا صاحب نے لكھا:

• سونجنا هون كه دونون خط يبرنگ گؤ تهم . تلف هونا كسيطرح متصور نهين . • (۱) در اصل ميرزا صاحب يه سمجهتے تهيے كه لأاكيا بيرنگ خط ضايع نهين كرتا . بلكه كوشش كركے مكتوب اليه تك خط پهنچاتا هے ، تاكه اوس سے محصول لأك وصول كرسكے . يه خيال سيد احمد حسن مودودى كے خط مين ظاهر بهى كيا هے . فرماتے هين :

« یه خط عمداً بیرنگ بهیجتا هون . کهتی هین که پیذکر تلف هونیکا احتمال هم ، اور بیرنگ کا نهین . » (۲)

سیف الحق سیاح کو لکھتے ہیں:

ویسله خط گاه گاه تلف بهی هوجانا هی . نظر اس بات پر یه خط تم کو بیرنگ بهیجتا هون .
 تاکه ضایع نهونیکا احتمال قوی رهی . » (۳)

چودھری عبد الغفور سرورکو ضروری خطوط کے بیرنگ ارسالکرنے کی ہدانت کر تے ہو ہے لکھتیے ہیں:

ایك قاعده آپكو بتاتا هون . اگر اوسكو منظوركیجی گاتو خطوط كی نه پهنچنی كا احتمال او نهی جائیگا . اور رجستری كا در د سر جاتا رهیگا . آده آنه نه سهی ، ایك آنه سهی . آپ بهی خط نیرنگ بهیجا كرون . اسٹامپ پید خطوط تلف بهی هوتی هین . اس قاعده كا جیسا كه مین واضع هوا هون یادی بهی هوا ، اور یه خط بیرنگ بهیجا . ، (٤)

مولوی عزیز الدین صاحب نے قاضی عبد الجمیل صاحب بریلوی کے خط ارسال کرنیکی اطلاع اور اوسکے جواب نه لکھنے کی شکایت کی ، تو اوسکے جواب مین میرزا صاحب نے لکھا :

دخط از روی احتیاط بیرنگ بهیجا هی . پوست پذخط اکثر تلف هو جاتر هین . چنانچه قاضی
 عبد الجیل صاحب کا خط ، جسکا آپ نر ذکر لکها هی ، آنکهین پهوٹ جائین اگر مین نی دیکها
 هو ! آپ اون سی میرا سلام نیاز کہے ، اور خط کر نه پہنچنی کی اونکو خبر پہنچائیے . . (٥)

⁽۱) اردوی معلی ، ص ۳۰۶ (۲) ایصناً ، ص ۲۶۶ (۳) ایصناً ، ص ۱۶

⁽٤) عود هندی ، ص ۳۳ (٥) أردوی معلی ، ص ۲۱۷

والی بھر تپورکا انتقال ہوا اور یہ خبر دلی پہنچی، تو میرزا صاحبکو فکر ہوئی کہ کہین جانی جی، جو مرزا تفت کے مربی تھے، معزول تو نہین کردیے گئے. اس خبر کے استفسار کیلئے مرزا تفتہ کو خط لکھا اور اوس مین ہدایت کی کہ

" دواسطی خداکی ! نه مختصر نه سرسری بلکه مفصل اور منقح جو کچیے واقع هواهو ، اور جو صورت هو ، مجکو لسکهو ، اور جلد لکهو ، که مجهبر خواب و خور حرام هی " کل شام کو مین نو سنا. آج صبح قلعه نهین گیا ، اور یه خط لکهکر از راه احتیاط بیرنگ روانه کیا هی . تیم بهی اسکا جواب بیرنگ روانه کرنا . آده آنا ایسی بڑی چیز نهسین . ذاك کی لوگ بیرنگ خط کو ضروری سمجے کر جلد پهنچاتی هین ، اور پوست پذیرا رهسا هی . جب اوس محله مین جانا هو تا هی تو اوسکو بهی لیجاتی هین ، اور پوست پذیرا رهسا هی . جب اوس محله مین جانا

« دستنبو » کی طباعت کے متعلق ضروری ہـدایتین بیرنگ خط مین لکھکر فرما<u>ت</u>ے ہین:

• واسطى ناكيدكر بيرنك بهيجا گيا . • (٢)

اسیطرح منشیٰ حبیب الله خان ذکا کو ایك ضروری خط بیرنگ لکهکر از راهِ معذرت فرماتے هین:

ه بهائی ! یه خط از راه احتیاط برنگ بهیجتا هون . ، (۳)

نواب فردوس مكان كى خدمت مين ايك عريضه ، جو اونكى والدة ماجده كى تعزيت وفات كے متعلق تها ، ارسال كيا هے ، اور اوسكا جواب نه پاكر دوسرا عريضه بيرنگ ارسال كرتے هو ہے آخر مين از راه معذرت لكھتے هين :

ه پرسون ايك قطعه جناب بيكم صاحبه و قبله كى تاريخ وفات كا بھيجا هى . يقين هى كه پنچيكا .

از راه احتياط وه قطعه اس ورق مين بھر لكھتا هون ، اور نيز از راه احتياط يه خط بيزنگ روانا كرتا هون . ، (٤)

میرزا صاحب پوسٹ پیٹ خط کے ضایع ہوجانے کے اسدرجہ قابل تھے کہ جب اونھین کوئی خط نہ ملتا تو وہ اسے ڈاکھانہ کی سہل انگاری پر محمول کرکے یہ لکھدیا کرتے تھے کہ ڈاك مین ضایع ہوگیا ہوگا . اور اگر کسی دوست

⁽۱) اردوی معلی ، ص ٦٦ (۲) ايضاً ، ص ٥٠ (٣) ايضاً ، ص ٤٣ (٤) مكاتيب ، ص ٢٠ ر – مكاتيب غالب

سے جوابِ خط مین تاخیر ہوتی، یا انکے مرسلہ خط کا حوالہ نہوتا تو باور کرلیتے کہ خط ڈاک مین تلف ہوگیا. ممکن ہے اوسوقت ڈاک کا محکمہ زیادہ منظم نہوا ہو. ورنہ اس زمانہ مین پوسٹ پیڈ خطوط ضایع ہوا کرین تو کاروبارِ عالم مختل ہوجائے، اور بالخصوص تجارت پیشے حضرات گورنمنٹ کے اس مفید ترین محکمہ کے خلاف قانونی چارہ جوئیان کرنے لگین.

میر زا صاحب کا پته

اگرچہ باعتبار حسب و نسب میرزا صاحب دلی کے مشاهیر مین شمار کیہے جاتے تھے، لیکن اونکی وسیع و مسلسل مراسلت نے اس شہرت مین چار چاند لگادیے تھے۔ اونکے پاس روزانہ ہندوستان اور بیرونِ ہنے سے اردو، فارسی اور انگریزی خطوط آتے رہتے، جن مین سرکاری اور نجی ہر قسم کی تحریرین ہوتی تھین. چونکہ اونکو شہر مین ہر شخص جانتا تھا، اسلئے اونکا خط دلی کے ڈاک خانہ مین پہنچکر کبھی ضایع نہوتا ، اونکی ڈاکھانہ کی معروفیت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ پُورے شہر دھلی مین وہ اپنے نام کے اعتبار سے وحدہ لاشریک تھے '، اور ڈاکیا اسد اللہ خان غالب کا مسمی ایک ہے ذات کو جانتا تھا .

میرزا صاحب کو اپنی اس شہرت و ناموری کا اس درجہ پاس تھا ، کہ کوئی دوست یا شاگرد اونکے مکان کا پتہ دریافت کرتا، یا اونکے نام کے خط پر لانبا چوڑا پتہ لکھدیتا ، تو وہ اس کو اپنی توہین خیال کرتے . چنانچہ ایکبار نواب علاء الدین احمد خان بہادر علائی نے مکان کا پتا دریافت کیا . میرزا صاحب نے برہم ہو کر لکھا :

و سنو صاحب! حسن پرستون کا ایك قاعده هی که وه امرد کو دوچار برس گهشا کر دیکهتی هین . یه حال تمهاری قوم کا هی . هین . جانتی هین که جوان هی ، لیکن بچمه سمجهتی هین . یه حال تمهاری قوم کا هی . قسم شرعی کها کرکهتا هون که ایك شخص هی که اوسکی عزت اور نامآوری جمهورکی نزدیك ثابت اور متحقق هی ، اور تم صاحب بهی جانتی هو . مگر جبتك اوس سی قطع نظر نه کرو ، اور اوس مسخری کو گمنام و ذلیل نه شمجی او تمکو چین نه آنیگا . پچاس برس سی دلی مین

وهشا همون . هزارها خط اطراف و جوانب سی آتی همین . بهت لوگ ایسی همین که محمله نمین لکهتی . بهت لوگ ایسی همین که محمله نمین لککهتی . بهت لوگ ایسی همین که محمله سابق کا نام لکهدیتی همین . حکام کی خطوط . فارسی اور انگریزی ، بیمانتك که ولایت کی آئی هوی ، صرف شهرکا نام اور میرا نام . یه سب مراتب تم جانتی هو ، اور اون خطوط کو تم دیکی چکی هو . اور پهر مجهسی پوچهتی هو که اپنا مسکن بتا . اگر مین تمهاری نزدیك امیر نهین نه سهی . اهل حرفه مین سی بهی نهین هون ، که جبتك محمله اور تهانه نه لکها جائی هرکاره میرا پتا نه پائی . آپ صرف دهلی لکهکر میرا نام لکهدیا کیجئی . خط کی پهنچنی کا مین ضامن . ، (۱)

قاضی عبد الجمیل صاحب بریلوی نے پته معلوم نہونیکی وجه سے خط لکھنے مین تردد کا اظہارکیا . اونکو لکھتے ہین :

وقبله 1 آپ کو خط کی بھیجئی مین تردد کیون ہوتا ہی ؟ ہر روز دو چار خط اطراف و جوانب سی آتی ہین . جوانب سی آتی ہین . اور ڈاك کی ہرکاری بھی میرا گھر جانتی ہین . پوسٹ ماسٹر میرا آئمنا ہی . بحکو جو دوست خط بھیجتا ہی وہ صرف شہرکا نام اور میرا نام لکھتا ہی . محله بھی ضرور نہین . آپ ہی انصاف کرین ، کہ آپ لال کنوان لکھتی رہی ، اور بحکو بلمارون مین خط پہنچتا رہا . خلاصه یه کہ خط آپکا کوئی تلف نہین ہوا . ، (۲)

مولوی حبیب الله خان ذکا نے یکے بعد دیگرہے دو نیاز نامے بھیجے ، مگر میرزا صاحب کی طرف سے جواب نه ملا . اونھون نے اس کو دلی کے ڈاکحانه کی غفلت پر محمول کر کے آخری خط بذریعهٔ رجسٹری ارسال کیا ، اور اوس مین جواب ندینے کی شکایت لکھی . اسکے جواب مین میرزا صاحب الفاظ و مطالب کے گل کھلاتے ہیں :

و میری مشفق ! میری شفیق ! مجهسی هیچ و پوچ کی ماننی والی ! مجهسی بریکو اچها جاننی والی !

میری بحب ! میری محبوب ! تمکو میری خبر بهی هی ؟ آگی ناتوان تها . اب نیمجان هون .

آگی بهرا تها . اب اندها هوا چاهتا هون . رامپورکی سفرکا ره آورد هی رعشه وضعف بصر .

جهان چار سطرین لکهین ، انگلیان نیزهی هوگئین . حرف سوجهنی سی رهگی . اکهتر برس

جیا . بهت جیا . اب زندگی برسون کی نهین ، مهینون کی اور دنون کی هی . بهلا خط

تمهارا پهنچا دوسرا خط مع غزل آیا ... غزل بعد مشاهده تمکو به چی گئی ، اور لکها

گیا که نوید حصول صحت جلد به چو . کل ایك خط رجستری دار آیا . گویا ستارهٔ دنباله دار

آیا . حیران که ماجراکیا هی ؟ باری کهولا اور دیکها . خط نوید رفع مرض و حصول صحت

سی خالی اور شکوه های بیجا سی لبریز . 6)

⁽۱) اردوی معلی ، ص ۱۸ (۲) ایضاً ، ص ۲۰۷ ر – الله

صاحب! میری نام کا خط جهان سی روانه هو وهین ره جای تو رهجای . ورنه دلی کم داگذانه مین پهنچکر کیا مجال هی جو مجمع تك نه پهنچی؟ اسیطرح میرا خط یهانکی داگھانی سی نه روانه هو گیا معنی؟ جهان پهنچی وهان کم ڈاك کم کارپردازون کو اختیار هی . مکتوب الیه کو دین یا ندین . ه (۱)

مرزا تفته کو ایك خط مین صاف طور پر لکهدیا هے ، که نامور آدمی کیواسطے محله کا یته ضرور نہیں ہے . فرماتے ہیں :

بات یه هی که نامور آدمی کیواسطی محله کا پتا ضرور نهین . مین غریب آدمی هون . مگر فارسی انگریزی جو خط میری نام کی آتی هین تلف نهین هوتی . بعض فارسی خط پر پتا محله کا نهین هوتا ، اور انگریزی خط پر تو مطلق پتا هوتا هی نهین . شهر کا نام هوتا هی . تین چار خط انگریزی ولایت سے مجکو آئی . جانی اونکی بلاکه بلی مارون کا محله کیا چیز هی . » (۲)

مولانا حاتم على مهركو تحرير كيا هے:

داوریه بهی آپکو معلوم رهی ، که میری خطکر برنامر پر محله کا نام لکهنا ضرور نهین . شهر کا نام اور میرا نام . قصه تمــام ^{3.3} (۳)

ایکبار میرزا صاحب نے مکان تبدیل کیا . مرزا تفته کو تردد ہوا کہ یہ مکان کس محلہ مین واقع ہے . اونکے اس تردد کے رفع کرنے کیلئے ارشاد ہوا ہے :

دیه مکان به نسبت اوس مکان کی بهشت هی . اور یه خوبی که محله وهی بلیمارون کا . اگرچه هی یون که مین اگر اور محله مین بههی جا رهتا تو قاصدان ذاك و هین پهنچتی . یعنی اب اکثر خطوط لال کنوی کی پتی می آتی هین ، اور پی تکلف یهین پهنچتی هین . بهر حال تم وهی « دلی ، بلیمارون کا محله ، لکهکر خط بهیجا کرو . » (٤)

تفته هيكو دوباره لكها تها :

ه میری نام کا کوئی لفاف صائع نہین جاتا . خــدا جانی اوس پر کیــا بجوگ بڑا؟ ، (٥)

سید احمد حسن صاحب مودودی کی شکایت پر تحریرکیا ہے:

دمیری نام کا لفاف جس شهر سی چلی اوسی شهرکر ڈاك گهر مین رهجای تو رهجای . ورنه دلیکر ڈاکھانه مین پہنچکر کیا امکان ہی کہ تلف ہو ؟ ، (٦)

ایکبار میرزا صاحب نے میر مہدی مجروح کے نام خط لکھا . ڈاکیسے نے غلطی سے کسی دوسر ہے میر مہدی کو جا دیا . مجروح نے میرزا صاحب کو اسکی اطلاع دی . اس اطلاع پر ارشاد ہوتا ہے :

⁽۱) اردوی معلی ، ص ۲۷ (۲) ایضاً ، ص ۸۷ (۳) ایضاً ، ص ۲۰۱

⁽٤) ايضاً ، ص ٧٥ (٥) ايضاً ، ص ٨٥ (٦) ايضاً ، ص ٢٤٥

وه جو تمنی لکھا تھا کہ تیرا خط میری نام کا میری ہمنام کی ہاتیے جا پڑا ۔ ماحب قصور تمهارا ہی . کیون ایسی شہر مین رہتی ہو جہان دوسرا میر مہدی بھی ہو؟ مجکو دیکھو کہ مین کب سے دلی مین رہتا ہون . نه کوئی اپنا (م) عرف بننی دیا . نه ایا هم تخلص بہم بہتجایا ً ، (۱)

ابتداء مراسلت مین نواب فردوس مکان کے فرامین جامع مسجد کے پتہ سے جاتے تھے۔ حالانکہ میرزا صاحب آٹھ سات برس سے بلیمارون کے محلہ مین چلے آئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود یہ فرامین میرزا صاحب کو ملتے رہے . جب خود انھین نے سرکار کو لکھا کہ آیندہ اہل دفتر کو صحیح پتا لکھنے کی ہدایت کردیجاہے ، تب دوسرا پتا لکھا گیا . میرزا صاحب فرماتے ھین : دیبران عاص بر عنوان نامہ مای پیشین نشان کلبہ این درویش داریش عقب مسجد جامع نبشته اند و من از ہفت ہشتہ سال در محلة بلیاری مانم . سپس نشان این عله نگاشته شود . ، (۲)

متعلقات انشاء

اس بحث کے آخر مین بعض ایسے حالات کا تذکرہ بھی ضروری ہے، جو بظاہر میرزا صاحب کے عادات و خصائل کی ایك کڑی معلوم ہوتے ہین، لیکن انکی انشاکی کیفیت و کمیت کے اندازہ کیلئے اونکا مطالعہ افادہ سے خالی نہین، اور اس لئے اونھین متعلقات انشا کے عنوان سے ذکر کیا جا سکتا ہے. جواب میں جدی

خطوط کا جواب دینے مین میرزا صاحب بہت با ضابطہ تھے. وہ یون تو ہر خطکا جواب فوراً لکھتے ، اور غیر اختیاری عذر کے علاوہ کسی اور عذر کے پیش کرنے کا کبھی موقع نہ آنے دیتے . لیکن ضروری و جواب طلب خط کے جواب مین بیحد جلد بازی سے کام لیتے تھے . بسا اوقات ایسا ہوتا کہ یہ جانتے ہو ہے کہ اب ڈاک کا وقت گزر چکا ہے جواب لکھ لیتے اور مکتوب الیسہ کو بتا دیتے کہ اس مجبوری کے سبب آج خط سپرد گاك نہو سکا . مثلًا بخس کو تحریر کیا ہے:

ه جنابسالی! آج دوشنبه ۳ جنوری سنه ۱۸۵۹ کی هی . پهر دن چزهـا هوگا غمزده و دردمند بیثها ثهـا که ذاك کا هرکاره تمهـارا خط لایا ... با آنکه خط جرابطلب نه تها جواب لکهنه لیگا . ه. ۱۱)

نواب انور الدوله مادر شفق كو لكها هے:

خداوند نعمت ! آج دوشنبه ۳ رمضان کی اور ۱۵ فروری کی هی . اسوقت که باره پر تین بجی
 هین عطوفت نامه پهنچا . او د هر پژها ادهر جواب لکها . ڈاك کا وقت نرها . خط کو معنون کر
 رکهتا هون . کل شنبه ۱۳ فروری کو ڈاك مین بهجوا دونگا . ه (۲)

نواب علاء الدين خان بهادر علائي كو لكهتيے هين:

⁽۱) اردوی معلی ، ص ۲۷۵ (۲) ایضاً ، ص ۲۹۵

«آج يوم الخيس ١٩ جون المبارك باره پر تين بجى تمهـارا خط آيا . اودهر پژها ادهر جواب لكهنى بيثها . » (١)

ایکبار میر مہدی مجروح کا خط صبح کی ڈاك سے موصول ہوا . میرزا صاحب نے اوسکا فورآ جواب لکھا اور اوس مین تحریرکیا :

ه مین نی تجویز کرلیا تھاکہ جب کرنال سی خط آئیگا ، تو مین جواب لکھوئگا . آج شنبه ١٥ اکتوبر صبح کا وقت ، ابھی کھانا پکا بھی نہین ، تبرید پیکر بیٹھا تھا ، کہ تمھارا خط آیا اور پڑھا اور یہ جواب لکھا ۔ ، (۲)

انھین کو لکھتے ھین:

ه اسوقت تمهمارا ایك خط اور یوسف مرزاكا ایك خط آیا . مجکو باتین کرتی کا مزا ملا ، ثو دونون کا جواب ابهی لکهکر رواناكیا . اب مین روثی کهانی جاتا هون . ، (٣)

مرزا تفته کو تحریرکیا ہے:

ہ آج سنیچر بارکو دو پہرکر وقت ڈاک کا ہرکارہ آیا ، اور تمھارا خط لایا . مین ٹی پڑھا ، اور جواب لکھا ، اورکلیان کو دیا . وہ ڈاک کو لیگیا . خدا چاہی توکل پہنچ جائر . ، (؛)

معلوم ہوتا ہے کہ دسمبر سنہ ۱۸۵۷ ع تك ڈاك کا هرکارہ خط تقسیم بھی کرتا تھا اور دلی سے باہر جانیوالے خطوط جمع بھی کیا کرتا تھا . اسلئے کہ ایکبار مرزا تفته کا خط آیا . میرزا صاحب نے اوسکا جواب لکھکر اوسیوقت ہرکارہ کو دیا اور آخر مین لکھا :

و اسوقت تمهارا خط پهنچا ، اور اسیوقت مین نو یه خط لکهکر ڈال کی هرکاره کو دیا . ، (ه)

عذر تاخير

چونکہ میرزا صاحب خطوط کا جواب با قاعدگی سے دیا کرتے تھے۔ اس لئے اگر اونکا کوئی دوست اپنے نیازنامہ کا جواب نہ پانے کی شکایت لکھتا، اور فی الحقیقت کسی وجہ سے جواب مین تاخیر ہوجاتی، تو میرزا صاحب فوراً عذر تاخیر لکھدیتے. لیکن اگر شکایت پا در ہوا ہوتی تو اپنے اوپر کبھی ذمہ داری نہ لیتے اور صاف انکار کردیتے. ایکبار میر احمد حسن

⁽۱) اردوی معلی، ص ۱۲۶ (۲) ایضاً، ص ۱۸۰ (۳) ایضاً، ص ۱۹۳

⁽٤) ايضاً، ص ٨٠ (٥) ايضاً، ص ٨٠

صاحب مودودی نے شکایت کی کہ آپنے میرے کئی خطون کا جواب نہین بھیجا . اسکے جواب مین ارشاد فرماتے ہین :

و آپ کی کسی خط کا جواب میری ذمه یاق نهین هی . دو یا تین جس خط کا جواب نهین پهنچا اوسکو یه سمجهدی که وه خط راه مین تلف هوی ، اور میری یاس نهین پهنچی . ه (۱)

ایکبار اپنی عادت کے خلاف حاتم علی مہر کے خط کا جواب دوسرے دن لکھا ، تو ساتھ ہی ساتھ تاخیر کی تلخی کو ظرافت کی جاشنی سے بدلنے کی بھی کوشش کی . فرماتے ہین :

مر ، بنده پرور ! آبکا خطکل پہنچا. آج جواب لکھنا ہون . داد دیناکتنا شتاب لکھنا ہون ؟ ، (۲) اسیطرح میر مہدی مجروح کے خط کے جواب کو کئی دن کی دیر ہوگئی تو اونھین لکھا :

مه و واه واه سید صاحب! تم تو بزی عبارت آرائیان کرنی لگی . نثر مین خود نمائیان کرنی لگی . کئی دن سی تمهاری خطکی جوابکی فکر مین هون . مگر جازی نی بیحس و حرکت کردیا هی . آج جو بسبب ابرکی و مسردی نهین ، تو مین نی خط لکهنی کا قصد کیا هی . ، (۳)

ایکبار مرزا حاتم علی مهر کو خط لکھا ، اور بکس مین رکہ لیا . کئی دن کے بعد کھولا تو خط برآمد ہوا . اسکے متعلق اونھین تحریر فرماتے ہین :

و مرا بساده دلیهای من توان بخشید * خطا نموده ام و چشم آفرین دارم کل دو شنبه کا دن ۲۰ ستمبرکی تهیی . صبح کو مین نو آ پکو شکایت نامه لکها ، او ربیرنگ ڈاك مین بهیجدیا . دو پهر کو ڈاك کا هرکاره آیا . تمهارا خط اور ایك مرزا تفته کا خط لایا . معلوم هوا که جس خط کا جواب مین آپ سی مانگتا هون ، وه نهین پهنچا . کچی شکوه سی شرمندگی اور کچی خط کا جواب شرمندگی اور کچی خط کی به پهنچنی سی حیرت هوئی . دو پهر ذهلی مرزا تفته کی خط کا جواب لکهکر ٹمکٹ نکالنی لگا . بکس مین سی وه تمهاری نام کا خط نکل آیا . اب مین سمجها که خط لکهکر بهول گیا هون ، اور ڈاك مین نهین بهینجها . اپنی نسیان کو لعنت کی اور چپ هو رها .

ایك مرتبه میرزا صاحب نے تفته كو خط لكھا . اونكى طرف سے جواب نه ملا . بلكه خط آیا تو اولٹی خط نه بھیجنے كى شكایت درج تھى . میرزا صاحب اسكے جواب مین لكھتے ہین :

⁽۱) اردوی معلی، ص ۲۶۰ (۲) ایضاً، ص ۲۹۸ (۳) ایضاً، ص ۱۷۶ (٤) ایضاً، ص ۲۵۸

« آج پنجشنبه کی دن ۱۸ نومبرکو تمهـارا خط آیا، اور مین آج هی جواب لکهتا هون. کیا تمـاشا هی که تمهارا خط پهنچتا هی، اور میرا خط نهین پهنچتا؟، (۱)

ليثي ليثي لكهني

میرزا صاحب کی وضع خطوط نویسی اسدرجه پخته هوچکی تهی، که شدت مرض اور زیادتی ضعف کے باعث نشست و برخاست کی قوت نہونے کی حالت مین بھی جواب خط سے دوستون کو محروم رکھناگوارا نکرتے، اور لیٹے لیٹے جواب لکھتے تھے. چنانچه ایکبار فروری سنه ۱۸۵۶ع مین تپ و لرزه کا شدید دوره هوا. ابھی مرض کی شدت باقی تھی که مرزا تفته کا خط آگیا. میرزا صاحب نے اوسی حالت ضعف مین جواب دیا، اور اوس مین لکھا:

« مین چار دن سی لرزی مین مبتلا هون ... اتنی سطرین مجھ سی بهزار جر ثقیل لسکھی گئی هین . » (۲)

صاحبعالم صاحب مارهروی کو بحالت ِ بیماری لکھا ہے: ، جو کچھ لکھنا ہوتا ہی وہ بھی اکثر لیٹر لیٹر لکھنا ہون. ، (۳)

اسیطرح ایك مرتبه خواجه غلام غوث خان بهادر بیخبركا خط آیا ، تو میرزا صاحب كو اولهنا بیثهنا دشوار تها . لیكن اوسی حالت مین جواب لکهکر آخر مین فرمایا :

« باره پر دو بجی هرکاره نی آپ کا خط دیا . پانگ پر پژی خط پژها ، اور اوسیطرح جواب --لکھا . » (۱)

سنه ۱۸۶۲ ع مین تقریباً سارا جسم زخمون سے بھرا ہوا تھا ، اور بالخصوص سیدھے ہاتھ کے پھوڑ ہے کی تکلیف سے روح تحلیل ہوئی جاتی تھی ؛ لیکن اس حالت مین بھی خطون کے جوابات برابر بھیجتے رہے . چودھری عبد الغفور سرور کو لکھتے ہین :

« اشعار کی اصلاح یك قلم موقوف . خطوط ضروری لیځ لیځ لیځ لکهتا هون . دو خط چودهری

⁽۱) اردوی معلی، ص ۷۰ (۲) ایضاً، ص ۷۸ (۳) ایضاً، ص ۲۰۳ (٤) عود هندی، ص ۱۷۹ ش - مکاتیب فالب

صاحب کر آئی، اور ایك خط شاه عالم صاحب کا اور دو خط حضرت صاحب کر آئی. جواب نه لکم سکا . آج اپنی کو طعنی دیکر مرد بنایا جب یه عبارت لکهی . ، (۱)

انھین کے ایک خط مین اشعار کے حسن و قبح کا معیار بتاتے ہوئے آتش و ناسخ کا ذکر کرتے ہیں. لیکن استشہاد مین انکا کوئی شعریاد نہین آتا تو کہتے ہیں:

ویاد کیا آوی . لینا هوا هون . دمبدم پانو کی ورم کی ٹیس هوش اوژائی دیتی هی .
 انا لله وانا الیه راجعون ! » (۲)

اسی زمانه مین مرزا تفته کو لکها هے:

ومین ناتوان بهت هوگیا هون . گویا صاحب فراش هون . کوئی شخص نیــا تکاف کی ملاقات کا آجائز تو اوثیے بیٹهتا هون . ورته پژا رهتا هون . لیٹی لیٹی خط لکھتا هون . ، (۳)

ضعف کی سبب مراسلت مین کمی

لیکن جب بوجه پیرانه سالی میرزا صاحب کا ضعف روز افزون هو نے لگا، تو مجبوراً مراسلت مین کمی کرنی پڑی. تاہم اس حالت مین یه کبھی نہوا که کسی جوابطلب خط کا جواب ندیا هو. هاتم مین رعشه اور بینائی مین نقصان آجانے کے بعد اخبارات مین اپنی اس حالت کا اعلان کر کے ارباب ادب سے التجاکی تھی که آینده جواب خط اور اصلاح اشعار سے معاف رکھے جائین. لیکن اسپر بھی برابر خطوط چلے آتے تھے. اس زمانه مین میرزا صاحب کسی بے تکلف دوست کے منتظر رہتے. جب ایسا دوست کے منتظر رہتے . جب ایسا دوست کوتاہ ، اوس سے جواب لکھا دیتے . ایکبار مرزاشمشاد علی بیگ رضوان نے کوتاہ قلمی کی شکایت کی . اسکے جواب مین ارشاد فرماتے ہین :

« مرزا ! رسم تحریر خطوط بسبب ضعف ترك هوتی جاتی هی . تحریر کا تارك نهین هون ، بلکه متروك هون اگر تمهاری خط کا جواب نه اسكهون تو محل ترحم هی نه مقام شكایت . » (٤)

اپریل سنه ۱۸۶۹ع مین سید احمد حسن مودودیکو لکهتیے هین :

ه پیر و مرشد ! آپ کو میری ُحال کی بھی خبر ہی . ضعف نہایت کو پہنچ گیا . رعشہ پیدا ہو گیا . بینائی مین بڑا فتور پڑا . حواس مختل ہوگئی . جہانتك ہوسكا احباب کی خدمت بجا لایا .

⁽۱) اردوی مسلی، ص ۱۵۱ (۲) ایضاً، ص ۱۵۰ (۳) ایضاً، ص ۹۶ (۶) ایضاً، ص ۳۲۱

اوراق اشعار لبنی لبنی دیکهتا تها ، اور اصلاح دیتا تها . اب نه آنکم سو اچهی طرح سوجهی ، نه هاتر سی اچهی طرح سوجهی ، نه هاتر سی اچهی طرح لکها جائی . کبر سن که خدا نی فرض اور پیمبر نی سنت معاف کردی تهی . مین متوقع هون که میری دوست خدمت اصلاح اشعار مجهبر معاف کردین . خطوط شوقیه کا جواب جس صورت سی هوسکیگا لکهدیا کرونگا : زیاده حد ادب . ، (۱)

مولوی حبیب الله خارف ذکا نے کیفیت ِ مزاج دریافت کی تو اسپر در افشانی فر ما تر ہیں:

وتم میری بات پوچهتی هو . مگر مین کیا لیکهون؟ هاتیر مین رعشه . انگلیان کهنی مین نهین . ایك آنکیرکی بینائی زایل . جب کوئی دوست آجاتا هو ، تو اوس سی خطوط کا جو اب لیکهوا دتا هون . ، (۲)

جون سنه ۱۸۶۷ ع مین میان داد خان سیاح کو اپنی حالت لکھتے ہو ہے فرماتے ہین :

د میرا حال اسی سے جانو کہ اب مین خط نہین لکے سکتا . آگر لیٹی لیٹی لکھتا تھا . اب رعشہ و ضعف بصارت کی سبب سی وہ بھی نہین ہوسکتا . ، (۳)

انهین کو اگست سنه ۷۷ ع مین لکها هے:

وآگی مین لیؤ لیؤ کچھ لکھتا تھا. اب وہ بھی نہین ہوسکتا. ہات مین رعشه. آنکھون مین ضمف بھر. کوئی متصدی میرا نوکر نہیں. دوست آشنا کوئی آجاتا ہو تو اوس سی جواب لکھوا دیتا ہون. بھائی! مین تو ابکوئی دن کا مہمان ہون. اور اخبار والی میرا حالکیا جانین؟ مان اکمل الاخبار اور اشرف الاخبار والی کہ یہ یہان کی رہنی والی ہین، اور بجھسی ملتی رہتی ہین. سو اونکی اخبار مین مین نی اپنا حال مفصل چھپوا دیا ہی. اور اوس مین مین نی علی عذر چاہا خطون کی جواب سی اور اشمار کی اصلاح سی اوس پر کسی نی عمل نکیا . ابتك ہر طرف سی خطون کی جواب کا تقاضا اور اشمار اصلاحون کی چلی آتی ہین، اور مین شرمندہ ہوتا ہون . بوڑھا، اپاہیج، پورا بہرا، آدھا اندھا . دنرات رہتا ہون . و

نواب میر غلام بابا خان بهادر نے کبھی کبھی اطلاع ِ خیریت کی خواہشکی تھی. اونھین 7 اپریل سنه ۱۸٦۸ع کو لکھتے ہین :

رآپ جو فرماتی هین که تو اپنی خیر و عافیت کبھی کبھی لکھا کر . آگی اتنی طاقت باقی تھی، که لیٹی لیٹی کچے لکھتا تھا . اب وہ طاقت بھی زائل ہوگئی . ہاتیے مین رعشہ

 ⁽۱) اردوی معلی، ص ۲۶۳ (۲) ایصناً، ص ۶۰ (۳) ایصناً، ص ۳۳ (٤) ایصناً، ص ۲۰
 ش. — الف

پیدا ہوگیا. بینائی ضعیف ہوگئی. متصدی نوکر رکھنےکا مقدور نہین. عزیزون اور دوستون میں سے کوئی صاحب وقت پر آگئے تو میں مطلب کہنا گیا وہ لکھنے گئی . ، (۱) سید احمد حسن صاحب کو کسی دوست نے اطلاع دی کہ اب میرزا صاحب کو افاقه ہے . اونھون نے میرزا صاحب سے اسکی تصدیق چاہی . اسپر تحریر فرماتے ہیں :

دوه جو آپ نی سنا هی که اب غالب کو مرض سی افاقت هی سو محض غلط هی . آگر ناتوان تها . اب نیمجان هون . خط نهین لکن سکتا . ایك لژکی سی یه چند سطرین لکهوادی هین . جو مین کهتا گیا هی . ، (۲)

اپنی اس مجبوری کے زمانہ مین میرزا صاحب دوستون اور شاگردون کے خطوط کی طرح اعِزہ کے خطوط کا جواب بھی بمشکل دیا کرتے تھے۔ نواب زین العابدین خان عارف کے بڑے لڑکے باقر علیخان کامل کو پوتون کی طرح پالا تھا. وہ روزگار کی تلاش مین الورگئے. دلی مین بیوی اور ایك بچی چھوڑگئے تھے. میرزا صاحب سے امیصد تھی کہ اپنی اور بہو اور پوتی کی خیریت سے مطلع کرتے رھین گے. لیکن میرزا صاحب، جو اب معذور ھوچکے تھے، اونکو بھی تاخیر سے جواب دیتے تھے۔ ایکبار اونھون نے شکایت کی . میرزا صاحب نے جواب مین تحریر فرمایا:

و مجهسی جو تم گله کرتی هو خطکی نه بهیجنی کا . بهائی ! اب میری اونگلیان نکمی هوگئی هین ، اور بصارت مین بهی ضعف آگیا هی . دو سطرین نبین لکم سکتا . اطراف و جوانب کی خطوط آئی هوی دهری رهتی هین . جب کوئی دوست آجاتا هی مین اوس سی جواب لکهوا دیتا هون . پرسون کا تمهارا خط آیا هوا دهرا تها . اب اسوقت مرزا یوسف علیخان آگئی . مین نی اونسی یه خط لکهوا دیا . » (۲)

طباعت خطوط

میرزا صاحبکی ممانعت

سب سے پہلیے منشی شیو نراین اکبرآبادی اور ہرگو پال تفتـہ کو میرزا صاحب کے خطوط کی طباعت کا خیال پہدا ہوا. ان دونون نے علیحدہ علیحدہ میرزا صاحبکو اپنی تجویز سے مطلعکرکے اشاعت کی اجازت چاہی. لیکن اوس عہد تك مراسلت مین انشا پردازی کے تمام اصول و ضوابط کا لحاظ ضروری شمار ہوتا تھا، اور میرزا صاحب کے خیال مین زبان اردو کے لئے اس بار گران کا تحمل دشوار تھا. چنانچہ ہنری اسٹوارٹ ریڈ صاحب کی فرمایش اردو کے جواب مین انھون نے یہی لکھـدیا تھا ،کہ اس زبان مین زور قلم صرف کر کے معانی نازك پیـدا کرنا اور اسطرح اپنا كمال ِ انشا ظاهر کرنا مشکل ہے . اس مین گنجایش عبارت آرائی کہان جوکوشش کیجائے ؟ لهـــذا مجهـے اس خدمت سے معاف رکھا جائے .(١) علاوہ ازین انھوری نے اردو مراسلت کاوش پڑوھی سے بچنے کیلئے شروع کی تھی، اور اسوجہ سے كبهى قلم سنبهالكر اور دل لكاكركوئى خط نه لكها تها. ان ياران ِ باصفاكى تجویز منظورکرلینے میں خطرہ ہواکہ کہیں کمالہ انشای فارسی کے مداح اردو نثر دیکھکر شکوہ ِ سخنوری پر نکتہ چینی نہ کرنے لگین، اور اردوکا یہ پھیکا پکوان فارسی کی اونچی دوکان کی شہرت پر دھبا نه لگا دے . اسلئے ۱۸ نومبر سنه ۱۸۵۸ ع کو منشی شیو نراین اکبرآبادی کو جواباً لکها :

ه اردوکر خطوط جو آپ چهاپا چاهتی هین به بهی زاید بات هی . کوئی رقعه ایسا هوگاکه جو مین نر قلم سنبهـالکر اور دل لگاکر لکها هوگا . ورنه صرف تحریر سرسری هی . اوسکی

⁽۱) اردوی معلی، ص ۳۹۳ و ۳۹۳ و ۳۹۷ پر وه خطوط ملاحظه هون جن مین میرزا صاحب ُو اردو نثر لکهنی سی انکار کیا هی . اور ساته هی اس انکارکی وجوه بهی بتائی هین .

شهرت میری سخوری کو شکوه کو منافی هو . اس سی قطع نظر کیا ضرور هی که هماری آپس کو مماملات اورون پر ظاهر هون ؟ خلاصه یه که ان رقعات کا چهاپا میری خلاف طبع هی . ، (۱) اسی اثنا مین مرزا تفسته کا پرزور نیازنامه آیا . اوسکو پڑهکر ۳۰ نومبر سنه ۸۵ ع کو ادهر منشی شیو نراین کو لکها :

رقمون کی چهایی کی باب مین ممانعت لکرے چکا هون . البته اس باب مین میری رأی پر تمکو
 اور مرزا تفته کو عمل کرنا ضرور هی . ، (۱)

اور اوسطرف مرزا تفته کی ہٹ کے جواب مین مشفقانہ تحریرکیا:

ه رقعات کر چهاپر جانو مین همتاری خوشی نهین هی . لژکونکی سی ضد نکرو . اور اگر تمهاری اسی مین خوشی هی تو صاحب مجم سی نه پوچهو . تمکو اختسیار هی . یه امر میری خلاف رای هی . ، (۲)

اسکے بعد ان دونون نے طباعت ِ مکا تیب کے سلسلہ میں کچے نہیں لکھا . جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انھون نے ارادۂ طباعت فسخ کردیا تھا .

ُ مَعَتُوبَاتُ غَالَبُ كَا يَهِلا بَجُمُوعَهُ . مَهُرُ غَالَبُ ﴿

اس واقعه کے دو سال بعد سنه ۱۲۷۸ ہ (۱۸۲۱ ع) مین چودہری عبد الغفور سرور مارہروی اور منشی ممتاز علیخان رئیس میرٹر نے میرزا صاحب کی اجازت حاصل کئے بغیر اون خطوط کی طباعت کا تہیا کیا ، جو سرور کے نام میرزا صاحب نے لکھے تھے . ترتیب کا کام سرور کے سپرد ہوا اور طباعت کا ذمیه ، ممتاز علیخان نے لیا . مجموعه کا سرور نے «مِمرِ غالب » نام رکھا اور اوسکے دساچہ میں لکھا :(۳)

« ارباب علوم کو معلوم هو که مین انکسار ظهور ، عبدالنفور متخلص به سرور ، مارهروی بدو شعور سی اهل سخن کا طالب اور صاحب کمال کا خواهان تها . جب کلام بلاغت نظام رشك صائب ، فحر طالب ، جناب اسد انه خان صاحب غالب کا دیکها ، دل کو بهایا . یکتا پایا . ترسیل

⁽۱) اردوی معلی، ص ۳۶۱ (۲) ایضاً ص ۱۰۵

⁽۳) اگرچه سرور نی سنه ۱۸۹۱ ع مین میرزا صاحب کی خطوط مرتب کرلیج تهیی . لیکن دیباچه لکهنی کی نوبت سنه ۱۸۹۱ ع مین آئی، جب که کتاب پریس کو جا رهی تهیی . اسلئی که عود هندی (ص ۱۶۷ مین میرزا صاحب کا ایك خط اس دیباچه کی تعریف مین درج هی ، جو اسلئی سنه ۱۸۹۳ ع کا مکتوب معلوم هو تا هی که اس مین میرزا صاحب نی ماقبل مکتوب کا حواله دیا هی ، اور ماقبل کا خط کثرت بثور و اورام کی داستان پر مشتمل هی ، جو سنه مذکوره کا واقعه هی .

مراسلات مین قدم بؤهایا . هر کشابت کا جواب آیا جو نامه که بنام میری بعبارت اورد تحریر کیا ، مکتوب ساده رویون سی دلربا تر ، اور هر سطر اوسکی سلسله مویون سی تاب فرسا زیاده هی . جس آنکی نو دیکها وه بینا هی . جس کان نو سنا وه شنوا هی . پس تنها متلذ هونا اور آپ هی آپ مزه او نهانا خلاف انصاف جانا . دل مایل تمام بشهرت عام هروا . اور هنوز یه قصد ناتمام تها ، که بحسن اتفاق فخر زمان ، وحید دوران ، جناب متاز علیخانصاحب متوطن میرنمی . . . رونق افزای مارهره هوی . . . ایك روز محفل ممدوح مین ذکر همه دانی و شیم دلکشا هی . . . فارسی کا کیا کهنا ! اردو بهی یکتا هی . نظم و نثر فارسی تو محلی جانفرا اور شیم دلکشا هی . فارسی کا کیا کهنا ! اردو بهی یکتا هی . نظم و نثر فارسی تو محلی جانفرا اور شیم دلکشا هی . فارسی کا کیا کهنا ! اردو بهی یکتا هی . نظم و نثر فارسی تو محلی انظباع هوا . لیکن نثر اردو زیور طبع سی عاری رها . اگر وه خطوط که بنام تمهاری آئی اور تم نی سنائی هین جمع کرو تو مین اوسکی انظباع کا بیزا او نها تا هون . اس تقریر سی نشیم نائیر نو غنچه دل کهلایا . منشای خاطر ظهور مین آیا . وه مکتوب که بنام صیری آئی نشیم تاب دینی . گویا جواهر بو بهاکان قلدان سی نکالکر کشتی و اوراق مین جمع کو . چونکه عبت جناب غالب میری حال پر بهت غالب هی ، لهذا نام اس انشا کا و مهر غالب ه (بکسر میم) مناسب هی . سال ختم تالیف بهی اس نام سی مطابق پایا . ه (۱)

یہ تجویز پاس ہوگئی اور منشی ممتاز علی خان صاحب میرٹھ چلے آئے . لیکن ابھی طباعت شروع نہوئی تھی کہ اونھین خیال پیدا ہواکہ میرزا صاحب کے مزید رقعات تلاش کرکے اس بحموعه مین شامل کئے جائین . اس خیال کی تکمیل مین قدرت نے امداد کی اور اونھین ایك اور بحموعه کا پته چلا ، جو میرزا صاحب کے علم و امداد سے مرتب کیا جا رہا تھا .

مكاتيب غالبكا دومرا جحوعه

یه بحموعه منشی غلام غوث خان بهادر بیخبر مرتب کر رہے تھے. انھون نے اپنے ارادہ کی اطلاع میرزا صاحب کو پہلے سے دیدی تھی، اور یه خواهش کی تھی، که اور شمام خطون کی نقول بھی مہیا کردین، جو دوسرے احباب اور شاگردون کے نام لکھے گئے ھین. میرزا صاحب نے اس التماس کو قبول کرلیا تھا. لیکن اوسوقت تك اونكا یه خیال تھا کہ صرف وہ خط مرتب کیے جائین، جن مین کوئی ادبی خوبی ھو. روزمرہ

۱) عود هندی ، ص ۵ و ۲ .

کی نجی ضروریات پر مشتمل خطون کو خارج کردیا جائے . اسلئے بیخبر کو جو اب مین لکھا تھا :

و آپ کو معلوم رهمی که منثی حبیب الله ذکا اور نواب مصطنی خان حسرتی کو کبھی اردو خط نہیں لکھا. ھانے ذکا کو غزل اصلاحی کی ہر شعر کی تحت مین منشاء اصلاح می آگہی دیجاتی هی . نوابصاحب کو یون لکھا جاتا ہی : وکہار آیا . خط لایا . آم پہنچی . کچھ بانٹی . کچھ کھائی . بچون کو دعا . بچون کی بندگی . مولوی الطاف حسین صاحب کو سلام ، . یه تحریر اس هفته مین گئی ہی . غرضکم عامیانه لکھنا اختیار کیا ہی . اب یه عبارت جو تمکو لکھ رہا ہون یه لایق شمول بجموعة نثر اردو کہانے ہی ؟ یقین جانبا ہون که ایسی نیٹرون کو آپ خود نه درج کرین گئی . ، (۱)

اسی زمانه مین مولوی عبد الغفور خان بهادر نساخ کو ایك خط لکها تها. اوسکی نقل بیخبر کو روانه کرتے ہوے تمہیداً تحریر کرتے ہین:

و پیر و مرشد! کوئی صاحب ڈپٹی کلکٹر هین کلکته مین. مولوی عبد الغفور خان اونکا نام اور
 نساخ او نکا تخلص هی . میری او نکی ملاقات نہین . او نهون آد اپنا دیوان چهاپد کا موسوم به
 دفتر بیمثال ، مجکو بهیجا . او سکی رسید مین یه خط مین آد او نکو لکھا . چونکه یه خط مجموعة
 نثر اردو کی لایق هی ، آپ کی یاس ارسال کرتا هون . ، (۲)

لیکن ان نجی خطون کی موجودگی سے معلوم ہوتا ہے کہ بیخبر نے اونکے اس مشورہ کو نہ مانا، اور ہر قسم کے خط شاملِ مجموعـه کرلیئے۔

مقام طباعت

میرزا صاحب کا خیال تھا کہ بیخبر اس مجموعـه کو اله آباد مین ، جہان وہ مقیم تھیے ، طبع کر ائینگے . اسلئے ایك انگریز کے استفسار کے سلسله مین بخبر کو لکھا :

و جناب كيمس صاحب بهادر افسر مدارس غرب و شمال كا باوجود عدم تعارف خط مجكو آيا . كري اردو زبان كر ظهدور كا حال پوچها تها . اوسكا جواب لكر بهيجا . نظم و نثر اردو طلب كى تهى . بحوعة نظم بهيجديا . نثر كر باب مين تمهارا نام نهين لكها . مگر يه لكها كه اله آباد مين وه بحموعه چها پا جا تا هى . بمد انطباع و حصول اطلاع و هان سى مگا كر بهيجدونگا . ، (۳)

مگر بیخبر نے اس غلط فہمی کو دور کرتے ہوے لکھاکہ منشی ممتاز علیخان رئیس میرٹر نے اپنے مطبع مین طباعت کا اہتمام کیا ہے. میرزا صاحب ان بزرگ سے واقف تھے، اسلئے بیخبر کی اس خبر پر اطمینان ظاہر کیا ، اور جب بیخبر نے دوبارہ اونکا ذکر کیا تو تحریر فرمایا :

«حضرت پیر و مرشد! اس سی آگی آ پکو لکم چکا هون که منشی ممتـاز علیخان صاحب سی میری ملاقات هو ، اور وه میری دوست هین . ، (۱)

طباعت مين تاخير

خواجه غلام غوث خان بهادر بیخبر نے مکاتیب کی جمع و تر تیب کا کام سنه ۶۱ ع مین شروع کیا . میرزا صاحب کے مکتوب الیهم مین سے جو بزرگ خود اونکے دوست تھے اونسے براہ راست ، اور جنگی خدمت مین خود نیاز حاصل نه تھا اونسے بتوسط ِ غالب خطوط کی نقلین مہیا کین ، اور سنه ۲۵ ع مین یه سلسله ختم کر دیا . لیکن میرزا صاحب نے ، جو سنه ۲۳ ع کے بعد سے طباعت کا انتظار کرنے لگے تھے ، آخرِ کار مجے بور ہو کر تقاضا شروع کر دیا . چنانچه ایك خط کے آخر مین بیخبر کو لكھا ہے :

داور هـان حضرت! وه مجموعـه چهـيگا بالفتح يا چهـيگا بالضم. چهـپ چكا هو تو حق التصفيف كى جتى جـلدين منشى ممـّـاز عليخان صاحب كى همـت اقتـضا كرى فقير كو يهيجـــى . ه (۲)

احباب کی تقاضی

اس مجموعه کی ترتیب مین مختلف اصحاب کے پاس سے خطوط کی نقلین منکائی گئی تھیں. جب اشاعت مین زیادہ تاخیر ہوگئی تو میرزا صاحب کے پاس تقاضے کے خطوط آنے لگے۔ ان تقاضون سے پریشان ہوکر میرزا صاحب نے ۷ مارچ سنه ۱۸۶۶ع کو بیخبر کے نام حسب ذیل خط لکھا:

ه هــان حضرت ! كهيي . منشي نمتاز عليخان كي سعي بهيي مشكور هوگي ؟ وه بجموعــة اردر

⁽۱) عود هندی ، ص ۱۳۸ . ت -- مکاتیب ظالب

چهپوگا یا چهپا هی رهیگا؟ احباب اوسکو طالب هین. بلکه بعض نو طلب کو بسرحد تقاضا پهنچا دیا هو.، (۱)

پنجاب احاطی کی مانگ

ان تقاضا کر نیوالے احباب مین سب سے زیادہ حصہ زندہ دلان پنجاب نے لیا تھا. ان سے مجبور ہوکر میرزا صاحب نے منشی ممتاز علیخان صاحب کو ملزم ٹہراتے ہوے بیخبر کو تحریر کیا :

واجی حضرت! په منشی ممتاز علیخان کیا کر رهی هین؟ رقعی جمع کئی اور نه چهپوائی. فی الحال پنجاب احاطه مین اونکی بڑی خواهش هی . جانتا هون که وه آپکو کہان ملینگر جو آپ اون سی کمین. مگر یه تو حضرت کی اختیار مین هی که جنی میری خطوط آپکو پہنچی هین وه سب یا اون سب کی نقل بطریق پارسل آپ مجکو بهیجدین . جی یون چاهتا هی که اس خط کا جواب وهی یارسل هو . ، (۲)

میرزا صاحب کا دیباچه

غالباً اس کے جواب مین خواجہ غلام غوث خان ہادر بیخبر نے میرزا صاحب کو لکھا کہ آپ بحموعۂ نثر اردو کیلئے دیباچے لکھکر روانا فرمائین تو کتاب پریس کو بھیجی جائے. اس سلسلہ مین میرزا صاحب نے تحریر کیا:

مين صاحب فراش هون . او نهنا بيثهنا ناممكن هو . خطوط ليثي ليثي لكهنا هون . اس حال
 مين ديباچه كيا لكهون ؟ » (٣)

بیخبر نے اسکے بعد بھی دیباچہ لکھنے کی درخواست کی تو اونھین ظریفانہ انداز مین لکھا:

و بنده پرور! اگر ایك بندهٔ قدیم، كه عمر بهر فرمان پزیر رها هو، بزهاپی مین ایك حكم بجانه لاوی تو مجرم نهین هو جانا. مجموعهٔ نثر اردو كا انطباع اگر میری لكهی هوی دیباچه پر موقوف هی، تو اوس مجموعه كا چهپ جانا بالفتح مین نهین چاهتا، بلكه چهپ جانا بالضم چاهتا هون. سعدی علیه الرحمه فرماتی هین:

رسم است که مالکان تحریر * آزاد کنند بنندهٔ پیر آپ بهی اوسی گروه یعنی مالکان تحریر مین سو هین. پهر اس شعر پر عمل کیون نهین کرتی ؟ ، (٤)

⁽۱) عود هندی ، ص ۱۲۶ (۲) ایصناً ، ص ۱۳۵ (۳) ایصناً ، ص ۱۳۸ (٤) ایصناً ، ص ۱۲۷

مو د هندي

خواجه غلام غوث خان بهادر بیخبر نے میرزا صاحب کا عذر تسلیم کرکے اپنے جمع کردہ خطوط منشی ممتاز علیخان صاحب کے پاس بھیجدیے . منشی صاحب نے چودھری عبد الغفور سرور اور خواجه صاحب کے بحموعهای مکاتیب کو یکجا کرکے ، عود ہندی ، نام رکھا ، اور خود دیباچه لکھکر جمع و ترتیب مین سعی کرنیوالے اصحاب کی محنت کی اسطرے داد دی :

ور د... نیم الدوله اسد اقد خان بهادر غالب، جنگی ذات باکالات محتاج تعریف نمین ...

سارا هند او نهین جانتا هر . ایران تك اونکی جادوبیانی کا چرچا هر . مجهی مدت سی
اسکا خیال تها که فارسی تصنیفین تو اونکی بهت مرتب هوئین، اور چهاپی گئین

مگر کلام اردو نی سوای ایك دیوان کی ترتیب نیاتی . یه دولت ارباب شوق کی هاتم نه آتی .

سالانکه نثر اردو اونکی اورون کی فارسی سی هزار درجه بهتر هی . یه سلاست بیان،

ره شستگی زبان ، روزمره کی صفائی ، اداؤن کی شوخی ، کسی کو کب میسر هی ؟ اوسی
بهی ترتیب دیجئی . قدر دانون پر احسان کیجئی . میری عنایت فرما اور مرزا صاحب
کی شاگرد یکنتا چودهری عبد الففور صاحب سرور تخلص سی یه ذکر آیا ، تو او نهون
نی جتنی خطوط مرزا صاحب کی اونکی نام آئی تهی ، سب کو ایک جا کرکی اور
اوسپر ایك دیباچه لیکم کی ، وه بجوعه عنایت کیا . عرصه تک سرگرم تلاش رها . جابجا
سی اور تحریرین مرزا صاحب کی بهم پهچائین . بژی محنت او نهائی ، تب تمنا برآئی ، اور
بحوعه مرتب هوا . آج پورا اینا مطلب هوا . محکم

خواجه غلام غوث خانصاحب بهادر بیخبر تخلص، جو نواب معلی القـاب لفندن گورنر بهادر ممالك مغربی و شمـالی كر میر منثی اور میری مخدوم خاص اور حضرت غالب صاحب كر مخلص با اختصاص هین، اس تلاش مین میری معین اور مددگار رهی. بهت كچر ذخیره اونكی بدولت بهم پهنچا.

اس کتاب کی دو فصل اور ایك خاتمه هی . پهلی فصل مین چودهری صاحب کی مرتب کی هوی خطوط اور اونکا لکها هوا دیباچه ، دوسری فصل مین میری جمع کی هوی رقعات ، اور خاتمه مین چند نثرین هین ، جو جناب غالب کی اورون کی کتابون پر تحریر فرمائی هین . ، عود هندی ، اس کتاب کا نام هو . ، (۱)

عود هندی کا سال ظباعت

عودِ ہندی کا یہ اڈیشن منشی متاز علیخان نے اپنے مطبع ِ مجتبائی واقع

⁽۱) عود هندی ، ص ۲ و ۳

شہرِ میرٹہ مین طبع کیا . کتاب ۱۸۸ صفحون پر تمام ہوئی . خاتمہ حکیم غلام مولانا قلق میرٹھی نے لکھا . آخر مین چار تاریخی قطعے اضافہ کیے گئے . ان مین ایك قلق کا ، ایك اونکے شاگرد منشی عبد الحکیم محو میرٹھی کا ، اور بقیہ دو غالباً خود منشی ممتاز علیخان صاحب کے ہین .

ان قطعات سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۲۸۵ هجری میں طباعت پایۂ تکمیل کو پہنچی. آخری صفحے کے نچلے گوشہ میں ۱۰ رجب سنہ ۱۲۸۵ هجری درج ہے، جس سے تاریخ و ماہ بھی متعین ہوجاتے ہیں.

میور صاحب کی نذر

آخری قطعه کے مطالعہ سے ایک نئی بات یہ معلوم ہوتی ہے ، کہ منشی متاز علیخان نے میور صاحب (غالباً سر ولیم میورگورنر بمالک ، فربی و شمالی) کی خدمت مین عودکا مطبوعہ نسخه نذرگزرانا تھا . سر ولیم میور علوم مشرقیه کے عالم تھے۔ خواجه غلام غوث خان بهادر بیخبر نے ، جو عود ہندی کی جمع و تر تیب مین برابر کے شریک تھے ، طابع کو مشورہ دیا ہوگا کہ مطبوعہ نسخه صوبه کے اعلی حاکم کے نام معنون کرکے اوسکے نشر و اشاعت کی تکمیل پر مہر تو ثیق ثبت کرین . اوس زمانه مین اردو زبان مین ایسی نادر کتابین معدود سے چند شایع ہوئی تھین . گورمنٹ بعض سیاسی مصالح کے ماتحت نئی مفید کتابون کی اشاعت مین انعام کے نام سے یا امداد طبع کہکر اخراجات مفید کتابون کی اشاعت مین انعام کے نام سے یا امداد طبع کہکر اخراجات کا بار او ٹھا لیا کرتی تھی . اسلئے بعیہ نہین کہ منشی صاحب کو بھی کچھ

ميرزا صاحب كا حق تصذف

ایکبار میرزا صاحب نے کتاب کی فوری اشاعت کا تقاضا کر تے ہوہے بیخبر کو لکھا تھا :

داور هـان حضرت! وه بمحوعـه چهييگا بالفتح با چهييگا بالضم. چهپ چکا هو تو حق

النصنیف کی جنی جلدین منشی ممناز علبخان صاحب کی همت اقتصا کری نقیر کو بھیجی . . (۱)
یه امر یقینی ہے کہ عود ِ هندی میرزا صاحب کی زندگی مین شایع ہوئی . اسلئے
بظاہر یه خیال ہوتا ہے کہ میرزا صاحب نے حق التصنیف حاصل کیا ہوگا .
لیکن اونکے مکاتیب مین اسکی طباعت یا حق التصنیف کے نسخون کی وصولیابی
کا مطلق ذکر نہین پایا جاتا · بنابرین اس بارہ مین کسی قطعی رای کا اظہار
غیر مناسب ہے .

عودكى رقصاتكى تعداد

عود ِ هندی کے کل رقعات کی تعداد ۲۲ ہے. ان مین ۲۰ چودهری عبد الغفور سرور کے نام، ۲ صاحبعالم مارهروی کے نام، ۲ شاہ عالم مارهروی کے نام، ۲۰ نواب انور الدولہ بهادر شفق کے نام، ۲ یوسف علیخان عزیز کے نام، ۲۱ میر مہدی مجروح کے نام، ۱ میر سرفراز حسین کے نام، ۱ میرزا علاء الدینخان بهادر علائی کے نام، ۱ مرزا تفته کے نام، ۱۸ مرزا حاتم علی مہر کے نام، ۲۰ خواجه غیلام غوث خان بهادر بیخبر کے نام، ۱ مولوی عبد الغفور خان نساخ کے نام، ۱ ظہیر الدینخان کیطرف سے اونکے چچا کے نام، ۱ نواب مصطفی خان شیفته کے نام، ۱ نواب مردان علیخان رعنا کے نام، ۱ مردا رحیم بیگ کے نام، ۱۰ مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام، ۱ ما مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام، ۱ سید محمد عبد الجیل صاحب بریلوی کے نام، ۱ مولوی عزیز الدین کے نام، ۱ سید محمد عباس صاحب کے نام اور ۱ منشی غلام بسم الله صاحب کے نام اور ۱ منشی غلام بسم الله صاحب کے نام هے نام اور ۱ منشی غلام بسم الله صاحب کے نام هے نام اور ۱ منشی غلام بسم الله صاحب کے نام اور ۱ منشی غلام بسم الله صاحب کے نام هے نام اور ۱ منشی غلام بسم الله صاحب کے نام هے نام اور ۱ منشی غلام بسم الله صاحب کے نام اور ۱ منشی غلام بسم الله صاحب کے نام هے نام هے نام ور ۱ منشی غلام بسم الله صاحب کے نام اور ۱ منشی غلام بسم الله صاحب کے نام اور ۱ منشی غلام بسم الله صاحب کے نام اور ۱ منشی غلام بسم الله صاحب کے نام ور ۱ منشی غلام بسم الله صاحب کے نام هے نام ور ۱ منشی غلام بسم الله صاحب کے نام ور ۱ منشی غلام بسم الله صاحب کے نام ور ۱ منشی غلام بسم الله صاحب کے نام ور ۱ منشی غلام بسم الله صاحب کے نام ور ۱ منشی غلام بسم الله صاحب کے نام ور ۱ میگور کے نام ور ۱ میگو

ان خطوط کے علاوہ دو تقریظین ، مرزا حاتم علی مہرکی مثنوی کی تقریظ اور رجب علی بیک سرورکی گلزار سرورکی تقریظ ، اور تین دیباچے ، حدایق الانظارکا دیباچه ، قواعمد تذکیر و تانیث کا دیباچه ، اور مرزاکلب حسین خان بهادر کے مجموعة قصایدکا دیباچه بھی کتاب مین شامل ہین . نیز

⁽۱) عود هندی ، ص ۱۲۵

ایک خط بیخبرکا بھی درج کیاگیا ہے، جو میرزا صاحب کے خطکا جواب تھا اور اپنی ادبی خوبیون کی وجہ سے منشی ممتاز علیخان بہادرکی نظر مین شامل مجموعه ہونے کے قابل تھا .

مكاتيب غالب كا تيسرا بحموعـه

ابھی عود ِ ہندی طبع ہونے نہ پائی تھی ، کہ اطراف ِ ہنـد سے میرزا صاحب کے مجموعۂ خطوط کی مانگ شروع ہوگئی . میرزا صاحب نے خواجہ غلام غوث خان بہادر کو اونکے مرتب کردہ مجموعہ کی طباعت کے متعلق بار بار لکھا . لیکن جب سال پر سال گزرنے لگا اور کسی طرح کتاب نه چھیی ، تو انھین اوسکی طباعت کی طرف سے مایوسی ہوگئی . احبابِ دہلی نے یه دیکہ کر، که میرٹر اس ادبی انقلاب مین پہلا قدم اوٹھانے سے قاصر نظر آتا ہے، تہیاکیاکہ اس شرف کو خود حاصل کرین، اور مالكِ اكمل المطابع دهلی کو اخراجات طباعت برداشت کرنے پر آمادہ کرلیا. اب خطوط کی فراهمی کا مسئله باقی رهتا تها. وه اسطرح حل هوگیاکه خود میرزا صاحب، جو اپنی انشاکی حقیقی قدر و قیمت اور بازاری مانگ سے باخبر ہوچکیے تھے، اس مین هاتر بٹانے کیلئے تیار ہوگئے. چنانچہ چارون طرف اصل خطوط یا اونکے نقول کی طلب مین خطوط لکھے گئے ، اور رفته رفته کافی ذخیرہ فراہم ہوگیا. اس سلسلہ مین خود میرزا صاحب نے جن احباب کو لکھا اون مین سے نواب علاء الدین خان ہمادر علائی کے متعلق دستاویزی ثبوت موجود ہے. بقیہ اصحاب نے میرزا صاحب کے تقاضائی خطوط کی نقلین نہین بھیجین . اسلئے کچھ نہین کہا جاسکتا کہ وہ کون بزرگ تھے جنھین خود میرزا صاحب نے ارسال نقول كلئه لكها تها.

نواب علاء الدین خان بهادرکو سب سے پہلا خطوط طلب مکتوب اونکے لوہارو پہنچنے کے بعد لکھا ہے. فرماتے ہین : و مقصود آن سطور کی تحریر سی یه هی که مطبع اکمل المطابع مین چند احباب میری مسودات اردو کی جمع کرتی پر اور اوسکی چهپوانی پر آماده هوی هین. مجهسی مسودات مانگی هین، اور اطراف و جوانب سو بهی فراهم کی هین. مین مسوده نهین رکهتا. جو لکها وه جهان بهیجنا هو وهان بهیجدیا. یقین هی که خط میری تمهاری پاس بهت هونگی. اگر اونکا ایك پارسل بناكر بسبیل ذاك بهیجدوگی، یا آج كل مین كوئی ادهر آنیوالا هو اوسكو دیدوگی، تو موجب میری خوشی كا هوگا، اور مین ایسا جانتا هون كه اوسكی چهابی جانی سی خوش هوگی. ، (۱)

نواب علاء الدین خان بهادر نے اس خواہش کی تکمیل مین پس و پیش کیا .
میرزا صاحب نے سمجھا کہ غالباً نواب صاحب نجی معاملات کی اشاعت کے خیال
سے گریز کررہے ہیں . اگرچہ کچھ عرصہ قبل خود میرزا صاحب نے تفته کو
یه کہکر اشاعت ِ خطوط سے روکا تھا کہ نجی واقعات کو منظرِ عام پر لانا کیا
ضرور ہے ؟ لیکن اب اونکا ادبی عقیدہ بدل چکا تھا . چنانچہ نواب صاحب
کے اس خیال کی تردید مین تحریر کیا :

ه میری خطوط اردو کی ارسال کی باب مین جو کچی تمنی لکها تمهاری حسن طبع پر تم سی بعید تها. مین سخت بیمزه هوا. اگر بیمزگی کی وجوه لکمهون تو شاید ایك تحته کاغذ سیاه کرنا پزی. اب ایك بات موجز و مختصر لکهتا هون. سنو بهائی! اگر اون خطوط کا تمکو اخفا منظور هو، اور شهرت تمهاری منافی طبع هو، تو هرگز نه بهیجو. قصه تمام هوا. اور اگر اونکی تاف هونی کا ادیشه هی، تو میری دستخطی خطوط اپنی پاس رهنی دو، اور کسی متصدی سی نقل او ترواکر، چاهو کسی کی هاتی چاهو بسیل پارسل، ارسال کرو، لیکن جلد. خدا کی واسطی! کمین غصه مین آکر و عطای تو بلقای تو ه کهکر اصل خطوط نه بهیجدینا، که یه امر میری مخالف مقصود هی . ، (۲)

معلوم ہوتا ہے کہ اس خط کے بعد بھی علائی نے ارسالِ نقول مین توقف کیا تھا؛ مگرمیرزا صاحب نے پھر اس کے متعلق کچھ نه لکھا، اور جب اونھون نے اصلِ خطوط بھیجکر میرزا صاحب کے ترك ِ طلب کا سبب دریافت کیا، تو صبح شنبه ۳۰ مثی سنه ۱۸۶۳ع کو از راہ ِ معذرت لکھا:

« لا موجود الا الله . اوس خدا کی قسم ! جسکو مین نی ایسا مانا هی ، اور اوسکی سوا کسی کو موجود نهین جانا هم ، که خطوط کی ارسال کو مکرر نه لکهنا از راه ملال

⁽۱) اردوی معلی، ص ۲۹۸ (۲) ایصناً، ص ۲۹۶

نه تها. طالب کی ذوق کو سست پاکر مین متوقف هوگیا. متوسط ایك جلیل القدر آدی اور طالب کتب کا سوداگر هی. اپنا نفع نقصان سونچیگا. لاگت بچت کو جانچیگا. مین متوسط کو مهتم سمجها تها ، اور یه خیال کیا تها که یه چههوائیگا. ۳۰ رقمی ایك جگه سی لیکر اونکو بهیچی. اوسکی رسید مین تقریباً اونهون نو طلب رقعات به تکلیف سوداگر لکهی، اور اوس سوداگر کو مفقود الخبیر لکها. ظاهرا کتابین لیکر کهین گیا هوگا. یه ۲۳ لفاؤ اور ۴۶ خط بدستور میری بکس مین موجود و محفوظ رهین گی. اگر متوسط بتقاضا طلب کریگا ان خطوط کی نقلین اوسکو اور اصکو اور تمکم بهیچدونگا. و رنه تمهاری بهیچی هوی کاغذ تمکو پهیچ جائینگی، ، (۱)

غالباً اس خطکی روانگی کے بعد ہی مہتم طبع نے خطوطکی نقلین حاصل کرلین . میرزا صاحب یکشنبه ۴۰ محرم الحرام سنه ۱۲۸۰ ه مطابق ۲۱ جون سنه ۱۸۹۳ ع کو اصل خطوط واپسکرکے لکھتے ہین :

ه میری جان ! مرزا علی حسین خان آ نی اور مجهسی ملی . مین نی خطوط مرسله تمهـاری یکمشت اونکو دیی . اب تمهاری پاس بهیجنی کا اونکو اختیار هی . رسیدکا البته مجهی انتظار هی . ، (۲)

🖊 اردوی معلی

مكاتيب كا يه تيسرا مجموعه «اردوي معلى » كے اسم سے موسوم هوا . مير مهدى مجروح نے اسكا ديباچه اور ميرزا قربان على ييك سالك نے خاتمه لكها . كتاب دو حصون مين منقسم هوئى . «پہلے حصه مين صاف صاف عبارت كے خط تحريركيے . تا طلباي مدرسه فائده اولهائين . دوسر مے حصے مين مطالب مشكله كى تحرير اور تقريظ وغيره لكهى » . (") ليكن غالباً پهلى بار صرف حصة اول شايع هوسكا . اس لئے كه كتب خانة عالية رامپور مين جو نسخه موجود هے وہ مكمل هوتے هو مے صرف حصة اول پر مشتمل هے .

اردوی معلی کا سال طباعت

بظاہر یہ یقین کرنے کے تمام وجوہ موجود تھے کہ مکاتیب کا یہ بحموعہ جلد از جلد شایع ہوگا . لیکن قدرت نے اس ادبی انقلاب کی اولیت کا شرف میرٹے ہی کو ودیعت کیا تھا . عود ِ ہندی ۱۰ رجب سنہ ۱۲۸۵ ہ

⁽۱) اردوی معلی، ص ۲۸ (۲) ایمناً، ص ۶۰۸

کو شایع ہوگئی، اور اردوی معلی کو یہ دن بھی نصیب نہوا کہ اپنے خالق بجازی کا دیدار کرلیتا. اسلئے کہ حسب تصریح خاتمۂ طبع یہ بحموعہ جمعہ کے دن ۲۱ ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۵ع کو چھپ کر تیار ہوا، (۱) اور میرزا صاحب نے ۲ ذیقعدہ سے نهٔ مذکور کو وفات پائی. اس حساب سے اونکے انتقال سے ۱۹ دن کے بعد کتاب تمام ہوئی. سالک نے سال طبع لکھا:

کیا کہون! کچھ کہا نہیں جاتا ہ لب یہ نالون کا ازد حام ہوا صدمة مرگ حضرت غالب ہ سبب رنج خاص و عام ہوا ہے یہی سال طبع و سال وفات ہ د آج اونکا سخن تمام ہوا،

مقام طباعت اور حق تصنیف

اردوی ِ معلی دلی کے مطبع ِ اکمل المطابع مین طبع ہوا . حکیم غلام رضا خارف اس کے مالك ، میر فخر الدین مهتمم ، اور لاله بهاری لعل منشی تھے۔ (۲)

کتاب کے آخر مین ایک اعدان شایع ہوا کہ اسکا حق تصنیف میرزا صاحب نے حکیم غلام رضا خان صاحب کو عطا کر دیا ہے، اور ایک رقعہ بطور سند لکھدیا ہے. کھذا کو ئی صاحب حکیم صاحب کی بلا اجازت رقعات چھاپنے کا قصد نکرین . اسکے بعد میرزا صاحب کی حسب ذیل تحریر چھپی : پیکر پر روح و روان فقیر اسد انہ خان غالب تخلص ہیچمدان کہنا ہو اور لکھدینا ہم کہ یہ جو اردوی معلی تصنیف فقیر مطبع اکمل المطابع دھلی مین چھاپا ہوا ، سو مین نی از راہ فرط عبت اپنا حق تالیف نور چشم اقبالنشان حکیم (غلام) رضا خان اونکا حق کیا . اب اور کوئی صاحب اگر مالك اکمل المطابع حکیم (غلام) رضا خان اونکا حق کیا . اب اور کوئی صاحب اگر مالك اکمل المطابع حکیم (غلام) رضا خان کی پر اطلاع اردوی معلی کی چھاپنی کا قصد کرین گی تو مواخذہ سی محفوظ نرہین گی . اور فوراً حسب منشاء قانون بستم ، سنه ۱۸۶۷ع سزا پائینگی . (مہر نیم الدولہ دبیر الملك اسد انته خان بهادر نظام جنگ ۱۲۷۷) ، (۳)

⁽۱) اردوی معلی، ص ۵۸ (۲) ایضاً ، ص ۵ و ۱۶۶ (۳) ایضاً ، ص ۶۲۶ ث — مکاتیب غالب

اردوی معلی کا پہلا ایڈیشن

اردوی معلی حصة اول کا پہلا اینڈیشن ۶۳۶ صفحات پر مشتمل ہے.
ان مین ٥ صفحے میر مہدی مجروح کے دیساچہ کے ہین. پانچوین صفحے کی پندرہوین سطر سے خطوط شروع ہوکر صفحه ۶۵۸ کی تیرہوین سطر پر ختم ہوتے ہین، اور باقی چار سطرین خاتمة الطبع پر مشتمل ہین. صفحه ۶۵۹ سے ۶۶۱ کی ساتوین سطر تك میرزا قربان علی بیگ سالك کا خاتمہ ہے. اسکے بعد منشی جواہر سنگم جوہر کی تاریخ طبع ہے، اور پھر اسی صفحه کی بعد منشی جواہر سنگم جوہر کی تاریخ طبع ہے، اور پھر اسی صفحه کی گیارہوین سطر سے صفحه کی تیرہوین سطر تك تصحیح ِ اغلاط کا نقشه دیا ہوا ہے. بعد ازان میرزا صاحب کا اعلان عطیة حق تالیف ہے. شروع مین زرد رنگ کا ٹائٹل پیج ہے. یہ میرزا صاحب کی زندگی ہی مین چھپ گیا تھا. اسلئے اس مین اونہین مرحوم نہین لکھا گیا ہے.

رقمات کی تعداد

اردوی معلی کے اس ایڈیشن کے رقعات کی کل تعداد ۲۷٪ ہے۔ ان مین اور اب میر غلام بابا خان بهادر کے نام، ۲۹ منشی میان داد خان سیاح کے نام، ۱۰ منشی حبیب الله خان ذکا کے نام، ۸۹ منشی هرگوپال تفته کے نام، ۲۹ منشی هرگوپال تفته کے نام، ۲۹ منشی الدین المعروف بفقیر ۳ شاهزاده بشیر الدین صاحب بهادر کے نام، ۵ سید بدرالدین المعروف بفقیر کے نام، ۲۱ چودهری عبدالغفور سرور مارهروی کے نام، ۲ میر سرفراز حسین صاحب کے نام، ۳٪ میر مهدی مجروح کے نام، ۲ شاہ عالم صاحب کے نام، ۲ صاحب کے نام، ۲ صاحب کے نام، ۲ صاحب کے نام، ۱ مولوی عبد الجمیل صاحب بریلوی ۲ صاحب عالم صاحب کے نام، ۱ قاضی عبد الجمیل صاحب بریلوی کے نام، ۲ مردان علیخان رعنا مراد آبادی کے نام، ۲ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام، ۲ مولوی عزیزالدین صاحب کے نام، ۱ مفتی سید عباس صاحب کے نام، ۲ مولوی عزیزالدین صاحب کے نام، ۱ مفتی سید عباس صاحب کے نام، ۲ محکیم ظہیر الدین

التحمد خان کے نام، ۱ نجم الدین حیدر خان کے نام، ٥ نواب میر ابراہیم علیخان ہادر وفاکے نام، ۲ مولوی احمد حسن صاحب قنوجی کے نام، ۱۱ حکیم سید الحُمدُ حسن صاحب مودودی کے نام، ۱ تفضل حسین خان کے نام، ۱۸ مرزا حاتم علی مہر کے نام ، ۲ منشی نبی بخش صاحب کے نام ، ۱ منشی عبداللطیف ابن منشی نبی بخش کے نام، ۱۶ خواجہ غلام غوث خانصاحب میر منشی المتخلص به بیخبر کے نام، ۱ نواب ضیاءالدین احمد خانصاحب بهادر نیرکے نام، ۷ مرزا شہاب الدین احمد خانصاحب کے نام ، ۱۹ نواب انور الدوله سعدالدین خانصاحب شفق کے نام، ۳ میر افضل علی عرف میرنصاحب کے نام، ۲ مرزا قربان علی بیک سالک کے نام، ۲ مرزاشمشاد علی بیک خانصاحب رضوان کے نام، ۲ مرزا قربان على بيك صاحب كامل كے نام، ٤ ذوالفقار الدين حيدر خان عرف حسين مرزا صاحب کے نام، ۱۲ یوسف مرزا صاحب کے نام، ۳۳ منشی شیونراین کے نام، ۲ بابو ہرگوبند سہای صاحب کے نام، 7 نواب امین الدین احمد خان بهادر رئیس لوهارو کے نام، ٥٦ مرزا علاءالدین احمد خانصاحب بهادر علائی کے نام، ۱ مرزا امیرالدین احمد خان عرف فرخ مرزاکے نام، ۲ میر احمد حسین میکش کے نام، ۱ حکیم غلام مرتضی خان کے نام، ۱ حکیم غلام رضا خان کے نام، ۳ ماسٹر پیارے لال صاحب کے نام، ۲ منشی جواہر سنگھ جوہر کے نام، ۱ منشی ہیرا سنگھ کے نام، اور ۲ منشی بہاری لال مشتاق کے نام ھین ۔

اردوی معلی حصهٔ دوم

غالباً میرزا صاحب کے یکایک انتقال کے صدمہ نے مہتممینِ اشاعتِ اردویِ معلی کو حصۂ دوم کی ترتیب و طباعت کیطرف سے برداشتہ خاطر کر دیا ، اور یہ حصہ دیباچـہ کے وعدہ کے باوجود شایع نہوسکا . سنه ۱۸۹۹ع مین مولوی عبد الاحد مرحوم، مالك ِ مطبع ِ مجتبائی دهلی، نے اردوی ِ معلی کی اشاعت کا ارادہ کیا . خواجه الطاف حسین حالی مرحوم نے حصة دوم کیائیے کچھ مواد عطا فرمایا ، جو مہتم طباعت نے حصة دوم کے نام سے آخر مین شامل کردیا . خود عبد الاحد مرحوم کے الفاظ مین «اس حصه مین خاصکر وہ رقعات ھین جن مین انھون نے (میرزا صاحب نے) لوگون کو اصلاحین دی ھین ، یا شاعری کے متعلق کوئی ھدایت کی ھے ، یا کوئی نکته بتایا ھے ، اور بعض کتابون کے دیباچے اور ریویو بھی ھین » .

چونکہ میر مہدی مجروح نے بھی تقریباً اسی قسم کے خطوط مرتب کرنے کا وعدہ کیا تھا ، اسلئے کہا جاسکتا ہے کہ موجودہ حصۂ دوم نے اونکے ارادہ کی تکمیل کردی . لیکن جہان تك مواد کا تعلق ہے اغلب یہ ہے کہ میر مہدی مجروح کا ذخیرہ خواجہ صاحب کو نہین ملا . ورنہ مولوی عبد الاحد مرحوم اسکا ذکر کرتے .

بحتبائی ایڈیشن کا حصۂ دوم ٥٦ صفحات پر مشتمل ہے. ابتدا مین ٧ سطرون کا ایک مختصر تقریبی نوط ہے. اسکے بعد سراج المعرفت اور حدایق الانظار کے دیباچے ہیں. بعد ازان شاہ ِ ظفر کی ایک کتاب اور مرزا رجب علی بیگ سرور کی گلزارِ سرور کی تقریظین ہین. انکے بعد دیوانِ ذکا، میرزا کلب حسین خان کی ایک کتاب، نیز رسالۂ تذکیر و تانیث مصنفۂ سید احمد حسن بلگرای کے دیباچے ہین. یہ تمام دیباچے اور تقریظین صفحات ١-١٣٠ پر درج ہین. انکے بعد اسی صفحہ سے اصلاحی خطوط شروع ہوتے ہین، بر درج ہین انکے بعد اسی صفحہ سے اصلاحی خطوط شروع ہوتے ہین، حبن مین علی کے نام، ۵ منشی حبیب اللہ ذکا کے نام، ۵ سیف الحق سیاح کے نام، ۲ شاہزادہ بشیرالدین کے حبیب اللہ ذکا کے نام، ۵ سیف الحق سیاح کے نام، ۲ شاہزادہ بشیرالدین کے خام، ۱ مولوی کرامت علی کے نام، ۱ جواہر نام، ۱ کیول رام ہشیار کے نام، ۱ مولوی کرامت علی کے نام، ۱ جواہر

سنگھ جوہر کے نام ، ۱ منشی ہیرا سنگھ کے نام ، اور ۲ میر مہمدی مجروح کے نام ہین .

ضيمة اردوى معلى

سنه ۱۹۲۹ع مین شیخ مبارك علی صاحب، تاجر كتب لاهور، نے اردوی معلی كے حصة اول و دوم كے ساتھ مسلر شیر محمد خان سرخوش كا مرتبكیا ہوا ایك ضمیمه بھی شایع كیا ہے، جو اوسوقت تك غیر شایع شده ۲۲ خطوط پر مشتمل ہے. ان مین سے ۲۲ سید غلام حسنین قدر بلگرای كے نام اور ایك شیخ لطیف احمد بلگرای كے نام ہے.

اس ضمیمہ کے آغاز مین دو خط اور شامل کئے گئے ہیں، جو پبلشر کو آغا محمد باقر، ایم-اے، نبیرۂ حضرت ِ آزاد ِ دہلوی سے دستیاب ہو ہے تھے .

مکانیب غالب . میرزا صاحب کے خطوط کا آخری بحوعه

مذکورۂ بالا بحموعون کی اشاعت سے ساٹھ پینسٹھ برس بعد ریاست ِ عالیۂ رامپورکی طرف سے میرزا صاحب کے اون خطوط کا مجموعہ « مکاتیب ِ غالب » کے نام سے شایع کیا جا رہا ہے ، جو موصوف نے نواب فردوس مکان، نواب خلد آشیان یا وابستگان ِ دربار کو لکھے تھے .

میرزا صاحب کی دربار ِ رامپور سے مراسلت بارہ سال تك جاری رہی .

اگر اس طویل مدت کے تمام خطوط محفوظ ہوتے تو اونکی تعداد چار پانچ
سو تك پہنچ جاتی . لیکن سو ِ اتفاق سے انکا بڑا حصہ محفوظ نہین رہ سکا .
صرف وہ خطوط دست برد ِ زمانہ سے بہم گئے ہین ، جو دارالانشا کے سپرد
کردیے گئے تھے .

سرکاری خط وکتابت سے قطع ِ نظر خود شہر کے ارباب ِ ذوق سے بھی میرزا صاحب کے خاصے تعلقات تھےے، اور ان مین سے اکثر اصحاب سے مراسلت بھی رہتی تھی ؛ لیکن بدقسمتی کہ بجز ایك خط کے شہر کے کسی گوشـہ سے كوئى مكتوب دستياب نهوا. ايك خط اگرچه ايك غير سركارى مكتوب اليه كي نام تها، ليكن حسن بخت سے دار الانشاكي مثلون مين ملا، جو اس مجموعه مين شامل كرديا گيا ھے.

مکا تیب کی تعداد

بحموعـة هذا کے مکاتیب کی تعــداد ۱۱۵ هے . ان مین سے ۶۱ نواب فردوس مکان کے حضور مین ، ۶۶ نواب خلد آشیان کی خدمت ِ مبارك مین ، ۲ صاحبزادہ سید زین العابدین خان بهادر کے نام ، ۳ منشی سیلچند میر منشی دارالانشا کے نام ، ۱ خلیفه احمد علی رامپوری کے نام ، اور ۱ مولوی محمد حسن خان ایڈیٹر اخبارِ دبدبهٔ سکندری کے نام هے .

نواب فردوس مکان کے نام کے عرایض مین بج بزبانِ فارسی اور بقیمه اردو مین ہین. چونکہ مجموعہ مین ایك فارسی قصیدہ اور ایك قطعہ مستقل نمبرون کے تحت درج کئے گئے ہین، بنابرین کل خطوط کی تعداد ۱۱۷ ہوتی ہے، جن مین سے ۶۲ نواب فردوس مکان کے اور ۲۵ نواب خلد آشیاں کے نام ہین.

مكاتيب غالبكي طباعت

آخر مین مکاتیب غالب کی طباعت کے متعلق دو چار لفظ کہنا بھی ضروری ھے . جیسا کہ ناظرین ملاحظہ کرین گے کتاب کی طباعت نہایت خوشنما نسخ ٹائپ مین کرائی گئی ھے . اس اقدام کا واحد منشا یہ ھے کہ اردو خوان پبلک میرزا صاحب کے کلام کی خاطر ٹائپ کے حروف پڑھنے کی جرات کرے ، اور اسطر ان حروف کی عادی ھو کر اھلِ مطابع سے اسی قسم کی طباعت کی خواھان ھو . جب تک اردوکتابین پتھر کے چھاپنے کے بجائے لو ھے کے حروف مین طبع ھونا شروع نہونگی ، اردو پریس دیگر ترقی یافتہ اقوام کے پریس کے دوش بدوش چلنے کے قابل نہین ھوسکتا . کیونکہ پتھر کی چھپائی

مین صحت ، خوشنهائی اور یکسانیت کی وه خوبیان یك قلم مفقود هین ، جو بر مے سے بر مے ثائب مین بھی پائی جاتی هین . اسکے علاوه تعلیمی نقطۂ نگاه سے بھی پتھر کا چھاپا سراسر ناقص ہے . اگر اسکے بجائے ٹائپ اختیار کرلیا جائے تو مبتدی کی چھ مہینے کی محنت گھٹکر صرف دو ماہ رهجائے گی ، اور اسطر برادران وطن کا تعلیمی نقطۂ نظر سے اس عجیب و غریب خط پر اعتراض یك لخت دفع هو جائے گا .

خاتمه

دیباچہ کے مباحث نے امید کے خلاف کافی وقت لیا ، اسلئے اس عذر کیساتے سلسلۂ کلام ختم کرتا ہون:

- ه لــذیذ بود حکایت، دراز تر گفتم ه
- ه چنانکه حرف ِ عصا گفت موسی اندر طور ٔ ه

والحمـــد لله رب العلمين.

بنيالية

« بحضور نواب صاحب والامناقب عاليشان، قلزم ِ فيض وعمانِ احسان جناب نواب محمد يوسف عليخان بهادر دام اقباله مقبول باد» (١)

(نواب سید یوسف علیخان بهادر فردوس مکان طاب ثراه نواب سید فیض محمد سعید خان بهادر ابن نواب سید غلام محمد خان بهادر ابن نواب سید فیض الله خان بهادر ابن نواب سید علی محمد خان بهادر بانی ریاست روهیلکهنڈ کے فرزند اکبر تھے۔ آپ جنابعالیہ فتح النسا بیگم صاحبہ بنت محمد نور خان بزیج همشیر زاده نواب سید فیض الله خان بهادر کے بطن سے دوشنبه ۵ ربیع الثانی سنه ۱۲۳۱ هجری مطابق ۵ مارچ سنه ۱۸۱۱ ع کو متولد هوے، اور دو شنبه ۱۲ رجب سنه ۱۲۷۱ ه مطابق یکم اپریل سنه ۱۸۵۵ ع کو مسند حکم رانی پر قدم رکھا. جلوس سے دو سال دو ماہ بعد ۱۶ رمضان سنه ۱۲۷۳ ه مطابق ۹ مئی سنه ۱۸۵۷ ع کو مشہور واقعهٔ غدر رونما هوا. آپ نے اس فتنه کے مطابق ۹ مئی سنه ۱۸۵۷ ع کو مشہور واقعهٔ غدر رونما هوا. آپ نے اس فتنه کے فرو کرنے مین حکو مت ِ هند کی اعانت کر کے بساسهٔ اعتراف ِ خدمات خلعت فرو کرنے مین حکو مت ِ هند کی اعانت کر کے بساسهٔ اعتراف ِ خدمات خلعت اور «فرزند دلپزیرِ دولتِ انگاشیه» کا خطاب حاصل کیا. سلامی گیارا ضرب تو پ کے بجائی تیراضرب مقرر کیگئی، اور مراسلت مین القاب وآداب «نواب تو پ کے بجائی تیراضرب مقرر کیگئی، اور مراسلت مین القاب وآداب «نواب ساحب مشفق بسیار مهربان کرمفرمای ِ مخلصان سلامت، بعد از شوق ملاقات ِ صاحب مشفق بسیار مهربان کرمفرمای ِ مخلصان سلامت، بعد از شوق ملاقات

⁽۱) یه عبارت میرزا صاحب عرائض کی لفافون پر لکها کرتی تھی . مین نی عنوان مین تبرکاً نقل کردی ہی. ۱ — مکاتیب غالب

مسرت آیات مشہودِ خاطرِ الطاف ذخائر میدارد، طے پایا . آپنے خود اس عطیه کی حسبِ ذیل تاریخ ارشاد فرمائی ہے:

جب گورمنٹ سے ہوا حاصل ملک مجکو بصیغهٔ انعام ناظم از روی ہمت عالی سال بخشش ہے بخشش حکام

آپ نے عربی و فارسی کی باقاعدہ اور ایك حد تك مكمل تعلیم پائی تھی. فارسی مین خلیفہ غیاث الدین عزت مصنف غیاث اللغات اور میرزا غالب سے اور علوم عربیہ و حكمیه مین مفتی صدر الدین آزردہ اور مولانا فضل حق خیر آبادی سے تلمذ تھا . تخت نشینی کے بعد شعر وسخن كا مشغلہ بھی شروع كردیا تھا . ناظم تخلص كرتے تھے ، اور میرزا غالب سے مشورۂ سخن تھا . نكته رس ذهن ، رنگین و شوخ طبیعت ، اور اعجوبۂ روزگار استاد نے اونكو زبان اردو كا ایك بلند پایه شاعر بنادیا . مومن و غالب کے بعد انكی نظیر دالا ما شاء الله ، كا حكم ركھتی ہے . دیوان دو بار شایع ہوا ، لیكن اب كمیاب ہے .

آپ فنونِ سپهگری مین بھی کامل دستگاه رکھتے تھے. جسم ورزشی اور مضبوط، اور چہرہ نہایت خوش قطع تھا. داڑھی مونچے صاف کراتے، اور اکثر رنگین و زرتار لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

آپنے دس سال چند ماہ حکومت کرکے جمعہ کے دن ۲۶ ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۱ ہ مطابق ۲۱ اپریل سنہ ۱۸٦۵ ع کو اس دارِ فانی سے رحلت کی، اور قلعۂ معلے کے اندر امام باڑ ہے مین اپنے والدِ ماجد کے برابر مدفون ہو ہے .)

(1)

بحضور سراسر سرور ، جنابِ مستطاب ، نوابِ همايون القاب ، جهانيان كام بخش ، جهان جمان كامياب ، دام بقاءه بقبول الاقبال .

سجده فشانی قلم باپوزش گستری عریضه نکار توام افتاده . همانا آن درگاه اسکنسدر و دارا گزرگاه پیوسسته در نظر است ، که هم از دور در زمرهٔ نزدیکان بندگی بجا می آورد. سپاسِ این معنی خود از اندازه افزون تو اند بود، که بعنوانِ روشناسیِ ذره با مهر، وآشنائیِ قطره با بحر، گدا را با شاه بیگانگی درمیان نیست. در آن روزگارِ رنگین تر از نوبهار، که به فر فرخندگیِ وجودِ مسعود، وساده با سپهرِ ساده دم از برابری زد، نکاشتن وروان داشتنِ قطعهٔ تاریخ جلوس^(۱) به تو انائی آن دانائی و روان آسائی آن شناسائی صورت پزیرفت. اکنون که گیتی خدای قلمروِ دانش، آن به فرتابِ تابِ نظر با برجیس جلیس، وآن به فروزهٔ فروزشِ عمل با عقلِ فعال همال، امیر الدوله مولوی حافظ جلیس، وآن به فروزهٔ فروزشِ عمل با عقلِ فعال همال، امیر الدوله مولوی حافظ محمد فضل حق خان بهادر^(۱) به بندهٔ فرمان پزیر فرمان فرستادند، که غالب به

⁽۱) میرزا صاحبکی اس قطعهٔ تاریخ کا پتا نهین چلا .

⁽٢) مولانا فضل حق مولانا فضل آمام صاحب كي صاحبزادي اور خيرآبادكي رهني والي تهيي . علوم عقليه و نقلیه اپنی و الد ماجد سی اور حدیث مولانا شاه عبد القادر دهلوی سی حاصل کی . امیر مینائی و انتخاب يادگار ۽ (ص ٢٩١) مين لکهتي هين: وفنون حکميه مين مرتبة اجتهاد، بؤي ادبب، بؤي منطق، نهايت ذهين، نهايت زكي، طلبق و ذليق، انتهاكم صاحب تدقيق و تحقيق، ... جس شهر مين آپ رونق افروز ہوی ، صدما آدمی ہمرہ اندوز ہوی . شاہجہان آباد مین اگر چه عدالتین کی سررشته دار تھی ، مگر بڑی ذي اقتدار وصاحب اختيار تهي . جهجهر مين مشاهرة جليله بر نوكر رهي . الور اور سهارنيور اور نونك سَبَ جَكُّـه معزز و موقر رهي . لكه:و مين صدر الصدور تهي ، اور اس دار الرياست (راميور) مين يها محكمة نظامت اور پھر مرافعة عدالتين پر مامور تھے . جناب مستطاب نواب فردوس مكان كو بھی آپ ہے تلمنذ رها هو ، اور بندگان حضور (نواب خیلد آشیان) نی بھی کچے یژها هو . آلیے برس بہت اعزاز و اکر ام کیساتیہ رہی. پھر سمان سی تشریف لیگئے . . مولانا سنه ۱۲ ۸۱۸ میں پیدا ہوی ، اور ۲ صفر سنه ١٢٧٨ هـ كو ٦٦ سالكي عمر مين جزائر انڈمان مين ، جہان بجرم بغارت سنه ٥٧ ع آپكو جلاوطن كر ديا گیا تھا . وفات یائی . آینی متعدد تصنیفات چھوڑی ہین ، ان مین سے ہدیۂ سعیدیہ ، جونواب سید محمد سمید خان بهادر کی نام معنون هی ، نواب فردوس مکان کیلئے لکھی گئی تھی . میرزا غالب انکی مخاص دوست اور معتقد خاص تھی . جب مولانا نی سررشته داری عدالت دہلی سی استعفا دیا اور نواب فیض محمد خان کی دعوت پر جهجهر تشریف لیجانی لگہ ، تو مبرزا صاحب اور دیگر اہل دہلی کو بیحد قاق تها . حتى كه خود شــاه ظفر ، جو اوسوقت ولى عهد تهي ، اسير متاسف تهي . ميرزا صاحب نر مولوى سراج الدين احمدكر نام ايك مكتوب مين يه تميام واقعيه ليكهكر خواهشكي هم كه اسكو اخبار آثيينة سکنندر مین شائع کرین . اسی مکتوب مین مولاناکی علمی منزلت کی باری مین تحریر کرتی هین: • نهفته مبادکہ بی تمیزی وقدر شناسی حکام رنگ آن ریخت کہ فاضل پر اظلی یکانہ مولوی حافظ محمد فضل حق از سررشیته داری عدالت دهلی استعفا کرده خود را از ننگ و عار وارهاند. حقباکه اگر پایهٔ علم و فضل و دانش وکنش مولوی فضل حقآن مایه بکاهندکه ازصد یك واماند ، و باز آن یایه را بسررشته داري عدالت ديواني سنجند، هنوزاين عهده دون مرتبة وي خواهد بوده (كليات نثرغالب، ص ١٤٧).

پرستشگری کمر بندد ، و در مشاطگی شاهدان افکار حسن خدمت عرضه دهد .

اندیشهٔ مهر پیشه درنگ برنتافت . وهم امروز که فردای ورود نوازشامهٔ مولاناست ، این نامه ، که بخط بندگی ماناست ، روان داشته آمد . چشمداشت آن ست که دوری راه تفرقه درمیان نیندازد . وسپس در حاضران آن حضرت ، و دعاگریان دولت بشمار آیم . زیاده حد ادب . بخت ازل آورد در روز افزونی دولت ابد پیوند باد . عرضداشت هوا خواه اسد الله . نگاشته و روان داشته چار شنبه ۲۸ جنوری سنه ۱۸۵۷ ع . (مهر نجم الدوله دبیرالمالک اسد الله خان جادر نظام جنگ ، سنه ۱۲۹۷) .

(٢)

به نواب یوسف علی خان فرستم ز مدحش طراز نے بدیوان فرستم ز بذلش صلائے بعان فرستم نویدے به گبر و مسلمان فرستم

(همانا اگر گوهر جان فرستم ز نامش نشانے بعنوان طرازم ز دخلش حسابے به معدن نویسم ز لطفش،که عامست درکام بخشی،

⁽۱) اس عریضه مین میرزا صاحب نی جس سابق تعلق کی طرف اشاره کیا هی وه رشتهٔ استادی و شاگردی تها. نواب فردوس مكان اپني و الد ماجـدكي تخت نشيني سي يهلي دهلي مين قيام يزير هوي تهيي. طلب علم كا زمانه تها . انكر چچا نواب سيد عبدالله خان بهادر صدرالصدورميرتهم اور نواب سيد عبد الرحمن خان بهادر میرزا صاحبکی محب تھی ۔ ان دونونکی حسب ارشاد نواب فردوس مکان نی میرزا صاحب سے فارسیکی تعلم بائی. اس عریصه کی جواب مین نواب صاحب نی ہ فروری سنه ٥٧ ع کو ارقام فرمایا: «نمیقهٔ انیقهٔ بلاغت آگین مشعر رسید خط مولوی صاحب مخدوم محمد فضل حق صاحب با دیگر مرا تب محبت و اشفاق بعبارت رنگین و دقیق در عین انتظار سرمه کش عیون وصول نشاط شمول گردیده . باطلاع خيريتها سرماية سرور نا محصور افزوده . از مزيد شفقت وايتلاف قلبي متصور شد . مشفقاً ! هر چندکه کاتب را اتفاق موزونیت یك مصرعـه هم اتفاق نشده بود لیکن محض بجهت سماءت کلام سامی زبانی مولوی صاحب صدر الوصف دلم خواست که طریقهٔ رسل و رسائل جاری شود . چون سبیلی به ازین بنظرم نرسید، لهـذا چنـد ابیات واهیات موزون نموده، بترصد اصلاح پیش آن یگانهٔ آفاق مرسل گشت. چشمداشت که بعند اصلاح غزلهای مذکور مع کدام طرح جدید لطف فرموده شوند. از آنجا که اتحاف شيريني هم درين خصوص از دستورا تست ، لهذا مبلغ دو صد و پنجاه رو پيه بتقريب شيريني لف رقيمة الوداد هذا میرسد. بمقتضای الطاف منظور فرموده از رسید آن مطلع فرمایند. و مخلص را لیل و نهار متمنی اخبار تصور فرموده اكثر بايصال نمايق آنايق خيريت وثائق بعبارت سليسكه در خواندنش تأملي بوقوع نیا ید ، مسرور و مطمئن میفرموده باشند . .

مثالے بشیراز و شروان فرستم پیِ سرمهٔ چشم خاقان فرستم عزا نامه سوی نریمان فرستم نگه سویش از دور پنهان فرستم من این ارمغان بهر دربان فرستم تحیت باجرام و ارکان فرستم بشارت به برجیس وکیوان فرستم زكويش نسيمي برضوان فرستم باختر شناسان يونان فرستم به شب زنده داران کنعان فرستم دل از سینه همراهِ پیکان فرستم چوگویش درین ره بچوگان فرستم سه فصل دگر هم بدینسان فرستم هم از زمهریرش زمستان فرستم در اردی بهشتش بزندان فرستم توانم که خود را بمیدان فرستم برایات آیاتِ قرآن فرستم که آباد بر وی فراوان فرستم بدان قلزم ِ فیض و احسان فرستم نباید که این نامه آسان فرستم» که فرخ بود چون بفرمان فرستم که تا هرچه فرمان رسد آن فرستم چسان باز تا گوشِ سلطان فرستم

زنطقش، که خاصست در ملك گهري ز ہے شہسوار کے کہ گردِ سمندش رود سام چون بهر پیکار سویش درش را بود پایهٔ در خیالم كليم ار عصا ارمغانم فرستد وجودش بود فخر ِ اجرام و ارکان ز جودش بود وعده با زیردستان ز مویش شمیمی به جنت رسانم هم از شرقِ اشراقِ وي آفتابي هم از روی ِ نیکوی ِ وی ماهتابے اگر بگزرد تیرش از سینهٔ من وگر سر ازین راه دزدد جبین را سرشت از خزانست بدخواه او را هم از آتش دوزخ آرم تموزش دگر تا بهاران بسختی بمیرد سپه چون کشد ،گر نه از ناتوانی درین انزوا از نفسهائی گیرا بتوقيع فضل حق آن عين ِ معنى ، گزشت اندر اندیشـه کز خامه رشحے بدل گفتم «البته كاريست مشكل سگالش چنین رفت در کار سازی فرستادم، اما نیامد جوابیے ندانم که شورِ فغانِ گدا را

گر از راهِ چاكِ گريبان فرستم ہم از جیب چاکے بدامان فرستم ز خون نابه موجے بمژگان فرستم فروزنده شمعے بایوان فرستم تدروے بصحن گلستان فرستم بديوانِ آن صدرِ گيهان فرستم» که برگ ِگیاهے به بستان فرستم شقایق به بنگاه ِ نعمان فرستم گهر جانبِ ابرِ نیسان فرستم چراغے به مهرِ درخشان فرستم سلامے بسوی سلمان فرستم پی ِدعوی خویش برهان فرستم که حرز دعا بامدادان فرستم به آمین خروش از سروشان فرستم)^(۱)

بدل گفتم «آرے فرستاده باشم و گر جادة ره نمایان نگردد بدان تا روائ دهم کار خود را دمم در تن نے دم آتشین را برفتار ناز اندر آرم قلم را سخن کوته آن به که از نظم جز وی فرستم ولیکن خرد چون پسندد گرفتم که روشن روانم به معنی گرفتم که روشن روانم بدانش گرفتم که روشن روانم بدانش درین پرده خواهم که از مور مسکین نبشتم که خدمتگزار است غالب بشب بستم این نقش و در بند آنم بقا بهر داور ز دادار خواهم بقا بهر داور ز دادار خواهم بقا بهر داور ز دادار خواهم بقا بهر داور ز دادار خواهم

(٣)

بحضور عور ظهور ، حضرت نوابِ معلى القاب ، جـاودان كامياب ، ولى نعمت ، آية رحمت ، دام اقباله .

سپاس بجا می آورد، و پوزش همی گسترد، آن بارگاهِ سپهر کارگاه را

⁽۱) میرزا صاحب کی اس قصیده کا لفافه مثل مین موجود هو . اصل قصیده کی متعلق میر منشی صاحب لکهتی هین: دقصیده (همانا اگرگوهر جان فرستم) بتاریخ ۱۹ شعبان سنه ۱۲۷۳ بمواجه میرزا نوشه صاحب بمحضور پر نورگزرانیده شده . اس سی معلوم هوتا هی که میرزا صاحب کی قیام رامپورکی زمانه مین نواب صاحب نی قصیده دارالانشا سی منگایا ، اور اپنی پاس رکی لیا . چونکه اوسکا شامل مثل هونا متحقق تها ، اسلئی کلیات غالب فارسی (نولکشور ایڈیشن) کی صفحه ۳۲۰ سی نقل کرکی یهان قوسین مین اضافه کردیاگیا هی . قصیده کی متعلق نوابصاحب کی رای عریضه نمبر (۶) کی حاشیه مین درج هوگی . پشه کی نیچی میرزا صاحب نی لکها هی : دازغالب یکرنگ بیرنگ از روی احتیاط یازدهم فروری سنه ۱۸۵۷ ، روانگی قصیده کی یهی ناریخ عریضه نمبر (۳) مین بهی مذکور هو .

قبلـة حاجات ميداند، و بهنجار سرگزشت حكايتے بعرض ميرساند. سه شنبه ۲۷ جنوری نامهٔ مولینا و بالفضل اولینا^(۱) بمن رسـید. چهار شنبه ۲۸ جنوری عرضداشت روان داشتم. چورے دو هفته گزشت، و سررشتهٔ ڈاك درين بندوبست ِ جدید استوار نمانده ، گفتم ، مگر نرسیده باشد ، . دی ، که چهار شنبه یازدهم فروری سنه ۱۸۵۷ بود، چاشتگاه قصیدهٔ بقصدِ اظهار فرمان پزیری فرستادم. شامگاه سرهنگ یام^(۲) منشور عطوفت آورد. برمردمك دیده سودم. وخردهٔ جان نثار کردم. تا نورد از هم کشودم، دو ورق از فهرست گنجینهٔ اسرار، یعنی اوراق اشعار گهر بار، وسفتچهٔ دوصد وپنجاه روپیه درآن نورد يافتم. دفترَ شعر سجل اعتبار من شد ، و زر آن سفتچه بمعرض وصول آمد. كرم در بنده پروری بهانه می جوید، ورنه این افتتاح بشیرینی نیاز نداشت. کریمان بنــده را به نمك همی پرورند، ولی نعمت را بنــده بشكر پروردن آثین است. شكر اين شكر بعهدة جان ِشيرين فروگزاشتم. واين نامه بهر آن، كه رسيدن عطيه حالی گردد ، بدین زودی نگاشتم . اشعار خود بهنگام خویش خواهد رسید ، واین سررشته هیچگاه از هم نخواهـدگسست. زیاده حدِ ادب. نیر دولت واقبال سرچشمهٔ فروغ بے زوال باد . غالب . پنجشنبه ۱۲ فروری سنه ۱۸۵۷ .

(٤)

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت.

آداب بجا لاتاہون. غزلون کے مسودات صاف کرکر حضور مین بھیجتا ہون. مسودات اپنے پاس رہنے دئے ہین ، اس نظر سےکہ اگر احیاناً ڈاك مین لفافه تلف ہوجائے ، تو مین پھر اوسکو صاف کرکر بھیجدون، ورنه موقع ِ حك واصلاح بجھے كیا یاد رہيگا .

مین نہین چاہتاکہ آپکا اسمِ سامی اور نام ِ نامی تخلص رہے. ناظم،

 ⁽۱) مولانا فضل حق خیرآبادی مراد هین .

⁽٢) يام: ذاك

عالی، انور، شوکت، نیسان، ان مین سے جو پسند آئے وہ رہنے دیجے. مگر یہ نہین کہ خواہی نخواہی آپ ایسا ہی کرین. اگر وہی تخلص منظور ہو تو ہت مبارك. زیادہ حد ادب.

تم سلامت رهو قيــامت تك

عنايت كا طالب غالب. روز يكشنبه ١٥ فروري ١٨٥٧(١).

(میرزا صاحب نے ۸ مارچ ۱۸۵۷ع کو ایک عریضه ارسال کیا تھا، جو ۱۱ ماہِ مذکور کو رامپور پہنچا. اسکا لفافه شاملِ مثل ہے، اور اوسکی پشت پر یه نوٹ تحریر ہے: «عرضی حسب الحکم چاك نمودہ شد. ۱٦ رجب سنه ۱۲۷۳ هـ») ۲۰۰۰.

⁽۱) عرائض نمبر (۳و۶)کو جو اب مین نواب فردوس مکانت نی ۳ رجب سنه ۱۲۷۳ ه مطابق یکم مارچ سنه ١٨٥٧ ع كو تحرير فرمايا: • ... دو قطعهٔ صحيفهٔ شريفه ، يكي مشعر ترسيل قصيده بمضمون انتظـار و هم در جواب رقیمة الوداد رسید اشعار و سفتچة مرسلة اینجا . و ثانی مع اشمار مذکور بعد نظر اصلاح و تجویز چنـد الفاظ جهت تخلص مخاص بایمای پسـند از آنجمله ، بمضامین برجسته و عبارات دلیسند متو اتر بسهـل ذَاكَ كَلَكُونَهُ آراى چهرهٔ وصول فرحت شمولگرديده ... ومطالعـهٔ فصيـدهٔ نادرهٔ فصاحت تضمين ، كه اگر هر شعر نغزش راگنجینهٔ معانی، و معدن لآلی سخندانی، خوانند بجا، و یاگلدستهٔ برجستهٔ چمنستان علوم وكمال نامند زيباً . غواص فكر در بحر زخار استعارات و نكات متنش مستغرق گر داب نارسائي ، و او هام عَقَلاه زمان بدريافت خوبي و بلاغت آن خزينة اسرار مصنرف به كوتاهي، قصائد عرفي و خاقاتي بمقابلة متانت و برجستگی مضامین نزهت آگینش هیچ، و معانی فیض قرین در الفاظ نادرش چون زلف ماهرویان پیچ در پیچ، ابواب افاده و انشراح بی اندازه بر روی دل صفا منزل کشود. رنگ کثافت طبعی ازسجمنجل خواطر مستفيضان زدود. و غزلياتكه بنظر اصلاح وآهنكه بيارس آشنا شد • في الفور بصورت طلاشد. فائزگشته. العظمة لله تغیر و تبدل الفاظ نادره در اشعار مذکور چوں نقش بر نگین زینت تازه گرفت، وطلای طبع خام بر محك فيض عام جاوه پزيرفت … ومنجمـلة الفاظ "بخلص لفظ (ناظم) مطبوع طبع نيازگشت .. (٢) اس عریضه کر جواب مین نوابصاحب نو ۲۵ رجب سنه ۷۳ ه مطابق ۲۳ مارچ سنه ۵۷ عکو تحریر فرمایا : ومحيفة مسرت آگين … مشعر رسيد رقيمة الوداد و اينكه صحائف شرائف عيارت اردو بعــد ملاحظه چاك شده باشند … وصول گردیده . مشفقا! حسب الارقام سای صحیفهٔ موصوفه را بعد استفاضهٔ مضمونش چاك نموده شد . و آينده هم دربارهٔ همچو مكاتيب تعميل ايماى سامى ملحوظ خواهد ماند . . اس سي يهيي نتيجه نكالا جاسكتا هو ، كه ميرزا صاحبكي يه خط وكتابت بصيغة راز تهيي . ورنه ١٥ فروري سنه٧٥ع كا خط بھی زبان اردو ہی مین تھا ، اوسکی چاك كرنر كی هـدايت كيون نه كی . اور اگر كی تھی ، تو بيان تعميل كيون نهوئي . والله أعـلم بحقيقة الحال .

(میرزا صاحب نے یکم اپریل سنه ۱۸۵۷ ع کو ایک اور عریضه ارسال کیا تھا، جو ۳ اپریل کو رامپور پہنچا. مثل مین اسکا بھی صرف لفافه شامل ہے، اور اوسکی پشت پر نوٹ ہے: «عرضی از دست ِ مبارك چاك شد، وبند ِ غزلیات ِ مرسله در حضور ماند. ۹ شعبان سنه ۱۲۷۳ ه »).

(0)

جنابِعالی! کچھ کم مہینا ہوا، کہ مین نے حضور کی غزلون کو دیکھکر خدمت مین روانہ کیا ہے، اور اوسکے پہنچنے سے اطلاع نہین پائی. اب ڈاك مین خط تلف بھی ہو جایا کرتے ہین. اسواسطے مین متردد ہون، اور مدعا اس تحریر سے یہ ہے، کہ اگر وہ لفافہ نہ پہنچا ہو تو مین اوس مسودہ کو پھر صاف کرکر روانہ کرون. زیادہ حدِ ادب. از غالب. نگاشتہ صبح ِ پنجشنبه ۲۷ شعبان سنه ۱۲۷۳ هجری(۱).

(7)

جنابیعالی! آداب بجا لاتا هون. اور عرض کرتا هون، که اجوره دار پهنچا. مگر لٹا هوا، اور بهیگا هوا، اور بهاگتاهوا، گوجرون نے اوسے لوٹ لیا. روپیه کمل سب لے لیا. خط اوس داروگیر مین گرپزا. بهیگ گیا. لفافه بحم تك نپونچها^(۲). خط مع هنڈوی کے پہنچا، خط مین سے القاب بتكلف پڑها. اور یه جمله «سفتچه مبلغ دو صد و پنجاه روپیه» پڑها گیا، اور باقی خیر و عافیت. «مکرر آنکه» اسکے بعد جو کچم لکها تها، اوس مین سے «مولوی» یه لفظ، اور بعد ایك لفظ کے «خانصاحب» یه پڑها گیا، اور کچم «مولوی» یه لفظ، اور بعد ایك لفظ کے «خانصاحب» یه پڑها گیا، اور کچم

⁽۱) نواب فردوس مكان نى اس عريضه كر جواب مين ؛ رمضان سنه ۵۲۳ مطابق ۹ مثى سنه ۵۷ ع كو تحرير فرمایا : «... مشفقا ! این مرتبـه كه توقف در تسطير رقيمـة الاخلاص بظهور آمـده باعث آن عدم فرصتی تصور توان نمود . حالاكه فرصت دست داد ، به ترقیم ما فى الضمیر اتفاق افتاد ۵۰

 ⁽۲) یه میرزا صاحب کا خود نوشته املا هی . در اصل آونهین سهو هوا . ورنه یهی لفظ اسی سطر مین اونهون نی درست لکها هی .

٣ -- مكاتيب غالب

نہیں. مجکو غم یہ ہے کہ غزلهـای ِ اصلاحی اور دیوان ِ اردوکی رسید میں نے نه پائی^(۱).

هنڈوی کا بعینہ وہ حال جو میرے خط کا تھا. کچھ پڑھا جائے، کچھ نہ پڑھا جائے. آپ کا نام اور ڈھائی سو روپیہ یہ پڑھا گیا. چونکہ مہاجن مجکو جانت تھا، اوسنے اوس بھیگے ھو ئے کاغذ کو اپنی چٹھی مین لپیٹ کر رامپور اوس مہاجن کے پاس بھیجا ھے. جب وہ صحیح کرکر بھیجیگا، تب وہ مجکو روپیہ دیگا. اوسکے صحیح کرنے مین کیا تامل ھے. مین نے صرف بطریق اطلاع لکھا ھے. اور غزلون کی اور دیوان کی رسےید اور جو اس

⁽۱) میرزا صاحب کم دیوان اردوکا یه نسخه کـتبخانه مین موجود هی . سائز ۱۱ لم ×۲٫۰ ، اوراق ۷۲ اور فی صفحه ١٥ سطرين هين . خط صاف اور روشن نستعليق اور ابتدائي دو صفحي طلاكار هين . هر غزلكي خاتمه پر رنگین بیل بوٹر ہین اور تمام صفحات کی جدولین رنگ آمیز ہین . آخرمین نواب ضیاءالدین احمد خان بهادر نیرکی تقریظ هی . اس نسخهٔ دیوان کی متعلق مرزا صاحب نی منشی شیونراینکو لکها هی: ه اب تم سنو . دیوان ریختهٔ اتم و اکمل کهان تها . مگر هان مین نر غــدر سی پهلم لـکهواکر نواب یوسف علی خان بهادرکو رامپور بهیجدیا تها . اب جو مین دلی سے رامپور جانی لگا، تو بهائی ضیاء الدین خانب صاحب نی مجکو تاکید کر دی تھی . کہ تم نواب صاحب کی سرکار سی دیوان اردو لیکر کسی کا تب سی لكهواكر مجكو بهيجدينا. مين ني رامپور مين كاتب سي لكهواكر بسبيل ذاك ضياءالدين خانب كو دلى بهیجدیا تها ، (اردوی معلی ، ص ۳۸۱) . بعدازان ۳ جولائی سنه ۳۰ ع کو اسکر مکمل هو زکر باری مین لکھا ہی : .میان تمھاری باتون پر ہنسی آتی ہی . یه دیوان ، جو مین ٹر تم کو بھیجا ہی ، اتم و اکمل هر . وه اورکونسی دو چارغزلین هین جو مرزا یوسف علی خان عزیزکی پاس هین، اور اس دیوان مین نہیں . اسطرف سی آپ اپنی خاطر جمع رکھیں .کہ کوئی مصرع میرا اس دیوانے سی باہر نہیں ہی . معهذا اون سی بھی کہونگا . اور وہ غزلـین اون سی منگا کر دیکھونگا ، (ایضاً، ص ۳۸۶). اس نقل سی منشی شیونراین بی اپنی مطبع واقع شهر آگره مین دیوان کی طباعت کا انتظام کیا تو اسکی متعلق ميرزا صاحب ني نواب علاء الدين خان بهادر علائي كو لسكها : . اردو كا ديوان راميور سي لايا هون. اور وه آگره گیا همی . وهان منطبع هوگا . ایك نسخمه تمهاری پاس بهی پهنچ جائیگا ، (ایضاً ، صفحه ٤٣٦). ليكن بعد ازان آگره مين الطباع سي قبل هي ميرزا صاحب ني دهلي مين طبع كرا ليا . ان تمام خطوط سی معلوم ہوتا ہی، کہ اسوقت دیوان غالبکر جسقدر ایڈیشن شایع ہو چکر ہین، وہ سبکر سب نسخهٔ رامپورکی نقل اور نقل در نقل هین . میرزا صاحب نو خود اپناکلام کبھی جمع نکسیا (اليضاً ، صفحه ١٣٧) . نواب ضياء الدين خالب نـير اور ناظر حسين مرزاكر كتب خانه مـين اسكر نسخي موجود تهيي، ليكن اونكي ذخيرة كتبكر ساتهم هنگامة غدر مين لشگئي . (عود هندي، صفحه ۲۷ ر ۲۹ و ۳۵ ، واردوی معلی ، صفحه ۲۰۳ و ۲۰۹ و ۲۵۹ و ۳۹۳) . اگر رامپور مین اصل نسخه محفوظ نهو تا تو ميرزا صاحب كم كلام كا موجوده بحموعه دستياب هو نا تقريباً نامكن تها .

خط مین «مکرر آنکه »^(۱) بعد مطالب مندرج تھے، وہ پھر ایسے ہی باریك کاغذ پر لکھکر اس ساہوکار کو دیجے گا، اور اوسکو تاکید کیجے گا، کہ اسکو بھیجدے . یہان کے ساہوکار نے میری خاطر سے اس رقعہ کو اپنی چٹھی مین روانہ کیا ہے. غالب ، پنجم ذی الحجہ (۲).

(V)

بوالا خدمت ، رفعات درجت ، جناب نواب صاحب والا مناقب عاليشان ، قلزم فيض ومحيط احسان ، عز نصره و دام ملكه .

آدابِ نیاز بجا می آرد، و نیازمندانه عرضه می دارد. در زمانِ چیره دستی کور نمکانِ سپاهِ روسیاه سررشتهٔ یام از هم گسست. ناچار بفرستادنِ نامه و پیام صورت بست. درین روزگار، که فرمانِ داورانِ دادگر روائی، وسلسلهٔ آمد شدِ نامه رسائی یافت، نامه در یام روان داشته شد. و نارسیدنِ پاسخِ آن را چنان پنداشته شد، که مگر آن نیایشنامه نرسیده باشد. یا فرطِ احتیاط مانع تحریرِ جواب گردیده باشد. هر آئیسنه در دل چنان یا فرطِ احتیاط مانع تحریرِ جواب گردیده باشد. هر آئیسنه در دل چنان گزشت، که درین باربد انسان سخن سرای توان گشت، که سرگزشتِ من از و حجابیے درمیان نماند.

حالی رای ِ جهان آرای باد ، که دیرینه نمکخوار ِ سرکار ِ انگریزم . و از سر آغاز ِ سال ِ یکهزار وهشت صد وشش ، که دران گاه شهار ِ سنین ِ عمرِ من از ده نگزشته بود ، بعوضِ جاگیرِ عم ِ حقیقی ِ نسبی خود نصرالله بیگ خان بهادر ^(۳) ،

⁽١) يهان لفظ دكر ، ساقط معلوم هوتا هي .

⁽٢) نوابصاحب كى محوله فرمان كا مسوده مثل مين منسلك هى ، ليكن اوس مين قابل نقل بات كوئى نهين .

^{(ُ}٣) نصرالله بیگ خان ابتداء مرهٹون کیطرف سی آگرہ کم صوبیدار ٹھی . بعــد فتح آگرہ اپنی برادر نسبتی نواب احمد بخش خان والی لوهارو وفیروزپورجھرکه (متوفی سنه ۱۸۲۷ع؛ حالاتکیلئی ص ۱۲ ، نوٹ ۲، ملاحظه هو)کی سفارش سی انگریزی فوج مین رسالدار هوگئی ، اور مدد معاش کیلئی نواحی اکبرآباد مین پرگنة سونك سونسا مرحمت هوا . انھون نی سنه ۱۸۰۲ع مین انتقال کیا .

که با جمعیت رسالهٔ چهار صد سوار بمعیت جرنیل لار فی لیک بهادر (۱) در فتح هندوستان کوششهای نمایان کرده ، و پرگنهٔ و سونك سونسا ، بقید حین حیات جاگیر یافته ، و هم در آن عهد بمرگ ناگاه از جهان رفته بود ، بفرمان جرنیل لار فی لیک بهادر و منظوری گورمنٹ مشت زرے شامل جاگیر عم سبی من نواب احمد بخش خان بهادر (۲) در وجه معاش من منجملهٔ زر استمراری سرکاری ، که بذمهٔ نواب احمد بخش خان بهر دوام واجب الادا بود ، قرار یافت . چون جانشین احمد بخش خان بهر دوام واجب الادا بود ، قرار یافت شد ، مانشین احمد بخش خان بهر کردار یافت ، و جاگیر بسرکار باز یافت شد ، رسیدن آن وجه مقرری از خزانهٔ کلکتری دهلی صورت پزیرفت . چنانکه تا انجام اپریل سنه ۱۸۵۷ از کلکتری دهلی یافته ام . و از مئی خود آشکار است که حال چیست . پیوند تعلق با بهادر شاه (۱) جز آن نبود ، که از هفت هشت سال بتحریر تاریخ سلاطین تیموریه ، واز دو سه سال به اصلاح اشعار شهر یار

⁽۱) لارڈ لیک سنه ۱۷۶۶ع مین پیدا هوئی . سنه ۱۷۵۸ع مین پیدل فوج مین نام لکھایا . اور مختلف عهدون پر فائز رهکر سنه ۱۸۰۹ع مین جنرل مقرر هوگئی . سنه ۱۸۰۱ع سی سنه ۱۸۰۵ع تک هندوستان کی افواج کی کانڈر انجیف اور کو اسل کی عمبر رہی ، انھون نی مرهنون سی کامیاب جنگ کی . اور انگلستان واپس جاکے در ۲۰ فروری سنه ۱۸۰۸ع کو فوت هوئی . یه بهت نامور اور هردلعزیز سپه سالار مانی جاتی تھی .

⁽۲) نواب احمد بخش خان فیروزپور جهرکه کر رئیس اور لوهارو کر جاگیردار تهی . حکومت انگریزی مین انکی بؤی عزت اور منزلت تهی . نواب الهی بخش خان معروف ، میبرزا غالب کر خسر ، انکر چهوٹی بهائی تهی . احمد بخش خان کی آخر عمر مین حکومت سی کناره کشی اختیارکرکی اپنی بؤی لؤکی نواب شمی الدین احمد خان کو فیروزپور جهرکه کی ریاست ، اور نواب ضیاء الدین خان نیر و نواب امین الدین خان کو لوهاروکی جاگیر عطاکردی تهی . میرزا غالب کی پنشن ریاست فیروزپور سی متعلق تهی .

⁽۳) احمد بخش خانکر جانشین سی نواب شمسالدین احمد خان والی فیروزپور مراد هین . یه مزاجکر درشت اور فساد پیشه تهی . اسائی نواب هوکر اهل خاندان سی تعلقات درست نه رکس سکر . میرزا غالب بهی ان سی ناراض تهی . خط مین انکا نام نه لینوکی یهی وجه هی . مسئر ولیم فریزر ریزیڈنٹ دهلیکر قتل کر الزام مین اکتوبر سنه ۱۸۳۵ع کو انهین بهانسی دیدیگئی، اور ریاست فیروزپور ضبط هوگئی .

⁽٤) بهادر شاه هندوستان کی مغلیه فرمانرواؤن کی آخری چشم و چراغ تھی ، یه سنه ۱۸۳۷ ع مین تخت نشین هوژ. عدر سنه ۱۸۳۷ ع مین آنخت نشین هوژ. عدر سنه ۱۸۵۷ ع مین باغیون نی انھین اپنا مطلق العنان بادشاه بنایا . بعد فتح دهلی الوام بغاوت مین رنگون کی طرف جلاوطن کئی گئی ، اور و هین ۷ نومبر سنه ۱۸۳۲ ع کو فوت هوژ . میرزا صاحب نی ایك خط مین میر مهدی کو لیکھا هی : ۷ نومبر ، ۱۶ جادی الاول سال حال جمعه کی دن ابو ظفر سراج الدین بهادر شاه قید فرنگ و قید جسم سی رها هوژه .

می پرداختم . درین هنگامه خود را بکنار کشیدم . و بدین اندیشه که مبادا گر یك قلم ترك ِ آميزش كنم، خانهٔ من بتاراج رود، وجان در معرضِ تلف افتد، بباطن بیگانه وبظاهر آشنا ماندم. هرگاه شهر بر دستِ سپاهِ انگریز فتَح شد، همه جاگیر داران و پنسنداران از شهر بدر رفتند. چنانکه تا امروز آوارهٔ دشت وکوه اند. من از جا نه جنبیدم. وهم چنان گوشه گیر ماندم. درین بندوبست که خاصه از بهر سـياستِ مجرمان ست، وتحقيقاتِ جرم از روى ِ دفترِ قلعه واظهارِ مخبران می کنند، هیچگونه آلایش ِ دامن ِ من پدید نیامد. و داروگیر و باز پرس رو نه داد. بودن ِمن در شهر از حکام نهـان نیست. اما چون پرسشے درمیـان نیست، لاجرم محفوظ مانده ام. مي بايست كه خود سلسله جنبان گشتيمي، وباحكام پیوستمے. درین بارہ سخن آنست ، کہ درین فرماندہان با ہیچ کس سابقۂ معرفتے ندارم. ومعهـذا هنوز موقع ومحلِ آن نمی نگرم، که نامـه نویسم، وخواهش ملاقات بميان آورم. راستي اينكه درين فتنه وآشوب خدمتے بجا نيــاورده ام.ً لیکن مقام شکر است ، که به تقدیم نرسیدنِ خدمت از راهِ بیدستگاهی است ، و ذریعهٔ اخلاص وخلوص همان بیگناهی است. حال ِخود را، اگرچه پرسش از جانبِ آن والا مناقب نبود، گفتم^(۱). وخون ميخورم كه صحت وعافيت ِ ذات همایون اقدس، که یا رب! جاودان سلامت باد، چگونه دریابم. همدرین کنج، که مسکن من ست ، شنیده ام که والا شان زین العابدین خان بهادر^(۲) بشهر آمده اند. نیازمندی ِ من با مرجومی نواب عبدالله خان بهـادر^(۳)، ومهرورزی ِ من

⁽۱) مزید تفصیل کی لئی ملاحظه هو اردوی معلی، صفحه ۳۵.

⁽٢) زين العابدين خان بهادر كا تذكره مكتوب نمير ١٠٠ كم ذيل مين ملاحظه هو .

^(*) نواب سید عبد الله خان مهادر ابن نواب سید غلام محمد خان مهادر نواب فردوس مکان کی چچا تھی .

شعر و سخن سی دلچسپی رکھی تھی . زور آزمائی کا بھی شوق تھا . دھلی مین عرصه تك مقیم رہی .

میرزا صاحب اور ان مین بہت ارتباط وخلوص تھا . پنج آهنگ مین میرزا صاحب کا ایك خط انکو
نام بھی درج ہی (کلیات نثر غالب، صفحه ۲۱۸) . یه عرصه تك میر لی کی صدر الصدور رہی تھی : اور وہین
ستر برس کی عمر مین بمارضه تپ سنه ۱۲۷۶ ه کو رحلت فرمائی ، اور درگاه چشتی پہلوان مین مدفون
ہوی . ان کا ایك شعر امیر مینائی مرحوم نو تذ كرة انتخاب یادگار (صفحه ۲۱۱) مین درج
کیا ہو . فرمائی ہین :

منحصّر تجمير پر شفاعت هي ، بهلا جائين کهان ﴿ اَي شَفَيْعِ عَاصِيانَ ! هُمْ تَهِرا دَامَانَ چَهُوژُكُر

با اصغر علیخان مرحوم (۱)، و محبت و خلت من با نواب عبد الرحمن خان بهادر مغفور (۲) کجا دیده اند، و آن مدارج کی در نظر دارند، که ایشان را در ضمیر میگزشت، که گدای گوشه نشین را باید دید. من خود پائی، که رفتار داشته باشد، ندارم. و از زاویه برون آمدن نتوانم. به نگاشتن این نامه زحمت اوقات ملازمان از آن رو روا داشته ام، که اگر نفرستادن نامه محض از روی احتیاط است، هویدا گردد، که در عنایت تفریط و در رعایت افراط است. چشم دارم که بمشاهده سواد نوازشنامه فروغ نظر اندوزم. شغل شعر و سخن هر آئینه یقین دارم که درین چنین فتنه و آشوب دل بدان کار چگونه گراید. دولت پاینده و نصرت طرب فزاینده باد. از اسد الله عنالب. نگاشته و روان داشته پنجشنبه ۱۶ جنوری سنه ۱۸۵۸.

له ـ دبیرانِ خاص بر عنوانِ نامه های پیشین نشانِ کلبهٔ این درویشِ دلریش عقبِ مسجدِ جامع نبشته اند. و من از هفت هشت سال در محلهٔ بتّی مار می مانم. سپس نشانِ این محله نگاشته شود (۳).

(Λ)

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت.

منشور عطوفت کے دیکھنے سے زندگی کی صورت نظر آئی. مخس اور

⁽۱) سید اصغر علی خان مرحوم نواب سید عبد الله خان مهادر کر صاحبزادی اور نواب فردوس مکان کر چچا زاد بهائی تهیی ، امیر مینائی تذکرهٔ مذکور (صفحه ۲۵) مین لکهتی هین : وشاعر خوش مذاق هین . آفرینش مضامین عاشقانه مین طاق هین . مومن خان صاحب دهلوی کر شاگر درشید . کلام انکا لایق دید وقابل شنید . ۳۸ برسکی عمر پائی . بارهوین رجب کو سنه ۱۲۷۳ هجری تهی که عارضهٔ خناق مین مبتلا هوکر میر نی مین رحلت فرمائی : وهان سی جنازه او نکا دهلی کو گیا . اور درگاه حضرت خواجه باقی باقی باقی باقی مین دفن هوی ، . انکا دیوان شائع هوگیا هی .

⁽۲) نواب سید عبد الرحمٰن خان بهادر ، نواب سید غلام محمد خان بهادرکر صاحبزادی اور نواب فردوس مکانکر چچا تھی .

⁽٣) اگر میرزا صاحب کی تخمینه کو صحیح مانا جائز ، تو اونهین سنه ۱۸۶۹ ع یا سنه ۱۸۰۰ ع سی محله بلی مار مین مقیم هونا چاهئی . میر مهدی مجروح کی نام کی خط مین سنه ۱۸۵۰ ع کی تصریح موجود هی . اسلی یهی سنه درست معلوم هوتا هی . فرماتی هین : د.... یه لکی که اسد الله خان پنشن دار سنه ۱۸۵۰ سر حکیم پایالی والی کی بهائی کی حویلی مین رهنا هی ، (عود هندی، صفحه ۸۳، و اردوی معلی، صفحه ۱۹۶) .

غزلون کے پہنچنے کی اطلاع پائی. یہ بھی ایك بخشش کا بہانہ پیدا کرنا ہے. ورنه حضور کے کلام کو اصلاح کی احتیاج کیا ہے. میری کیا سخنوری اور سخن سرائی ہے. آپ کی قدر دانی بلکہ قدر افزائی ہے. تکلف ہے آگر کہون کہ تا قیامت رہو. ہے تکلف دعا یہ ہے، کہ خدا کرے ایك سو بیس برس تك سلامت رہو.

اس قرینے سے، کہ بسبب کم فرصتی کے اون کا ملاحظہ نکرنا مرقوم ہوا، ریختہ کے دیوان اور اس کتاب کا پہنچنا معلوم ہوا. دیوان کے دیکھنے ندیکھنے مین آپکو اختیار ہے. مگر یہ چار جزو کا رسالہ جو اب بھیجا ہے، اسکا دیکھنا ضرور درکار ہے. فارسی قدیم اور پھر حسنِ معنی اور صنعتِ الفاظ. با این ہمہ ہر امرکی احتیاط، اور ہر بات کا لحاظ(۱).

جنابعالی! طرفه معامله هے. خداکا شکر هے، اور اپنی قسمت کا گله هے. خداکا شکر یه که با وجود تعلقِ قلعه کسی طرح کے جرم کا به نسبت میر به احتمال بهی نهین. قسمت کا گله یه که عطای پنسن (۲) قدیم کا حکام کو خیال بهی نهین. یه نومبر سنه ۱۸۵۸ انیسوان مهینا هے. گویا بن کهائے جینا هے. کہتے هین که جنوری شروع سال مین پنسندارون کو روپیه ملے گا. دیهکئے کیا نیا گل کهلے گا. پہلی نومبر کو یہان اشتہار عام هوگیا هے، که اب قلرو هندوستان مین عملِ ملکه معظمهٔ عالیمقام هوگیا هے. مین پہلے سے مداحون مین اپنا نام لکھوا چکا هون. اور وزرای ملکهٔ دارا دربان کے دو سارتی فکٹ یا چکا هون. اگر اس اجمال کو به تفصیل معلوم کیا چاهئے، تو اسی فکٹ یا چکا هون. اگر اس اجمال کو به تفصیل معلوم کیا چاهئے، تو اسی نگاشتهٔ روز یکشنبه هفتم نومبر سنه ۱۸۵۸ ع.

⁽۱) اس چار جزوکر رساله سی «دستنبو، مراد هی . چنانچـه آخر عریضـه مین اسکر نامکی تصریح کرکی مرزا صاحب نو ابهام دورکر دیا هی .

⁽۲) میرزا صاحب نو اس لفظ کا اِملا دشین، کی بجائی دسین، سی لسکمها هی . اسی طرح لفظ سار ٹیفکٹ مین پہلی دٹ، کو دت، تحریر کیا ہی .

· (**4**)

خداوند ِنعمت سلامت .

جو آپ بن مانگے دین، اوسکے لینے مین مجھے انکار نہین. اور جب مجکو حاجت آپڑے، تو آپسے مانگنے مین عار نہین.

بارگرانِغم سے پست ہوگیا ہون. آگے تنگدست تھا، اب تہی دست ہوگیا ہون. جلد میری خبر لیجے. اور کچم بھجوا دیجیے. عنایت کا طالب غالب. چار شنبه یازدهم ربیع الثانی سنه ۱۲۷۵ هجری و ۱۷ نومبر سنه ۱۸۵۸ ع^(۱).

$(1 \cdot)$

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت.

بعد آداب بحالانے کے عرض کرتا ہون، کہ منشورِ رافت لکھا ہوا ۲۰ نومبر کا جمعے کے دن تیسری دسمبر کو اس دعا گوی دولت کے پاس پہنچا · ڈھائی سو روپیہ کی ہنڈوی معتمد کے حوالہ کیگئی . آج یاکل روپیہ آجایگا . خاطرِ عاطرِ اقدس جمع رہے .

میرے حاضر ہونیکو جو ارشاد ہوتا ہے، مین وہان نہ آؤنگا، تو اور کہان جاؤنگا. پنسن کے وصول کا زمانہ قریب آیا ہے. اسکو ملتوی چھوڑ کر کیونکر چلا آؤن. سنا جاتا ہے، اور یقین بھی آتا ہے، کہ جنوری آغاز ِ سال

⁽۱) نواب فردوس مکان نی عرایض مورخهٔ ۷ نومبر و ۱۷ نومبر کی جواب مین تحریر فر مایا: ه... دو قطعهٔ صحیفهٔ تلطف طراز، او لین حاوی حالات نه مانی زر پنشن آپکی، اور دوسرا مورخه انهاروین ماه نومبر سنه حال مشعر نوید خیریت مزاج و هاج کی، متواتر رنگ افروز چهرهٔ وصول نشاط شمول کا هوا. اور مراتب مندرجه می مطلع فرمایا. مشفقا! جو که مخلص کو اشتیاق معانقه اور مکالمه آپ کا بدرجه کال هو ، اور اب تشریف آوری آپکی اس جگه مناسب هی ، أسواسطی حواله خامهٔ محبت نگار کی هوتا هی، که آپ دیدار فایض الانوار اپنی سی مخلص کو مسرور فرمائیی. اور قطعهٔ هندوی مبلغ دو سو پچاس روییه کا واسطی مصارف خدام آپ کی بلف رقیمهٔ الوداد هذاکی مرسل هی . قبول فرمائیی . ۱۸ ربیع الثانی سنه ۱۲۷۵ه مطابق ۲۵ نومبر سنه ۱۸۸۸ ع ه . عریضه نمبر ۱۰ هندوی کی رسید اور تآنی کی عذر پر مشتمل هی .

ہو عیسوی مین یه قصه انجام پائے. جس کو روپیه ملنا ہے اوسکو روپیه،
 جس کو جواب ملنا ہے اوس کو جواب ملجائے.

حضور نے یہ کیا تحریر فرمایا ہے، کہ ان بارہ غزلون کی اصلاح مین کلام ِ خوش مطلوب ہے . اگلی غزلون کی طرح نہون . مگر اگلی غزلون کی اصلاح پسند نہ آئی ، اور اون اشعار مین کلام ِ خوش نتھا . حضرت کا تو اون غزلون مین بھی وہ کلام ہے ، کہ شاید اورون کے دیوان مین ویسا ایك شعر بھی نه نکلیگا . مین بقدر اپنے فہم واستعداد کے کبھی اصلاح مین قصور نہین کرتا . زیادہ حد ِ ادب . عرضداشت ِ غالب . معروضة جمعه ۲۸ ربیع الثانی سنه ۷۵ و ۳ دسمبر ۵۸ (۱) .

(11)

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت.

مین اس دولت ِ ابد مـدتکا از راه ِ مودت خــیر خواه هون. امرِ ملال انگیز ِ اندوه آور مین آرائش ِگفتارگوارا نهین کر سکتا. نواب مرزا^(۲) نے دلی آکر پہلیے نویدِ بزم آرائی سنائی. چاہتا تھا ،کہ اوسکی تہنیت لکھون.

⁽۱) نواب فردوس مکان کی مسودهٔ فرمان مین یه مضمون تحریر نهین . نمکن هی که مبیضه مین اپنی قـلم سی اضافه کردیا هو .

⁽۲) نواب مرزا خان داغ تخاص خاف نواب شمس الدین خان دهاوی مراد هین. نواب فردوس مکان کی جهد مین انکی بهویی عمده خانم ریاست سی وظیفه پاتی تهین. یه اونکم توسط سی ابتداء مورد العام و عنایات رهی . بعد ازان تعلق خدمت بهی هوگیا . چنانچه نواب خلد آشیان کی عهد مین اصطبل اور فراش خانه کی داروغه تهی ، سو روپیه ماهوار تنخواه پاتی تهی . نواب صاحب کی انتقال کی بعد بزم علم وادب منتشر هوئی، تو مرزا داع حیدرآباد چلی گئی . اور وهان حضور نظام مرحوم کی استاد مقرر هوئی . اور وهین سنه ۱۳۲۲ هر (۱۹۰۵ع) مین انتقال کیا . داع صاحب شیخ ابراهیم ذوق دهلوی کی شاگرد تهی . اور رامپور مین شعراء دهلی کو کامیاب نماینده شمار هوئی تهی . امر مینائی مرحوم لکهنوی اسکول کی حامی به اسائی در بار خلد آشیان مین امیر مینائی مرحوم نی داع کی سعی جاری رهتی تهی . بعض نقادون کا خیال هی که اس کشمکش مین امیر مینائی مرحوم نی داع کا رنگ اختیار کرکی اعتراف شکست کیا . مگر واقعه یه هی که دربار رامپور کی به تابنده گوهر اپنی کا رنگ اختیار کرکی اعتراف شکست کیا . مگر واقعه یه هی که دربار رامپور کی به تابنده گوهر اپنی علی صحبتون مین ایک دوسری پر فتح پائی . تاهم نواب خلد آشیان کی دربار مین امیر صاحب کا رنگ مین سی کس نی دوسری پر فتح پائی . تاهم نواب خلد آشیان کی دربار مین امیر صاحب کا رنگ سب سی زیاده جما . اسلئی قیام رامپور تك اونکو فتحیاب میدان سخن شمار کرنا بیجا نهین هی سب سی زیاده جما . اسلئی قیام رامپور تك اونکو فتحیاب میدان سخن شمار کرنا بیجا نهین هی ۳ سه حکاتیب غالب

کل اوسنے از روی خط آمد رامپور حضرت جنابعالیہ کے انتقال^(۱)کی خبر سنائی. کیا کہون، کیا غم و اندوہ کا ہجوم ہوا. حضرت کے غمگین ہونیکا تصور کرکر اور زیادہ مغموم ہوا. یسدرد نہین ہون، کہ ایسے مقام مین بطریق انشا پردازی عبارت آرائی کرون. نادان نہین ہون، کہ آپ جیسے دانا دل دیدہور کو تلقین صبر و شکیبائی کرون.

از دست ِگدای بے نوا ناید ہیچ جز آن کہ بصدق دل دعائی بکند

حق تعالی ذات ِستوده صفات کو دایماً اور ابداً جاه وجلال و دولت و اقبال کیساته سلامت با کرامت رکھے۔ عریضه نگار اسد الله المتخلص به غالب. مرقومهٔ یکشنبه ۲۱ شعبان و ۲۸ مارچ سال ِ حال.

(17)

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت .

ایک خط مشتمل اپنے حال پر اور ایک خط جناب بیگم صاحبہ و قبله مغفورہ کی تعزیت مین رواناکر چکا ہوں۔ اب ایک قطعۂ تاریخ بھیجتا ہون . اگرچہ ایک کا تعمیہ ہے . لیکن تعمیہ کتنا خوب اور بے تکلف ہے . عرضداشت اسد اللہ . معروضۂ ۱۳ رمضان و ۱۷ اپریل سال ِ حال .

قطعـــه

جنابیعالیے از بخشش حق بفردوس برین چون کرد آرام سخن پرداز غالب سال ِ رحلت «خلود خلد»گفت از روی ِ الهام (منه ۱۲۷۰ هری)

(17)

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت .

بعـــد تسلیم کے عرض کرتا ہون . آج دوشنبہ کا دن ۱۶ رمضــان

⁽۱) جناب عالیه نواب فردوس مکان کی والدهٔ محترمه کا لقب تها . انکا نام فتح النسا بیگم هی . یه محمد نور خان ولد محمد شاه خان بزیچ کی صاحبزادی ، اور محمد نور خان نواب سید فیض الله خان بهادر کی همشیرزاده تهی (گلشن فتوت قلمی ، ذکر نواب فردوس مکان ، و اخبار الصنادید ، ج ۲ ، ص ۲۲) .

المبارك كى اور ١٨ ماهِ اپريلكى صبح كے وقت ڈاك كا هركاره آيا ، اور منشورِ عطوفت لايا . مين نے سر پر ركھا . آ نكھون سے لگايا . تعجب ہے كہ مير ہے دو خطون كى رسيد اس عنايت نامه مين مرقوم نهين. آيا نه پهنچے ، يا پہنچے اور نه پڑھے گئے ، كچھ معلوم نهين (١).

پہلے خط مین یہ عرض کیا ہے، کہ مجموع پنسندارون کی مثل مرتب ہے، اور ہنوز صدر کو روانا نہین ہوئی. نواب گورنر جنرل لارڈ کیننگ ہادر (۲) نے کلکته سے میری پنسن کے کواغذ طلب کئے، اور وہ کاغذ فہرست مین سے الگ ہو کر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت مین ارسال ہوئے۔ وہان سے کلکته کو بھیجے جائین گے. پھر وہان سے حکم منظوری پنجاب ہوتا ہوا یہان آئیگا، اور یہان مجکو روپیه ملجائیگا. آج روپیه ملا. کل مین نے آپ سے سواری اور بار برداری مانگی. آج سواری اور بار برداری بہنچی، اور کل مین نے رامپورکی راہ لی. بلکہ اسی نیاز نامه مین کچھ حسنِ جہنچی، اور کل مین نے رامپورکی راہ لی. بلکہ اسی نیاز نامه مین کچھ حسنِ طلب بھی تھا. اہسوس کہ ایسا خط ضروری نہ پہنچے۔

دوسرا خط جنابِ عالیهٔ مغفورہ کی تعزیت مین تھا. اوسکا بھی ذکر اس عنایت نامه مین نتھا. ناچار پہلیے خطکا مضمون اس ورق مین مکرر لکھدیا، اور دوسر مے خطکے صرف ذکر پر اکتفاکیا. حق تعالی آپکو

⁽۱) نواب فردوس مكانكا بحولة بالا خط حسب ذيل همى : •....حال تشريف آورى آپكا اسطرف كو ابهى تك سامعه نواز نهين هوا . اور دل صفا منزل مشتاق اور منتظر دريافت سرور ملاقات كا همى . اسواسطي حواله خامة اتحاد نگار كر هوتا همى ، كه آپ براه عنايت كر نويد تشريف فرمانى اس سمت مى ، كه كتك ممكن الوقوع همى ، مطلع اور مطمئن فرمائي . ٩ رمضان سنه ١٢٧٥هـ ١٢٧٥ سنه ١٢٧٥ م

⁽۲) لارذکینگ بهادر سنه ۱۸۱۲ ع مین پیدا هوئی . سنه ۱۸۵۷ ع مین هندوستان کی گورنرجنرل اور سنه ۱۸۵۸ ع مین پهلو وائسرائی بنائی گئی . غدر انهی کی عهد حکومت مین رونما هوا . اوده حکومت کی مکمل ضبطی بهی اسی عهد کا واقعه هی . مارچ ۱۷۹۲ ع مین انگلستان واپس گئی ، اور ۱۷ جون سنه ۱۸۹۲ ع کو و همین فوت هوئی . اپنی عزم واستقلال ، تدبر ، اور خوبی انتظام کی بدولت انهون نی بری شهرت حاصل کی هی .

سلامت رکھیے ، اور صبر و ثبـات و دولت و اقبــال و عمر و جاہ و جلال بطریق دوام عنایت کرــے .

دو غزلین منجمله باره غزلون کے بعد ِ اصلاح ارسال کرچکا هون . خدا کرمے پہنچ گئی هون . پرسون ایك قطعه جناب بیگم صاحب و قبله کی تاریخ ِ وفات کا بهیجا هے . یقین هے که پہنچیے گا . از راه ِ احتسیاط وه قطعه اس ورق مین پهر لکھتا هون . اور نیز از راه ِ احتسیاط یه خط بیرنگ روانا کرتا هون . زیاده حدِ ادب . عریضهٔ اسد الله خان . معروضهٔ دوشنبه چهاردهم رمضان سنه ۱۲۷۵ ، مطابق هؤدهم اپریل سنه ۱۸۵۹ (۱) .

قطعه

جنابِعالیــه از بخششِ حق بفردوسِ برین چون کرد آرام سخن پرداز غالب سال ِرحلت مخلودِ خلد،گفتاز روی ِالهام (۱۲۷۰)

(12)

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت .

نوازشنامہ کے ورودِ مسعود کی اطلاع دیتا ہون، اور ہنے وی کے پہنچنے کا شکر بجا لاتا ہون. ستمبر سنہ ۱۸۵۹ کے مہینے کے سو روپیہ پہنچے۔ خاطرِ اقدس جمع رہے.

عزم ولایت کا حال معلوم ہوا . حق تعـالی آپ کو ہر جگہ مظفر و منصور و کامیاب رکھیے(^{۲)}. خدمت گزار ہون ، اور دعا و ثنا میرا کام ہے .

⁽۱) اس عریضه کی جواب مین نواب فردوس مکان نی تحریر فرمایا : ه سابق اس سی دو قطعی تلطف صحیفة طانیت افزا آپکی، اول مشعر مراتب تعزیت رحلت جناب والده صاحبه معظمه کی اس جهان فاتی سی، اور دوسرا بانتظار جواب اور قطعهٔ تاریخ رحلت جناب موصوفه کی متواتر وصول هوئی … سبحان الله کیا تاریخ آپنی تصنیف فرمائی هی ، که الفاظ جامع مختصر هین ، اور تعمیه بطرز نادر اور پی تکلف هی ، .

⁽۲) نوابصاحب کر ۷ ستمبر سنه ۱۸۵۹ ع مطابق ۲۹ صفر سنه ۱۲۷۹ه کر فرمان سی معلوم هوتا هی که میرزا صاحب نی سفر انگلستان کر باری مین استفسار کیا تھا . جسکر جواب مین نوابصاحب نی مذکورۂ بالا (باق)

بڑھا پے نے کھو دیا . جز نفسے چنـ د مجے مین کچے باقی نہیں . زیادہ حدِ ۱دب. عرضداشت ِ غالب. معروضهٔ یکم اکتوبر سنه ۱۸۵۹ عیسوی .

(10)

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت .

بعد ِتقدیم ِ تسلیم گزارش کرتا هون . پرسون ایك نیازنامیه بهیجا هے . یقین هے که پہنچیے گا ، اور اوسکا جواب جیلد عنایت هوگا . کل نوازشنامه ، جس مین سو روپیه^(۱) کی هنڈوی بابت ماه ِ اکتوبر سنه ۱۸۵۹ تهی ، شرفِ ورود لایا . زرِ مندرجهٔ هنڈوی معرض ِ وصول مین آیا . خاطرِ اقدس جمع رهے (شنبه ه نومبر سنه ۱۸۵۹)^(۲) .

(17)

حضرت ولي ِ نعمت آيةً رحمت سلامت.

بعد بجا لانے آدابِ نیاز کے عرض کرتا ہون. یہ میرا دردِ دل ہے.
نامے تہنیت مین اسکا اندراج مناسب نہین جانا. مین انگریزی سرکار مین
علاقه ریاست ِ دودمانی کا رکھتا ہون. معاش اگرچہ قلیل ہے، مگر عزت
زیادہ یاتا ہون. گورمنٹ کے دربار مین داہنی صف مین دسوان لمبر

⁽بقیه) تاریخ کو لکها: ومشفقا ! جو آپ نو نسبت عزیمت مخلص کو بسمت انگلستان استفسار فرمایا هی .
حال یه همی که فی الحقیقت اراده مخلص کا جانی انگلستان کو مصمم همی . لیکن ابهی تك کوئی زمانه جانی کا مقرر نهین هوا هی . اسواسطی حواله خامهٔ اتحاد نگار کی هوتا همی که جس وقت زمانه جانی و لایت کا قرار باویگا ، آپکو پیشتر سی اس خصوص مین اطلاع دهی عمل مین آویگی ، میرزا صاحب کا عربیته (نمبر ۱۶) اس فرمان کا جواب هی . بهان یه واضح کردینا مناسب هی که نواب صاحب کا یه سفر ملکه معظمه و کئوریه کی دست مبارك سی صله خدمات غدر پانی کی سلسه مین هونیوالا تها . لیکن بعد ازان کسی وجه سی سفر ملتوی هو گیا . اور گورنر جنرل کی دربار فتح گزه مین خلعت وغیره عطا هو .

⁽۱) میرزا صاحب نو الفاظ کی اوپر حسابی رقم بھی لکھی ہی۔

⁽۲) میرزا صاحبکر اس عریصه کا آخری حصه پهلگیا هی . اسلنی نام اور تاریخ متن مین موجودنهین . قوسین مین جو تاریخ درج هی وه لفافه سی نقل کردیگئی هی .

اور سات پارچیے اور جیغه ، سرپیچ ، مالائے مروارید ، خلعت مقرر ہے . لاڑد (۱) ہاردنگ صاحب (۲) کے عہد تک پایا . لاڑد دلہوسی (۲) یہان آئے نہیں . اب یه نوابِ معلی القاب آئے ہیں (۱) . زمانے کا رنگ اور . کوئی حاکم کوئی سکر تر میرا آشنا نہیں . بڑے میرے مربی قدردان جناب الأمنسٹن صاحب (۱۰) . وہ بھی چیف سکر تر نرھے . لفٹنٹ گورنر ہوگئے . وہ سکر تر رہتے تو بھی جھے کچھ غم نتھا . ابتك مین اپنے کو یه بھی نہیں سمجھا کہ بیگناہ ہون یا مردود . مانا کہ کوئی خیر خواہی نہیں کی ، جو نئے انعام کا مستحق ہون . لیکن کوئی بیوفائی بھی سرزد نہیں ہوئی ،

⁽١) يه ميرزا صاحبكا املا هي . صحيح لفظ لارځ هي .

⁽۲) لارڈ ہارڈنگ صاحب ہندوستان کی گورنر جنرل تھی . سنہ ۱۷۸۵ع مین پیدا ہوئی . جولائی سنہ ۱۸۶۶ع سی جنوری سنہ ۱۸۶۸ع تک گورنر جنرل ہند رہی . سکے وارمین ہمت نمایان خدمات انجام دین . انتظام مملکت مین بھی مفید اصلاحات نافذکین . جگہ جگہ اسکول قائم کؤ . ریلوی اور آبیسائی کی حکمون مین اضافہ کیا . اور اتوارکی عام تعطیل مقررکی . آخر مین سنہ ۱۸۵۲ع سی سنہ ۱۸۵۳ ع تک کانڈر انچیف رہی ، اور اسی سال ماہ ستمبر مین انتقال کیا .

⁽۳) لارؤ ڈلہوسی سنه ۱۸۱۷ع مین پیدا هوئی . سنه ۱۸۶۷ع مین هندوستان کی گورنر جنرل مقرر کئی گئی . اور ۱۲ جنوری سنه ۱۸۶۸ع کو آفس کا چارج لیا . افهون نی سکهون کو زیر کرکی سنه ۱۸۶۹ع مین پنجاب کا الحاق کیا . انکا اندرونی انتظام مملکت بهت عمده اور مضبوط مانا جاتا هی . محکمهٔ ریلوی مین نئی ضابطی نافذ کئی . اور صوبون کی درمیان ٹیلیگراف سسٹم قائم کیا . شاهی ڈاگھانه کا نظم بھی انہی کا رهین منت هی . پبلك ورکس ڈپارنمنٹ ، جیل ، جنگلات ، سروی اور محکمهٔ تعلیات قائم کیا . لیجسلیٹیو کونسل کا از سر نو انتظام کرکی اوسی وسعت دی . برما پر حملہ کیا ، اور خان قلات اور امیر افغانستان سی معاهدی مرتب کئی . صوبه برار فوجی مصارف کی گئی حاصل کیا ، ان کی هاتھون بهت سی دیسی ریاستون کا خاتمه هوا . حادثه غدر کی تمام تر ذمه داری بھی انہی کی کاندهون پر رکھی جاتی هی . یه بڑی جفاکش کارکن تھی ، چنانچه انکی سوانح کا خلاصه فتح ، استحکام، اور ترق هی . انھون تی لندن واپس جاکر سنه ۱۸۲۰ء مین انتقال کیا .

⁽٤) لارڈ کینگ بہادر وائسرائر مراد ھیں .

⁽ه) ایڈمنسٹن صاحب سنه ۱۸۱۳ ع مین پیدا هوئی . سنه ۱۸۳۱ ع مین اضلاع شمال و غرب مین تقرر هوا . ستلج کی فتح کی بعد وهان کی ریاستون کی کمشنر بنائی گئی . سنه ۱۸۵۳ ع مین پنجاب کی کمشنر مالیات هوئی . سنه ۱۸۵۵ ع سی سنه ۱۸۵۷ ع تك گورنمنث آف انڈیا کی فارن سیکریٹری رهی . بعد ازان جنوری سنه ۱۸۵۹ ع مین پنجاب کی گورنر هوگئی . اور فروری سنه ۱۸۳۳ ع تك اس عهده پر فائز رهی . انهون نی ۲۶ ستمبر سنه ۱۸۲۵ ع كو انتقال كیا .

جو دستور ِقدیم کو برهم مارے^(۱). بہر حال اس تشویش مین ہون . راہ ِ چارہ مسدود ، اور دکھ موجود . عرفی خوب کہتا ہے :

مرا زمانهٔ طناز دست بستهٔ و تیغ زند بفرقم وگویدکه هان سرے میخار مرقومهٔ صبح یکشنبه ۷ نومبر سنه ۱۸۵۹^(۲).

(1V)

حضرت ولي نعمت آية رحمت سلامت.

بعد بحا لانے آدابِ نیاز کے عرض کرتا ہون. منشورِ عطوفت پہنچا. نوابِ عالی جناب کی ملازمت کا حال بسبیلِ اجمال مندرج تھا. مین از روی اخبار به تفصیل دریافت کر چکا ہون. هندستان مین کسی رئیس کیواسطے یه بات کاھے کو ہوئی ہے. مسند تکیه کسی کو کب ملا ہے. یه کالِ عز و شان اور استحکام بنای ریاست کا نشان ہے. لطف یه ہے که اب صاحبانِ کورٹ آف ڈرکتر حائل نہین رھے. نواب گورنر جنرل بهادر نائب سلطنت هین. اس صورت مین جو کچھ انھون نے دیا ہے، وہ عطیه حضرت فاک رفعت ملکة معظمه کا ہے. ایسے شاهنشاه کی سرکار سے وسادۂ سروری کا عطا ہونا بہت بڑی نوازش اور سزاوار صد گونه نازش ہے. یه چار بالشِ امارت اور مکاشی پوره کا فیمیمهٔ ملکِ موروثی ہونا پہلے آپ کو اور پھر ولیعہد بہادر کو اور پھر آپ کی اولاد و اخوان و انصار کو اور سب کے بعد غالب دعا گوی۔ گوشه نشین کو مبارك ہو . زیادہ حد ِ ادب ، مرقومهٔ صبح یکشنبه ۲۷ گوشه نشین کو مبارك ہو . زیادہ حد ِ ادب ، مرقومهٔ صبح یکشنبه ۲۷ فومبر ۱۸۵۹ ع

⁽۱) یه فارسی کی محاوره دبرهم زدن، کا ترجه هی ۰

⁽۲) نواب فردوس مکان نی جُواباً تحریر فرمایا: • مشفقا! هنگام ملاقات کی اکثر صاحبان ذیشان سی تذکار محامد اوصاف ذاتی اور صفاتی آپ کا عمل مین آیا هم . افته تعالی کی فضل اور قدردانی سرکار دو لتمدار سی یقین و اثنی همی که جو مدارج شریف آپکی قدیم سی هین ، پیشگاه گورنمنٹ سی ایمی اوسی مطابق ظهور مین آویگا . کسواسطی که اهالی سرکار ابدقرار قدردان و قدرشناس هین ، .

⁽٣) میرزا صاحب نو اس عریصه مین جس واقعه کی طرف اشاره کیـا هی ، وه اخبار الصنادید (ج ٢، ص ۱۱۰-۹۷)کم بیانکر مطابق حسب ذیل همی : (لارذکیننگ صاحببهادرگورنر جنرل نو ۱۵ نومبر سنه (باق)

(1)

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت.

آداب نیاز بجاً لا کر عرض کرتا هون ، که سو روپیه کی هنڈوی بابت

(بقيه) ١٨٥٩ ع مطابق ٢٣ ربيع الثاني سنه ١٣٧٦ه كو مقام فتحكُّوه مين ايك عاليشان دريار منعقد فرمايا ... اس دربارمین بهت سی دیسی روسا اور بهت سی یوروپین معزز حکام خصوصاً کمانڈر انچیف صاحب شریك تهی . . . اس دربار عام مین گورنر جنرل نی نواب سد نوسف علیخان بهادر سے مخاطب ہو کر کہا : ہمکو بڑی خوشی اس بات کی ہم ، کہ ان خدمات کی عوض جو آپ نو ملکۂ معظمہ کی کین ، آج آپ کا شکریه اداکر نیکا موقع ملا . آپ اپنی ذات خاص سے زمانۂ غدر مین نہایت مستعد اور صادق رُّھی . اور آپ نی ، باوجود خوف جان و ریاست کی ، گرد و نواح مین نہایت مشقت اور مستعدی می حکومت برقرار رکھی . اور ملکۂ معظمہ کی افسرون کی مدد بقدر امکان بخوبی کی . سب سی بڑھ کر یه هی ، که آپ نی ایك بحمع کثیر همقوم ملکهٔ معظمه کی جانین بچائین. ان کو سب آفتون سی محفوظ رکھا۔ اور انکو هر طرح کی آسایش دی. حالانکہ وہ زمانہ چارون طرف خوف سی گھرا ہوا تھا . مین بڑی خوشی سے روبرو سپه سالار افواج ہند ملکة معظمه اور بہت سی معزز افسر اور حاکمان ملمکی کی ، جوگرد و نواح اور دیگر مقامات هندوستان مین عهده های جایله بر منصوب هنن ، آپ کی حسن خـدمات کا اقرار کر تا هون . مجکو یقن هم که آپ کی کارگزاریون کو په لوگ هرگز نه بهولینگم . . اس دربار مین گورنر جنرل نی نواب سید یوسف علیخان بهادر کو خلعت قیمتی بیس ہزار روییہ کا عطا کیا . اور سلامی کی فیر گیارہ کی بجای تیرہ مقرر ہوی . علاوه اسكم • فرزند دليذير، كا خطاب عنايت هوا . القاب وآداب ان الفاظ كم ساتهم قرار يايا : ه نو ابصاحب مشفق بسیار مهربان کرمفرمای مخلصان سلامت،) .

بعد ازان ۲۵ نومبر سنه ۱۸۵۹ ع کو گورنر جنرل بهادرکی سکریٹری نر گورنمنٹ ممالك مغربی وشمالیکی سکریٹریکی نام حسب ارشادگورنر جنرل بهادر ایك خط لکھا . اس خط کی دفعه ٥ مین تحریر تھا : گورنر جنرل نی نواب صاحب کو مطلع کیا که انکی مستحکم وفاداری اور اعلی درجه کی امداد کی سبب سی ، جو انھون نی گورنمنٹ کو دی ہی ، انکو پرگنۂ کاشی پور ضلع مرادآباد جسكى جمع ايك لاكړ چار هزار چار سو روپيـه سالانه هي ، معافى مين بخشا هي . جسکو وہ اور انکر وارث اپنی جاگیر کر ایك ٹکڑی کر طور پر اپنی قبضہ مین رکھیں .)

اس عطیهٔ شاهی کی تهنیت مین مىرزا صاحب نو یه قطعه فارسی نظم کیا :

ای آنکه خود بمهر همی پروری مرا از غیب مزدکار تو اجر عظیم باد رای تو در زمانه بامضای کارها در صبح دولت تو زگلهای رنگرن*گ* آن دم ، که مرده را باثر زنده ساختی ، یاشند آب گر برهت بهر دفع گرد هر صیغهٔ،که وضع وی از بهر امر تست، گر بہر خویش نیز دعای کئم چه باك آزاده ام خلوص وفا شيوهٔ من ست

با اهتمام سهم سعادت سهيم باد دائم مشام دهر رهین شمم باد در باع طالع تو بجای شمیم باد هر قطره زان نمونهٔ در يتيم باد فارغ ز نَنگ زحمت تقدیم میم باد این نغمه هم گزیدهٔ طبع سلم باد راهم ورای مسلك امید و بیم باد (باق)

مصارف ماه نومبر ۱۸۵۹ پهنچی . اور روپیه وصول مین آیا. اور صرف هو گیا. اور مین بدستور بهوکا اور ننگا رها. تم سے نکمون توکس سے کمون . اس مشاهرهٔ مقرری سے علاوہ دو سو روپیه اگر مجکو اور بهیج دیجیگا تو جلا لیجیگا . لیکن اس شرط سے که اس عطیمهٔ مقرری مین محسوب نهو اور بهت جلد مرحمت هو . زیاده حید ادب . عرضداشت غالب . معروضهٔ صبح پنجشنبه هشتم دسمبر سنه ۱۸۵۹ بمجرد ورود عنایت نامهٔ مرقومهٔ ماه حال (۱) .

(یقیه) چون رهروی که بر نمط جاده ره رود مانند فکر من رخ بخت تو دلفروز پابستهٔ زمان و مکان نیست دردمند شادم بکنج امن و نگویم که بنده را مقصود از لباس همان پوشش تنست بالجله این سه بیت که سر جوش فکرتست دنواب مهر مهر منوچهر چهر را چون غنچهٔ که بهلوی گل بشگفد بیاع:

هر دم ترا بخلوت راز و بیزم انس

يوسته سير من بخط مستقيم باد مانند كلك من دل دشمن دونيم باد گر خود رود بكعبه برين در مقيم باد خشتى ز زر خالص و خشتى ز سيم باد پوشش گر از حرير نباشد گليم باد در خورد لطف عاص و عطاى عيم باد حاصل جمال يوسف و قرب كليم باد ملك جديد شامل ملك قديم باد روح الامين مصاحب و غالب نديم باد روح الامين مصاحب و غالب نديم باد ركايات غالب فارسى ، ص ٢٦)

اس قطعه کی متعلق یه بتانا ، که کس تاریخ لکهاگیا ، اور کب رامپور پهنچا ، سخت دشوار همی . اسائی که مثل مین ایسا کوئی خط شامل نهین ، جس مین اسکا ذکر هو . لیکن ۲۷ نومبرکی مکتوب مین اسکا مذکور نهونی کی باعث ، قیاس به همی ، که اس تاریخ کی بعد لکها گیا هوگا . اور اسی مهینی که کسی آخری تاریخ مین یا ماه دسمبر کی شروع مین نواب فردوس مکان کی خدمت مین ارسال هوا هوگا . نوابساحب کی تاریخ دو انگی و آمد صاحب اخبار الصنادید تو ذکر نهین کی لیکن خود نوابساحب و میرزا غالب کو ۱۱ ربیع الثانی سنه ۲۷ ه مطابق ۸ نومبر سنه ۵۹ ع کو لکها همی : «مخلص بتاریخ ۱۲ اس مهینی کی طرف فرخ آباد کی روانه هوگا اور بتاریخ ۱۸ اس مهینی کی معاودت کرکی رامپور پهونچی گا

(۱) میرزا صاحب کی اس عریضه کی جواب مین نواب فردوس مکان نی القاب و تسلیات کی بعد تحریر فرمایا : دهسفقا! بیاس ارقام سای کی ، که مخلص کو آپ کی ذات ستوده صفات سی مجبت اور موانست قلبی هی ، هنڈوی مبلغ دو سو روپیه کی سوائر مشاهرة معینه معطوف رقیمة الوداد هذا کی مرسل هی ، اور چشمداشت آپ کی لطف فرمائی سی یه هی ، که رسید هنڈوی مذکور سی مطلع اور مطمئن فرمائین ، اور سابق مین چند مرتبه در باب تشریف فرمائی یهان کی متکلف هوا هون . لیکن ابتک آپ نی سرور ملاقات بهجت آیات سی مسرور نهین فرمایا . اب لازم اشفاق کا یه هی که آپ تشریف شریف باسرع ازمنه ارزانی فرماوین اور مخلص کی مشکور الطاف کا کرین .

اس ارشادکی تممیل مین میرزا صاحب صبح پنجشنبه ۱۹ جنوری سنه ۳۰ عکو دلی سی روانا هوکر شام کو مرادنگر ، اور جمعه ۲۰ جنوری کو میرثم پهنچی . وهان ۲۱ کو قیام کرکی دوسری دن شاهیهانپور ، گؤه مکنیسر ، اور مرادآباد هوتر هوی ، جمعه کی دن ۲۷ جنوری کو وارد رامپور (باقی) ٤ -- مکاتیب غالب (19)

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت .

آداب نیاز بحا لاتا هون . اور مزاج اقدس کی خبر پوچهتا هون . اور بکال ناچاری بصدگونه شرمساری عرض کرتا هون که آج سه شنبه ۷ فروری کی هے . جو لوگ که میرے ساتھ هین گوش بر آواز هین . اور جو وظیفه خوار دلی مین هین وه چشم براه هونگے . زیاده حد ادب . خوشنودی کا طالب غالب . صبح سه شنبه ۷ فروری سنه ۱۸۳۰(۱) .

$(\Upsilon \cdot)$

حضرت ولي نعمت آية رحمت سلامت .

تقدیم ِ مراسم ِ تسلیم مقدمه اسگزارشکا هے، که عالم دو هین. ایك عالم شہادت، ایك عالم غیب. جسطرح عالم ِ شہادت مین آپ میری دستگیری کرر هے هین، عالم ِ غیب مین آپ کا اقبال مجکو مدد پہنچارها هے. تفصیل اس اجمال کی یه که وہ نقشا پنسن دارون کا جو یہان سے صدر کو گیا تھا، وہ اب صدر سے بعد ِ صدورِ حکم آگیا. حکم به نسبت هر واحد کے مختلف هے.

⁽بقیه) هوی . یهان منجانب ریاست مهانداری کا انتظام کیا گیا . اور محلهٔ راجدواره مین ایك مكان قیام کیلئی عطا هوا . نواب فردوس مكان نو تعظیم و توقیر مین کوئی دقیقه فروگزاشت نهین کیا . اور چند دن کی بعد زر دعوت کی نام سی سو روپیه ماهوار مقرر فرما دیا . رامپورکی آب وهوا میرزا صاحب کی مراج کی موافق تهی . اسلئی وه چاهتی تهی که یهان زیاده عرصه وهین . لیکن باقر علیخان اور حسین علیخان ساتی آئی تهی . او نهون نی دلی واپس چلنی کیلئی ضد کی . چونکه یه دونون کم عمر تهی اسلئی انکا تنها دلی بهجنا مناسب نه تها . بجبوراً میرزا صاحب نی رخصت مراجعت کی درخواست کی . نواب فردوس مکان نی قیام پر اصرار کیا . لیکن آخرکار اجازت عطا فرما دی اور میرزا صاحب رامپور سی ۱۷ مارچ سنه ۲۰ ع کو روانا هوکر ۲۶ ماه مذکور کو دلی جاجا اور میرزا صاحب رامپور سی ۱۷ مارچ سنه ۲۰ ع کو روانا هوکر ۲۶ ماه مذکور کو دلی جاجا

⁽۱) اس عریضه کی لفافه سی معلوم هوتا هی که یه میرزا صاحب کی قیام رامپور کی زمانه مین نواب فردوس مکان کو لکهاگیا ، اور فتح محمد خانصاحب کی توسط سی کیمپ مین پیش هوا . مقام کا نام لفافه پر درج نهین . لیکن جوابی فرمان کی مسوده مین «از مقام کمهریا» تحریر هی . جس سی یه نتیجه نکلتا هم که اوسوقت سرکار بسلسلة دورهٔ ریاست موضع کمهریا تحصیل سوار مین فروکش تهی .

تقلیل بهت هے . سو روپیه مهینے و الے کو پچهتر (۱) بهی هین ، اور پچیس (۱) بهی هین ، اور دس (۱) بهی هین . اب فرمائیسے میرے واسطے کیا احتمال گزرتا هے . یاس کلی هے . لیکن واقعه یه هوا هے ، که سب سے پہلے میرا نام اور پوری پنسن کی واگز اشت کا حکم . طرفه یه که میرے نام کے ساتھ ایك انگریزی تحریر هے ، که جسکے دیکھنے سے یه معلوم هو تاهے ، که گورمنٹ کا حکم منظوری اس تحریر پر متفرع هے . حکام کے عمله مین اور وکلا اور اهل شهر مین یه مشہور هے ، که وہ تحریر ولایت سے آئی هے . بہر حال دو امر هنوز مبهم هین . ایک اس انگریزی تحریر کا حال ، اور دوسرے میرے بھائی کی پنسن کی حقیقت . سو یه دونون امر چند روز مین معلوم هو جائینگے . اور جو معلوم هوگا ، وہ عرض کیا جایگا . غالب . ۲۲ اپریل سنه ۱۸۶۰ (۲) .

(11)

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت .

شکرِ بندہ پروری بجا لاکر عرض کرتا ہون ،کہکل ۱۲ جولائی کو بوازشنامہ مع سو روپیہ کی ہنڈوی کے پہنچا ، اور روپیہ معرض ِ وصول مین آیا . متوقع ہون ،کہ یہ عطیہ چوتھی پانچوین انگریزی کو ، جیساکہ ہمیشہ

⁽۱) ان مقامات پر میرزا صاحب نو حسابی رقوم بھی لکھی ہیں ۔

⁽۲) اس عریضه کی جواب مین ۲۸ رمضان سنه ۱۲۷۱ ه مطابق ۲۰ اپریل سنه ۱۸۲۰ ع کو نواب صاحب نی تحریر فرمایا : «مشفقا! جب کوئی مسرت پیش آنیوالی هوتی هی ، تو آغاز هی سی مقدمات سرور پیدا هوتی هی ، تو آغاز هی سی مقدمات سرور پیدا دیکهیئی ، که ۱۹ تاریخ اپریل سال حال پهل تو ایك لاکی بیس هزار کی جاگیر پر دخلدهانی کا خریطه دیکهیئی ، که ۱۹ تاریخ اپریل سال حال پهل تو ایك لاکی بیس هزار کی جاگیر پر دخلدهانی کا خریطه آیا . مین اوسی پؤهرها تها ، که آپکا نامهٔ سرور افزا پونچا . اوس سی آپکی پنشن کی بحالی کا مژده پایا . نشهٔ سرور دوبالا هوگیا . اور اسفدر بالبدگی اور خوشی حاصل هوئی که زینهار بیان اوسکا مجالی زبان و قلم نمین . بار خدایا مبارك هو . سپاس منع حقیق ادا نهین هوسکتا . اسوقت مین بلا نقصان پنشن کا جاری هو نا محصن شان قدرت باری هی . شکر اوسکی احسانات کا کهانتك ادا کیجئی . عجب قدرت نمائی مرائی هی . دلکو طرفه مسرت هاتی آئی هی » . میرزا تفته کی نام که ۲ مئی سنه ۱۸۲۰ ع که خط سی معلوم هوتا هی که ۶ مئی سنه ۱۸۲۰ ع کو زر پنشن وصول کیا گیا تها (اردوی معلی ، صفحه ۱۸۲ ، خط شده رقم ، دو هزار دوسو پچاس روییه کی خرج کی پوری تفصیل کیلئی اردوی معلی ، صفحه ۱۸۲ ، خط نام میر مهدی ملاحظه هو . آخر مین یه عرض کرنا ضروری هی که میرزا صاحب کی عریضه کی تاریخ ۲۲ اپریل سهو قلم معلوم هوتا هی .

پہنچتا تھا، پہنچا کرہے. دسوین بارہوین نہوا کرہے. تم سلامت رہو قیــامت تك

خوشنودی کا طالب غالب. صبح ِجمعه ۲۳ ذی الحجه سنه ۱۲۷٦ مطابق ۱۳ جولائی سنه ۱۲۷۰.

(27)

ولَّي نعمت آيُّه رحمت سلامت^(١) .

بعد تسلیم معروض ہے. عنایت نامہ کے ورود سے مین نے عزت پائی . سو روپیہ کی ہنڈوی بابت مصارف مارچ سنہ ۱۸۶۱ کے پہنچی . زرِ مندرجہ معرض وصُول مین آیا . خاطرِ اقدس قرین جمعیت رہے . کلیاتِ فارسی کے پہنچنے سے اور اس نذر کے مقبول ہو نے سے مجکو بہت خوشی حاصل ہوئی^(۲) . تم سلامت رہو قیامت تك

عنایت کا طالب **غالب**. صبح ِ یکشنبه ۷ اپریل سنه ۱۸۶۱ ع . (۲۳)

وليّ نعمت آية رحمت سلامت.

بعـــد ِ تسلیم تورہ اور خلعت کے عطایہ کا آداب بجا لاتا ہون . خدا آپ کو سلامت رکھیے . اور اپنی اولاد کی اولاد کی شادیان کرنی اور اون

⁽١) عريضه نمبر ٢٢ تا ٢٥ مين خلاف معمول لفظ وحضرت، ساقط هي .

⁽۲) میرزا صاحب کا یه نسخهٔ کلیات فارسی حسب تصریح فرمان مورخسه ۲۰ مارچ سنه ۲۱ ع ڈاک کی ذریعه حضور مین پیش هوا. نوابصاحب نی اسکو ه آئینهٔ جهان نما بل مخزن نکات مسرت افزا، تحریر کیا هی . یه نسخه کب خانهٔ سرکاری مین محفوظ هی : خط نهایت صاف، کاغمهٔ نیلگون اور جابحا مرزا صاحب کی قلمی تحریر سی عفوظ هی . اسکی کاتب کی باوی مین مرزا صاحب نواب صنیا الدین خان بهادر کو لکھتی هین : ه آپ کو دیوان کی دینی مین نامل کبون هی . دوز آپ که مطالعه مین نهین رهتا . بغیر اوسکی دیکھی آپ کو کھانا نه هضم هوتا هو ، یه بھی نهین . بهر آپ کیون نهین دیتی : رها کتاب کی تلف هونکی الدیشه ، یه خفقان هی . کتاب کیون تلف هوگی . احیانا آگر ایسا هموا ، اور دلی لکھنو کی عرض راه مین ڈاک لئگئی ، تو مین فوراً بسبیل ڈاک امیور جاؤن گا ، اور نواب فخر الدین خان مرحوم کی هاته کا لکھا هوا دیوان تمکو لادونگا ، واردوی معلی ، صفحه ۲۸۹) .

شاديون مين توره وخلعت كى تقسيم نصيب هو .

یه تحریرنهین. مکالمه هے. گستاخی معاف کرواکے اور آپ سے اجازت لیکے بطریق انبساط عرض کرتا ہون، که یه سوا سو روپیئے، جو تورہ و خلعت کے نام سے مرحمت ہونے ہین، مین کال کا مارا اگر یه سب روپیه کھا جاؤنگا، اور اس مین لباس نه بناؤنگا، تو میرا خلعت حضور پر باقی رهیگا یا نہین؟

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار داد کا طالب غالب. دوشنبه. بحسابِ تعزیه داران پانچوین، اور از روی دوج ۲ محرم الحرام سنه ۱۲۷۸^(۱).

(۱) اس عریضه مین نواب فردوس مکان کر منجهلی صاحبزادی سید حیدر علیخان بهادر کی شادی کا حواله همی . یه شادی نواب سید احمد علی خان بهادر ابن نواب سید محمد علیخان بهادر ابن نواب سید نیض اقه خان بهادر کی نواسی کیساتی ۱۷ ذی الحجه سنه ۱۲۷۷ ه مطابق ۲۷ جولائی سنه ۱۸۹۱ ع کو قرار پائی تهی . مهینون قبل سی تباریان هوئی تهین . ملازمان ریاست کو خلمت اور عام باشندگان شهر کو کهانا نقسیم هوا تها . اور ساری شهر مین جایجا رقص و سرود کی عفلین آراسته کی گئی تهین . ریاست کی بیرونی متوساین اور احباب کر نام دعوتای جاری هوئی تهی . اس ساسله مین میرزا صاحب کو بهی دعوت شرکت دیگئی تهی . لیکن وه ضعف طبع کی سبب سی نآسکی تهی . چانچه نواب علاء الدین خان علائی کو ۲۵ ستمبر سنه ۱۸۹۱ ع کو لکها هی : هوالی رامپور تی بهی تو مرشد زاده کی شادی مین بلایا تها . یهی لکها گیا ، که مین معدوم محض هوگیا هیون . تبهارا اقبال تمهاری کلام کو اصلاح دیتا هی . اس سی بژهکر مجهسی خدمت نه چاهو، (اردوی معلی ، صفحه ۲۰۶۶ و ۲۰۰۵) .

میرزا صاحب نی توره و خامت کا عطیه پاکر ایك تهنیت نامه اور دو قطعات مبارکباد نوابصاحب کی خدیمت مین روانه کیثی تهی . قطعات مثل مین شامل نهین . لیکن حسن اتفاق سی کلیات فارسی (مطبوعه لکهنو ، ص ۳۱) مین شایع هو چکی هین . مقام کی مناسبت چاهتی هی که انهین یهان نقل کها جائی . فرماتی هین :

(1)

دید ور یوسف علیخان کز فروع رای او از ولیمهدش سخن رانم که چون ماه منبر وان دگر فرزانه فرزند فرهمندش که هست خواست تا سازد بآتین بهینش کدخدا بهره بردم در تصور زان همایون انجمن بزم طوی فرح حیدر عایخان را بدهر

مهر تابان برد قسط فیض ومن هم یافتم طلعتش را دیده روشن ساز عالم یافتم کوکبی کش در دل افروزی مسلم یافتم شادگشتم چون خبر زین جشن اعظم یافتم بسکه در خود طاقت رنج سفر کم یافتم خوشتر وخرم تر از بزم کی و جم یافتم (باق) (75)

وليّ نعمت آية رحمت سلامت.

بعــــد ِ تسلیم معروض ہے. آٹھ ســات برس سے مصدر ِ خدمت اور

(بقیه) سال این دولت فـزا شادی باممان نظر مشتری، با دزهره، در دطالع، فراهم یافتم اس قطعه مین مصرع آخرکر الفاظ (زهره، مشتری، اور طالع) سی سال جشن ۱۲۷۷ه نکاتی هین.

(٢)

بهار هند که نامند بر شکال آثرا بباع وکشت و بیابان و کوه سر تا سر گزشت عهد سموم و وزید باد خنك أكرچه رحمت عامست ليك بالتخصيص زیرک برگ نیستان که کرد آن شهر است ز انبساط بر است آنچنان که از رگ اس سیس بداد گر آیم که اهل دانش را خود ایر و باد کگیتی ز دیر باز نبود معاف باشم اگر خود زخویشتن پرسم چو رامیور بود وجه تازه روئی دهر ز فیض همت فرمانروای آن شهرست ظهور میمنت کدخدائی فرزند که میهان حق ست آن و ما طفیلی او بجیب و دامن مردم ز بخشش نواب کشایش در گجینه و آنگه از در گنج بطالبان زر و سیم سیم و زر فرخ یمن که تشنهلب باده های پرزورم مگو ز شادی اهل زمین ، که می گویند بدین ترانه که هان ای امیر شاه نشان بشهريار و وليعهد و شاهزادة عهد ازان جہت کہ ستایش نگار نوابی

پس از دو سال بر اهل جهان مبارکباد سحاب و سنزه و آب روان مبارکساد ز جان یه تن ، دگر از تن بجان مارکیاد برامیور کران تا کران مارکاد رسد بگوش چنان کز زبان مبارکیاد بحای قطره تراود همان مارکاد شود هرآثنه خاطر نشان مباركـاد عطیه ایست که بر همگنان مبارکباد برامپور خصوصاً چسان مبارکباد ز هر چه این همه کل کرد آن مبارکاد که ورد خلق بود هر زمان مبارکساد^۰ بر آن رئیس سیهر آستان مارکباد نزول مائده بر میهان مبارکاد متاع خاصة دريا و كان مباركاد مدر شتافتن باسان ماركاد بسائلان تهی کاسه نان مارکاد ازان میان دو سه رطل گران مبارکساد فرشتگان بلند آسمان مباركاد نوید فرخی جاودان مبارکساد خوشی و خوبی و امن و امان مبارکیاد تراهم ای اسد الله خان مبارکباد

نواب فردوس مكان أو ۱۱ جولائی سنه ۱۸۶۱ ع مطابق غرة محرم الحرام سنه ۱۲۷۸ ه كو ان قطمات كر متعلق تحرير فرمايا : ه.... قطمات مباركباد اور تهنيت نامة شادى كت خدائى برخوردار كامگار محمد حيدر على خان بهادر ايام فرحت التيام مين سرور افزاى خاطر نياز هوى . اور سرمايه هزاران مسرت اور شاد مانى كا ارزائى كيا . سبحان الله هريك شعر قطعون اور تهنيت نامه كا مصامين ميمنت آگين اور معانى لطافت تضمين سى ايسا علو تها ، كه وصول اسكا احاطة تحرير و تقرير سى متزايد هى . الله قريد الله هر سلامت با جمعيت ركهى ه .

شریك ِ دولت هون. لازم كرلیا هے، كه بیهوده گزارش نكرون. اور كبهی كسی كی سپارش نكرون.

بھائی حسن علیخان کے بیٹون کے باب مین جو علی بخش خانصاحب^(۱) کو لکھا ، اس کو مین سپارش نسمجھا تھا . مخبر بنا ، اور آپ کے اہل کارون کو اوس بات کی خبر دی ، کہ جس کا تدارک صاحبان ملک و حاکمان عہد پر لازم ہے . سو بمقتضای ِنصفت و عدالت وہ مقدمہ فیصل ہوگیا . میر سرفراز حسین اور میرنصاحب کو^(۲) واللہ باللہ اگر مین نے بھیجا ہو . نوکری کی

⁽بقیه) اب صرف تهنیت نامه باقی ره جاتا هی . بظاهر عریضه نمبر ۲۳ تهنیت نامه معلوم هو تا هی ، لیکن اس کو مذکورهٔ فرمان تهنیت نامه قرار نمین دیسکتی . اس اثر که فرمان سی مترشح هی ، که تهنیت نامه قرار دینا اس کو تهنیت نامه قرار دینا اسائر بهی نامکن هی ، که یه لفافه کی انگریزی تاریخ کی مطابق ۱۵ جولائی کو لکها گیا تها . اور تهنیت نامه کا ذکر نواب صاحب کی ۱۱ جولائی کی فرمان مین آچکا هی .

⁽١) على بخش خانصـاحب شيخ محبوب بخش بن شيخ امان الله كر لؤكر تهيى. يه ١٤ شوال سنه ١٢٢٨ﻫ (۱۸۱۳ع)کو نجیبآباد مین پیدا هوئی. انکو دادا اور نانا اس ریاست کم قدیمی نوکر اور خدمت گزار تھی . انھون نو ایام غدر مین بڑی جانفشانی اور خیرخواہی سے کام کیا . اور اسکی صلہ مین کورنمنٹ سی پافچ ہزار روپیـه کا خلمت ، تلوار ، طلائی گهڑی اور تین ہزار چودہ روپیه سالانه کی جاگیر ضلع مرادآباد مین انعام پائی . نواب خلد آشیان نی تخت نشینی کی ایك سال بعد انهین چالیس هزار رویبی نقد یکمشت عطاکی . اور جب یه بهار هوئر ، تو دو بار بنفس نفیس انکی عیادت کو تشریف لیگئی . انھون نو ۲ محرم سنه ۱۲۸۶ ہ مطابق سنه ۱۸۹۷ ع کو رامپور مین انتقال کیا اور مولانا جال الدین دح کی مزار مین دفن ہوئی. انکی اولاد مین مولانا محمد علی مرحوم بین الاسلامی شهرت کی قومی رهنا هوئی هن (اخبار الصنادید، ج۲، ص ۱۶۱، وتذکرهٔ کاملان رامپور، ص ۴۶۶). (۲) میر سرفراز حسین میر مهدی مجروح کر بهائی اور میر افضل علی عرف میرن صاحب اونکی دوست تھی . میرزا صاحب سی بھی ان دونونکی خبوردانه تعلقات تھی. اردوی معلی اور عود ہندی من انکی نام متعدد خطوط درج هین . میرزا صاحب نی انکی ابتری معاش کا حال دیکهکر خانسامان صاحب کم نام تمارفی خط دیکر رامپور بھیجا تھا . لیکن شومی بخت سی اوس وقت یہان ملازمت نه مل سکی ، اور یه دونون سو روپیه کر زبرباری کی بعد واپس چلی گئی . اس سلسله مین میرزا صاحب نی میر مهدی کو لیکها هم : . و سید صاحب کل بیر دن رهی ، تمهارا خط بهنچا . یقین هم که اوسی وقت یا شام کو میر سرفراز حسین تمهاری پاس بهنچ گئی هون . حال سفرکا ، جو کچیر ھی ، اونکی زبانی سنلوگے . مین کیا اسکھون۔ مین تو بھی جو کچپے سنا ہی اواھین سی سنا ہی۔ اونكا اسطرح ناكام پهرنا ميرى تمنــا اور ميرى مقصودكم خلاف هي . ليكن ميرى عقيدى (باق)

جستجو کو نکلے تھے۔ میں سرفراز حسین نوکری پیشه، اور میرن مرثیبه خوان اور یہان کے مرثیه خوانون مین متاز . خانسامانصاحب کو جو مین نے یه لکھا، که یه ایسے هین اور ایسے هین . غرض اس سے یه تھی ، که محرم مین جہان دس پانچ مرثیه خوان اور مقرر هو تے هین ، میرن بھی مقرر هو جائین . آخر جا بجا تھانه دار ، کوتوال ، تحصیلدار نوکر هین . میر سرفراز حسین هوشیار اور کارگزار آدمی هین . کسی علاقه پر یه بھی مقرر هو جائین . یه دونو امر یا آن دونون مین سے ایك هوجاتا بهتر تھا . نہوا بهتر . درحقیقت سپارش نتھی . صرف معرف هونا تھا . سپارش کرتا تو کیا مین آپ کو نه لکے سکتا تھا . میری طرف سے خاطر عاطر جمع رہے .

ز ســـینه تا بلبم ســـالهـا نیــابد راهٔ هرآن نفسکه رضای تو اندرآن نبود دادکا طالب غالب. دوشنبه ۲۲ جولائی سنه ۱۸۲۱.

(40)

وليِّ نعمت آيهُ رحمت سلامت .

بعــد تسلیم کے عرض کرتا ہون. اور طلوع ِ ستارۂ اقبال کی مبارکباد دیتــا ہون. یقین ہے کہ اس سفر ِ فیض اثر مین ، ریل گاڈی ، کی سواری کی بھی سیر دیکھ لی ہوگی. یہ اوس میمنت و شکوہ و شوکت سے علاوہ ایك تماشا

⁽بقیه) اور میری تصور کی مطابق هی . مین جانتا هون که و هان کچه نهوگا . سو روپیه کی ناحق زیرباری هوئی . چونکه یه زیرباری میری بهروسی پر هوئی ، تو مجهی شرمساری هوئی . لیکن مین نی اس چهیاستی برس مین اسطرح کی شرمساریان اور روسیاهیان بهت او نهائی هین . میر سرفراز حسین کی زیر باری می دل گزهتا هو ، (اردوی معلی ، ص ۱۸۵) . بعد ازان ۱۸ اگست سنه ۱۸۲۱ ع کو پهر لکهتی هین : « بهائی تم سج کهتی هو . بر سر فرزند آدم هرچه آید بگزرد . لیکن مجهی افسوس اس بات کا هم که یه زیرباری میری تحریر کی بهروسه پر هوئی اور خلاف میری مرضی کی هوئی . جسطرح می یه آئی هین ، اگرچه میری طبیعت اور میری خواهش کی منانی هی لیکن واقه میری عقیده اور تصور ار قیاس کی مطابق هی . یعنی مین یهی سمجها تها که البته یونهی هوگا (ایهتا ، ص ۱۵۵) .

نیا دیکہا . حق تعالی حضرت کو سلامت باکرامت رکھے(۱)

دعاگو ایك مهینا بهر سے بیمار هے. ابتدا وهی قولنج دورے. بسبب استعمال ِ ادویهٔ حارت ، که اس مرض مین اوس سے گزیر نهین ، تپ نے آگهیرا. کئی باریان بهگتین . اب دوباریان ٹلگئی هین . لیکن طاقت باالکل (۲) سلب هوگئی هے . اور ضعف ِ دماغ نے قریب به هلاکت پہنچا دیا هے . باالفعل (۱) آب سیب کا استعمال هے .

(٢) ان دونون لفظون مين ميرزا صاحب نو ايك الف زائد اكهديا هي . صحيح وبالفعل، اور وبالكل، هي.

ه -- مكاتيب غالب

⁽۱) نواب صاحب کی مذکورہ سفر کی تفصیل یہ ہی ، کہ جناب ملکۂ معظمہ وکنور نہ آنجهانی کا ایك فرمان ۲۰ جولائی سنه ۱۸۶۱ ع کو صادر هوا : جسکا خلاصه به تها . که [مابدولت نر اپنی مرضی خاص اور علم کامل اور عزم مبارك سی ایك رتبهٔ جددند بهادری جُو آج سی دوام کیلئی خطاب ' موسف اگزالنڈ آرڈر آف دی اسٹار آف انڈیا ' سی موسوم هوکر مشهور هوگا ، تجویز اور ایجاد کیا هو . اور مابدولت کا ارشاد هوتا هو ، که رتبهٔ مذکور مین ایك شخص ' ساورن ' (سردار اعلی) ایك ' گرانذ ماسنر ' (سردار) اور پچیس ' نائث' (بهادر) شریك رهین . اور والیان هند اور سرداران هندوستانی اور هماری رعایا مین سی وہ اشخیاص جو اس قسم کی ایباقت رکھتی ہون، اس رتبۂ عالی سی محروم نه گئی جائین. مابدولت کی تجویز اقدس می مابدولت کی عزیز مشیر اکبر چارلس جانب ارل کذلک گور نر جنرل هندوستان اس رتبه کی اول سردار مقرر هوی . اور یه مقتضای دانشمندی اور مصلحت هي ، كه رتبة مذكور كا سردار ايسي اشخاص كو ، جو وقتاً فوقتاً مابدولت كي تجویز اقدس سے نامزد ہوکر اس رتبہ کی بهادر مقرر کئی جائین، عہـدۂ موسومــه 'نائٹ بیچار' عطا كرنيكا مجازهي] . اسكام كيواسطي لارذ كينك صاحب ني ايك دربار الهآباد من مقرر كرنيكي تجویزکی. اور نواب سید نوسف ءلیخان بهادر کو بھی بلایا . نوابصاحب مع خدم وحشم الهآباد گرئی : یکم نومبر سنه ۱۸۶۱ ع کو ایك شاهانه دربار منعقد هوا جب تمام اهالی جلسه آپنی اپنی کرسیون پر بینی گئی، تو نوآبماحب بهادر تخت شاهی کی محاذی تشریف لیگئی. اور گورنر جنرل نی اپنی هاتیم سی اس رتبه کی تمغی عطبا فرمائی . اور کهڑی هوکر بیان کیبا : '.... چونکه به رتبـه سب سی پہلی آپ صاحبون کو عطا ہوا ہی، امید ہو کہ آپ ہندکی باشندون مین ایسا طریقہ اختیار کرینگی که آپ کا طرز عمل دیکھنی سی ہندکی سردارون یا باجگزارون کو ملکۂ معظمہ کیساتھ محبت دلی اور اتحاد قلبی پیدا هو'. بعد اس تقریر کی دربار برخاست هوا. اور نوابصاحب گورنر جنرل سي رخصت هوكر ايني دارالرياست كو واپس تشريف لائر، (اخبار الصناديد، ج ٢، ص ١١٣-١١٦). نوابصاحب کی فرمان بنام غالب مورخهٔ ۸ اکتوبر سنه ۲۱ ع مطابق ۲ ربیع الثانی سنه ۷۹ه سي معلوم هوتا هي ، كه حصور ١٣ اكتوبر سنه ٦١ ع كو اله آباد روانه هوى . ۖ تقريساً ايك ماه رامپور سی باهر رهنی کا خیال تها . لیکن جیسا که میرزا صاحب کر خط سی معلوم هوتا هی نومبر کر پہلے ہفتہ مین واپس تشریف لی آئی .

طریقهٔ دعاگوئی و ثنا خوانی کی رعایت سے نوبیت بسبیل مثنوی ، که جس مین حصول ِ عطیهٔ سلطانی کی هجری وعیسوی تاریخ هے ، بهر حال لکم لی هین . کل ورود ِ عنایت نامه سے معزز هو کر آج وه اشعار نذر کرتا هون^(۱) . زیاده حد ِ ادب . تم سلامت رهو قیامت تك . شفقت کا طالب **غالب** . دو شنه ۱۱ نومبر سنه ۱۸۶۱ .

(77)

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت .

بعدِ تسلیم معروض ہے . کل ایك شعر ظهوری مغفور کا اور ایك شعر غالب مرحوم کا ایك ورق پر لکھکر صبح کو ڈاك مین بھجوا دیا . شام کو توقیع ِ مرکارۂ ڈاك نے لادیا . اگست سنه ۱۸۶۲ کی پرورش کی ہنڈوی پہنچی ، اور سو روپیه وصول ہوگئے .

فقیرکا شیوه صدق و سداد کا هے. چند روز سے تفقد و التفات قدیم مین، خدا نخواسته باشد، کچے کمی پاتا هون. اگر غلط هے میراگیان، تو بشرف اطلاع مشرف فرمائیسے. اور اگر میرا دل دیوانه سچ سمجها هے، تو متوقع هون که عتاب کے سبب سے آگہی پاؤن. زیادہ حد ادب. تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار

معروضة صبح دو شنبه ١٥ ستمبر سنه ١٨٦٢ع. [مهرِ غالبُ سنه ١٢٧٨ هـ]. يه عرضداشت جدا هے، البته اس کے جواب کا اميدوار هون، اور رسيد معمولي جدا هے (۲).

(YY)

حضرت و لى نعمت آية رحمت سلامت.

بعدِ تسلیم معروض ہے. نوازشنامہ مع سو روپیہ کی ہنڈوی کے پہنچا.

⁽۱) اس مثنوی کی متعلق لفافه کی پشت پر نوٹ ہی ہ تاریخ نزد منشی سیلچند ماند ، . سرکار نی اسکی تعریف مین ۱۷ نومبر کو تحریر فرمایا ، سبحانالله ! هر تاریخ پی بدل اور بطور نادر اور تحفه پی مثل ہی ، . (۲) یه عبارت عریضه کی آخر مین مہر کی بعد تحریر ہی .

اگست سنه ۱۸۹۲ کے مہینے کی پرورش کا روپیه وصول ہوا . تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار [مهرِغالب سنه ۱۲۷۸ ه] . دو شنبه ۱۵ ستمبر سنه ۱۸۹۲ .

$(Y \lambda)$

حضرت وليِّ نعمت آيَّه رحمت سلامت .

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت .

بعدِ تسلیم معروض ہے. نوازشنامۂ ربوبیت طراز ، مورخۂ ۱۱ مارچ سنہ ۱۸۳۳، ۱۶ ماہِ مذکور کو مین نے پایا. دوسو روپیہ کی ہنڈوی کا شکر بجا لایا. کہانتك شکر بجا لاؤنگا. کس کس عنایت کا سپاس ادا کرونگا. «شکرِ نعمتهای تو ».

اب سنیئے اپنے دعاگوکی داستان . منگل ۳ مارچ کو جناب لفٹنٹ گورنر بہادر نے(۲) خلعت عطا کیا . اور فرمایاکه هم تمهین مژده دیتے هین ،

⁽۱) لفافه پر یوم جمعه ۱۰ اکتوبر سنه ۱۸۹۲ لکها هی .

⁽۲) سر رابرت منتگمری صاحب مراد هین . یه فروری سنه ۱۸۵۹ ع سی جنوری سنه ۱۸۹۰ ع تك پنجاب کی لفتلک گورنر رهی تهی . قدر بلگرای کی نام کی مکتوب سی معلوم هو تا هی ، که مرزا صاحب انکی دربار مین شریك نهین هوی تهی . دربار کی بعد منتگمری صاحب نی بلاکر اپنی طرف سی خلعت عطا کیا ، اور و هین دربار انباله کی متعلق گفتگو هوئی . فرماتی هین : د... رابرت منتگمری صاحب لفتلک بهادر قلمرو پنجاب بیمان (دلی) آئی . دربار کیا . مین نگیا . دربار کی بعد ایك دن باره بجی چپراسی آگر مجکو بلاگیا . بهت عنایت فرماتی . اور اپنی طرف سی خلعت عطا کیا ، (اردوی معلی ، ص ۶۰۳ ، لاهور اید یشن سنه ۱۹۲۹ ع) . منشی شیونراین کی نام کی خط مین و اقعه کی مزید تفصیلات تحریر کی هین . فرماتی هین : د.. بؤی لارڈ صاحب کی ورود کی زمانی مین نواب لفتلک گورنر بهادر پنجاب بهی دلی مین آئی . دربارکیا . خیر کرو . مجیر کو کیا . ناگاه دربارکی تیسری دن باره بجی چپراسی آیا ، اورکها که (باق) ه -- الله

کہ نواب گورنر جنرل بہادر نے^(۱) اپنے دفتر مین تمھارے دربار اور خامت کے بدستور بحال رہنےکا حکم لکھوا دیا . مین نے عرض کیاکہ میں انبالے جاؤن ؟ فرمایا البته انبالے جانا ہوگا .

بعد جناب نوابصاحب کے جانے کے شہر مین شہرت ہوئی، کہ دلی کے لوگ انبالے جانے سے ممنوع ہیں. گھبرایا اور صاحب کمشنر کے پاس گیا. آپ خط اپنا دے آیا. زبانی پرسش کا جواب زبانی پایا. پھر خط کے جواب مین خط محررۂ ۷ مارچ آیا. چنانچہ لفافہ بلحاظ ِ گرانی ِ وزن رہنے دیتا ہون. اور خط بحنسه حضرت کو بھیجتا ہون.

کل سے ایک اور خبر اوڑی ہے ، کہ نصیبِ اعدا لاڑد صاحب کی طبیعت ناساز ہوگئی ہے . انبالے مین دربار نکرینگے . اور شملہ کو چلے جا پینگے . اب مین دو وجے سے بین السفر و السکون متردد ہون . پہلی وجہ خاص . دوسری وجه عام . دوسو مین سے سو لیکر ساز و سامان درست کیا ہے ، اور سو مہاجن کے ہان ڈاک اور خرچ ِ راہ کیو اسطے رہنے دئے ہین . تار برقی مین جناب نو ابصاحب سے حکم منگو اؤنگا . جو حکم آئیگا آپ سے عرض کر کے اوسکی تعمیل کرونگا .

⁽بقیه) نواب لفننت گورنر نر یاد کیا هی . بهانی یه آخر فروری هی . اور میرا حال یه هی که علاوه اوس دائین هات کی رخم کی سیدهی ران مین اور بائین هات مین ایك ایك پهوزا جدا هی . حاجتی مین پیشاب کرتا همون . اونهمنا دشوار هی . جر حال سوار هوگیا . چلی صاحب سکرتر بهادر سی ملا . پهر نوابصاحب کی خدمت مین حاضر هموا . تصور مین کیا بلکه تمنا مین بهی جمو بات نه آهی وه حاصل هوئی . یعنی عنایت سی عنایت ، اخلاق سی اخلاق . وقت رخصت خلعت دیا . اور فرمایا که یه هم تجهی کو اپنی طرف سی از راه محبت دی هین . اور مرده دیتی همین ، که لارذصاحب کی دربار مین تجهی کو اپنی طرف سی از راه محبت دی هین . اور مرده دیتی همین ، که لارذصاحب کی دربار مین شریك هو . خلعت پهن . حال عرض کیا گیا . امرای تیرا المبر اور خلعت کهل گیا . انبالی جا . دربار مین شریك هو . خلعت پهن . حال عرض کیا گیا . فرمایا : 'خیر اور کمهی کی دربار مین شریك هو نا ' . اس پهوژی کا برا هو انبالی نجماسكا ، (اردوی معلی ، ص ۲۸۳ و ۲۸۶) .

⁽۱) لارۀ الگن بهادر مراد هین . یه لارۀ کیننگ کر بعد هندوستان کر و اثسرای هوی . جنوری سنه ۱۸۹۲ع مین چارج لیا اور ۲۰ نومبر سنه ۱۸۹۳ع کو فوت هوگئی . میرزا صاحب ایك مکتوب کر آخر مین لکهتی هین : « ۲۱ جمادی الثانی سال ' غفر ' مطابق ۳ دسمبر سال ' کیا غضب هی هی ' یه گویا ناریخ وفات جناب نوابگورنر جنرل لارۀ الگن صاحب بهادر کی هم ، (اردوی معلی. ص ۵۰۰).

تم ســـلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار معروضهٔ ۱۲ مارچ سنه ۱۸۲۳ . (مهر ِ **غالب** سنه ۱۲۷۸ هـ)^(۱) .

(میرزا صاحب نے ایك عریضه ۲۸ جولائی سنه ۱۸۹۳ ع کو لکھا تھا. مثل مین اوسکا لفافه موجود ہے. میر منشی صاحب دارالانشا نے اوسپر تحریر کیا ہے: «عرضی در حضور ماند»).

(4.)

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت .

بعد ِ تسليم معروض هے. جب انبا لے میرا جانا نہوا، تو مین نے قصیدہ

(۱) میرزا صاحب نو ۱۳ رمضان مطابق ؛ فروری (سنه ۲۳ع) کو میرزا تفته کی نام حسب ذیل خط لکها هی : و همیشه نواب گورنر جنرل کی سرکار سی دربار مین مجکو ۷ پارچی اور تین رقم جواهر خلعت ملتا آنها . لارڈکینگ صاحب میرا دربار اور خلعت بند کر گئی هین . ناامید هوکر بینهرها . اور مدت العمر کو مایوس همو رها . اب جو بهان لفٹنگ گورنر پنجاب آئی . مین جانتا آنها ، که یه بهی مجهسی نه ملینگی . کل او نهون نی مجکو بلا بهیجا . بهت سی عنایت فرمائی . اور فرمایا که لارڈصاحب دلی مین دربار نکرینگی . میرث هبوتی هوی اور میرث مسین اون اضلاع کی علاقمه دارون اور مالگزارون کا دربار کرتی هوی انبالی جائی . دربار دربار وهان هوگا . تم بهی انبالی جائی . شریك دربار هو کر خلعت معمولی لی آق . بهائی کیا کمون که کیا میری دل پر گزری . گویا مرده جی انها . مگر ساتم اس مسرت کی یه بهی سنانا گزرا ، که سامان سفر انباله و مصارف بی انتها کمهان سی لاؤن . اور طره یه که نذر معمولی میری قصیده هی . ادهر قصیده کی فکر . او دهر روییسه کی تدبیر . حواس نهکانی نهن ، نهر اخدا یه مشکل بهی آسان کریگا . لیکن اندنون مین نه دن کو چین هی . نه رات کو نیند هی . یه کئی سطرین تمهین ، اور ایسی کریگا . لیکن اندنون مین نه دن کو چین هی . نه رات کو نیند هی . یه کئی سطرین تمهین ، اور ایسی هی کئی سطرین جناب نوابساحب کو ، لکهکر بهیجدی هین . جیتا رها تو انبالی سی آکر خط لکهونگا ، هی کئی سطرین بهین ، سال) .

اس خط سی معلوم هو تا هی، که دیرزا صاحب تی محولهٔ بالا دسطرین، چار فروری کو یا اس سی ایک دو دن قبل نوابصاحب کی خدمت مین ارسال کی تهین . سوء اتفاق سی ان سطور و الا عریضه مثل مین موجود نهین . البته نوابصاحب کا جواب شاهل هی . القاب و آداب کی بعد ارشاد فرمایا هی: د... مشفقا! هندوی مبلغ دو صد روییه برای مصارف تشریف فرمائی سامی برای ملازمت جناب مستطاب معظم البهم معطوف رقیمه الوداد هذا مرسل خدمت شریف است ». یه فرمان ۱۱ مارچ سنسه ۳۳ ع کو تحریر کیا تها . میرزا صاحب کی عریضه مین اسیکا حواله هی . اصل عریضه کی جواب مین نواب فردوس مکان نی ۱۹ مارچ کو تحریر فرمایا : د... جو که خط نواب صاحب کشنر بهادر سی عدم حصول شرف ملازمت جناب مستبط می ملازمت جناب مستبط هی به اسواسطی تشریف لیجانا آپ کا انبالی کو بلا استجازت ضرور نهین معلوم هو تا . آیسده جو رای زرین اسواسطی تشریف لیجانا آپ کا انبالی کو بلا استجازت ضرور نهین معلوم هو تا . آیسده جو رای زرین حصوص مین مقتضی هو . اور خط مسطور مجنسه واپس بهیجا جانا هی ...ه .

مدح، جو دربارکی نذر کیواسطے لکھا تھا، بطریق ڈاک جناب چیف سکرتر بہادرکو اس مراد سے بھیجا، کہ آپ اسکو جناب نوابِ معلی القاب کی نظر سے گزرانین (۱). اور یه دستور قدیم تھا، کہ جب مین قصیدهٔ مدحیه بھیجتا، تو صاحب سکرتر بهادرکا خط بیواسطهٔ حکام ماتحت مجکو آجاتا. اب جو مین نے موافق معمول قصیدہ بھیجا، یقین ہے کہ مارچ یا اپریل کے مہینے مین وہ لفافه یہان سے لشکر کو گیا، صدائی برنخاست. ناامید ہو کر بیٹھرھا. بلکہ یہ خیال گزراکہ جب رسم تحریر خطوط نرھی، تو دربار اور خلعت کہان. ناگاہ کل شام کو صاحب سکرتر بهادرکا خط ڈاک مین آیا. وھی افشانی کاغذ، وھی القاب، جی چاھتا تھا کہ اصل خط مع سرنامه بھیجدون، تاکہ حضور ملاحظه فرمائین. مگر برسات کا آندیشه مانع آیا. نقل سرنامه اور خط کی ملاحظه فرمائین. مگر برسات کا آندیشه مانع آیا. نقل سرنامه اور خط کی

تم سلامت رهو قیامت تك دولت و عز و جاه روز افزون حضور كی خوشنودی كا طالب غالب. صبح ِ سه شنبه ٤ مام ِ اگست سنه ِ ۱۸۹۳ (۲) .

نقل خط جناب صاحب سكرتر بهادر

سر نامسه .

در شهر دهلي .

خانصاحب بسيار مهربان دوستان، مرزا اسد الله خان غالب سلمه الله تعالى.

خط بركاغذ افشان .

خانصاحب بسيار مهربان دوستان سلامت .

قصیدهٔ با آب و تاب در مدحت نواب مستطاب معلی القاب و پسرای وگور تر جنرل بهادر دام اقباله و صول گردیده ، بر رخ ارادت آن مهربان آ و ، و بر جبین عقیدت ایشان تا پی ادرود . و از گرانمایه گوهر های بحر فکر یکتا سخنور معنی پرور ، که گنج برگنج نهاده بود ، از نظر قبولی بندگان نوابساحب مدوح گزشته ، طرب پیرای خاطر همایون ایشان گشت . زیاده چه نگاشته آید . (دستخط انگریزی) مرقوم ۲۰ جولائی سنه ۱۸۲۲ ع .

یمان یه امر قابل اظهار هی که میرزا صاحب کر اس روحانی سرور کر حصول مین اونکر ایك جسانی عارضه نر خلل اندازی کی . چنانچه جمعه ۲۷ مارچ سنه ۱۸۹۳ع کو میر سرفراز حسین کو (باق)

⁽۱) قصیدهٔ مذکورکیلئی مثنوی ابرگهربار (ص ۳۵، مطبوعه اکمل المطابع، دهلی، سنه ۱۲۸۰هـ) ملاحظه هو .

⁽٢) صاحب سكرتر بهادركر محولة بالا خطكى نقل حسب ذيل هي :

(31)

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت .

بعد تسلیم کے معروض ہے. نوازشنامہ اور اوسکے ساتے دو بہنگیان دو سو آمون کی پہنچین . «شکر ِ نعمتہای ِ تو چندانکہ نعمتہای ِ تو». زیادہ حد ادب .

تم سلامت رهو قیامت تك دولت و عز و جاه روز افزون نجات كا طالب غالب. سه شنبه پنجم جولائی سنه ٦٤.

(44)

حضرت ولي نعمت آية رحمت سلامت .

بعد ِ تسلیم معروض ہے. منشور ِ عطوفت مع قطعۂ ہنـڈوی شرفِ ورود لایا. سو روپیــه بابت تنخواہ ِ جولائی سنه ۱۸٦٤ کے معرض ِ وصول مین آیا .

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار ترحثم کا طالب غالب ، ۱۱ اگست سنه ۱۸۶۶ .

(34)

حضرت ولي نعمت آية رحمت سلامت.

(بقیه) لکهتی هین: ورجب کی مهینی مین سیدهی هاتی پر ایك بهنسی هوئی، پهنسی پهوژا هوگئی . پهوژا پهوئمر زخم بنا . زخم بگز کر غار هوگیا . اب بقدر یك کف دست وه گوشت مردار هوگیا . انبالی عانی کی بهی یهی یهی وجه هوئی (اردوی معلی، صفحه ۱۵۲) . بعدازان ۳ مئی کومنشی شیوتر این کولکها هی : هی . اس پهوژی کا برا هو انبالی نجاسکا » (ایضا ، صفحه ۳۸۶) . میرزا تفته کو ایك غیرمورخه خط مین اطلاع دی هی : ولو صاحب ! هم نو نفتنث گورنر کی ملازمت اور خلعت پر قاعت کرکی انبالی کا جانا موقوف کیا . اور بؤی گورنر کا دربار اور خلعت اور وقت پر موقوف رکها . بیمار هون . هات پر ایك زخم ، زخم کیا ایك غار ، هوگیا هی . دیکهئی انجمام کار کیا هوتا هی » (ایضا ، صفحه بر ایک زخم ، زخم کیا ایك غار ، هوگیا هی . دیکهئی انجمام کار کیا هوتا هی » (ایضا ، صفحه بر ایک رخم ایک بر ایک در بار عالی که بر بر ایک در بار عار بر ایک در بار ایک در بار ایک در بار ایک در بار کیا هوتا هی » (ایضا ، صفحه بر ایک در بار و بار بار کیا هور اید پیش در ایک در بار عار بیمار کیا هوتا هی » (ایضا ، صفحه ۲۳۸ کار کیا هور اید پیش کین که بر در بار بار کیمار کیا در بار و بیمار کیا هور اید پیش کین کیمار کیا هور اید پیش کیا کیمار کیا هور اید پیش کیمار کیمار کیا که بار کیا که کیمار کیا که که کست کیمار کیمار کیا که که بار کیمار کیا هور اید پیش کیمار کیما

حد ادب.

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہون دن پچاس ہزاز نجات كا طالب غالب . جمعه نهم ستمبر سنه ١٨٦٤ . (48)

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت.

بعدرِ تسليم معروض هے. صدورِ والا نامـه سے مین نے عزت پائی. بذريعهٔ هنڈوي سو روپيه بابت تنخواهِ ستمبر سنه ١٨٦٤ وصول هو ئے. زيادہ حد ادب.

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار ترحم كا مستحق اور تفُقدكا طالب غالب. دو شنبـه دهم اكـتوبر ســنه ١٨٦٤ عيسوى .

(TO)

حضرت ولي نعمت آية رحمت سلامت.

بعــد ِ تسليم و نياز معروض هے . حب سے حضرت کی ناسازی ِ مزاج ِ مبارك كا حال خارج سے مسموع هوا هے، عالم الغيب گواه هے كه مجهير اور میری بیبی پر اور میرے فرزند حسین علی خان 🗅 پر کیا گزر رہی ہے. ایکدن رات میرے گھر مین روٹی نہین پکی . ہم سبنے فاقہ کیا . بارے وہ خـبر وحشت اثر غلط نکلی. حواس ٹھکانے ہوئے. باالکل(۲) اطمیـنان جب ہوگا کہ آپ کے غسل صحت کی نوید سنونگا ، اور قطعـۂ تاریخ غسل صحت لکھکر

⁽۱) حسین علی خان ، مرزا صاحبکر متبنی زین العابدین خان عارفکر لؤکر تھی. یاپکر انتقالکی بعد مرز صـاحب نی انھین یوتون کی طرح یالا تھا . نواب خلد آشـیان کی عہـد مین ریاست سی وظیفــه یانی لگی تھی. یه نهایت خوشگو شاعر تھے . اردو اور فارسی دونون زبانون مین شعر کہتی تھے . فارسی مین خیالی اور اردو مین شیادان تخلص تها . اپنی والد کی طرح انهون نی بهی نوجیوانی کی عالم مین سنه ١٢٩٦هـ (١٨٨٠ ع) مين انتقال كيا . وشادان فرخ نهاد ، مادة تاريخ هي (انتخاب يادكار ، صفحه ٢٧ و ۱۷٦، و تاریخ لطیف قلمی، ص ۱۵۲، مصنفه مولوی مهدیعلیخان مرحوم سابق تحویلدار کتب خانه). (٢) ميرزا صاحب و اس لفظ كا املا دو الفون كم ساتيم لكها هي . صحيح . بالكل ، بيك الف هي .

بهیجونگا. فیالحال اتنا چاهتا هون که اس خطکا جواب پاؤن اور حقیقت ِ مرض سے آگہی حاصل هو^(۱). زیادہ حد ِ ادب.

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار تھاری سلامتی کا طالب **غالب** . ۸ نومبر سنه ۱۸۶۶ .

(٣٦)

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت .

بعد تسلیم معروض ہے. ابتدای یکم نومبر سے ۱۱ تک عرض نہین کرسکتاکہ لیل و نہار مجھ پر کیسے گزرہے ہیں. راہ دور، مین رنجور، معہذا بیمقدور. اگر دلی سے رامپور تک شکرم کی ڈاک جاتی ہوتی. تو مین یہان ایک دم نه ٹھرتا اور خدمت مین حاضر ہوتا. تار برقی بھی نہین جو صحت و عافیت کی خبر جلد حاصل ہو. ناچار از راہِ اضطرار ۸ ماہِ حال یعنی نومبر کو عریضه روانا کیا. خدا کی عنایت اور مرشد کامل یعنی حضرت کی ہدایت نے اوس خط کے جواب آنے کی مدت سے پہلے مجھے گردابِ اضطراب سے نکالا. کل ۱۲ نومبر کو نوازشنامه آگیا. گویا میری جان بچ گئی. بلکه ایک اور نئی جان میرے بدن مین آگئی. اب استدعا یہ ہے کہ حال ِ ناسازی مزاج اقدس مفصل معلوم ہو. زیادہ حد ِ ادب(۲).

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہون دن پچاسہزار عافیت کا طالب **غالب**. یکشنبه ۱۳ نومبر سنه ۱۸۶۶.

⁽۱) نواب فردوس مکان اس سال عارضة سرطان مین مبتلا هوکر مسلسل ۹ ماه تك علیل رهی . میرزا صاحب سی او نکی تعلقات شاگردانه اور کریمانه تهی . اسلئی جب علالت کی اطلاع ملی تو یه بهت متردد هوی ، اور پذریعه عریضه عریضه هذا حقیقت مرض سی آگاه کرنیکی درخواست کی . لیکن مثل مین اس کا جواب موجود نهین . اس سی خیال هوتا هی که غالباً شدت مرض کی سبب جواب مین تاخیر هوئی . اور جب اس عرصه مین میرزا صاحب کا آینده خط بهی موصول هوگیا تو دونون کی جواب مین مرض کی حقیقت سی او نهین اطلاع دیگئی .

⁽۲) اس عریضه کر جواب مین ۱۹ نومبر کو نوابصاحب نر تحریر فرمایا «مشفقا! اب فضل الهی سی پهوژهٔ لاحقه مین بهت تخفیف اور قریب الاندمال کلی هی ، . عریضه نمبر ۳۸ سی معلوم هوتا هی که یه فرمان مرزا صاحب کو ۲۹ نومبر کو موصول هوا .

٦ - مكاتيب غالب

(44)

حضرت ولي نعمت آية رحمت سلامت .

(TA)

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت.

بعد تسلیم معروض ہے. کس زبان سے کہون، اور کس قلم سے لکھون، کہ یہ ہفتہ عشرہ کس تردد و تشویش سے بسر ہوا ہے. ہر روز شام تك جانب در نگران رہتا، کہ ڈاك کا ہرکارہ آئے، اور حضرت کا نوازشنامه لائے. بار ہے خدا کی مهربانی ہوئی. از سر نو میری زندگانی ہوئی، کہ کل چار گھڑی رات گئے ڈاك کے ہرکار ہے نے وہ عطوفت نامة عالی دیا، جس کو پڑھکر روح تازہ رگ و پسے مین دوڑ گئی. نیند کس کی. سونا کس کا. روشنی کے سامنے بیٹھا اور اشعار تہنیت لکھنے لگا. سات شعر مع مادۂ حصول صحت جب لکھ آئے تب سویا. اب اس وقت وہ مسودہ صاف کرکے ارسال کرتا ہون(۱).

دائم شنیدهٔ که در اقصای مغربست جوی بریده اند و روان کرده اند آب هنگام شب که زیر زمین باشید آفتاب حمام حوض بنگر و گل جامش آسمان آمید برای غسل بگرما به اندرون اینک (فراغ) و (اخترنیک) و (خجستهروز)

⁽۱) اشعار مذکورکی متعلق عربصنه کی لفافه پر نوٹ هی : • حسب الحکم تاریخ نزد مولوی امیر احمد صاحب فرستاده شد . یکم دسمبر سنه ۱۸٦٤ ع ، . امیر صاحب نر تذکرهٔ انتخاب یادگار (ص ۲۵۰) مین ، قطعهٔ تاریخ غسل صحت کی نام سی یه ۳ شعر درج کئی هین :

مر چشمهٔ که خضر شد از وی بقا پزبر حمام را بحوض ازان فرخ آب گیر از تاب مهر گرم شد آن آب نا گزیر و آن را سفید کرده فروغ مه منیر مانند معنبی که نهد روی در ضمیر پیداست زین سه لفظ سه تاریخ دلپذیر (یاق)

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار خیرو عافیتکا طالب **غالب** . ۲۷ نومبر سنه ۱۸۹۶

(٣٩)

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت.

بعد ِ تسلیم معروض ہے. نوازشنامه عزِ ورود لایا. از روی ِ هنڈوی سو روپیسه بابت تنخواہِ ماہ ِ نومبر سنه ۱۸۶۶ معرضِ وصول مین آیا. زیادہ حد ادب.

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار تمهاری سلامتی کا طالب **غالب**. ۱۳ رجب و دسمبر سنه ۱۸۶۶.

(()

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت.

بعد تسلیم معروض ہے. حضرت کے قدمون کی قسم چوب چینی کے ارسال کا حکم ڈاک سے مین نے نہیں پایا. ۲۲ دسمبر کو ہرکارہ آیا. نوازشنامة شرف افزا لایا. دلی اب شہر نہیں، چھاؤنی ہے، کنپ ہے. نه قلعه، نه شہر کے امرا، نه اطراف شہر کے روسا. بہر حال تین چار دن مین ہر یك جگہ سے منگواکر رنگین وسنگین و بے گرہ یا کم گرہ خود چنکر پانچ سیر قطعات

(بقیه) اس مین چوتهی شعر کی بعد ایك شعر ساقط معلوم هو تا هی . نوابساحب بی اس قطعه کی تعریف مین حسب ذیل گرای نامه ۲۶ شعبان سنه ۱۲۸۱ ه مطابق ۲۵ جنوری سنه ۱۸۲۵ کو تحریر فرمایا: تعریف مین حسب ذیل گرای نامه ۲۶ شعبان سنه ۱۲۸۱ ه مطابق ۲۵ جنوری سنه ۱۸۲۵ کو تحریر فرمایا: صحت دوبالا هوگیا. ایسی نظم ایسی تاریخین دوسریسی کب هوسکتی هین . حقا که انه تعالی نی آپکو بو مثل اور عدیم النظیر پیدا کیا هی . جس کمال کو دیکهی اوس مین آپکی ذات فرد کامل هم . فی الحقیقت هم نی اس مرض مین بزی تکلیف انهائی . بهت ایذا پائی . انه نی برا فضل فرمایا . دوستونکی دعاکو قبول کیا . شفا حاصل هو گئی هم . اندك زخم اندمال هونیکو باقی هی . غالب هم که دس باره دن مین مرهم لگانا موقوف هو جائی . آپ کا هدیهٔ مرسله اکثر نقل محفل رهتا هی . جو ستا هی جو دیکهتا هی و ارفته هوجانا هی . سیج هم ایسی لوگ کهان پیدا هوتی هین . هزاون برس فلک چرخ لگانا هی تب کمین ایک شخص اس کمال کا پیدا هوتا هی . الهم بصحت و عافیت برس فلک چرخ لگانا هی تب کمین ایک شخص اس کمال کا پیدا هوتا هی . الهم بصحت و عافیت طول هم عطا کری . اور تا دیرگاه اهل جهان آپ کی ذات سی مستفید هوا کرین . باقی خیریت » .

چوب چینی ایك ٹھلیا مین رکھکر آٹے سے منہہ بند کیا . پھرکپڑا لپیٹا. ڈور نے سے خوب مضبوط باندھکر دو جگہ اپنی مہرکی اور وہ ٹھلیا کہار کو سونہی . تم سلامت رهو قیامت تك دولت و عز و جاه روز افزون روز دو شنبه ۲۲ دسمبر سنه ۱۸۶۶. وقت ِصبح حوالهٔ کهار سرکار. (مهر غالب).

 (ξ)

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت .

بعدِ تسليم معروض هے. نوازشنامـه کے ورود سے عزت اور ادراكِ صحت و عافیت ِ مزاج اقدس سے مسرت حاصل ہوئی. پرچۂ ہنےڈوی اوس توقيع مين ملفوف پايا . سو روپيـــه بابت تنخواهِ دسمبر سنه ١٨٦٤ معرض وصول مين آيا . زياده حد ادب .

تم سلامت رهو قیامت تك دولت و عز و جاه روز افزون حضور کی سلامتی کا طالب غالب. ۱۶ جنوری سنه ۱۸۶۵ عیسوی.

(27)

بحضرت ِ فلك رفعت . نوابِ معلى القاب. انجم گروه ، آفتاب شكوه.. به بخشش و بخشایش بینوایان را تونگرکن ، و ناتوان را توانا ساز ، در عز و جاه با تاجداران همسر . و در ملك و سپاه با شهریاران انباز ، که بفرزانگی حلقه درگوش افگنندهٔ دانش گستران، و بمردانگی غاشیه بردوش نهندهٔ دلاوران.

هرچـه از نیایش وستایش بتقدیم همیرسد ، حرزِ بازوی ِ همت است ، تا بدان نیرو در سخن دلــــیری تواند کرد . همانا از رازِ سپهر و ســتاره سخن همیرود . وخجستگی و فرخندگی چندگفته می شود .

این نافِ ِهفته که راستان در باســـتان این را «بهرام روز» میگفتند . و اكنون سه شنبه نام دارد ، روزيست فيروز ويژه ، درين سال ِ فرخ فال ، كه دو یمـین روز است از فروردین، وروز ِبست ویکم از مارچ، و روز بست و دوم از شوال. بارے نخست بر آن سرور ِشاہ نشان ،کہ امروز بشستنِ اندام آبروی ِگرمابه افزود ، مبــارك. و سپس بر غالبِ سخنــدان ، که عافیت جوی و دعاگوی ِ این درگاہ ست ، ہمایون .

همانا درین روزگار خسرو ستارگان ، که مهر منیرش دانی ، در بره. و از سوی ِ فراز نخستینِ سـیارگان ، که زحاش خوانی ، در ترازو . سعد ِ اکبر به قوس. و سعد اصغر به ثور. آن دو نیر به بیت الشرف خوشنود و شاد. و این دو اختر بکاشانههای ِ خویشتن آباد . گهان ندارم که از خسروان ِ پارس و سلاطين عرب هيچكس را چنين طالعے بهرِ جلوس اتفاق افتــاده باشــد ،كه حضرت ولمي نعمت را براي غسل صحت دست جهم داده است. خرد تاگفتار مرًا شنود، چشمك زد، و به پيغـاره سرودكه: «اى در درخشانى انجم وآفتاب چون کودکان در بال افشانی کرمکهای شب تاب نگران، از حلقهٔ اختر شہاران بدر آی . و بدبستان حکمای روحانی رمز ہے از حکمت ِ ایمائی بشنو . تا بدانی که بدین امیرِ مسند سریرِ سلطان نظیر عمرِ جاودانی و دوام لذتهای روحانی بخشیده اند » . گفتم : « تا برهان نبـاشد کالبدِ سخن را جان نباشــد . مرا بیخبر میندار . و اگر حجتے داری بیار » . گفت : «برهانے ازین ارجمند تر ، وحجتے ازین خرد پسند تر ، چه خواهد بود ، که چون آفریدگان را در آن جهان عمر دو باره دهند ، دیگر بیم مرگ برخیزد . و به بانگ صور از خوابِ فنا جستگان در آن گیتی جاوید پایند. مگر صحتِ خداوند ازین رنجوریِ هولناك بدان نماند، كه پندارى عمر دوباره يافت ؟ پس اقتضاي دوباره زيستن تغیر چرا پزیرد . و چون هستی یافتگان آن جهان در آن جهان جاودان زنده مانند، آنکه درین گیتی حیات ثانی پزیرفته باشد، هم درین گیتی همیشه زندگانی چون نکند. این عمرِ عزیز که بخدایگان داده اند، عمرِ خضر و الیـاس نباشد، کہ یکے را بشمردن ِ ریک ِ صحرا، و دگر نے را به پیمودن ِ آبِ دریا گزرد. انشاء الله العظیم جنابعالی ، تا جهانست ، پرویز بزم ، تهمتن رزم ، دشمن گداز، دوست نواز ، بلب در سخن اخترفشان ، و بکف در کرم گوهرفشان خو اهند زیست » .

قطعهٔ تاریخ ِ غسلِ صحت، و قصیدهٔ تهنیت که پیش ازین فرستاده ام ^(۱)، نظمے است شاعرانه. و این نگارش نثریست عارفانه. قانونِ حکمت و شریعت

(١) قطعة ناريخ غسل عريضيه نمبر (٣٨) كم حاشيه مين درج كيا جاچكا هي . قصيدة تهنيت مثل مين شامل نہیں . لیکن اردو دیوان غالب مع شرح نظامی (مطبوعة نظامی پریس بدایون سنه ۱۹۲۲ع)کی صفحات ٢٤٤ ـ ٢٤٧ ير ايك قصيده يايا جاتا هي ، جو نواب سعيد الدين احمد خان طالب مرحوم جاگيردار ریاست لوهارو سی رسالهٔ کال دهلی کو حاصل هوا، اور اوسکی اشاعت جنوری سنه ۱۹۱۰ع سی مو لانا نظامی نی نقل کیا . مو لانا کی خیال مین به قصیده نو آپ سید کلب علیخان بهادر خلد آشیان کی تحسیل صحت کی تهنیت مین لیکھا گیا تھا . لیکن میری نز دیك به مرزا غالب كا محو له بالا قصیده هی . اسائی كه اسمین جشن کی موقع پر عید، نوروز، اور ہولی کا جمع ہونا تحریر کیا گیا ہی. اور منشی امیر احمد امیر مینائی کی قطعهٔ تاریخ (انتخاب یادگار، ص ٥٠) سی معلوم ہوتا ہی ، که تیوہارون كا يه اجتماع نواب فردوس مكان كر غسل صحت كر وقت هوا تها . ان كر قطعه كا آخرى مصرع هی : «مهینا عیدکا نوروز کا دن غسل صحت هی » . مرزا صاحبکا قصیده حسب ذیل هی :

> مرحبا سال فرخی آئین! عید شوال ، و ماه فروردین مه وسال ، اشرف شهور و سنين ليك بيش از سه هفته بعد نهين جا بجا مجلسين هوڻين رنگين باغ مین سو بسو کل و نسرین باغ كويا نگارخـانه چبن جمع هرگز هوی نهونگی کهین منعقد محفل نشاط قرين رونق افزای مسند تمکین رزمگه مین ، حریف شیر کمین خیر خواه جناب، دولت و دین جن کی خاتم کا آفتــاب نگین آسان مو کدای سایه نشین نه هوئی هو کبهی بروی زمین نور یی ماه ، ساغر سیمین هی وه بالای سطح چرخ برین یه ضیابخش چشم اهل یقین که جهان گدیهگر کا نام نهین

(باق)

شب و روز . افتخار لیل و نهار گرچه هی بعد عید کی نوروز سو اس اکیس دن مین ہولی کی شہر مین کو بکو عبیر و گلال شہر کویا نمونة کلزار تین تیوهار ، اور ایسی خوب پهر هو تي هي اسي مهيني مين عفل غدل صحت نواب برمگه مین ، امیر شاه نشان پیشگاه حضور ، شوکت و جاه جن کی مسند کا آسمان گوشه جن کی دیوار قصر کی نیچی دھر مین اس طرح کی بزم سرور انجم چرخ ، گوهر آگین فرش راجه اندر کا جو اکھاڑا ہو وه نظرگاه اهل وهم و خیال وان کهان یه عطا و بذل و کرم را جامع. هم از روی ِ نقل حق ، و هم از روی ِ عقل راست. بقای خداوند بعمرِ تازه جاود آنی ، و نشاطرِ بی اندازه پیشکار ِ این حیاتِ ثانی باد! چار شنبه ۲۳ شوال سنه ۱۲۸۱ ، و ۲۲ مارچ سنه ۱۸۶۵ (مهرِ **غالب**)^(۱).

(بقيه)

ژاله آسا بچهی هین در ثمین جلوة لوليـان ماه جـين یان وه دیکها به چشم صورت بین به کال تجمل و تزئین اور بال یری هی دامن زین بنگسا دشت دامن کل چین ره روون کی مشام عطر آگین فوج کا هر پیاده هی فرزین جس طرح هی سیهر پر بروین ران پر داغ تازه دیکی وهین خاص بهرام کا هی زیب سرین مدعا عرض فر. ي شعر نهين گر کیون بھی تو آئی کسکو یقین هو گیا هون نزار و زار و حزین دست خالی و خاطر غمگین هی قلم کو جو سجدہ ریز زمین غالب عاجز نباز آگين

یان زمین ہر نظر جہانتك جائر نغمة مطربان زهره نوا اوس اکھاڑی میں جوکہ ہی مظنون سرور مهر فر هوا جو سوار سب نی جانا که هی بری توسن نقش سم سمند سی یک سر فوج کی 'گرد راه مشك فشــان بس که بخشی هی فوج کو عزت موکب خاص یون زمین پر تھا چهوژ دیتا تھا گور کو بهرام اور داغ آپ کی غلامی کا بنده پرور! ثنا طرازی سی آپ کی مدح اور میرا منهه اور بھر اب کہ ضعف بیری سی بیری و نیستی، خداکی بناه ! صرف اظهار هی ارادت کا مدح گستر نہین ، دعا گو ہی هی دعا بهی یهی که دنیا مین تم رهو زنده جاودان، آمین!

(۱) اس نثرکی رسید مین o ذیقعـده سنه ۱۲۸۱ ه مطابق ۳ ایریل سنه ۱۸۶۵ ع کو نواب صاحب نی تحریر فر ما ما : « نثر نثره نثار آپ کی آئی . جشن صحت کی مسرت بزهائی . زبان خامه کو مجال صفت نهین . خامهٔ زبان کو یارای مدحت نهین . سچ یه هی ، که آپکی ذات هرکمال مین فردکاهل هی . هر فقره مین ته ت سمانی حاصل هی . انصاف کی تو یه بات هی ، که یه تحریر نهین کرامات هی . اس جشن مین اگر چه نظاه. آب شریك نهین هوی، مگر میری نزدیك شریك غالب رهی . الله تعالی صحت او رقوت عطا فر مائه . مشتاقون كو لطف مجالست هاتهم آئي . دست دعا بلند هي . نويد صحت كي طبيعت آرزو مند هي . حال اينا اكثر لكهتي رهبي . زياده شوق هي » . اخبار الصناديد (ج ٢ ، ص ١٢٣) سي معلوم هـو تا هي كه حسب تجويز صاحبزاده سيدكاظم عليخان بهادر عرف چهوڻو صاحب باغ بينظير مين يه جشن مناياگيا تها .

بحضور نوابصاحب والا مناقب عاليشان، قلزم فيض وعمان احسان، المير المسلمين نواب كلب عليخان بهادر دام اقباله مقبول باد^(۱)

(نواب سید محمدکلب علیخان بهادر خلد آشیان نواب فردوس مکان کی فرزند اکبر تھی . آپ جنابعالیه فیروز النسا بیگم صاحبه ملقب به نواب بهو بیگم دختر سید عبد العلی خان بهادر، خلف نواب سید غلام محمد خان بهادرکر بطن سی ۲۰ ذی الحجه سنه ۱۲۵۰ ه مطابق ۱۹ اپریل سنه ۱۸۳۵ ع کو اتوارکر دن صبح کیوقت متولد ہوی . سنه ۱۸۹۶ع مین گورنر جنرل کی منظوری سی ولیعهد ریاست اور ۲۱ ایریل سنه ۱۸۶۵ ع مطابق ۲۶ ذیقعده سنه ۱۳۸۱ ه کو جمعه کی دن ۳۰ سال کی عمر مین مسند نشین هوی. ۱۵ محرم سنه ۱۲۸۲ ه مطابق ۱۰ جون سنه ۱۸۹۵ ع کو مسٹر جان انگلس ایجنٹ ریاست وکشنر رو هیلکهنڈ نی رامیور آکر باضابطه رسیم مسند نشینی ادا کرائی . ماه رجب سنه ۸۲ ه مطابق دسمبر سنه ۳۵ ع مین ملکهٔ معظمه کیجانب سی خلعت آیا . اور اسی مهینی مین جشن جلوس منایا گیا . آپ بڑی حاتم دل ، یابند شرع ، بامروت، اور خلیق تھی . بافاعدہ زکوۃ ادا کرتی، اور غیر شرعی آمیدئی سی خزانہ کی دولت کو پاك ركهتي تهيى. خود صاحب علم تهيى. فارسي خايفه غياث الدين عزت صاحب غيـاث اللغات سي حاصل كي، اور علوم حکمیه مولوی فضل حق خدیرآبادی اور مولوی عبید الحق خیرآبادی سی پژهی . انکا دربار اهل فضل وکمال سی بھیا رہتے تھا۔ مشرقی علوم وصنائع کا شاید ہی کوئی ایسا ماہر ہو ، جو انکی خوان جود و کرم کی زله ربائی نکرتا هو . ان مین عالم . شعرا ، ادبا ، خطاط ، صحاف ، طباخ ، اور دیگر تمـام هنرون کر ماهرین شامل تهی . علمی مبـاحثون کا بهت شوق تها . روزانه دربار مین کسی نه کسی علمی یا ادبی مسئله پر اهل دربار طبع آزمانی کیا کرتی تهیی . آپ خود برابرکا حصه ليتى ، اور اسطرح اپنى معلومات كى دائره كو وسيع سى وسيع تر بناتى رهتى تھى . ڪنابين جمع کرنی اور اواهین پزهنی کا بهی بیحد شوق تها . اوس عهد مین جسقدر نایاب اور نادرکتابین مهبًا كيگئى هين ، وه اپنى اهميت اور قيمت كى لحياظ سى مستقل كتابخانه كى حيثيت ركهتى هين . چونکه فارسی ادبیـات سے زیادہ تعلق خاطر تھا، اسلئی جب کوئی نئی فارسی کتاب داخل کتابخانه هوتی اوس کم سر ورق پر اپنی قلم سی تاریخ آمید وغیرہ لکھتی ، اور خود مطالعیه کر لینی کم بعد کشابخانه کی زینت بننی کی اجازت دیتی تھی . اردو ، فارسی دونون زبانون مین شعر کمتی ، اور نواب تخلص فرماتى تهمى . فارسى كلام مرزا محمد تقى خان سپهر ملقب بلسان الملك مستوفى اول ديوان همایون اعلی سلطنت ایران مولف ناسخ التواریخ کی نظر سی گزرا تھا . اردو کلام منشی امیر احمد صاحب امیر میناثی لکھنوی دبکھا کرتر تھی . ایك فارسی نثر مرزا غالب کو بھی اصلاح كيواسطى بھیجی تھی . مرزا انکی طرز نگارش کی بیحد مداح تھی . تصنیفات مین چار اردو کی دیوان . ديوان فارسي ، تاريخ شاهان سلف ، انتخاب بوسـتان خيال اور متعدد نثرين هين . نوابصـاحب کو اخبـار بینی کا بھی شوق تھا . اخبار دبدبہ سکمندری ، جو رامپورکا پہلا اخبــار ہی ، انہی (۱) یه عبارت میرزا صاحب عرائض کر لفافون بر لکها کرتی تهیی. مین و عنوان مین تبرکاً نقل کر دی هی

کی ایمیا می ۱۲ جمیادی الآخره سنه ۱۲۸۳ ه مطابق ۱۰ اکتوبر سنه ۱۸۶۹ ع سی هفته وار شائع هونا شروع هوا . تممیرکا بهی شوق تها، اور سابق جامع مسجد اور متعدد محلات اون کی اس شوق کر دهین منت تهی ۱ آپ نی بائیس سال سات ماه کی حکومت کی بعید ۵۳ سال ۲ ماه ۷ روزکی عمر مین بده کی دن ۳ بجی سه پهر ۲۷ جمادی الآخرة سنه ۱۳۰۶ هجری مطابق ۲۳ مارچ سنه ۱۸۸۷ عکی انتقال کیا . امیر میناتی نی و خوابگاه حامی اسلام امیر المومنین ، سی تاریخ و فات نکالی هو.)

(24)

حضرت وليِّ نعمت آية رحمت سلامت .

بعد تسلیم معروض باد . نوازشنامه مع هنڈوی صدروپیه عزِ ورود لایا . اپریل سنه ۱۸۳۵ کی تنخواه کا روپیه معرضِ وصول مین آیا . زیاده حدِ ادب . تم سلامت رهو هزار برس هر برس کے هون دن پچاس هزار عنایت کا طالب غالب . ۲ مئی سنه ۱۸۳۵ عیسوی(۱) .

⁽۱) ۲۶ ذیقعده سنه ۱۲۸۱ هجری مطابق ۲۱ اپریل سنه ۱۸۳۵ ع کو جمعه کی دن نصف النهار کی وقت نواب فردوس مکان نی انتقال کیا . یه خبر وحشت اثر دلی چنچی، تو میرزا صاحب نی نواب سید کلب علیخان بهادر خلد آشیان کی نام ۲۷ ماه ابریل کو ایك عریضه لکها . اصل تحریر مثل مین موجود نهین . میرزا تفته کی نام کی مکتوب سی ، جو ۱۶ مئی سنه ۱۸۳۵ ع کو لکها گیا تها ، معلوم هوتا هی که وه عریضه تعزیت و فات اور تهنیت جلوس پر مشتمل تها ، فرماتی هین : « رامپور سی اپریل کی مهنی کا رویسه ، اور تعزیت و تهنیت کی خط کا جواب آگیا . آینده جو خدا چاهی » (اردوی معلی لاهور ایڈیشن ، سنه ۱۹۲۹ ع ، صفحه ۱۹۵۹) . نواب خلد آشیان نی یکم مئی کو اس عریضه کی جواب مین تحریر فرمایا : همشفقا ! آنچه مشاهرة آن کر مفرما از عهد نواب صاحب و قبله فردوس مکان مقرر است انشاء الله تعالی بدستور جاری مانده ، حسب ضابطه بسای خدمت رسیده خواهد مانده . اسکی بعد سرکار نی ماه اپریل کی تنخواه کی هندوی کا ذکر کیا هی . میرز اصاحب کا عریضه اسی فرمان کی رسید هو .

⁽۲) یه رباعی ایك علحده ورق پر لکهی هوئی مکتوب نمبر ۴۶ کیسانیر منسلك هی . لیكن از روی تاریخ اسكو دو تین دن بعد دلی سی روانه هونا چاهیم . اسلو که 7 می کو ذی الحجه کی ۸ تاریخ هوگی اور یه ۱۰ ذی الحجه کی صبح کو لکهی گئی هی ، جو ۸ مئی کر مطابق هوگی ، بنا برین ۲ تاریخ کم خط کیسانی روانه نهین هوسکتی .

٧ -- مكاتيب غالب

({ { { \ } { \ } })

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت.

بعـــدِ تسلیم معروض ہے. تہنیت نامـه ارسال کرچکا ہون. جواب پا چکا ہون. قصیدہ کا لفافه ارسال کیا ہے. یقین ہےکہ بہنچ گیا ہوگا^(۱).

حضرت فردوس مکان ِ سپہر آستان کا معمول تھا کہ محرم سے دو تین

ساتیم بهیجی گئی هونگی . قصیده یه هی : تجلی که ز موسی ربود هوش بطور خجسته سرور سلطان شکوه را نازم هوای لطف وی از جان خور برد سوزش دم نگارش وصف کلام شیرینش فنای رزمگیش شاهراه قیر و غضب بخوان شرع بهين همنوالة شبلي ز روی رابطهٔ حسن ماهتاب جمال بحكم مرتبه ، او حاكم و فلك محكوم چو آب سیل روانی که ایستد بمغاك زهی وزیر و خهی شهریار دانادل بنای منظر جاه ترا زحل معار ثنا گر تو سکندر به بارجای جلال برای بزم نشاط تو شمع چون ریزند ز فیض نسبت خلق تو عنبر سارا بدین خرام و بدین قامت و بدین رفتــار ق جهـان جانی وجان جهـان ، عجب نبود به بیشگاه تو زانوی همی زند انصاف

به شکل کاب علی خان دگر تمود ظهور که رشک برکلهاش دارد افسر فغفور نگاه قهر وی از روی مه رباید نور چو خیل مور دود بر ورق حروف سطور بساط بزمگیش کارگاه سور و سرور به بزم عشق مہین ہم پیالۂ منصور بحسب ضابطة جاه أفتماب ظهور ز راه قاعده ، شرع امرست او مامور بود همیشه به حنجان وی شراب طبور تو شاه کشور حسن و خرد ترا دستور ثوابت کرۂ چرخ ہشتمی مزدور قفا خور تو ارسطو بدرسگاه شعور نه پیه گاؤ بکار آورند و نی کافور بحای موم بر آید ز خانهٔ زنبور ز بهر فاتحه آئی اگر تو سوی قبور که از ورود تو هر مرده رقصد اندر گور که ای برحم وکرم در جهانیان مشهور ! (باق) مہینے پہلے سلام پانچ ساتہه (۱) لکھتے تھے، اور فرداً فرداً میرے پاس بھیجا کرتے تھے . جب وہ فراہم ہو چکتے ، تو محرم سے دو چار دن پہلے میں اصلاح دیکر بھیجدیا کرتا تھا . ابکی برس ایك هی سلام بھیجنے پائے . بس آج وہ سلام اس مراد سے حضور میں بھیجتا ہون کہ حضور کے حکم سے حضرت کے دیوان میں شامل ہوجائے . زیادہ حد ادب .

(بقیه) در انتقام کشی شیوهٔ کرم مگزار توثى بفضل فزايندة عروج علوم صرير خامة من بين كه ميربايد دل سواد صفحهٔ من بین و تابش معنی امير زنده دل ، آن والى ولايت نظم غروب مهر و طلوع مه دو هفته بود چو او بزیر زمین رفت و آن ولایت یافت به انجمن نرسیدم ز ناتوانائی بخاك پای تو کر دستگاه داشتمی من آن کسم که از افراط ورزش اخلاص تونی رحم دل و من سقم ، دوری به نظر بخستگی و پیری و تهیدستی شمار غالب آزاده جز دعا نبود به دهر تا بود آئین که در نوا آرند به بزم عیش تو ناهید باد زمزمه سنج محب ز لطف تو بالنده چون نوا از ساز

بر آر کام دل بدسگال از ساطور توئى بىلم كشايندة عقود صدور چنانکه از لب داؤد استماع زبور عیــان چو شمع فروزنده در شب دیجور به گنج خانة كنجه نظاميش كنجور رسيدن تو بدين اوج بعد آن مغفور تو باش والی روی زمین قرون و دهور ولی بعرض ثنا و دعا نیم معذور نبودمی بغم دوری در تو صبور بغيبت است مرا دعوى دوام حضور ماد ریجه شوی از نظارهٔ رنجور قبول کردن تسلیم من خوش است از دور که باد سعی دعاگوی در دعا مشکور ریاب و بربط و قانون و نو بمحفل سور نسيم عطرفروش از شميم طرة حوو عدو ز بیم تو نالنده چون خر طنبور

نواب خلد آشیان نو ۱۳ محرم الحرام سنه ۱۲۸۲ هجری مطابق ۱۱ جون سنه ۱۸۶۵ ع کو اس قصیده کم متعلق تحریر فرمایا: ددو قطعة سای صحیفة لطف آگین. اول مع قصیده تهنیت مسند نشینی داقم بر ریاست موروثی ملك رامپور، وثانی مع سلام من تصانیف جناب مغفرت مآب نواب صاحب وقبله فردوس مكان، در اسعد ازمنه پاسمین ربر دامن وصول فرحت شمول گشته حبذا قصیده که لآلی مدحت مضامین برجسته و معانی دل نشسته اس را برشته ترقیم کشیدن آب دریا بکیل پیمودن است . و شمه از توصیف فصاحت و بلاغت آن بحیطه تحریر در آوردن ثوابت و سیاره را به پنج انگشت شمردن در نولا زبانی نواب مرزا عزم سای باین طرف مسموع گشته ، موجب کال مسرتهاست . چراکه راقم نیز متعنی ملاقات شریف است . او تعمالی شب بلدای فراق را بزودی هرچه تمامتر بایام وصال مبدل گردانده . یع خط میرزا صاحب کو ۱۷ جون کو موصول هوا . ۱۸ جون کو او ایون نو اسکا جواب تحریر کیا . یه جواب تمبر (۷۶) پر درج هوگا .

⁽۱) يه مرزا صاحب كر الهلاكر مطابق هو . صحيح رسم خط د سات ، هي .

تىم سىلامت رهو هزار برس دولت وعز وجاه روز افزون عنايتكا طالبغالب. شنبه يكم محرم الحرام سنه ۱۲۸۲^(۱). (**٤٥**)

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت .

بعدد تسلیم معروض ہے. حق تعالی جلّ جلاله و عمَّ نواله جس گروه پر مهربان هوتا ہے، وهان حاکم عادل ِ رحیم بھیجتا ہے، که بقوت ِ عادله کفر و بدعت کی جڑ اوکھاڑ ڈالے، اور بصفت ِ رحم رعاٰیا کو پالے. مصداق اسکا ذات ِ قدسی صفات ِ جنابِ عالی ہے. که قمار خانے کی بنا مثا ڈالی ہے. ز ہے قانونِ سیاست! غله کا محصول معاف کر دیا ہے. روپیه رعیت پر نثار کیا ہے. ز ہے آئین ِ ریاست! رباعی

نواب که شد زشوکت ِ اقبالش بخشیدن ِ باج ِ غله از اقبالش فارغ شد هر کسی و روداد^(۲) فراغ هم فارغ و هم فراغ باشد سالش^(۳)

پیر و مرشد! حضرت فردوس مکان کا دستور تھا ، کہ جب مین قصیدہ بھیجتا ، اوسکی رسید مین خط تحسین وآفرین کا ، شرم آتی ہے کہتے

⁽۱) لفافه پر ۲۷ مئی سنه ۱۸۹۵ درج همی .

⁽٢) اصل خط مين (رواد) بحذف دال هي .

⁽۳) میرزا صاحب نی نواب خلد آشیان کی جود و کرم کی تذکره مین اس و اقمه کو متمدد مقامات پر نقل کیا هی . حکیم غلام رضاخان کو لکهتی هین : « نواب صاحب حال بمقتضای و الولد سر لابیه ، حسن اخلاق مین نواب فردوس آرامگاه کی برابر ، بلکه بعض شیوة و روش مین اون سی بهتر هین . بمجرد مسند نشینی کی غله کا محصول یك قلم معاف کیا . علی بخش خان خانسامان کو ۳۰ هزار روپیه بابت مطالبة سرکای بخش دیا ، (اردوی معلی ، ص ۶۲) . میرزا تفته کی نام کی خط مین قدری تفصیل کی هی . فرمانی هین : ه نوابصاحب از روی صورت روح مجسم اور باعتبار اخلاق آیت رحمت هین . خزانه فیض کی تحویلدار هین . جو شخص دفتر ازل سی جو کچی لکهوا اخلاق آیت رحمت هین دخزانه فیض کی تحویلدار هین . جو شخص دفتر ازل سی جو کچی لکهوا کریا هی ، اوسکی پانی مین دیر نهین لگتی . ایك لاکم کئی هزار روپیه سال غله کا محصول معاف کردیا . ایك اهل کار پر سالمی هزار کا عاسبه معاف کیا اور بیس هزار روپیه نقد دیا . منشی نولکشود کردیا . ایك اهل کار پر سالمی هزار کا عاسبه معاف کیا اور بیس هزار روپیه نقد دیا . منشی صاحب کی محجی عطیه بتقریب شادی صبیه تجویز هو رها هی . مقدار مجهیز نهین کهلی ، (ایمنا ، ص ۸۵ - ۹۹) . تخریب بتقریب شادی صبیه تجویز هو رها هی . مقدار مجهیز نهین کهلی ، (ایمنا ، ص ۸۵ - ۹۹) . تخریب قارخانه اور بخشش محصول غله کا ذکر اخبار الصنادید (ج ۲ ، ص ۱۷۷) مین بهی کیا گیا هی .

ھوے مگر کہے بغیر بنتی نہیں، دو سو پچاس^(۱)کی ہنڈوی اوس خط مین ملفوف عطا ہوا کرتی تھی. دو قصیدۂ مدحیہ میرے دیوانِ فارسی مین مرقوم، اور وہ دیوان حضرت کے کتابخانے مین موجود ہے. خطون کی تصدیق از روی ِ دفتر ہوسکتی ہے. یه رسم بری نہین ہے. اگر جاری رہے تو بہتر ہے. دیادہ حد ِ ادب. التفات کا طالب غالب. پنجشنبه ۱۹ محرم سنه ۱۲۸۲.

(27)

حضرت ولتي نعمت آيهُ رحمت سلامت.

بعد ِ تسلیم معروض ہے . نوازشنامہ مع سو روپیہ کی ہنڈوی کے عزِ ورود لایا . مئی سنہ ۱۸٦۵ کا مشاہرہ معرض ِ وصول مین آیا . زیادہ حد ِ ادب. تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار التفات کا طالب غالب . ١٥ جون سنہ ۱۸٦٥ عیسوی .

(**{ { Y })**

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت .

بعد تسلیم معروض ہے. روز پنجشنبه ۱۵ جون کو ایک عرضداشت روانه کرچکا ہون. یقین ہے کہ وہ آج پہنچے گی. کل ۱۷ جون کو فرح بخش و روح افزا نوازشنامه پہنچا^(۲). قصیدہ کا پہنچنا اور اوسکا مقبول و منظور ہونا دریافت کرکے، اپنے بخت و قسمت پر مین نازان ہوا^(۳). اب عرض یه ہے کہ حسب الحکم حضور کے یه قصیدہ میر مے دیوان فارسی مین، جو کتا بخانے مین موجود ہے، درج کیا جائے. اور سلام حضرت فردوس مکان کا او نکے دیوان اردو مین لکھدیا جائے (۱).

⁽۱) یهان میرزا صاحب نو صرف حسابی رقوم لیکھی ہیں.

⁽٢) محولة بالا فرمان كا أقتباس عريضة نمبر (٤٤) كم حاشيه مين ديا جا چكا هو .

⁽٣) يه قصيده خط نمبر (٤٤) كي حاشيه مين درج هو چكا هي.

^(ُ؛) میرزا صاحب کی مذکورہ خواہش تشنۂ تکیل رہی . اگر خواجه غلام غوث خان بیخبر اسکی ایك نقل نه منگا لیتے تو دیگر گم شدہ قصائد و قطعات کی طرح اسکا بھی صرف ذکر باقی ہوتا .

حضرت کی خدمت مین نه آؤنگا تو اور کہان جاؤنگا. وه آگ برس رهی هے ، که طیور کے پر جل رهے هین . یعد آگ کے پانی برسے گا . سفر خصوصاً بوڈھے رنجور آدمی کو دونون صورت مین متعذر . آفتاب میزان مین آیا ، اور هنگامهٔ آتش و آب رفع هوا ، اور مین نے احرام بیت المعمور رامپور باندها . انشاء الله العلی العظیم (۱) .

پیر و مرشد! از راه خیر خواهی ایك امر عرض کرتا هون. محمد علیخان ابن وزیر محمد خان (۲) رئیس ٹونك نے بعد مسند نشینی گورمنٹ کو «یمین الدوله» اور «دو جزو ملك اور جنگ» لکهکر دیئے، اور وهان سے وه اونکو عطا هوئے. حضور کے اجداد ِ امجاد نے سلاطین ِ بابریه کا خطاب نه قبول کیا. مگر حضرت کے جد ِ امجد کو احمد شاه ِ درانی (۳) نے مخاطب به «مخلص الدوله» فرمایا (۱۹). حضرت اگر مناسب جانین، تو اوس خطاب کو مع دو جزو «شمش الملك و بهرام جنگ » جناب ملكة معظمه سے بذریعه گورمنٹ

⁽۱) سفرکی تفصیل کیلئے دیباچه ملاحظه هو . یهان اسقدر لکم دینا کافی هوگا، که میرزا صاحب ۷ اکتوبر سنه ۱۸۶۹ع کر دلی س_د عازم رامپور هوی . اور ۸ جنوری سنه ۱۸۶۹ع کر واپس دلی چنچی (اردوی معلی ، ص ۲۶۳ ، مکتوب بنام حکیم سید احمد حسن مودودی ، مورخه ۱۷ جنوری ۱۸۶۹ ع) .

⁽۲) نواب محمد علی خان ریاست ٹونك کی نواب تھی. سنه ۱۸۳۶ ع مین گدی پر بیٹھی. سنه ۱۸۳۷ ع مین گدی پر بیٹھی. سنه ۱۸۳۷ ع مین لاوا مین قتل عام کرائی کی الزام مین حکومت هند نی انہیں معزول کردیا. سنه ۱۸۳۷ عمین ریاست پولیٹکل ڈپارنمنٹ کی زبر انتظام آگئی. اور اونکی صاحبزادہ نواب سرحافظ ابراهیم علی خان بهادر نواب بنا دئی گئی .

⁽۳) احمد شاه درانی ضلع هرات کا باشنده اور ابدال نامی قبیله کا ایک فرد تها. ابهی یه بچه هی تهاکه نادر شاه اسکو ایران پکز لیگیا، اور اپنی خدمت گرز برداری پر مقرر کیا . لیک اس نو رفته رفته فوج کی بری عهده تك ترقی كرلی . نادر شاه نو ۱۲ مئی سنه ۱۷۶۷ع كر وفات پائی تو اس نو بغاوت كردی ، اور تهوزی عرصه مین افغانستان ، سنده اور لاهور كا بادشاه بن بینهها . اسنی هندوستان پر متعدد حملی كئی هین . لیكن اسكی شاندار ترین جنگ سنه ۱۷۲۱ ع مین پانی پت کی میدان مین مرهئون کی عظیم الشان لشكر سی واقع هوئی ، جس مین یه كامیاب هوا ، اور بعد فتح شاه عالم كو تخت و تاج هند سون كر افغانستان چلاگیا . احمد شاه نو ۲۲ سال حكومت كركی سنه ۱۱۸۲ مطابق سنه ۱۷۷۲ ع كو ۵۰ سال كی عر مین و فات پائی .

⁽٤) احمد شاه کر عطا کرده خطابات کر سلسله مین اخبار الصنادید، ج ۱، صفحه ۹۹۷ ملاحظه هو .

اپنے واسطے این^(۱).

تم سلامت رهو قیامت تك دولت و عز و جاه روز افزون ترقی دولت كا طالب غالب. یكشنبه ۱۸ جون سنه ۱۸۶۵ ع.

(£)

حضرت ولي نعمت آية رحمت سلامت.

بعــدِ تسلیم معروض ہے. منشورِ عطوفت کے ورودنے معزز فرمایا. جون ســنه ۱۸٦٥کی تنخواہ کا سو روپیــه از روی ِ هنڈوی معرضِ وصول مین آیا. زیادہ حدِ ادب.

تم سلامت رهو قیامت تك دولت و عز و جاه روز افزون عنایت كا طالب غالب. معروضهٔ دهم جولائی سه ۱۸۲۵.

({4)

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت.

بعد تسلیم معروض ہے. میری عرضداشت کا جواب آچکا ہے.

بندہ ہنڈوی کی رسید بھجوا چکا ہے. یہان خلق کو مینے درکار ہے، اور ہوا

شرارہ بار ہے. دھوپ کی تیزی سے آدمی کے تیور، اور پہاڑ کے پتھر جلے

جاتے ہین. پانی جگر گداز. ہوا جانستان. امراض مختلفه کا ہجوم جہان

تہان. جز اعضای انسان، کہ وہ پسینے مین تر ہین، طراوت و رطوبت کا

کہین پتا نہین. یا لو چلتی ہے، یا مطلق ہوا نہین. ان سطور کی تحریر سے مدعا

یہ ہے، کہ مجھے ہر وقت یہی خیال رہتا ہے، کہ حضرت کا مزاج کیسا ہے.

اس خط کا جواب جس قدر جلد عطا ہوگا، دعا گو پر احسان آپ کا ہوگا.

زیادہ حد ادب.

⁽۱) میرزا صاحبکم اس خیرخواهانه عریضه کم جواب مین نوابصاحب نی تحریر فرمایا: ه.... استحصال الفاظ خطاب دستور این ریاست نبوده است . وحسب انترقیم قصیده وسلام مذکور در دیوانها مندرج کنانیده خواهد شد . ۲۰ صفر سنه ۱۲۸۲ هجری مطابق ۱۵ جولائی سنه ۱۸۳۵ع ه .

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار آپکی سلامت ِ ذات اور اپنی نجات کا طالب غالب. ۲۳ جولائی سنه ۱۸٦٥. (٥٠)

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت .

بعــــدِ تسليم معروض آنكه منشورِ عطوفت عزِ ورود لايا . تنخواهِ جولائی سنه ١٨٦٥ حالكارو پيه ازروي ِهنڈوي ِ ملفوفه معرضِ وصول مين آيا .

اگرچہ یہان مینے اسیقدر برسا ہے کہ جس کے پانی سے زمیندار حاصلِ
فصلِ ربیع سے ہاتے دہو لین . مگر چونکہ بفرمانِ ازلی میرے رزق کی برات
آپ پر ہے ، اور آپ کے ملك مین بارش خوب ہوئی ہے ، ابرِ رحمت کے
شکریہ مین ایك قطعه ملفوف اس عرضی کے بھیجتا ہون . بنظرِ اصلاحِ نظم
و اصلاح حال ملاحظه ہو . زیادہ حد ادب .

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار نجات کا طالب **غالب**. جمعہ ۱۱ مامِ اگست سنہ ۱۸۶۰^(۱).

(قطیعه)

- ہ مقام شکر ہے اے ساکنانِ خطۂ خاك! 🛚 🛪
- ہ رہا ہے زور سے، ابر ستارہ بار، برس ہ
- ہ کہان ہے ساقی مہوش؟ کہان ہے ابرِ مطیر؟ 😸
- ه بيار، لاي گلنار گون، بيار، برس 🗴

⁽¹⁾ اس عریضه کی جواب مین نواب خلد آشیان نی ۱۹ اگست سنه ۱۸۶۵ مطابق ۲۲ ربیع الاول سنه ۱۲۸۲ ه

کو تحریر فرمایا : د... محیفهٔ لطف آگین بخلاصهٔ کمی بارش باران رحمت دران نواح واستدراك خیریت

مزاج راقم مع قطعهٔ دعائیه غازه آرای چهرهٔ وصول نشاط شمول کر دیده بما فیها مطلع نمود. و ترسیل قطعهٔ
مذکور از مزید الطاف فرمائیها متصور شد. مشفقا ! سابق ازین فی الحقیقه طبیعت راقم بمارضه تبخیر ...

کسلمند شده بود. لیکن حالا بعنایت الهی مزاج مخلص خوش و خرم است . هندوی مبلغ دو صد روییه

برای آن مشفق ، که بتقریب صحت از عارضهٔ لاحقه بدیگر صاحبان مستحقین نیز ازین سرکار عنایت شده

بردی آن مشفق ، که بتقریب محت از عارضهٔ لاحقه بدیگر صاحبان مستحقین نیز ازین سرکار عنایت شده

برای آن مشفق ، که بتقریب محت از عارضهٔ لاحقه بدیگر صاحبان مستحقین نیز ازین سرکار عنایت شده

برای آن مشفق ، که بتقریب محت از عارضهٔ لاحقه بدیگر حاحبان مستحقین نیز ازین سرکار عنایت حمد بودند ، معطوف رقیمهٔ الوداد هذا بطریق عنایات سمت تبلیغ یافته ... » . میرزا صاحب کا یه قطعهٔ
دعائیه هنوز شائم نهین هوا هی .

- ہ خدا نے تجکو عطا کی ہے گوہر افشانی ہ
- ہ در حضور پر، اے ابر! بار بار برس 😹
- ہ ہر ایك قطرہ كے ساتھ آئے جو ملك وہ كہے 🧠
- ۽ اميرِ کلبِ علي خان جئين هزار برس ۽
- ه فقط هزار برس پر کچھ انحصار نہین ہ
- ه کئی هزار برس بلکه بیشمار برس ه
- ، جناب قله حاجات اس بلاکش نے »
- ہ بڑے عذاب سے کا نے ہین پانچ چار برس ہ
- ہ شفا ہو آپ کو **غالب ک**و بندِ غم سے نجات ہ
- . خداکر ہے کہ یہ ایسا ہو سازگار برس ہ

(01)

حضرت ولِّي نعمت آيَّه رحمت سلامت .

بعد تسلیم معروض ہے. کل برخوردار نواب مرزاخان داغ کی تحریر سے معلوم ہواکہ حضرت کا مزاج اقدس ناساز ہوگیا تھا. اب خداکے فضل وکرم سے افاقت ہے. نواب مرزانے بجھپر ستم کیا، کہ پہلے سے یہ حال نہ رقم کیا. جو دعا جب کرتا اب بھی ورد شب و روز ہے. مگر یہ خیال، کہ حضور کو یہ خیال گزریگا کہ غالب رسم عیادت بجا نہ لایا، سخت جگر سوز ہے. اب اس خط کے جواب مین نوید عافیت کا امیدوار، اور یہ سونچکر کہ آج کے آٹھوین دن جواب آئیگا، بیقرار ہون.

ایك عبارت كا ایك جزو بطریق خط ایك انصاف دشمن كو لكهكر چهپوا دیا ہے. پارسل اوسكا نواب مرزا كو ارسال كیا ہے. پانچ رسالے وہ میریطرف سے نذر گزرانین گے. حضرت قبول نذر كو میرا عز و شرف ۸ – كابیب عالب

جانین کے ^(۱).

تم سلامت رهو هزار برس دولت و عز و جاه روز افزون دعا گو غالب. ۱۳ ماه ِ اگست سنه ۱۸۶۵.

(07)

حضرت وليِّ نعمت آية رحمت سلامت .

بعد ِ تسلیم معروض ہے. داستانِ حمزہ قصۂ موضوعی ہے. شاہ عباسِ ثانی(۲) کے عمد مین ایران کے صاحب طبعون نے اسکو تالیف کیا ہے. ہندستان مین «امیر حمزہ کی داستان» اسکو کہتے ہین. اور ایران مین «رموز حمزہ» اسکا نام ہے. دو سو کئی برس اسکی تالیف کو ہو ئے. ابتك مشہور ہے، اور همیشه مشہور رهیگا.

آپ کے اس تکیــه دار ِ روزینــه خوار فقیر نے آپ کی مــدح مین ایك قصیده لـکها هے . مشتمل اس الزام پر که تشبیب کے ابیات اور مدح کے اشعار

⁽۱) اس سی و نامهٔ غالب ، مراد هی . میرزا صاحب بی برهان قاطع کی بعض اغلاط پر ایك رساله مسمی بقاطع برهان سنه ۱۸۹۰ ع مین تصنیف کیا تها ، جو نواب فردوس مكان کی امداد سی طبع هو کر شاتع هوا . تقلید آبا کی حامیون بی اسکی تردید مین متعدد کتابین لکهین . ان مین سی ایك کا نام ساطع برهان تها . اس کی مصنف کی متعلق مرزا صاحب سیاح کو لکهتی هین : « وه جو ایك اور کتاب کا تمنی ذکر لکها هی . وه ایك او کتاب کا تمنی ذکر لکها هی . وه ایك او کتاب کا تمنی دکر لکها هی در رحیم بیگ اس کا نام ، میرث کا رهنی و الا . کتی برس سی اندها هو گئی برس سی اندها هی . با وجود نابینائی کی احتی بهی هی هی (اردوی معلی ، صفحه ۲۷ و ۲۱) . مولوی عبد الرزاق شاکر کو لکها هی : « رحیم بیگ نامی میرثی کا رهنی و الا هی . دس برس سی اندها هوگیا هی . کتاب پؤها نهین سکتا . سن لیتا هی . عبارت لکی نهی نمین سکتا . لکهوا دیتا هی . بلکه اس که مولوی امام بخش صهائی سی اوسکو تلمذ نهین هی . اینا اعتبار بژهانی کو اینی کو اون کا شاگرد بتا تا که مولوی امام بخش صهائی سی اوسکو تلمذ نهین هی . اینا اعتبار بژهانی کو اینی کو اون کا شاگرد بتا تا هی . مین کهتا هون که و ای اوس هیچ بوچ پر جسکو صهائی کا تلذ موجب عز و وقار هو ، (عود هندی ، صفحه صفحه ۱۲۱): اس کتاب کی جواب مین مرزاصاحب نی نامهٔ غالب لیکها ، اور اوسکو ۱۳ آگست سنه ۱۸۲۵ سی قبل طبع کراکی نواب خلد آشیان کی خدمت مین بطریق ارمغان پیش کیا . یه رساله عود هندی ، صفحه سی قبل طبع کراکی نواب خلد آشیان کی خدمت مین بطریق ارمغان پیش کیا . یه رساله عود هندی ، صفحه موه میکا هی .

 ⁽۲) شاه عباس ثانی صفوی خاندان کا آنهوان بادشاه تها . اسنی سنه ۱۰۵۲ ه (۱۲٤۲ ع) سی سنه ۱۰۷۷ ه
 (۲) شاه عباس ثانی صفوی خاندان کا آنهوان بادشاه تها .

مین حمزه و اولاد ِ حمزه و زمردشاه وغیره یا انکے معاملات و حالات کا ذکر درمیان آئے. سو وہ قصیدہ آج اس خط کے ساتھ ارسال کرتا ہون. امید ہے کہ حضرت اسکو پڑھکر محظوظ ہون. خدا آپکو قیامت تك سلامت رکھے. مگر جب تك امیر حمزہ کا قصہ مشہور رہیگا، یہ قصیدہ بھی شہرت پزیر رہیگا^(۱).

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزاز نجات کا طالب **غالب**. ۲۱ ماه ِ اگست سنه ۱۸۶۰.

يا وهاب

زهے دو چشم تو در معرض سیه کاری زهے برور بدیع الزمان کُشتی گیر زهے خیال تو آدم ربا چو تندك دیو زغمزهٔ تو چگویم که آن بود زعَمَرُ^(۲) اگر تو نیستی از ساحران انتریا بدین جمال که داری عجب مدار اگر مهر روی تو گردیدم آفتاب پرست مهر روی تو گردیدم آفتاب پرست تو بی بمعنی اصلی، و بود نورالدهر چکد ز زلف تو خون دلم بدانگونه فغان ز بار غم دهر، کان بسنجیدن فغان ز بار غم دهر، کان بسنجیدن به پیش چرخ مُشعیدچههوشیاروچهمست به پیش چرخ مُشعیدچههوشیاروچهمست خصومتے بمن افتاده زال دنیا را

چو بختیارك و بختك بمردم آزاری که کوهسار چون نارنج تر بیفشاری دماغ اهل نظر قاف اوست پنداری دلیر و چست و هنرمند تر بعیاری چرا بلهو همی آتش از هوا باری کند چکیدهٔ قدرت ترا پرستاری نه ایرجم که عبث تن دهم بدین خواری ترا پرستم ازین رو که ماه رخساری همین بنام، که معنی نداشت، پنداری که ریزد از لب زنگی در آدمی خواری عمود خسرو هند است در گرانباری که این بعربده همچون عمرز ز طراری ز فرق، تاج رباید همی بهشیاری که «دُم خبیثه» بود در فنون مکاری

⁽١) اس قصیده کی صرف چند اشعار تذکرهٔ انتخاب یادگار مین بذیل ذکر غالب شائع هوی هین .

 ⁽۲) میرزا صاحب نی اس نام کا املا اور تلفظ دونون غلط لیکهی هین . یه نام « عمرو » بسکون میم وزیادة
 و او بعد را هی .

۸ -- الف

که موی سر بسرم کرده است دستاری که بود هر لکدش را جراحت کاری که باشم، وتوام از حاضران نه انگاری ق همیگزشت ز اشقر به تیز رفتاری بخاك وخون تپدم تن همی به ناچاری نبوده هیچگہےے سیریم ز پُرُ خواری زخونِ دیده بود بسکه جامه گاناری ق که هیچگه ندهد در سخن مرا یاری که گم شود ز عَمَــُرْ در دم گرفتاری زتیغ و تاج و نگین روی داد بیزاری جز آن که باز کشاید دکان عطاری بدا(۱) لبے که زدل نبودش مددگاری! هماره^(۲) نهر ز آب ِگهر دران جاری به دام ِوام، نفس میکشم بدشواری چهل خلیفه تقاضائیان بازاری چو اژدهاهمه را ذوق آدم اوباری $^{\prime\prime\prime}$ که نوشداروی نوشیروان بچنگ آری چنانکه حمزه به نیروی پیر فرخاری عدیل حمزه در اِسْپَهٔبندی و سالاری خہے بلندی آوازہ جہانداری! که هیچگه نشود چون هلال زنگاری

بجیش عشق منم سر برهنــهٔ تپشی نهيب فشنه به الچوب ششكري ماند شدست لإغرى من گلم غيى من منم كه فكر من اندر زمين ٍ شعر و سخن چه اوفتاده که یارب کنونچو ارنائیس چنان بخوردن غم عاديم كه چون عادى نهاده همنفسان نام من ملك قاسم رسيده بخل بفكر من از عَمَــُر ميراثُ دروغ گفته ام آن فکر نیز زنبیل است چو حمزه را بجهان بعد مرگ ِ مهر نگار نماند در نظرِ دزد ِ کہنه اسلوبے دل است حمزهٔ ولب در فسونگری عمر است شد آن که بود کلامم طلسم گوهر بار چو حمزه ،کِش بعقابین درکشید فلك ، بقياست قرض و منم حمزهٔ و زبهر منند چو ساحران همه را شغل آتش افشانی ز زهر مهره نشد زهرِ حمزه به ، آن به مگر بفضل وی آیم برون ز بند ِ بلا امیر کلب علیخان بهادر آن که بود درش نوازش طبل سکندری دارد بود پلارك ٍ افراسيا بيش در كف

⁽۱) بدا مثل خوشا ، بسیار بد . منه

⁽۲) هماره مخفف همواره . منه

⁽۳) آدم اوباری، اوباریدن بمعنی ناخائیده فروبردن. اوبار صیغهٔ امر و در آخر تحتانی، مردم آزاری مثله. منه

که در شمار نیاید همی ز بسیاری همه مساهم خسرو به طاقت اظهـاری سیرده اند علمشاه را علمداری رسیده است بخاقان چین جلوداری ازین که یافته توقیع گرز برداری مگر یکے بود از کافران زنہاری کنون به بندگی خواجهگشت اقراری بمقتضای غلط فهمی و غلط کاری ز بندگان خدا چون بوی رسد خواری چرا مرا بسخنهای هرزه آزاری ز تست زینت معنی به نعز گفتاری ستوه آمده باشی ز رنج ناداری خود آن قدر كه بدل داشتي بدست آري بر آر دست بدرگاه ِ حضرت باری گزین همال ِ تـُمر^(۲) در فن ِ سپرداری چنانکه تابش مهر از سپهر زنگاری

چگویم از نمط ِ لشکر ِ ظفر پیکر همه مقابل مقبل به ناوك اندازي بیا به بین که در اردوی این امیر کبیر چوقندرآن که جلودار حمزه بود اینك سزدكه فخر براقبال خودكند لـُندور مپرس بر درش از هستی زمردشاه شنیدهٔ که خداوند باختر چون بود گزشت آنکه «چه تقدیر کرده ام »میگفت کنون بعجز «چه تقصیر کرده ام »گوید رموزحمزه فروهل (١)خمش نشين غالب ز تست رونق گیتی به دانش آرائی قصیدہ تو و لے کاسۂ گدائی تست غمین مبـاش که از گنج خانهٔ نواب بوقت گدیه گدارا دعاست دست آویز چراغ دودهٔ سرور علی محمد خان زروی کلب علی خان همیشه روشن باد

(04)

حضرت ولي نعمت آية رحمت سلامت .

بعد تسلیم عرض یہ ہے. فقیر تکیہ دار ، روزینہ خوار، غالبِ خاکسار حیران ہے کہ شکر بجا لائے آپکی عنایت کا، یا ذکر کرے آپکی کرامت اور ولایت کا. آپ ہےے شبہہ رونق مسند علم و یقین ہین. تکلف بر طرف

⁽١) فروهل بمعنى بگزار . ازينجا التزام موقوف است . منه

⁽۲) گزین بجـای گزیده مستعمل اهل زبان . کمر به تحتانی مکدور ومیم مضموم در ترکی فولاد را گوینـد . واسم شاهی است از اولاد النقوا . واینکه تیمور نویسند طرز املاست اعراب بالحروف . مـه

امیرالمسلین هین. یه نه فقط از روی ارادت هے. بلکه یهان مشاهدهٔ خرق عادت هے. ان دنون مین متفرقات کے قرضدار (۱) سرگرم تقاضا بلکه آمادهٔ شور و غوغا تھے۔ دو سو روپیه کی هنـٹوی صراحی آب حیات هوگئی. دام مرگ سے بحیات هوگئی. لطف یه که آج بروز دو شنبه ۲۱ اگست کو نو بجے اول روز ایک قصیده کا لفافه بھیجا گیا . اوسی دن باره پر تین بجے یه کرشمهٔ کرامت دیکھاگیا . قصیده کے لفافه مین ایک عرضداشت هے . اوس سے قصیده کی حقیقت ، اور خود اوس نظم سے طرز نگارش کی جدت ظاهر هو جائیگی . حضرت کے انبساط خاطر کیواسطے یه ایجاد هے . مجھے هر طرح کی نظم و نثر سے آپکی خوشی اور خوشنودی مراد هے . انجام قصیده مین جو قرض کے گلے پائے جائین ، اوس مجموع مین سے اهل بازار منهائی کئے جائین . کوٹھی والے ساهوکار «چہل خلیفه» گئے جائین .

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار ترقی عمر و دولت ِ خداوند کا طالب غالب. نگاشتهٔ دو شنبه ۲۱، اور روان داشتهٔ سه شنبه ۲۲ اگست سنه ۱۸۶۵.

(05)

حضرت ولي نعمت آيهُ رحمت سلامت .

بعد تسلیم معروض ہے. مین طبیب نہین ، مگر تجربه کار ہون. ستر برس کا آدمی ہوشیار ہون. اور سے یه کہا نہین جاتا. حضرت پر بغیر ظاہر کئے رہا نہین جاتا. خدا جانے اور طبیب کیا سمجھے ہونگے کہ کیا تھا. میرے نزدیك به اشتراك معدہ و قلب یه مرض طاری ہوا تھا. اب آپ کو حفظ صحت کیواسطے کاه گاه نارجیل دریائی و جدوار کا استعال ضرور ہے.

⁽۱) میرزا صاحب نو یهان لفظ قرضدار بجای قرضخواه استعمال کیا هی . یه استعمال عامیانه هی . اسلی اسی اونکی پریشانی اور ضعف دماغ پر محمول کرنا چاهئی . سند بنانا درست نهین هوگا .

اور معجون طلائی عنبری تقویت قلب مین مجوزهٔ حکیم ببر علیخان معفور هے. ورق طلا ، عنبر اشہب ، عرق کیوڑہ ، قند . کثرت اجزا اس ترکیب خاص مین ناپسند . کثیر الاجزا اور معجونین هین . مفرح بوعلی سینا ، خمیرهٔ مروارید ، خمیرهٔ گاؤزبان عنبری ، ماء اللحم غیر مُسنَشی ، جس مین طیور کے گوشت اور ادویهٔ مفرح و مقوی حرارت و برودت مین معتدل (۱) . گاه گاه سکنجبین و گلاب پی لیا کیجے . غذا مین گوشت طیور اکثر . بیضهٔ نیم برشت اکثر . لیکن یه خیال رہے ، که بیضهٔ مرغ و لحم طیور ایک جلسه مین تناول نفرمائیہ . بکری خیال رہے ، که بیضهٔ مرغ جائز اور لذیذ اور مرغوب . پودینه کا عرق ، چھوٹی الایچی کا عرق همیشه دواخانے مین موجود رہے . عطریات کے استعمال چھوٹی الایچی کا عرق همیشه دواخانے مین موجود رہے . عطریات کے استعمال مین مبالغه . بعد غذا مباشرت سے پر هیز ، شوربای پاچه گوسفند مائدهٔ خاص مین مبالغه . بعد غذا مباشرت سے پر هیز ، شوربای پاچه گوسفند مائدهٔ خاص مین موجود رہے . بحسب رغبت طبیعت نوشجان فرماتے رهئیہ .

تم سلامت رهو قیامت تك دولت و عز و جاه روز افزون سلامت و صحت كا طالب غالب. نكاشتهٔ سه شنبه، و روان داشتهٔ سه شنبه (۲۰).
(۵۵)

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت .

بعـــدِ تسلیم معروض ہے. شرف افزا عطوفت نامه عز ِورود لایا . اگست ۱۸۳۵ کی تنخواہ کا سو روپیه از روی ِ ہنڈوی ِ ملفوفه معرض ِ وصول مین آیا . زیادہ حد ِ ادب .

تم سلامت رهو قیامت تك دولت و عز و جاه روز افزون نجات كا طالب غالب. دو شنبه ۱۱ ستمبر سنه ۱۸۶۵.

⁽١) يهان كوئى ايك لفظ ساقط معلوم هوتا هي .

⁽۲) اس عریضه کی جواب مین ۲ ربیعالثانی سنه ۸۲ ه مطابق ۲۹ اگست سنه ۶۵ ع کو نواب خلد آشیان نی تحریر فرمایا: و سه قطعهٔ مفاوضهٔ لطف آگین ، اول مع قصیدهٔ نادره که مضامینش مماو بهزاران در غرر معانی بود ، و ثانی مشعر رسید هندوی مبلغ دو صد رویه ، و ثانی محتوی بر نسخه های معجون و غیره براه محبت معنوی متواتر یاسمین ریز گریبان وصول نشاط شمول گشسنه حالا مزاج راقم بوجوه خوش وخورم است

(07)

حضرت ولي نعمت آيهٔ رحمت سلامت .

بعد ِ تسليم معروض ہے. چاہتا ہون کہ کچے لکھون. مگر نہین جانتا کہ کیا لکھون. لازم تھاکہ تعزیت نامہ بزبان ِفارسیوعبارت ِ بلیغ لکھون. آپکے قــدمون کی قسم دل نے قبول نکیا . آرائش ِگفتار نظماً او نثراً واسطے تہنیت کے ہے. کہ دل کثرت ِ نشاط سے گل کی طرح کھل رہا ہے. طبیعت راہ دیتی ھے. الفاظ ڈھونڈھے جاتے ھین. معنی پیدا کئے جاتے ھین. اب مین نیم مردہ. دل پومرده، خاطر افسرده، جس باب مین لفظ و معنی فراهم کیا چاهون، وه سراسر طبع کے خلاف. جس بات کا تصور ناگوار ہو ، اوسکے تذکُر سے جی کیون نہ بیقرار ہو . یہ میری قسمت کی خوبی ہے ،کہ ہنوز تہنیت اور مدح کا حق ادا نہوا تھاکہ مرثیہ لکھنا پڑا. اگر ایك بات میرے خیال مین نه آئی ہوتی ، تو مجھے زندگی دشوار تھی . یعنی حضور کو ابتـــدای جلوس مین وہ رنج پہنچا ، کہ اوس سے زیادہ تصور مین نہین آتا . پس وسادہ نشینی کی بدایت اور غمگینی کی نہایت یه چاہتی ہے کہ اب مدۃ العمر ابداً موبداً حضرت کو کوئی غم نهو . همیشه جهاندار و جهانستان و شاد و شادمان رهین^(۱) . تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار آپ کے قدمبوس کا طالب غالب. ۱۸ ستمبر سنه ۱۸۶۰.

(قطعهٔ تاریخ ِرحلت ِ سکندر زمانی بیگم)

دریغا که ماند تهی قصر دولت ز خاتون نامی سکندر زمانی «چوستیّار روضه»بودسال فوتش سپس اسم و م باد جنت مکانی

⁽۱) سکندر زمانی بیگم نواب خلد آشیان کی یوی تهین . انکی والد صاحبزاده سید امداد الله نحان ولد صاحبزاده سید کفایت الله خان ولد نواب سید نصر الله خان بهادر ، اور والده آفتاب بیگر بنت صاحبزاده سید کریم الله خان خلف نواب سید فیض الله خان بهادر تهین . سنه ۱۲۲۲ هجری مین انکر ساتی نواب خلد آشیان کی شادی هوئی . نواب سید مشتاق علی خان بهادر عرش آشیان انهین کی بطن سی تهی (انتخاب یادگاد، می ۲۲۰ می ۲۲ می ۲۲۰ می ۲۲۰ می ۲۲۰ می ۲۲۰ می ۲۰ می ۲۲۰ می ۲۰ می

(oV)

حضرت ولى نعمت آيهٔ رحمت سلامت .

بعد تسلیم معروض ہے. ہر چند آبدار خانے کے ساتھ ہونے سے پانی کی طرف سے خاطر جمع ہے، کہ حضور جو پانی ہمیشہ پیتے تھے وہی پیتے ہونگے. مگر ہرج سفر اور اختلاف ہواکا خیال ہے. توقع رکھتا ہون کہ نوید صحت و اعتدال ِ مزاج ِ اقدس سے عز ِ اطلاع پاؤن. بُعد اگرچہ بہت نہین، لیکن طبع پرگران ہے. چشم ِ شوق ورود ِ موکب ِ عالی کی نگران ہے. بقول لیکن طبع پرگران ہے. چشم ِ شوق ورود ِ موکب ِ عالی کی نگران ہے. بقول استاد به تغیر ِ لفظ ، جو تم پھر آؤ تو حضرت پھرین ہمار ہے دن ، ، زیادہ حد ادب .

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برسکے ہون دن پچاس ہزار دوام ِ بقای ِ حضور کا طالب فقیر غالب . چہار شنبه ۸ نومبر سنه ۱۸۶۵^(۱)
(۸۸)

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت.

بعـــدِ تسلیم معروض ہے. مرادآباد پہنچا، بعــد پالکی کے اوتر آنے کے پل کا ٹوٹ جانا، گاڈی ِ اسباب یہانتك که رخت ِ خواب کا مع آدمیون کے

اوسی زمہریر کے میںدان مین رہنا ، بغیر جاڑ ہے کے کچ_ھ نہ کھانا ، خیر جو اونپرگزری وہ جانین . مین مرادآباد کی سرا مین ایك چھوٹی سی حویلی مین ٹہرا . بھوكا پیاساكمل اوڑھكر پڑرھا . یہ شعر اپنا پڑھ پڑھكر صبح كی .

- ہ گرم ِ فریاد رکھا شکل ِ نہالی نے بجھے ہ
- ہ تب امان ہجر مین دی بردِ لیالی نے مجھے ہ

صبح کو خستهٔ و دنجور اوٹھا. صاحبزادہ ممتاز علیخان بہادر (۱) کے بھیجے ھوئے دو فرشتے آئے، اوٹھاکر سعیدالدین خانصاحب نے وہ تکریم صاحبزادہ صاحب نے وہ تعظیم و تکریم اور سعیدالدین خانصاحب نے وہ تکریم و تعظیم کی کہ میری ارزش سے زیادہ تھی. ناگاہ مولوی محمد حسن خان بہادر صدرالصدور (۲) آئے، اور مجھے اپنے گھر لیگئے. پانچ دن وھان رھا. بھائی نواب مصطفی خان بہادر (٤) وھین مجھسے آکر ملے. دوسر مے دن وہ رھگرای ِ

شوق ہر چند یہ کہتا تھاکہ بوسی لیجی پر ترا نقش قیدم مجھسی مثایا نگیا ، صاحبزادہ صاحب کو نواب سمید الدین احمد خانصاحب فاروقی کی صاحبزادی منسوب تھین . اس تقریب سے مراد آباد مین سکونت یزیر ہوگئی تھی ۔ اور وہین انتقال کیا .

⁽۱) صاحبزاده ممتاز علیخان بهادرکی متعلق صاحب انتخاب یادگار (ص ۳۹۰)کهتی هین : • نیر ، صاحبزاده محمد ممتاز علیخان ولد صاحبزاده محمد اعجاز علیخان ولد صاحبزاده حسن علیخان ولد صاحبزاده حسن علیخان ولد صاحبزاد مستطاب نواب محمد فیض الله خانصاحب بهادر عرش هنزل طاب ثراهم . ستائیس برس کا سن هی . میر احمد علی رساکی شاگرد هین . یه صاحبزادی نهایت اهلیت شعار هین . خوش خلق و خوش اطوار هین . یه او نکاکلام هی :

⁽۲) نواب محمد سعید الدین احمد خانصاحب نواب محمد الدین احمد خانصاحب کی بیٹی اور نواب بجید الدین احمد خانصاحب عرف نواب بحو خان مراد آبادی کی چموٹر بھائی تھی . ان کی آباء واجداد مین سی ایک بزرگ قاضی عصمت الله فاروقی تھی . یه نواب عصمت الله خان بهادر کی لقب سی مفتخر اور عهد عالمگیری مین مختلف صوبون کی گورتر رہ چکی تھی. خود نواب بحو خان بھی بہت بڑی جاگیر کی وارث تھی . لیکن غدر سنه ۷۵ ع مین بحرم بغاوت افھین بھائسی دیدیگئی ، اور اوسوقت سی اس خاندان پر زوال آگیا . مراد آباد مین اس خاندان کی اخلاف اب بھی موجود ھین . نواب سعید الدین خانصاحب کی ایک تصنیف دلب لباب رمل ، کتا بخانه ریاست مین محفوظ هی . یه نسخه بڑی اهتمام سی لکھاگیا هی . اسلئی خیال هو تا هی کہ خود مصنف نی تیار کر ایا ہوگا . اس کی دیبا چه مین او نھون نی اپنی خاندان کی ابتدائی تاریخ اور بعد ازان سنه ۷۵ ع مین اسکی بربادی پر ایک مختصر نوٹ لکھا هی .

 ⁽٣) محد حسن خانصاحب صدرالصدور مرادآبادكي متعلق كچير معلوم نهوسكا.

⁽٤) أنواب مصطنى حان بهادر فرزند عظيم الدوله سرفراز الملك نواب مرتضى خان بهادر ، جهانگيرآبادكر (باق)

دارالسرور رامپور، اور مین جادہ نورد ِ ستم آباد ِ دہلی ہوا. دو شنبہ ۲۰ شعبان ۱۲۸۲، ۸ جنوری ۱۸٦٦ در غمکدہ پر پہنچا. حضور کے اقبال کی تائید تھی. ورنہ مین اور جیتا دتی پہنچتا(۱).

- ه مغلوب ِ غلبهٔ غمِ دل غالبِ حزين ۽
- ه کاندر تنش ز ضعف توان گفت جان نبود ه
- ه از رامپور زنده بدهلی رسیده است 😞
- ه ما را بدین گیاه ِ ضعیف این گمان نبود^(۲) ه

(بقیه) جاگیر دار اور بڑی صاحب علم وخوش گفتار شاعر تھی . اردو مین شیفته اور فارسی مین حسرتی تخلص کرتی تھی (اردوی معلی، ص ۱۰۱) . ابتىدائم حکیم مومن خان سی مشورة سخن رها . ان کر انتقال کی بعد میرزا صاحب سی اصلاح لینی لگی تھی . انھون نی اردو شعراکا ایك قابل استناد تذکره گلشن بیخاره فارسی زبان مین تصنیف کرکی خود شایع کیا ہی . آشوب غدر مین شیفته بھی مشتبه قرار دئی گئی تھی . لیکن آخر کار بری ہوگئی . میرزا صاحب سی ان کی بہت مخلصانه روابط تھی . چنانچه جب میرزا صاحب قاربازی کی الزام مین قید کی گئی تھی تو انھون نی بڑی همدردی کا اظهار کیا تھا . حبسیه مین میرزا صاحب نو اس خلوص کا اس طرح اعتراف کیا ہی :

خود چرا خون خورم از غم که به غخواری من رحمت حق به لباس بشر آمد گوئی خواجهٔ هست درین شهر که از پرسش وی بایهٔ خویشتنم در نظر آمد گوئی مصطفی خان که درین واقعه غمخوار منست شحر بمیرم، چه غم از مرگ، عزادار منست شیفته نو ۳۲ سال کی عمر مین سنه ۱۲۸۲ ه (۱۸۲۹ ع) کو وفات بائی.

(۱) میرزا صاحب کو یه مصیبت رامپدور سی واپسی کیوقت برداشت کرنی پژی تهیی . وه سنیچر کی دن ۷ اکتوبر سنه ۱۸۲۵ ع کو دلی سی روانا هوی . اور بعد قطع منازل سته پنجشنه ۱۲ اکتوبر کو رامپور پهنچی . باقر علیخان اور حسین علیخان اس مرتبه بهی ساتی تهیی . نواب خلد آشیان نی اپنا مهان خاص بنایا . جرنیلی کی کو نهی اقدامت کیائی عطا فرمائی اور تعظیم ، تواضع ، اخلاق ، کسی بات مین کمی نکی . آخر مین کهها نو کی ، اور گهوژون اور بیماون کی گهاس دانی کی نقدی مقرر کر دی تهی . جشن تخت نشینی کی بعد میرزا صاحب نی دونون لؤکون کو روانا کردیا . سرکار نو وقت رخصت ایك ایك دوشالا مرحمت کیا . میرزا صاحب خود جمرات کو دن ۲۲ دسمبر کو رامپور سی روانا هوئی . لیکن سو ، اتفاق سی عرض راه مین بهار هو کر مرادآباد مین ۵ دن نهر نا پژا . اسائی ۸ جنوری سنه ۱۸۲۱ ع کو دن کر گیارا بجی دلی بهنچی . اس سفر مین اونکی دلی سی باهر رهنی کی کل مدت تین ماه هونی هی مربید تفصیل دیبا چه مین ملاحظه هو .

(۲) میرزا صاحب نی یه قطعه سفر کلکته کی سلسه مین لکها تها . رای چهج مل کهتری کو سفر مذکور کی و افس خط مین به و اقسات پر مشتمل ایك خط لکها هی ، جو پنج آهنگ کی ص ۱۰۰ پر درج هی . اوس خط مین به قطعه موجود هی . لیکن و هان بجای و غلبه غم ، (سطوت غم) اور بجای مصرع ثالث (گویند زنده تابه بنارش رسیده است) تحریر هی .

تم سلامت رهو قیامت تك دولت و عز و جاه روز افزون نجات کا طالب غالب. چار شنبه ۲۲ شعبان و ۱۰ جنوری سال ِ جشن ِ حضور (۱).

(۵۹)

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت .

بعدر تسلیم معروض ہے. عنایت نامۂ والا کے مشاہدہ نے مجکو میری حیات پر یقین عنایت کیا. اس سفر کا حال کیا عرض کرون. دلی سے رامپور تك ذوق قدمبوس مین جوانانہ گیا. اختلافات آب و ہوا و تفرقه اوقات غذا كو هرگز نمانا. اور رنج راہ كو هرگز خيال مين نه لايا. وقت معاودت اندوه فراق نے وہ فشار دیا، كه جوهر روح گداز پاكر هر بن موسے ثبك گیا. اگر آپ كے اقبال كی تائید نہوتی، تو دلی تك میرا زندہ پہنچنا عال تھا. جاڑا، مینه، قبض و انقباض، فقدان جوع، فاقه های متواتر، منزلهای نامانوس، هاپوڑ تك آفتاب كا نظر نه آنا، شب و روز هوای زمهریر كا جانگزا رهنا. بار ہے هاپوڑ سے چلكر نیر اعظم كی صورت دكھائی دی. دهوپ كھاتا هوا دلی پہنچا. ایك هفته كوفته و رنجور رها. اب ویسا پیر و ناتوان هون جیسا كه اس سفر سے پہلے تھا. خدا وہ دن كر ہے كہ پهر اوس در یر پہنچون(۲).

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار نجات کا طالب غالب . ۲۱ جنوری سنه ۱۸۶۳ .

⁽۱) لفافه پر ۱۰ جنوری سنه ۱۸۹۳ تحریر هی .

⁽۲) نواب خلد آشیان کو میرزا صاحب کو مصائب سفر کی روداد نواب مصطفی خان بهادر کی زبانی معلوم هوئی، تو او نهون تی ۱۷ شعبان سنه ۸۲ ه مطابق ه جنوری سنه ۲۲ ع کو مرادآباد کی پته پر میرزا صاحب کو تحریر فرمایا : ه زبانی نواب مضطفی خان بهادر کی دریافت هوا ، که مرادآباد مین کچی طبیعت آپکی علیل هوگئی همی . باستماع اس امرکی باعث کمال تردد کا هوا . اسواسطی حواله خامهٔ محبت نگار کی هو تا همی که خیریت مزاج سی مطلع کیچی . اور اگر هنوزطبیعت مائل باعتدال نهو، اور آپکا اراده قیام مرادآباد کا تا درستی طبیعت هو ، تو آپ رامپور مین تشریف لائی . یهان معالجه بخوبی عمل مین آئیگا » .

لیکن فرمانکی اصل مثل مین موجود هی ، اور اُوسکر لفافه پر تحریر هی که ه خط هذا هرکارهٔ برندهازمرادآباد بجهت تشریف فرما شدن مرزا نوشه صاحب به دهلی واپس آورد. مرقوم ۲۱شعبان (باق)

(7.)

حضرت ولي نعمت آية رحمت سلامت .

بعد ِ تسلیم معروض ہے. اپنا حال اس سے زیادہ کیا لکھون کہ آگے ناتوان تھا، اور اب نیمجان ہون. برخوردار نواب مرزا خان اپنے مشاہدہ کے مطابق جو میری حقیقت عرض کرے وہ مسموع و مقبول ہو^(۱).

حضور اس مطلع کے لفظ و معنی کی حدت و جدت کی داد چاہتا ہون. هم در قیام زندہ نیم کز برای خویش آنوقت لای نافیہ ام از دوپای خویش ایك غزل نئی طرز کی نئی بحر مین عرض کرتا ہون^(۲). یہ جشن ِ حال کی نذر ہے. خدا کرے مقبول ہو. زیادہ حد ِ ادب.

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار نجات کا طالب **غالب** . ۲۹ مارچ سنه ۱۸۶۳ .

> بحر هزج مثمن سالم فعلاتن فعلاتن فعلاتن

- ه ای خداوند خردمند و جهان داور دانا ه
- ه وی به نیروی ِ خرد بر همه کردار توانا هـ

(بقیه) سنه ۱۲۸۲ ه. اس سی معلوم هو تا هی که مرزا صاحب کو فرمان موصول نهوا. مگر اس عرصه مین اونکا عریضه نمبر (۸۵) رامپور پهنچ گیا . اس کو جواب مین سرکار نو ۱۵ جنوری کو تحریر فرمایا : «جو که وقت اطلاع انحراف طبیعت آپکی مرکز اعتدال سی بمقسام مرادآباد رقیبة الوداد اس مضمون سی که اگر اراده قیام مرادآباد کا واسطی معالجه کی هو ، تو راهپور کو معاودت کیجی ، یبان معالجه بخوبی عمل مین آتیگا ، همدست هرکاره کو بهیجاگیا تها . لیکن آپ و هان سی رو آنا دهلی کو هو گئی تهی . هرکاره خط واپس لایا او سروز سی کال انتظار و صول مفاوضه خیریت کا تها . الحد نه که و صول نمیقهٔ لفف آگین باعث اطمینان هوا ، . میرزا صاحب کا عریضه نمبر (۹۵) اسی فرمان کا جواب هی .

(۱) میرزا صاحب نی ۱۲ مثی سنه ۲۳ ع کو منشی حبیب الله خان ذکا کو نام ایك خط مین اس سی ملتی جلتی الفاظ مین اپنی حالت بیان کی هی . فرماتی هدین : ه آگی ناتوان تهها . اب نیمجان هون . آگی بهرا تها . اب اندها هوا چاهتا هون . ولمپور کی سفر کا ره آورد هی رعشه و ضعف بصر . جهان چار سطرین لکهین . اونگلیان ٹیڑهی هوگئین . حرف سوجهنی سی رهگئی، (اردوی معلی، ص ۳۸) .

(٢) يه غزل كليات أظم فارسى مين موجود نهين هى .

- ای برفتار و بدیدار، بزیبائی و خوبی ه سرو نوخاسته آسا، مه ناکاسته مانا ه به ادا پایه فزایا، بنظر عقده کشایا ه بکرم ابر عطایا، بغضب برق سنانا ه به نگه خسته نوازا، بسخن بذله طرازا ه به قلم غالیه سایا، به نفس عطر فشانا ه شه نشان کلب علیخان که توتی یوسف ثانی ه
- ه نبود ثانی و همتای تو در دهر همانا ه
- ہ دانم از حال و مآلم خبرمے داشته باشی ہ
- ه سر نوشت ِ ازلی گرچه ندارد خطرِ خوانا 🦠
- ه دشمنم چرخ و تو بینی و نسوزی بعتابش 🚽
- به عدو صاعقه ریزا، به محب فیضرسانا م
- ه جانشینِ تو کند نام ِ ترا زنده بگیتی 🗴
- ه باد فردوس ِ برین جای ِ تو فردوس مکانا 😅
- ، غ**الب** از غم چه خروشی، بتو زیباست خموشی ،
- ه با کریم همه دان هیچ مگو هیچ مدانا ه

حضرت وليِّ نعمت آية رحمت سلامت .

بعدِ تسليم معروض هے. منشورِ مكرمت ظهور مع هنـُدُوى عزِ ورود لايا . سو روپيه تنخواه ِ اپريل سنه ١٨٦٦ كا معرض ِ وصول مين آيا . زياده حد ادب .

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار عنایت کا طالب غالب. ۱۶ مئی سنه ۱۸۶۹ عیسوی^(۱).

⁽١) اس عریضه کی لفافه پر ١٥ مثی سنه ١٨٦٦ تحریز هین . غالباً دوسری دن پوسٹ کیاگیا تھا .

(77)

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت .

بعد ِ تسلیم معروض ہے. کل ایك عرضداشت مع ایك غزل کے ڈاك مین بھیجی گئی^(۱). شام کو منشور ِ عطوفت مع هنڈوی ِ تنخواه ِ مئی سنه ۱۸۶۹ عز ِ ورود لایا. سو روپیه معرض ِ وصول مین آیا. آج صبحدم وقت تحریر اس عرضی کے حضرت فردوس مكان كا دیوان پیش ِ نظر تها. اوس مین یه شعر نظر پڑا. اوسکے مضمون ِ حکیمانه و عارفانه نے بڑا مزہ دیا. یقین ہے کہ اوسکو یڑھکر حضرت بھی حظ اٹھائینگے.

- و وه جسطرح سے جسے چاہے اوسطرح پالے
- ه کسیکا کچه نهین پروردگار پر لینا 🗴

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار عرضهٔ اسد الله ِترقی خواه . معروضهٔ دهم جون سنه ۱۸۲۲ .

(77)

(قطعه درگزارش ِ سپاس ِ یاد آوری بعالی خدمت جناب مولوی آغا احمد علی صاحِب جهانگیرنگری

- $_{\circ}$ مولوی احمد علی احمد $^{(7)}$ تخلص نسخه $_{\circ}$
- ه در خصوص ِگفتگوی ِ پارس انشا کرده است 🔐

⁽١) ميرزا صاحب كا محولة بالا خط اور غزل مثل مين موجود نهين هين .

⁽۲) مولوی احمد علی احمد تخلص جهانگیر آگر (بنگال) کی باشندی اور مدرسهٔ کلکنه کی مدرس تهی . انهون نو میرزا صاحب کی قاطع برهان کی جواب مین د موید برهان ، نامی رساله تصنیف کیا تها . مذکورهٔ بالا قطعه او سکا جواب هی (اردوی معلی، ص ٤٤). میرزا صاحب نی موید برهان اور چند دیگر وسائل کی جواب مین تیخ تیز نامی رساله بهی لکها هی . اوس مین آغا احمد علی کی باری مین لکهتی هین : د عربیت مین الهین سی بزهکر، فارسیت مین برابر ، فحش و ناسزاگوئی مین کمتر . جنی الفاظ تذلیل کی هین، و چن چنکر میری و اسطی استمال کئی، اور یه نه سمجها که غالب اگر عالم نبین ، شاعر نبین ، آخر (باق)

⁽بقیه) شرافت و امارت مین ایك پایه ركهتا هی . صاحب عز و شان هی . عالی خاندان هی . امرای هند ، روسای هند ، مهاواجگان هند سب اسكو جانتی هین . رئیس زادگان سركار انگریزی مین گنا جاتا هی . بادشاه کی سركار سی نجم الدوله خطاب هی . گورمنث کی دفتر مین ' خانصاحب بسیار مهر بان دوستان ' القاب هی . جس كو گورمنث خانصاحب لكهتی هی . اس كو سژی اور كتا اور گدها كیو نكر لكهون . فی الحقیقت یه تذلیل بفحوای ' ضرب الفلام اهانة المولی ' گورمنث بهادر کی توهین اور و ضبع و شریف هند کی مخالفت هی . میرا كیا بگزا . مولوی نی اپنا پاجی بن ظاهر كیا . مین نی امین بیدین كو شیطان كی حواله كیا . اور ان کی مطالب علمی كا جواب اپنی ذمه لیا اور ان کی مطالب علمی كا جواب اپنی شمه لیا اور ان کی مطالب علمی كا جواب اپنی شاكر د فدا سلهنی نی امی زمین مین قطعه لكها ، جس كا جواب غالب کی دو شاگر دون باقر علی کی ایا ور فر الدین حسین خان سخن نی امی بحر وقافیه مین دیا . فدا نی ان کی دونون قطعون كا جواب الجواب الجواب الحواب ا

با قتیل و جامع ِ برهان و لاله ٹیك چند لابهٔ و سوگیری و لطف و مدارا کرده است داوریگاهے بنا فرمود و در وی هر سه را منصف و صدر امین و صدر اعلی کرده است گر چنین با هندیان دارد تولا در سخن من هم از هندم چرا از من تبرّا کرده است كرده است از خوبى گفتار من قطع نظر ظلم زین قطع ِ نظر بر چشم ِ بینا کرده است میل او با هرکسے از هند و حیفش خاص من حیف و میلیے با دوعالم شور و غوغا کردہ است مطلب از بدگفتن من چیست؟ گوئی، نیکمرد مزد این کار از حق آمرزش تمنا کرده است ور چنین نبود چنان باشد که در عرض کمال تا بر آرد نام این هنگامه برپا کرده است صاحبِ علم و ادب، وانگه ز افراط غضب چون سفیهان دفتر نفرین و ذم واکرده است در جدل دشنام کار سوقیان باشد، بلیے نتک دارد علم از کاریکه آغا کرده است انتقام جامع دبرهان قاطع، مي كشد آنچه ماکردیم با وی، خواجه با ماکرده است من سیاهی زاده ام، گفتار من باید درشت واہے بر وے گر به تقلید من اینها کردہ است زشت گفتم، لیك داد ِ بذله سنجى داده ام شوخی طبعے کہ دارم این تقاضا کردہ است ٠٠ -- مكاتيب غالب

```
ميكند تائيد وبرهان، ليك برهان نايديد
نیست جز تسلیم ِ قولش هرچه انشا کرده است
سستی طرز خرام خامهٔ «برهان» نگار
یا نمیدانست، یا دانسته اخفا کرده است
بهر من توهين و بهر خويش تحسين جا بجا
هم مراهم خویش را در دهر رسوا کرده است
آبد و بیند همان اندر کتاب مولوی
هرچه از هنگامه گیران کس تماشاکرده است
لغو و حشو و ادعای محض و اطنابِ ممل
مار و موش و سوسمار وگر به یکجا کرده است
 بگزر از معنی، همین الفاظ ِ برهم بسته بین
 باده نبود، ششه و ساغر مها کرده است
یافتم از دیدن ِ تاریخهـای آن کتاب
خود بدم گفت و باحباب خود ایما کرده است
 غازیان همراهِ خویش آورده از بهر جهاد
 تا نه ینداری که این پیکار تنها کرده است
 جوش زد ازغایت قهر و غضب خون در دلش
 تا زبانش را بدین کلینتره (۱) کویا کرده است
 آتش خشمی که سوزد صاحب خود را نخست
 دردلش، همچون شرردرسنگ، ماوا کردهاست
چون نباشد باعث ِ تشنیع جز رشك و حسد
 باد غالب خسته تركر خسته پروا كرده است
```

⁽۱) کلپتره بفنح کاف و سکون لام و فتح بای فارسی احمقانه کلام .

از جانب آمرزشخواه ِ جرم ِ بیراهه روی اسد الله خان ِ غالب دهلوی اِ ^(۱). (**٦٤**)

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت .

بعدِ تسليم معروض ہے. آج شنبه ١٠ ماہِ اگست سنه ١٨٦٦ کی ہے. فقیر چشم براہ تھا ، کہ اب ڈاك کا هرکارہ آتا ہے، اور ہنـڈوی ملفوفــــ نوازشـنامه لاتا ہے. ناگاہ اسوقت ڈاك كا آدى ايك خط برخوردار منشى سیلچند(۲) کا لایا ۔ اوس مین مندرج تھاکہ تو نے جون سنہ حال کی تنخواہ کی رسید کیون نه بهیجی. اور بعـــد اسکے یه لکھا تھاکہ جولائی کی تنخواہ کی چٹھیان ہوتی جاتی ہین . اب دو ایکـــدن مین تیری تنخواہ بھی بھیجی جائيگي. متحير كه يا رب مين حسبِ معمول تنخواهِ جون كي رســـيد ارسال کرچکا ہون. اب دوبارہ رسید کیون مانگی جاتی ہے. بھر یہ توگویا پیام مرگ تھاکہ جولائی کی تنخواہ اب روانا ہوگی. یا رب ۱۰ کو وعدہ ، ۱۳، ۱٤ کو چلے گی . بیسوین تك مجھے پہنچیگی . اور میرا حال یه که انگریزی تنخواہ گھر مین اور کچھ قرض کی قسط مین جاتی ہے. حضور کے عطیہ پر ميرا اور شاگرد پيشه كا اور حسين على كاگزارا هے. عالمالغيب جانتا هے جسطرح گزرتی ہے. چار سو ساڑ ہے چار سو کا قرض باقی ہے. اب کوئی قرض بھی نهین دیتا. خلاصه دو عرضین هین. ایك تو یه كه مین جون كی تنخواه كی رسـيد بهيج چكا هون. اگر ڈاك مين تلف هوگئي هو تو اور لكم بهيجون. دوسری یه که اس مهینے کی، یعنی جولائی کی، تو تنخواہ خیر ۲۰ ماہ ِ اگست تك پہنچ جائيگی . آيندہ كو حكم ہو جائے كہ ہر مہينے كى پہلى دوسرى كو فقیر کی تنخواہ ، کہ وہ محض صیغۂ خیرات ہے ، بھیجی جایا کرے .

 ⁽۱) دارالانشاء کم فائل مین یه قطعه منسلك اور اسكی لفافه پر ۳۱ جولائی سنه ۱۸۲۱ع تاریخ درج هی .
 مرزا صاحب نی اسكو اكمل المطابع مین یكرخه طبع كراگی اپنی احباب كو تحفة بهیجا تها . چونكه یه بغیر عریضه كی نوابصاحب كو ارسال كیاگیا تها ، اسلئی مینی متن مین شامل كرنا مناسب خیال كیا .

⁽٢) منشى سيلچند كيلئو خط نمبر ١٠٩كا ذيل ملاحظه هو .

تم سلامت رهو قیامت تك دولت و عز و جاه روز افزون نجات كا طالب غالب .

(70)

حضرت وليِّ نِعمت آيَّه رحمت سلامت .

بعد ِ تسایم معروض ہے. پہلے اپنا حال عرض کر لون ، تب کچھ اور مـــدعا لکھون. غم نے بشمول بڑھاپے کے پست و مضمحل کر دیا ہے. حضرت کے قسدمون کی قسم! نہ حواس درست، نہ رای صحیح. برسون سے مکروہات مین مبتلا رہتے رہتے اب طاقت تحمل کی نرہی . خدا جانے کیا هوتا ہے ، کیا سمجھتا ہون . کیا کرنا چاہئے ، کیا کرتا ہون . کل آخر روز میر منشی حضورکا خط آیا . جون کی تنخواہ کی رسے ید کے نہ پہنچنے کی اطلاع پائی . تہیـدستی و قرض کے رنج مین خستهٔ و آزردہ بیٹھا تھا . اوسی وقت عرضی لکھی. اگرچـه ڈاك کا وقت نتھـا ، مگر بھیجــدی. آج آخر روز توقیع ِ وقیع مع جولائی کی تنخواہ کی ہنڈوی کے پہنچا . ہنڈوی مختــارَ کارکو دی ، اور یه عرضی لکھنے بیٹھا . لکھکر لفافه کر رکھتا ہون . کل صبحـدم ذاك مين بهيجـدونكا . أكر عرضي سـابق مين كوئى بات گسـتاخى و دیوانگی و بدحواسی کی هو ، توفقیر کی خطا معاف هو . میر منشی صاحب کے اگر مخالف ِ طبع کوئی لفظ ہو تو وہ بھی درگزر کرین . جون کی تنخواہ كى رسيد كا لفافه ذاك مين كم هوكيا هوكا . اگر مين بهى بهولكيا هون تو بعيـد نهين. بلكه اغلب هے كه غالب كو سهو هوا هو. ملازمان ٍ در ٍ دولت پر ظاہر ہو کہ جون کی تنخواہ جولائی مین ، اور جولائی کی اگست مین مین نے پائی . آیندہ ہر انگریزی مہینے کی دوسری تیسری کو روانگی ہنڈوی کا متوقع هون . زياده حدِ ادب^(۱).

⁽۱) نواب خلد آشیان نی ۱۳ ربیعالثانی سنه ۸۳ ه مطابق ۲۰ اگست سنه ۳۹ ع کو جواباً تحریر فرمایا : درسید ثانی ضرور نهین هی . اور حسب الایما و اسطی بهیجی جانی هندوی مشاهره آپکی اسطور پر که تاریخ پهلی یا درسری تک آپکی پاس پهونیج جایا کری ، حکم بنام اهالی سرشته کی صادر هوگیا هم ، .

تم ســلاهت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار ۱۳ اگست سنه ۱۸۶۹ . عفو و رحم کا طالب غالب .

(77)

حضرت وليّ نعمت آية رحمت مد ظله العالى .

بعد تسلیم معروض ہے . توقیع وقیع مع دیباچۂ شرم ِ اشعار بدر چاچی (۱) عز ورود لایا . کیا عرض کرون که کیا عالم نظر آیا . واقعی افتتاح کلام بطرز میرزا طاہر وحیدد(۲) ، اور پھر نگارش مطالب بشیوۂ میرزا جلالای طباطبائی (۳) ہے . لیکن دونون صورتون مین دیباچۂ اعجاز خسروی (۱) کا رنگ جلوہ گر ہے . پس ناقد بصیر کے نزدیك یه نگارش ، طاہر وحید اور جلالا کی عبارت سے بہتر ہے . یه عرضداشت جلد بھیجتا ہون ، تاکہ حضرت پر پہنچنا اوس دیباچہ یا تقریظ کا ظاہر ہوجائے .

برسات ایسی ہوئی ہے کہ مین باون تریین برس سے یہان رہتا ہون .

⁽۱) بدرالدین محمد چاچی ، چاچ (تاشقند)کی رهنی والی تهیی ، سلطان محمد بن تغلق (سنه ۷۲۰ه - ۷۵۲ه)کی عمد مین هندوستان آئی . اور اوسکی مدح سراتی مین اپنی عمر کا بزا حصه گرارا . سلطان محمد بزا علم دوست بادشاه تها ، اوسنی انکی کافی قدر و ، نزلت کی ، اور « فخرالزمان » خطاب دیا . بدر نی سنه ۷۵۶ ه (۱۳۵۳ع) مین انتقال کیا . انکی قصائد شهرت عام کی مالك هین . لیكن تلمیحات و کنایات کی افراط کی سبب سی شیرینی غائب هوگئی هی .

⁽۲) میرزا طاهر وحید بن میرزا حسین خان قزوینی مشهور شاعر اور نثار هی . یه قزوین مین پیدا هوا . سنه ۱۰۵۵ هر (۱۹۲۵ ع) مین شاه عباس صفوی نی اپنا مجلس نویس مقرر کیا ، سنه ۱۱۰۱ ه (۱۹۲۹ ع) مین وزیر بنایا گیا ، اور ۱۸ سال تك اسی عهده پر رها . یه فن انشاء مین خاص طرز کا مالك هی . لیکن اشهار کی شهرت صرف عهدهٔ وزارت کی بدولت هوئی . طاهر کی تاریخ وفات مین اختلاف هی . بعض سنه ۱۱۰۵ ه اور بعض سنه ۱۱۰۸ ه لکهتی هین . لیکن ربو نی لکها هم که تقریباً سنه ۱۱۲۰ هم (۱۷۰۸ ع) مین انتقال کیا .

⁽٣) میرزا جلالائی طباطبائی اصفهان مین پیدا هوا . سنه ۱۰۶۶ ه (۱۹۳۶ ع) مین هندوستان آیا ، اور شاه جهان کی دربار کا مورخ مقرر هوا . مگر ابھی ہ سال کی تاریخ لکھنی پایا تھا کہ حساد نی سازش کی ، اور کام ركگيا . یه بھی انشاء مین ایك خاص طرز کا مالك هی .

⁽٤) اعجاز خسروی امیر خسرو دهلوی متوفی سنه ۷۲۵ ه (۱۳۲۵ ع) کی تصنیف هی . یه نثرکی ممتاز کتابون مین شمـار هوتی هی ، اور نولکشور پریس لکهنو مین طبع هوچکی هی .

عرش آرامگاه اکبر شاه^(۱) کے عہد مین ایکبار ایسی برسات دیکھی تھی ، یا امسال نظر آئی ہے . اوراق ِ مرسلۂ حضور مومین جامـه مین لپیٹ کر بسییل پارسل ارسال کرونگا ، یا پرسون دو شنبه کو یا سه شنبه کو .

تم سلامت رهو هزار برس مر برسکے هون دن پچاس هزار روز شنبه یکم ستمبر سنه ۱۸۶۹ . نجات کا طالب غالب(۲) .

(77)

حضرت وليّ نعمت آيهُ رحمت سلامت .

بعــدِ تسليم معروض ہے. منشورِ مکرمت ظہور عزِّ ورود لایا. سو روپیہ بابت تنخواہ ِ ماہ ِ اگست سنہ ۱۸۶۳ معرض ِ وصول مین آیا.

تثرِ نثرہ نشار^(۳) کے اوراق ۳ ستمبر ماہ ِ حال کو ارسال ہوئے ہیں . نظرِ انور سے گزرے ہونگے .

(٣) اس نثر سي مذكورة بالا تقريظ شرح قصائد بدر چاچي مراد هي .

⁽۱) اکبر شاه. شاه عالم کا لؤکا اور دهلی کر آخری بادشاه ظفرکا باپ تها. ۲۳ اپریل سنه ۱۷۹۰ع = ۷ رهضان سنه ۱۱۷۳ هکو پیدا هوا . اور ۱۹ نومبر سنه ۱۸۰۹ع = ۷ رمضان سنه ۱۲۶۸ هکو ۶۸ سال کی عمر مین تخت پر بیٹها . اسنی ۳۱ سال سلطنت کی ، اور ۲۸ ستمبر سنه ۱۸۳۷ع مطابق ۲۸ جمادی الآخره سنه ۱۲۵۲ هکو جمعه کی دن فوت هوا . اکبر شاه شاعر بهی تها ، اور شعاع تخلص کرتا تها .

اردوکا دیوان ایک شخص کو دیا ہے. فارسی دیوانکا شیرازہ کھولکر چند شخصون کے حوالے کیا ہے. بعد اتمام تحریر نذر کیا جائیگا^(۱). بھائی ضیاء الدین خان^(۲) کا بجموعۃ نثر و نظم فارسی و اردو ، سراسر دیکھا ہوا میرا، جو اونکیے کتابخانہ مین تھا ، غدر مین لٹ گیا. بعد غدر ذوق شعر باطل اور دل افسردہ ہوگیا . دو تین غزلین ، فارسی ، ہندی ، جو لکھی ہین ، اوسکا انتخاب بھی پہنچیگا .

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن بچاس هزار

- (۱) نواب صاحب نی ۱۳ ربیع الثانی سنه ۱۲۸۳ ه مطابق ۲۰ اگست سنه ۱۸۲۱ ع کو میرزا صاحب کو تحریر فرمایا تها : « ... مطلب دگر ، جو که راقم کو تر تیب بیباض اشعار منتخبهٔ اساتذهٔ پارسی و اردو کی منظور هم ، اسواسطی حواله خامهٔ محبت نگار کی هوتا همی که آپ انتخاب دیوان فارسی اور اردو اپنی کا فرما کر مع انتخاب کلام ضیاء الدین خانصاحب لطف کرین ، تا شامل انتخاب کر جو اس سرکار مین عمل مین آیا همی ، هو جای ، . میرزا صاحب نی حسب الحکم اردو دیوان کا انتخاب ۷ ستمبر کو اور فارسی کلیبات کا انتخاب ۲۶ ستمبر کو اور فارسی کلیبات کا انتخاب ۲۶ ستمبر کو ارسال کیبا . یه دونون انتخابات جو حسب تصریح فرمان مورخه ۱۹ جادی الاولی سنه ۱۲۸۳ ه مطابق ۳۰ ستمبر سنه ۱۸۳۲ ع اس تاریخ سی قبل موصول هو چکی تهی ، کتب خانه سرکاری مین محفوظ هین ، اور ضروری حواشی و مقدمات کی سازی انشاء افته عنقریب شائع کئی جائین گی .
- (۲) نواب ضیاه الدین احمد خان بهادر نواب احمد بخش خان والئی فیروزپور جهرکه و جاگیردار لوهارو کر خلف اصغر تهیی . انکی چچازاد بهن غالب سی منسوب تهین . لیکن اس نسبتی رشته کی علاوه اهم رابطه یه تها که نوابصاحب فن شعر مین غالب کی شاگرد تهی . یه فارسی مین نیر اور اردو مین رخشان تخلص کرتر تهی (اردوی معلی، صفحه ۱۰۰). انکی سلامتی ذوق و حسن طبیعت مسلم هی. خود میرزا صاحب بهی اسکی معترف تهی ، اور انهین اینا نمونه کهتر تهی . کلیات فارسی مین انکی مدح مین ایک قصیده هی . اوس مین میرزا صاحب فرماتی هین :

مدح مین بین مسیده کو . بوس مین میزود کسب مولو مین به بسورت خود می تراشد آذر من اگر چه اوست ارسطوی و من فلاطونم بود بیایه ارسطوی من سکندر من ضیاه الدین خان کی پاس کتابون کا بڑا نایاب ذخیره تها . الین صاحب نی تاریخ هند کی ترتیب مین اوس می استفاده کیا هی . اس کتب خانه کی متعلق مرزا صاحب لکهتی هبن : « میرا ایک نسبتی بهائی هی نواب ضیاه الدین خان سلمه الله تعالی . وه میری نظم و نثر کو فراهم کرتا رهتا تها . چنانچه میم نثرین ، اور کلیات نظم فارسی اور کلیات نظم اردو سب نسخی اوسک کتب خانه مین آمهی و میکنانخانه که ، در کر عرض کرتا هون ، ۲۰ هزار روپیه کی مالیت کا هوگا ، لک گیا . ایک ورق نمین و هاه (عود هندی ، صفحه ۲۹) ، نواب ضیاه الدین خان بهادر نو سنه ۱۳۰۲ ه مطابق سنه ۱۸۸۳ ع مین و فات باتی . میر مهدی مجروح نو مصرع «اب نه باقی رهی وه رونق شهر دهلی » سی هجری سال نکالا هی (تاریخ لطیف ، ص ۲۶۱) .

اسد الله بیدستگاه. دو شنبه ۱۰ ستمبر سنه ۱۸۶۳.

(71)

حضرت وليّ نعمت آيهُ رحمت سلامت .

بعد تسلیم معروض ہے. خاطر اقدس مین نگزرے کہ غالب تعمیل احکام مین کاہل ہے. بصارت مین فتور . ہاتے مین رعشه . حواس مختل . ناچار کاتب کی تلاش کی . شہر سراسر ویران ہے . کاتب کمان ؟ بارے ایك دوست نے کاتب نشان دیا . اردو کا دیوان ، اشعار پر صاد کر کے ، اوسكو حواله کیا . کل وہ اجزای منقوله آئے . آج بطریق پارسل مع اس عرضی کے ارسال کئے . خط کاتب کا مجکو پسند نہین آیا . حضرت کو کیونکر پسند آئیگا . اغلاط اتنے تھے کہ مجکو تحریر کی برابر محنت پڑی . فارسی کے کلیات کا شیرازہ کھولکر اجزا اوسکے احباب پر تقسیم کردئیے ہین . جابجا اشعار پر صاد کردئیے ہین . وہ بھی میرے انتخاب کے مطابق نقل ہو رہے ہین . بعد ِ اتمام وہ بھی پیشکش کرونگا . زیادہ حد ِ ادب .

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار ترحم کا طالب غالب. سه شنبه ۱۸ ستمبر سنه ۱۸۹۳.

(میرزا صاحب نے اصلاح ِ تقریظ ِ شرح ِ بدرِ چاچی کے سلسله مین ۱۹ ستمبر سنه ۱۸۶۳ ع کو ایك عریضه روانا کیا تھا. مثل مین اوسکا لفافه موجود ہے. میر منشی صاحب لـهكتے ہین: « اصل ِ خط که بمقدمـهٔ تقریظ ِ شرح ِ بدر ِ چاچی بود در حضور ِ پرنور ماند »)(۱).

⁽۱) یه عربصنه نواب صاحب کی اس تحریر کا جواب تها: ه... نامهٔ مجبت آئین مع تقریظ بدر چاچی و مصامین اصلاح آگین سرمه کش چشم وصول گشته روشی بخش عیون دیده سفیدان انتظار گردید . چنانچه نظیر همه الفاظ که شاید عجالتاً بلمعان نظر ملاحظه نشده مرسل داشته ام . چشم که اگر اقوال این همه اساتذه قابل اعتبار باشد فیها . والا بعد مشاهده از چگونگی آن مطلع سازند . المرقوم ۲ جادی الاولی سنه ۱۲۸۳ ه مطابق ۱۳ ستمبر سنه ۱۸۲۹ ع . اس فرمان کی ساتی فرهنگ جهانگیری و رشیدی وغیره سی تلاش کرکی نظائر روانا کی گؤتهی . اونکا یهان نقل کرنا باعث طوالت هوگا

(79)

حضرت ولي نعمت آيهٔ رحمت سلامت .

بعد ِ تسلیم معروض ہے. اردو دیوان کا انتخاب بھیج چکا ھون. یقین ہے کہ حضرت کی نظرِ انور سے گزرگیا ھو : آج فارسی دیوان کا انتخاب بطریق ِ پارسل اس عرضی کیساتھ بھیجتا ھون. اور بھائی ضیاء الدینخان بہادر نے جو اوراق میر ہے پاس بھیجنے ھین، وہ بھی اسی پارسل مین رکھدئے ھین ، حضرت اس غریب کا مجموعۂ نظم و نثر غدر مین لٹگیا . بعد ِ غدر جو کچھ کہا ھے ، وہ یہی ھے جو پہنچتا ھے . اس درویش نے صرف غزلین اور رباعیون کا انتخاب بھیجا ھے . قصائد و قطعات و مثنویات کا انتخاب ابھی نہین بھیجا . اگر حکم ھو تو وہ بھی بھیجون . زیادہ حد ِ ادب .

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار عنایت کا طالب غالب . ۲۶ ستمبر سنه ۱۸۶۳ .

(V·)

حضرت وليّ نعمت آيهُ رحمت سلامت .

بعد ِ تسلیم معروض ہے . منشور ِ مکرمت ظہور عزّ ِ ورود لایا . اسعار سو روپیه بابت تنخواه ِ ماه ِ ستمبر سنه ۱۸۶۳ معرض ِ وصول مین آیا . اشعار فارسی و اردو پہنچہے . خدا کر سے پسند آئیین . افسوس که برخوردار نواب مرزا خان نے میرا حال سامعهٔ اقدس پر عرض نکیا . حضور ملك و مال جسکو جسقدر چاهین عطا کر سکتے هین . مین آپ سے صرف راحت مانگتا هون . اور راحت منحصر اس مین ہے کہ قرض ِ باقیاندہ ادا ہو جائے ، اور آبندہ قرض لینے کی حاجت نه پڑے .

تم سلامت رهو قیامت تك دولت و عز و جاه روز افزون اسد الله ید ستگاه . ششم اكتوبر سنه ۱۸۶۲ .

(VV)

حضرت ولي نعمت آية رحمت سلامت .

بعد ِ تسلیم معروض ہے . اس عنایت نامے مین ایك فقرہ نظر پڑا کہ جس سے مین کانپ اوٹھا . « مرا ازان مشفق واسطۂ تلمذ بودہ است ، (۱) . یه ذلیل کو عزت دینی اور دکان ِ بے رونق کی خریداری کرنی ہے . مین تو حضرت کو اپنا استاد اور اپنا مرشد اور اپنا آقا جانتا ہون .

بدو فطرت سے میری طبیعت کو زبانِ فارسی سے ایک لگاؤ تھا ، چاھتا تھا کہ فرھنگون سے بڑھکر کوئی ماخند مجکو ملے ، بارے مراد برآئی ، اور اکابر پارس مین سے ایک بزرگ یہان وارد ہوا ، اور اکبرآباد مین فقسیر کے مکان پر دو برس رہا ، اور مین نے اوس سے حقائق و دقائق زبانِ پارسی کے معلوم کئے ، اب مجھے اس امرِ خاص مین نفس مطمئنه حاصل ہے ، مگر دعوی اجتہاد نہین ہے ، بحث کا طریق یاد نہین '') ،

میان اِنجو جامع ِ فرهنگ ِ جهانگیری ٔ " ، شیخ رشید راقم ِ فرهنگ ِ

 (۲) ملا عبد الصدكى شاكردى كى متعلق اردوى معلى مين متعدد جگه اور قاطع برهان مين ص ۷ پر ميرزا صاحب نى تصریح كى هى .

(۳) میان انجو کا نام جمال الدین حسین بن شاه حسن انجوی شیرازی اور لقب عضد الدوله هی . انکی آبا و اجداد فارس کر شهره آفاق شهر شیراز کی باشندی قهی . یه وهین پیسدا هوی . بعد ازان بتلاش روزگار هندوستان آئی، اور بقول محمدحارثی بدخشی سنه ۱۰۳۵ هجری (۱۹۲۹ع) مین آگره مین انتقال کیا . فرهنگ جهانگیری هندوستان کر مغل بادشاه نورالدین جهانگیر بن جملال الدین اکبرکر نام معنون هی .

⁽۱) مرزا صاحب کی ۱۹ ستمبر کی عریضه کی جواب مین نواب خلد آشیان نی جو فرمان لکها تها اوسکا اهم فقره مرزا صاحب نی نقل کیا همی . نواب صاحب فرمانی هین : ه نیسان خامه که در تحریر معانی شعر عرفی و هم و به تمیق لفظ ار تسک و اوژنگ گوهر بار گردیده بر خاطر اخلاص فروش هر آئیسه محنی و محتجب میاند که اکثر مالک رقابان علم لغت ار تشک و اوژنگ را بمعنی و احد پنداشته اند. و عامة مفسر آن کلام شیرازی مشار و آشیان چیدن » را مرادف آشیان بستن نگاشته . چانچه نظیر هر یکی ملفوف عنبرین نامه هذاست بمطالعه خواهد رسید . معبذ اگر طمع آن اوستاد زمان به ترقیم الفاظ بالا فی الجمله نفوری داشته باشد همچنان حوالة قلم نمایند که مبحوث عنه را از تقریظ اصلاح شده چون نفسانیت خود محو سازم . داشته باشد همچنان حوالة قلم نمایند بوده است . نه از عرفی و دیگر آن . اما نظیر یکه به نظرم گذشته است ، صرف برای اطلاع به نمیقه هذا مندرج گردیده . المرقوم ۲۱ جمادی الاول سنه ۱۲۸۳ ه مطابق ۲ اکتوبر سنه ۱۸۲۱ ع ...

رشیدی^(۱) عظای عجم مین سے نہین. هند انکا مولد. ماخذ انکا اشعار ِقدما . هـادی انکا ان کا قیـاس . ٹیك چنـد^(۲) اور سـیالکوٹی مل^(۳) انکے _بیرو . سبحان الله هندی بهی ، اور هندو بهی ! نور ً علی نور !!

فقیر اشعارِ قدماکا معتقد . اون لوگون کے کلام کا عاشق . مگر جو لغات اونکے کلام مین ہین ، اوسکے معنی تو اہل ِ ہندنے اپنے قیاس سے نکالے ہین . مین انکے قیاس پر کیونکر تکیه کرون . اب جو پیر و مرشدنے لکھا کہ «ار تنگ و ار ژنگ متحد المعنی اور آشیان ساختن و بستن و چیدن گھونسلا بنانے کے معنی پر ہے » ، تو مین نے بے تکلف مان لیا . لیکن نه اون صاحبون کے قیاس کے بموجب ، بلکہ اپنے خداوند ِ نعمت (کے) (ا) حکم کے مطابق . تم سالامت رہو قیامت نگ دوات و عز و جاہ روز افزون

انصاف کا طالب غالب ، ۷ اکتوبر سنه ۱۸۹۹^(۵).

(۱) شیخ رشید کا نام عبد الرشید الحسنی هی . انکی آبا واجداد مدینهٔ منوره کی رهنی والی تهی . یه خود شهر نهه مین ییدا هوئی . منتخب اللنمات اور فرهنگ رشیدی انکی تصنیف هین . خزانهٔ عامره (ص ۲۶،

نولکشور پریس) مین انکا سال وفات ۱۰۷۷ هجری (۱۶۹۱ع) لکها هو . (۲) لاله ٹیکچند بہار تخلص بہار عجم کی مولف ہین . یه خان آرزو متوفی سنه ۱۱۲۹ هجری (۱۷۵۵ع)کم شاگر د اور اردو، فارسی کم شاعر تھی .

⁽٣) سیالکوئی مل وارسته تخاص مصطلحات شعراکر مصف دین . یه میر محمد علی رائیج سیالکوئی متوفی سنه ۱۱۶۹ه (۱۷۳۳ع)کر شاگرد تهی .

 ⁽٤) یهان لفظ دکی ، ساقط هوگیا هی . آینده عریضه مین مرزا صاحب نر اس عبارت کو دوهرایا هی .
 وهان یه لفظ موجود هی . اسائی مین نر بریک مین بزها دیا .

⁽ه) اصل خط میں سہواً ۱۷ تاریخ درج ہوگئی ہی . صحیح سات ہی . اسلئی کہ اولا تو خود میرزا صاحب ہی تی اس خط کی لفاف پر ۸ اکتوبر تاریخ لکھی ہی . جسکی یه معنی هین که تاریخ کتابت کی دوسری دن یه خط پوسٹ کیا گیا تھا . ثانیاً نواب خلد آشیان نی اس خط کا جواب ، جو آگی آرها ہی ، تیرہ اکتوبر کو دیا ہی . اور ظاہر ہی کہ جس خط کا جواب تیره کو لکھا جائی وہ خود ستره کا مکتوب نین هو سکتا . میرزا صاحب کی عریضه کی بعض کنایات سی ناخوش هو کر نوابصاحب نی جواناً تحریر فرمایا : و . . . مکتوب حیرت اسلوب مشعر اختراع معنی غلط نسبت هندی نؤادان پیشین ودیگر اعتراضها، واپن که راقم را طریقة بحث یاد نیست ، موصول مطالعه گشته باعث استعجاب عظیم گردید . از آنجا که تا حال ورای تحقیق و تنقیح امور علمیه ، که معاذ الله از مناظره و مناقشه بچشم حق بین دور بی نماید ، امری دیگر بظهور نیامده . و آنچه حالی خاطرم بود مناظره و مناقشه بچشم حق بین دور بی نماید ، امری دیگر بظهور نیامده . و آنچه حالی خاطرم بود بی ریب و رنیج حوالله قلم دقائق سنج گردیده . لیکن می نازم بر ذهن موشگاف آن فرید زمان که (باق)

(VY)

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت .

بعد تسلیم معروض ہے . آج سه شنبه ۱۲ ماہ اکتوبر کے دن کو بارہ بجے کھانا کھاکر بیٹھا تھا ، کہ توقیع وقیع آیا . پڑھتے ھی کانپ اوٹھا ، اور عالم نظر مین تیرہ و تار ہوگیا . اگر حضور کے ارشادات کو بحث تعبیر کیا ھو ، تو بجھے جناب الهی اور حضرت رسالت پناھی کی قسم! اگرچه فاسق و فاجر ھون ، مگر وحدانیت خدا اور نبوت خاتم الانبیا کا بدل معتقد اور بزبان معترف ھون . خدا و رسول کی قسم جھوٹی نکھاؤنگا . انکار بحث سے مراد یہ تھی ، کہ شعرای ہند کے کلام مین جو غلطیان نظر آتی ھین ، یا ھندی فرھنگ لکھنے والون کے بیان مین جو نادرستی ، اور باہم جو اونکے عقول مین اختلاف ھین ، اوس مین مین کلام نہین کرتا . اپنی تحقیق کو مانے ھوئے ھون . اورون سے بجھے بحث نہین . با ھمہ ضعف حافظہ یاد ھے کہ آخر مین یہ بھی لکھدیا تھاکہ ، ان دونون باتون کو مین نے مانا . لیکن نه فرھنگ لکھنے والون کی رای کے بموجب . بلکہ اپنے خداوند کے حکم کے فرھنگ لکھنے والون کی رای کے بموجب . بلکہ اپنے خداوند کے حکم کے

⁽بقیه) نوشته ام را بر بحث و اجتهاد محمول نموده . امثال این کنایه های تو، مثل نسبت استادی بجانب راقم ، و ففظ بحث ، که هر دو خلاف و اقع و مورث رنج و عنا است ، نگاشتند . پس اگر آن مشفق را همچنین منظور باشد ، اشار تو سازند که و اسطه ترسیل رسائل از فیابین برداشته شود . ورنه بنان عامه را بامور خارج المبحث تکلیف نداده باشند . که نتیجه اش سوای صداع الراس امری بخیال نمی بحوالهٔ کلام شان پرداخته . اگر نزد آن صیم چاوید آنها قابل قبول نبود ، بایستی که بمهران نمط بحوالهٔ کلام شان پرداخته . اگر نزد آن صیم چاوید آنها قابل قبول نبود ، بایستی که بمهران نمط تحریر میساختند . مصلحت اینقدر اطناب سخن از فهم همچو منی بیرون . زیاده ازین نوشتن حکمت بحونکه نوابصاحب کی اس فرمان سی اظهار ناخوشی و ناراضگی هوتا تها . میرزا صاحب نی فوراً معذرت بچونکه نوابصاحب کی اس فرمان سی اظهار ناخوشی و ناراضگی هوتا تها . میرزا صاحب نی فوراً معذرت نامه مورخه ۱۲ ماه اکتوبر لکهکر طلب عفو کیا . نوابصاحب نی معذرت قبول کرتی هوئی تحریر فرمایا : ه حالا که آن مهربان بساویلش پرداختند از آن دفع شکوك لاحقه گردید . عاطر فرمایا : ه حالا که آن مهربان بساویلش پرداختند از آن دفع شکوك لاحقه گردید . عاطر فرمایا : ه حالا که آن مهربان بساویلش پرداختند از آن دفع شکوك لاحقه گردید . عاطر فرمایا . همین که آن کی طبیعت کا تکدر کلیه دور نهین هوا .

مطابق ، . یه کلمه موجبِ عتــاب نهین هوسکتا . اور اگر اسکو گناه سمجها جائے . «آخر گناهگار هون کافر نهــین هون مین » . گناه معاف کیجے اور نوید ِ عفو سے مجکو تقویت دیجے .

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برسکے ہون دن پچاس ہزار عفو کا طالب غالب .

(W)

حضرت ولي نعمت آية رحمت سلامت .

بعد ِ تسلیم معروض ہے . حضور کے لشکرِ نصرت اثر کا بسپه سالاری نوابِ معلی القاب جناب مهدی علیخان بهادر (۱) اکبرآباد پهنچنا، اور خیام ِ فلك احتشام کا وهان نصب هونا، اور رامپور سے اکبرآباد تك گهوڑون کی ڈاك کا بیٹھنا، اور حضرت کا سنبھل تك بسبیلِ ڈاك تشریف لیجانا، اور وهان مزاج اقدس کا ناساز هونا، اور دار السلطنت کو معاودت فرمانا، یوماً فیوماً مسموع هوا . غرض اس عرضداشت کی تحریر سے یہ ہے ، که حصول ِ جواب سے آبرو، اور خیریت و عافیت ِ مزاج ِ مبارك سے عز و اطلاع پاؤن .

اخبار مین مسطور ، اور شهر مین مشهور هے ، که حضرت اجلاس کو نسل کیواسطے حسب الحکم گورمنٹ کلکته کو تشریف لیجائین گے . کمخوار دعا گوئی و مدح گستری مین بهانه طلب رهتا هے . اس تقریب کا ایك قطعهٔ تاریخ سنه ۱۸۶۳ ءیسوی رقم کیا هے . عرض کرتا هون . اگر یسند آئے تو اجازت ملجائے که اسکوکسی اخبار مین چهپوا دون(۲) :

⁽۱) صاحبزاده سید مهدی علیخان بهادر ، نواب سید غلام محمد خان بهادر کی پوتی ، صاحبزاده سید حفیظ اقت خان بهادر کی بینی ، اور نواب خدلد آشیان کی چیجا تهی . شعر وسخن کا شوق تها اور نحیف تخلص کرتی تههی . ابتدا مین نواب فردوس مکان سی تلمند تها . آخر مین میر احمد علی رساکر شاگرد هوئی . ۷۱ برس کی عمر پائی . ستائیسوین ماه رمصان کو سنه ۱۲۸۹ (۱۸۷۲ ع) کو رحلت نومائی ، (انتخاب یادگار ، صفحه ۲۲۹ ، و تاریخ لعلیف ، صفحه ۲۲۹) .

⁽۲) نواب خلد آشیان بهادرکر کلکته تشریف لیجانیکر متعلق صاحب اخبار الصنادید (ج ۲، ص ۱٤۰) در لکھا محکہ: ، مسٹر جان انگلس صاحب کمشنر و ایجنٹ ریاست نی نواب سید کلب علی خان سی (باق

قطعـــه

چو نواب از بهر اجلاس کونسل به کلکته از رامپور آورد رخ عدو را بگیر و بکش زود وی را بجو سال اجلاس از «بخت ِ فرخ» چوگویندکزکُشتن ِوی چه خواهی بگو حذف ِ اعداد ِ «وی، اینت پاسخ

اینت لغت پارسی ہے، مرادف خہیے و زہے۔ اور قتل کا مشارالیہ لفظ (وی) ہے جس کے ۱۹ عدد ہین . اور (وی) کا مشار (عدو) ہے . «بخت فرخ» کے ۱۸۸۲ . جب اس مین سے ۱۶ کم کئے تو ۱۸۹۳ رہے . زیادہ حد ِ ادب . تم سلامت رہو ہزار برس ہر برسکے ہون دن پچاس ہزار (۱۸ نومبر سنه ۱۸۶۲)(۱) .

(مقمه) هونهاری و بلند اقالی کر آثار دیکهکر ست جلد آنریل ایڈمنڈ ڈرنمنڈ صاحب لفٹنٹ کو رنر صوبجات متحدہ کی حضور مین ریورٹ کی . اور انھون نو لارڈ لارنس صاحب گورنر جنرل کی خــدمت مین نواب سید کلب علیخان کی لیافت خدا دادکی اطلاع کی . گورنر جنرل نی باظهار مسرت مثل نواب سید یوسف علیخان کی نواب سید کلیعلیخان کو بھی ایجسایٹیو کو نسل مین ممبر تجویز کیا . نوابصاحب نی هنگام استمزاج باوجود ناچاقی طبیعت و ضعف باقتضای عزم بلند ممبری قبول کی . ۲۰ شعبان سنه ۱۲۸۳ هجری مطابق ۲۸ دسمبر سنه ۱۸۶۱ ع کو رامپور سے علیگڑھ تك گاڑی کی ڈاك مین اور علیگڑھ سی كلكته تك تخميناً بانسو همراهيون كيساتي ريلك ذريعه سي گؤ . اثناي راه مين كانيور، الهآباد، اور بناوس وغیره هر مقـام پر حکام نر استقبال کیـا اور سلامی سر هوئی. مهراجه ایسری پرشاد نرائن سنگیر صاحب جی ، سی ، ایس ، آئی والی کاشی نریس نو بنــارس مین بنظر اتحــاد قدیمی دھوم سے دعوت کی . کلکتی میں گورنر جنرل کی طرف سے بطرز مرغوب استقبال ہوا . سلامی سر هوئی . آب و هوای کلکته نی انکی مزاج سی بھی مخالفت کی . اور طبیعت جادۂ اعتدال سی منحرف رهی . پهر بهی کونسل مین کئی اجلاس کئی . جب ناسازی زیادہ بڑھی تو حسب اصرارگو رنر جنرل ڈاکٹر بیلی سے علاج شروع ہوا . ڈاکٹر کی رای ہوئی کہ آب و ہوا یہـانکی انکر مخالف ہی . بلکہ قيام كلكته سي امراض شديد لاحق هونيكا أنديشه هي . مكر نوابصاحب ني اسي قبول نكيا . جب گورنر جنرل کو اسکا علم آیا ، تو بمقتضای محبت خاص بکمال اصرار واپس کیــا . ۲۷ رمضان ســنه ۱۲۸۳ ه مطابق ۳ فروری سنه ۱۸۹۷ ع کو کلکتر سی رامپور واپس دوئی. . میرزا صاحب کی عربصه نمیر (۷۵) کی لفافه سی معلوم هو تا هی که نواب صاحب محلهٔ کاشی بود کی مکان نمیر ه اور ۷ مین قيام فرما هوى تهمى . مرزا صاحب كا قطعة تاريخ حسبالحكم حضور اخبار دبدبة سكندرى مين طبع هوا اور ۳۰ نومبر کو اسکی اطلاع ان الفساظ مین میرزا صاحب کو دیگئی: ء تاریخ مذکوره که بر طرز نو و عدیمالمثال است در اخبار دبدبهٔ سکندری رامپور طبع کردیده شده .

(۱) خطّ مین کاتب کا نام اور تاریخ درج نہین . مین نر قوسین مین لفافه کی تاریخ اضافه کردی ہم .

(V£)

حضرت وليّ نعمت آيهُ رحمت سلامت .

بعد تسلیم معروض هے . ایك عرضداشت بهیج چكا هون . اوسكا جواب نهین پایا^(۱) . امیدوار هون كه اس عرضداشت كے جواب سے محروم نرهون . كل دن كو دس بجے سنا كه عالیجناب نواب مهدیعلیخان بهادر بسواری ریل آئے ، اور املی كے محلے مین ٹهر ہے هین . كهانا كهاكر فورآ سوار هوا . وهان جاكے سنا كه نوابصاحب ریل كے اسٹیشن پر گئے هین . گهنٹا بهر بیٹها رها كه حضرت آئے . آگے غازی آباد كے اسٹیشن پر سے سواری هوتی تهی . اب ولی محمد سوداگر كی كوٹهنی كے پاس سے^(۲) ، جو بیگم كے مفتی . به صاحب نے آپ باغ كے عقب هے ، نیا اسٹیشن قرار پایا هے . سو صاحبزاده صاحب نے آپ باغ كے حضور مین اطلاع كی هے . دیكھئے حضرت غازی آباد سے سوار هو تے هین یا شهر مین سے . واسطے خدا كے مجكو اپنے روز ورود و وقت ورود سے اطلاع بخشین . اور اس عرضی كا جواب ایسا جلد عنایت هو كه فقیر بیسر و سامان اپنا سامان درست كر ركھے (۳) .

حضرت کی توجه ِ باطنی، جو همیشه میری مصلح ِ حال اور افزایش ِ عز و وقار کی کفیل ہے، بعد ادای ِ شکرِ الہی اوسکا سپاس بجا لاتا ہوں. پیش از غدر گورمنٹ کے دربار مین ۷ پارچے، اور جیغه ، سرپیچ ، مالای

⁽۱) میرزا صاحب نی جس عرضداشت کا حواله دیا هی وه اور اوسکا جواب دونون مثل مین موجود نهین. غالباً نوابصاحب کی حضور تك نه پهنچی.

⁽۲) یهان لفظ (سی) زیاده معلوم هو تا هی .

⁽٣) اس عریضه کی جواب مین ۲۷ دسمبر سنه ۱۸۳۱ ع کو نواب خلد آشیان نی تحریر فرمایا: چون راقم عنقریب روانهٔ کلکته می شود. چنانچه برای انتظام گاذیهای ریل رفعت و عوالی مر تبت محمد اصغر علی خان رسالدار را روانهٔ آنجا نموده شد. و هنوز تاریخ رسیدن بمقام اسٹیشن ریل دهلی مقرر نگشته، لهذا حوالهٔ خامهٔ مودت نگار می شود، که حال تقرر تاریخ رسیدن آنجا از خان معزی الیه دریافت تموده شود، بهت ممکن هی که مرزا صاحب نی اصغر علی خان صاحب رسالدار سی تاریخ دریافت کی هو . لیکن مجھی اسکا کوئی ثبوت نهین مل سکا .

مروارید، تین رقمین جواهرکی مجکو ملتی تهین. بعدِ غدر اگرچـه پنسن اور دربار بحال رها، لیکن خلعت موقوف هوگیا. نواب لفثنث گورنر بهادر پنجاب(۱) کا کل ۱۲ پر چار بجے دربار تھا . حکم سب درباردارون کو پہنچ گیا تھا . مین نواب مہـــدی علیخان صاحب کو رخصت کرکے گھر آیا . دو گھنٹے کے بعد دربار میں گیا . خیال یہی کہ ملاقات ہوگی . ایك رباعی كاغذِ مذہب پر لکھی ہوئی نذرکرونگا . کلماتِ عنایت سنکر چلا آؤنگا . نہ مجھے کچیم احتمال. نه صاحب کمشنر بهادر شهر کو علم. بار سے بر وقت ِ ملاقات تعظیم معمولی اور مصافحه کرکے لاڑد صاحب نے کھڑ ہے کھڑ ہے جیغہ، سرپیج میری ٹوپی پر باندھا . اور فرمایا «یه ہم نے آپ کے واسطے رکھا تھا » . مالای مروارید میں منشی نے گلے مین ڈالدی . یہ پارچے سات مرحمت ہوئے . دوشاله ، ۱ . كَمْخُواب كَا تَهَانَ ، ۱ . بنارسي تَهَانَ سَهْرِي بُو نِثْمَ ، ۱ . بنارسي سیلاً ، ۱ . الوآن کی چادر کناره کلابتون ، ۱ . کناویز کا تھان ، ۱ . الوآن کی چادر بے کنارہ ، ۱ . مین اس عطیہ کو آپ کی بخشش معنوی سمجھا ہون. اور دوسری بخشش ، یعنی اس خط کے جواب کے جلد حاصل ہونے ،کا متوقع هون . زياده حد ِ ادب .

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برسکے ہوں دن پچاس ہزار عرضداشت کے جواب کا طالب **غالب** . روز ِ سه شنبه ۱۸ دسمبر سنه ۱۸۶۳ .

⁽۱) سر ڈانل میکلوڈ صاحب مراد هین . یه لفٹن جنرل ڈنکن میکاوڈکر هان فورٹ وایم ،گلکته ، مین ۳ جون سنه ۱۸۱۰ ع کو پیدا هوی . ولایت جاکر تعلیم پائی . سنه ۱۸۲۸ ع مین هندوستان واپس هوی ، اور صوبة بنگال مین ملازمت اختیار کی . ۱۸۳۱ ع سی ۱۸۶۹ ع تك اصلاع ساگر و نربدا ، اور بنارس مین رهی . ۱۸۵۶ ع مین پنجاب کی جوڈیشل کمشنر هوی . غدر سنه ۷۵ ع مین لاهور مین تھی . ۱۸۲۵ ع سی ۱۸۷۰ ع تك پنجاب کی لفٹنٹ گورنر رهی . اور ۲۸ نومبر سنه ۱۸۷۲ ع کو لندن کی زمیندوز ریل کی ایك حادثه سی انتقال کر گئی . یه مشرق عاوم و فنون کی بڑی حامی تھی ، اور چاهی تھی کہ دیسی زیانون مین مغربی علوم کی تعلیم دیجای . پنجاب یونیورسٹی انہی نی قائم کی هی .

(Vo)

حضرت وليِّ نعمت آية رحمت سلامت .

بعد ِ تسلیم معروض ہے. حضرت کا رونق افزای کلکتہ ہونا از روی ِ شمار ِ رفتار ِ ریل یقینی ہے. مگر وہان کی آب و ہوا کا موافق آنا، اور جناب لاڑد صاحب بهادر (۱) سے ملاقات کا ہونا، اور اجلاس کونسل کا وقوع مین آنا، یہ امور جب تك حضرت رقم نفرمائینگے، دعا گو کے خیال مین کیون کر آئینگے . ناچار جرات بهم پہنچا کر اس عرضداشت کے جواب مین ان حالات کے انکشاف کا امیدوار ہون (۲).

پیر و مرشد! حضرت کے تصدق سے قرض ادا ہو گیا . تنخواہ نے قسط سے ، اور مین نے رنج سے رہائی پائی . ہم بدل و ہم بزبان ثناخوان جود و نوال ، و دعا گوی دوام دولت و اقبال ہون . آدھا قرض عطیهٔ سابق مین ، اور آدھا قرض عطیهٔ حال مین ادا ہوگیا . کہ نہین سکتا ، اور بن کہے بنتی نہین ، اگر دونون لڑکون کا پچاس روپئے مہیانا جنوری سنه ۱۸۹۷ یعنی ماہ حال و سال حال سے جاری ہوجایگا اور ماہ بماہ فقیر کے روزینہ کے ساتھ پہنچا کریگا تو آپ کا نمکخوار پھرکھی قرضدار نہوگا . زیادہ حد ادب (۲) .

⁽۱) لارڈ لارنس مراد ہین ، جو ۱۲ جنوری سنه ۱۸۹۶ع س_ک ۱۲ جنوری سنه ۱۸۹۹ع تك هندوستانكر وائسرائی اورگورتر جنرل رهی تهی .

⁽۲) اس سلسله مین نواب خلد آشیان کی ۲۱ جنوری سنه ۱۸۹۷ ع کو تحریر فرمایا : « مشفقا ! مخاص بخیریت تمام بتاریخ 7 جنوری سه حال فائز مقام کایکته گردید . و ملاقات جناب مستطاب معلی القاب نواب گورنر جنرل بهادر دام شوکتهم و دیگر صاحبان عالیشان و نیز اجلاس کواسل بعنوان شایسته و طرز بایسته بها یه حصول رسید » .

⁽۳) دونون گزکون می باقر علی خان اور حسین علی خان مراد هین. یه دونون زین العابدین خان عارف ، مرزا غالب کر متبنی بیثی کر لؤکی تهی . میرزا صاحب چاهتی تهی که آن درنون کو ریاست رامپورکا باقاعده وظیفه خوار بنیا دین . لیکن اون کی زندگی مین یه خواهش پوری نهوئی . البته میرزا صاحب کم انتقال کمی یعید حسین علیخان بزمرهٔ شعرا ملازم هوگئی تهی .

۱۳ -- مكاتيب غالب

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار فیض کا طالب غالب. معروضهٔ ۸ جنوری سنه ۱۸۶۷^(۱).

(77)

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت .

بعد مین یا رامپور . چنانچه ایك عرضداشت اوسی تردد ها ، كه حضرت كلکتے هین یا رامپور . چنانچه ایك عرضداشت اوسی تردد هین بهیجی بهی هے . هنوز جواب كے آنے كی مدت منقضی نهین هوئی . خیر اوسکے جواب پر كیا موقوف هے . یه تو جان لیا كه حضرت رونق افزای رامپور هین . مگر یه كیونكر جانون (۱) كه اب به خجستگی و فرخندگی یهین رونق افزا رهینگی . یا پهر كلکتے تشریف لیجائینگے . خیر اس بیعلی كو سهل سمجے لیا كه جو كچے هوگا معلوم هو جایگا . مگر یه كیونكر جانون كه مزاج اقدس كیسا هے . اور جب تك یه نجانون تو آرام كیونكر آئے . یهان سے رامپور تك برابر تار برق بهی نهین جو خبر منگواؤن . آج ١٤ فروری كی هے . یه خط بهیجتا هون . اگر جواب آئے تو ۹ دن مین . مجكو اتنے دن صبر كیونكر آیگا ، الهی آج یا كل كوئی نوازشنامه خداوند كا آجائے ! زیاده حد ِ ادب .

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار خیرکا طالب غالب ، ۱۶ فروری سنه ۱۸۹۷^(۲)

(VV)

بعـدِ تسليم معروض هـي. توقيع ِعطوفت عزّ ِورود لايا. (سو روپيه

 ⁽۱) میرزا صاحب ر یه عریضه کلکته کر پته سی لکها تها . چنانچه لفافه پر «کلکته . محله کائی پور .
 عانه لمبر ۷ اور لمبر ۵ » ایدریس تحریر هی .

⁽٢) اصل خط مين سهواً (جاؤن) رقم هو گيا هي .

⁽٣) لفافه پر ١٥ فروری درج هی . غالباً دوسری دن پوسك كياگيا تها .

تنخواه) (۱) فروری سنه ۱۸۳۷ حال کا معرض وصول مین آیا . اس درویش کا حال اب قابل گزارش نهین . امراض قدیم بژهگئے . دوران سر ، اور رعشه ، اور ضعف بصر ، تین بیاریان نئی پیدا هوئی هین . قلم نهین بنا سکتا ، لڑکون سے بنوا لیتا هون . برسون کی بات نهین رهی . هفتون کی یا مهینون کی زندگی ره گئی هے .

تم سلامت رهو قیامت تك دولت و عز و جاه روز افزون زیاده حد ِ ادب. نجات کا طالب غالب. ۱۳ مارچ سنه ۱۸۹۷.

(NV)

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت .

بعد ِ تسلیم معروض ہے. کل صبح کو دوگھڑی دن چڑ ہے نوروز ہے . آج یہ قطعہ ہات تھام کر لکھکر حضور کی نذر بھیجتا ہون.

نوروز و دو عید از دو جانب امسال خوب ست زروی ِوضع ونیك ست بفال امید که این سه عید نذرِ نواب آرند دوام ِ عمر ، و عز ، و اقبال

ه تم سلامت رهو قيامت تك ه

ه دولت و عز و جاه روز افزون 🛮

نجات كا طالب غالب . جهاد شنبه ٢٠ مارچ سنه ١٨٦٧ .

(VQ)

بعــد ِ تسلیم َو تعظیم معروض ہے. ہنڈوی ِ ملفوفۂ نوازشنامہ کے ذریعہ سے سو روپیئے مارچ کی تنخواہ کے وصول ہوئے.

⁽۱) بریکٹ کی عبارت میرزا صاحب سے سہواً چھوٹ گئی تھی . مین نو دیگر عرایض سے ایزاد کردی ہی . تاکہ کلام تمام ہوجائی .

ایک رباعی بھیجتا ہون، اور یہ چاہتا ہون، کہ دبدبۂ سکندری کے آغاز مین اسکے چھاپنے کا التزام رہے.

آن کیست که جسم ملك را جان باشد آن کیست که همسر سلیمان باشد آن کیست که انجمش بفرمان باشد کس نیست مگرکلب علی خان باشد

ه تم سلامت رهو هزار برس ه

ه هر برسکے هون دن پچاس هزار 🕝

نجات كا طالب غالب. ٦ ايريل سنه ١٨٦٧.

$(\wedge \cdot)$

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت .

بعد ِ تسلیم معروض ہے. نمایشگاہ ِ سراسر سور ِ رامپور کا ذکر اخبار مین دیکھتا ہون، اور خون ِ جگر کھاتا ہون، کہ ہائے مین وہان نہیں! بالاخانے پر رہتا ہون. اوتر نہین سکتا. مانا کہ آدمیون نے گود مین لیکر اوتارا، اور پالکی مین بٹھادیا. کہار چلے. راہ مین نه مرا، اور رامپور پہنچ گیا. کہارون نے جاکر بینظیر مین میری پالکی رکھدی. پالکی قفس، اور مین طائر اسیر. وہ بھی بے پر و بال. نه چل سکون. نه پھر سکون. جو کچے اوپر اکمی آیا ہون، یه سب بطریق ِ فرض ِ محال ہے. ورنه ان امور کے وقوع کی کہان مجال ہے. بارے تین بیت کا قطعة تاریخ بھیجتا ہون. اگر پسند آئے، کہان محال ہے. بارے مبارك سے اطلاع پاؤن ''.

⁽۱) ا. مخاب یادگار (ص ۹۰) اور اخبار الصنادید (ج ۲، ص ۱۳۹) سی معلوم هو تا هم ، که نواب خلد آثیان نی سنه ۱۲۸۲ هجری مطابق سنه ۱۸۲۵ ع مین باغ بینظیر کی نمایش کا آغاز کیا . موخرالذکر لکهتی دین : « سنه ۱۲۸۲ هجری مطابق سنه ۱۸۲۵ ع مین باغ بینظیر مین ایك میله جاری کیا . آثیر دوز بزی رونق سی یه میله رهتا تها . مال بكثرت آنا تها . باغ مین بهت سی دوکانین هونی تهین اود روه بلکهندگی اکثر معزز روسا اس میل مین شریك هوا کرتی تهی . نوابصاحب خود بهی آثیر روز برابر و هین مقیم رهتی . اور اکثر اوقات دوکانون پر تشریف لیجا کر اسباب خریدتی . قسم قدیم که جلسی ، طرح طرح کی تماشی هوا کرتی تهیی میله قویب تها که رحلت کی ، . .

نمایشگمیے در خورِ شانِ خویش برآراست نوابِ عالی جناب به بین چون طرب را نهایت نماند بود سالِ آن «بخششِ بیحساب» خدایا ۱ پسـندد خداوندگار که از طبع غالب رود پیچ و تاب

«بخشش بیحساب» کے بارہ سو پچاسی ہوتے ہیں . «طرب» کی نہایت بای موحدہ ہے . جب وہ نرھی، تو دو عدد گھٹے . اور ۱۲۸۳ رہ گئے . فہو المقصود . اگر حضرت کی مرضی ہو ، تو دبدبهٔ سکندری مین یه تاریخ چهاپی جائے . تم سلامت رہو ہزار برس ہر برسکے ہون دن پچاس ہزار داد کا طالب غالب . ١٤ مام اپریل سنه ۱۸۳۷ عیسوی .

(VI)

حضرت وليِّ نعمت آية رحمت سلامت .

بعد تسلیم معروض هے . توقیع وقیع عزّ ورود لایا . اپریل سنه ۱۸۹۷ کی تنخواه کا سو روپیه ۱ معرض وصول مین آیا . زیاده حد ادب . تم سلامت رهو قیامت تك دولت و عز و جاه روز افزون نجات کا طالب غالب . (۱۶ مئی سنه ۱۸۳۷) (۲) .

$(\lambda \lambda)$

حضرت وليّ نعمت آيُّه رحمت سلامت .

بعد ادای مدارج تسایم سونچتا ہون ، کہ کیا لکھون . ہے ہے مین کیون جیتا رہا ، جو صاحبزادہ محمد حسن خان کے مرنے کی خبر سنون ، اور خداوند نعمت کو تعزیت کے کلمات لکھون . مین نیم جان نمرون ، اور وہ نوجوان مرجائے (۲) .

⁽۱) میرزا صاحب نی لفظ (روپیه) کر اوپر حسابی رقوم مین سو روپیه کی نعداد لکھی ہی .

⁽٢) خط مين تاريخ درج نهين تهيي. مين نو لفافه سي يه تاريخ اضافه کردي هي.

⁽٣) صاحبزاده محمد حسن خان بهادر نواب سید غلام محمد خان بهادر که پرپوتو اور نواب خلد آشیان کی صاحبزادی حیات النسا بیگم ملقب به عالیه سلطان بیگم کی شوهر تهی . انهون نو عین عالم جوانی مین انتقال کیا . نواب خلد آشیات کیلئی یه واقعه بهت روح فرسا تها . اسیلئی میرزا صاحب نو اسقدر براثر تعزیت نامه ارسال کیا (اخبار الصنادید، ج ۲، ص ۳۳۰) .

سروِ چمنِ سروری افتاد ز پاهای !!

حضرت کے رنج و اندوہ کا تصور اور مارے ڈالتا ہے. دوسری محرم کو علی بخش خان خانسامان مرے (۱). تیسری کو یه واقعۂ ہوشربا پیش آیا. یه تو آپ کا فرزند دلبند تھا. جو اسکا غم ہو وہ بجا ہے. پر فقیر جانتا ہے کہ علی بخش خان کے مرنے کا بھی حضرت کو بڑا رنج ہوا ہوگا. ایسے کار گزار، دیانتدار، ہوشمند، مزاجدان کہان پیدا ہوتے ہیں. بہر حال «رَضِیْنَا بِرِضَاءِ اللهِ». حضرت کے سامنے صبر، و ثبات، و تسلیم، و رضا مین کلام کرنا ادریس کو حکمت پڑھانی، اور خضر کو راہ بتانی ہے.

تم سلامت رهو هزار برس ﴿ هُرُ بُرْسُكِي هُونَ دُنَ پِچَاسُ هُزَارُ غالب . ١٤ مَنَى سنه ١٨٦٧ .

$(\Lambda \Upsilon)$

بعـــد ِ تسلیم معروض ہے . ورودِ توقیع ِ وقیع سے فیض پایا . سو روپیےے(۲) مئی سنه ۱۸۶۷ کی تنخواہ کا معرض وصول مین آیا .

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار اسد الله ِ بیدستگاه . ۱۱ جون سنه ۱۸۹۷ .

$(\lambda\xi)$

بعد ِ تسلیم معروض ہے، کہ توقیع ِ وقیع عزّ ِ ورود لایا. اوسکی ملفو فه هنڈوی سے تنخواہ ِ جون سنه ۱۸٦۷ کا سو روپیه مین نے پایا.

⁽١) على بخش خان خانسامان كى سلسله ەين عريضه تمبر ٢٤ كا حاشيه ملاحظه هو .

 ⁽۲) میرزا صاحب نو یهان لفظ (رویو) کیساتیم ، جو جمع هی ، فعل (آیا) استمال کیا هی . چونکه به آزاعد زبان کی بهت ابتدائی غلطی هی ، اسائی اسی سمو تصور کرنا چاهئر .

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برسکے ہون دن پچاس ہزار ہوا خواہ اسلہ اللہ. ١٥ جولائی سنه ١٨٦٧.

(Vo)

بعمد ِ تسلیم معروض ہے. بموجب تحریرِ میرزا رحیم الدین بہادر حیا'' کے، فاضل شطرنج باز کو خرچ دیکر روانہ کیا .

تیم سلامت رهو قیامت تك دولت و عز و جاه روز افزون اسد الله بیدستگاه . ۲۲ جولانی سنه ۱۸۹۷ .

(ΛI)

بعد ِ تسایم معروض ہے. آپ کے غلام ِ زر خرید، یعنی حسین عایخان، کی منگنی ہوگئی. اور اپنے کنبے مین ہوئی. یعنی نواب احمد بخش خان مرحوم کے حقیق بھائی کی پوتی سے. اور رجب کا مہینا قرار پایا. اب میر نے بڑھاپے اور میری مفلسی کی شرم آپ کے ہات ہے.

نکہون آپ سے توکس سے کہون مدعای ضروری الاظہار تم سلامت رہو ہزار برس ہر برسکے ہون دن پچاس ہزار نجات کا طالب غالب . 1۹ اگست سنه ۱۸۲۷ ع (۲) .

⁽۱) صاحبمالم میرزا رحیم الدین بهادر حیا بن مرزا کریم الدین رسا دلی کر شاهزاده اور شاه نصیر کر شاگرد تهی . سنه ۱۲۱۲ ه مین پیدا هوی . غدر سنه ۵۷ ع می قبل نواب فردوس مکان کی طلب پر رامپور تشریف لائر، اور بهین سنه ۱۳۰۶ ه مین نواب خلد آشیان کی وفات کی آنی دن بعد ۹۶ سال کی عمر مین فوت هوی دوت هوی . انهین شعر و شطرنج کا بهت شوق تها . اردوی معلی (صفحه ۸۲) می معلوم هوتا هی که مرزا صاحب نی حیاکی دیوان کا دیباچه لکها تها .

⁽۲) اس عریضه کر لفافه پر سهوا ۲۹ اگست درج هوگیا هی . نواب خلد آشیان نو ۲۲ ربیع النانی سنه ۱۲۸۶ ه مطابق ۲۸ اگست سنه ۱۸۸۷ ع کو جوابا تحریر فرمایا : چونکه مفاوضهٔ بهجت طراز می منشای خاص آپ کا بخوبی منکشف نهوا . اسواسطی حواله خامه محبت نگار کی هوتا هی . که آپ خلاصه مکنون خاطر محبت مظاهر سی مطلع کیجی . که بمقتضای انصباط روابط مرانست قدیمه جو بات که محکن هوگی ، وه ظهور مین آئیگی . خاطر جمع رکهؤ . .

(VA)

آن كيست كه جسم ملك را جان باشد آن كيست كه همسر سلميان باشد آن كيست كه انجمش بفرمان باشد كس نيست، مگركلب عليخان باشد حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت.

بعدِ تسلیم معروض ہے. عنایت نامہ عزّ ِ ورود لایا. اوس میں یہ حکم مندرج پایا ، کہ حسین علیخان کی شادی کے باب مین «خلاصۂ مکنون ِ خاطر » عرض کرون . حکم بجا لاتا ہون ، اور عرض کرتا ہون .

بحملاً یه که مین در دولت کاگدای خاك نشین. اور وه آپ کا غلام. تفصیل یه که میرے پاس نقد ، جنس ، اسباب ، املاك ، اور میرے گهر مین زیور ِ زرینه و سیمینه کا نام و نشان نهین . هت اودهار قرض کوئی دیتا نهین . آپ روپیه عنایت فرمائین ، تا یه کام سر انجام پائے ، اور بوڑ هے فقیر کی برادری مین شرم ره جائے .

دوسری بات یه که سو روپیئے آپ کی سرکار سے بطریق خیرات اور باسٹے روپیئے آٹھ آنے آ مہینا انگریزی سرکار سے بعوض جاگیر پاتا ہون . عالم الغیب جانتا ہے ، که اس مین میرا بڑی مشکل سے گزارا ہوتا ہے . بہو کو کہان سے کھلاؤنگا . حسین علیخان کی کچھ تنخواہ مقرر ہوجائے . لیکن توقیع تنخواہ اوس کے نام جاری نہو . بلکہ اوس کی زوجہ حُسن جہان بیگم بنت اکبر علیخان کے نام وہ تنخواہ مقرر ہو . اور اوس کی مُمہری رسید سے ملاکر ہے . زرِ مصرف شادی کی مقدار اور تنخواہ کی مقدار جو خداوند کی ہمت اور اس کنگال اپاہج کی قسمت ، زیادہ حد ادب .

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار

 ⁽۱) یہان میرزا صاحب نی صرف حسابی رقم لکھی ہی . مین نی سہوات طباعت کرخیال ہے رقم کو الفاظ
 مین تبدیل کردیا ہی .

نجات كا طالب غالب. ه ستمبر سنه ١٨٦٧.

(W)

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت.

بعب ر تسلیم معروض ہے . عنایت نامه عز ورود لایا . الله اکبر ! حضرت نے غمخواری و تفقد و درویش نوازی کو اوس پایه پر پہنچایا ،که شاهان عجم مین سلطان سنجر (۲) نے اور شاهان مند مین شاهجهان (۲) نے ملازمون کی اتنی پرسش اور نوازش کی ہوگی . باقر علیخان (۱) کی شادی نواب

- (۱) اس عریضه کی جواب مین نواب خالد آشیان نی تحریر فرمایا تها: ه چونکه آن مشفق تعداد مصارف شادی مجوزهٔ خود تحریر ندموده اند، لهذا حوالهٔ خاههٔ محبت نگار میشود، که اول از تعداد مصارف شادی مطلع نمایند . بعد دریافت آن درین خصوص تجویز مناسب بعمل خواهد آمد . چراکه بمقتضای موانست و اتحاد قدیمه راقم را خوشنودی آن مهربان درامور مناسبه مد نظر است المرقوم ۱۸۸ جادی الاول سنه ۱۲۸۶ مجری مطابق ۱۸ ستمبر سنه ۱۸۲۷ ع . .
- (۲) سلطان سنجر بن ملك شاه سلجوقی سنه ۵۱۱ ه (۱۱۱۷ع) «بَن بادشاه هوا ، یه بزا اولوالعزم اور صاحب جود و کرم بادشاه تها . اگرچه آخر مین معرکون مین ناکام رها ، لیکن اسکی ابتدائی حکومت فتوحات کی وسعت کی بدولت تاریخ کا روشن باب هی . یه علم و هنر اور شعر و سخن کا بهی بزا قدردان اور مربی تها . رشید و طواط ، اور انوری و غیره اسکی درباری شعرا مین شمار هو تی هین . اسنی انوری کی کاشانه کو اپنی قدوم میمنت لزوم سی دو بار شرف بخشا . آخر مین ترکانون کی هاتم مین گرفتار هوگیا تها . و هان سی بدقت آزاد هوا ، تو ۱۱ ربیع الثانی سنه ۵۵۲ ه (۱۱۵۷ع) کو دست تعنا فی یکن لیا .
- (۳) شاهجهان هندوستان کی مغل خاندان سلاطین کا پانچوان حکران آنها. ۲۹ ربیع الاول سنه ۱۰۰۲ ه (۱۹۹۳ع) مین راتی بالمتی دختر راجه او دیسنگه والی جو دهپور کی بهان سی پیدا هوا. ۲۰سال کی عمر مین سنه ۱۰۳۷ ه (۱۹۲۷ع) کو اینج والد جهانگیر کی انتقال کی بعد مسند حکومت بر قدم رکها. اور سنه ۱۰۳۸ ه (۱۹۵۷ع) مین اپنی از کی عالمگیر اورنگ زیب کی حق مبن تاج و تخت هد مو دست بردار هوست را آگره کی قلعه مین جا بسیا. موجوده دلی امی کی آباد کی هوئی هی. یه بزا سخی داتا اور شهرهٔ آفاق قدردان علم و هنر بادشیاه گزرا هی . دلی کی مسجد جامع اور لال قلمه ، اور آگره کی عدیم النظیر روضه تاج محل کا بانی هی . اسکی قدردانی اور قدر افزائی کا یه عالم آنها، که مختلف موقعون پر شاعرون کو روپیه اور اشرفیون مین تلوادیا اورکئی سخن گسترون کی منه هیری اورموتیون می بیوی کی را را مدفون هوا .
- (٤) باقر علی خان میرزا صاحبکی بی بی کی حقیق بهانجی نواب ربن العابدین خان عارف کی بڑی لڑکی آنھی .

 میرزا صاحبکی اپنی بچی نه جئی ، تو اونکی بی بی نی عارف کو بیٹا بنا لیا . وہ بڑی لایق اور خوشکو
 شاعر ہوی . مرزا صاحبکو اون سی دو چند محبت آنھی ، کیونکہ وہسمادت مند بیٹی ہی نہ آنھی ، اباق)
 ۲۳ --- مکاتب غال

ضیاء الدینخان کے هان هوئی. اونهون نے کهانے جوڑے کے دو هزار روپیه دیئے. اور میری زوجه نے پانسو روپیئے کا زیور لگا کر پچیس سو روپیے صرف کئے. حسین علیخان کا سسرا، یعنی اکبر علیخان، اپنے خاندان کا ہے. لیکن امیر نہین. نوکری پیشه هے. اب یه مین کیونکر عرض کرون که مجھے کیا دو. سائل هون. یه رسم نہین که سائل مقدار سوال عرض کرے. حال مصارف شادی خاندان لکھ۔ دیا ھے. دو ڈھائی ہزار مین شادی اچتھی هو جائےگی. لیکن یه بھی ساتھ عرض کرتا ہے، که میرا حق خدمت اتنا نہین کہ اسقدر مانگ سکون. جو کچھ دوگے، اوس مین شادی کر دونگا ، زیادہ حد ادب.

تم سلامت رهو قیامت تك دولت و عز و جاه روز افزون نجات كا طالب غالب. معروضهٔ ۲۶ جمادی الاول سنه ۱۲۳۸ مطابق ۲۳ سنه ۱۸۷۲ فردای ورود ِ همایون منشور ۱۰۰۰.

(Nq)

حضرت وليّ نعمت آيةُ رحمت سلامت .

بعــد ِ تسليم معروض <u>هـ</u>ے. فرمان ِ والا مع هنڈوی ِ تنخواه ِ ستمبر سنه ۱۸۹۷ عَز ِ ورود لایا . سو روپیه^(۲) معرض ِ وصول مین آیا. زیاده حد ِ ادب.

⁽بقبه) قابل فخر شاگرد بھی تھی. لمیکن میرزا صاحب اور اونکی بیہی کی بدقسمتی کہ وہ عین جوانی مین فوت ہوگئی . مرزا صاحب نی اونکی دو بچون کو پوتون کی طرح پالا . باقر علی خان جو بڑی تھی . جوان ہوکے اپنی والد کم خلف الرشید ثابت ہوی . یہ شعر کہتی تھی ، اور کامل تخلص تھا . مرزا صاحب کی ساتھ دونون مرتب دامپور آئی . جوان ہوکی الور مین ملازم ہوگئی تھی . اردوی معلی (صفحه ۳۲۱ – ۳۲۳) ہی معلوم ہوتا ہی کہ انکی ایك لڑکی بھی تھی ، انھون نی جوانی مین سنہ ۱۲۹۳ ہ

⁽۱) اس عریضه کی تاریخون مین میرزا صاحب سی سبو هوا هی . در اصل او نهین سنه ۱۲۸۶ ه اور ۱۸۳۷ ع لکهنا چاهتی تها . اسیطرح انگریزی مهینی کا نام بهی بهول گئی هین . البته لفافه کی تاریخ مین ماه و سنه انگریزی یون لکها هی (۲۳ ستمبر سنه ۱۸۳۷) . لفافه کی پشت پر میر منشی صاحب کا نوث هم ، پیش تموده شد . هنوز حکم تحریر جواب صادر نشده . ۲۸ ستمبر سنه ۱۸۳۷ ع ،

⁽۲) اسکو اوپر حسابن رقم بھی تحریر ہو .

تم سلامت رهو قیامت تك دوات و عز و جاه روز افزون ترحم كا طالب غالب. ١٠ اكتوبر سنه ١٨٦٧.

$(4 \cdot)$

حضرت ولمّي نعمت آيهٔ رحمت سلامت.

بعد تسلیم معروض ہے. دبدبهٔ سکندری مین حضرت کے مزاج کی ناسازی کا ذکر دیکھکر جو مجھ پر گزری، میرا خدا جانتا ہے. مگر یه بڑی بات ہے کہ اوسی ذکر کیساتھ افاقت و رفع مرض کی بھی نوید مندرج تھی. توقع ہے کہ حضرت! مفصل حال مرض کے پیدا ہو نے کا اور پھر رفع ہونے کا اور فی الحال مزاج اقدس کیسا ہے، میر منشی کو حکم ہوجائے، کہ حضور کی زبانی خط مین مجھے لکھ بھیجین.

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار **غالب . ۱**۸ اکتوبر سنه ۱۸۲۷^{۱۱)}.

(91)

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت .

بعد ِ تسلیم معروض ہے. ایك قطعه ۱۵ شعر کا بھیجتا ہون. حضور ملاحظه فرمائین. مضامین کی طرز نئی. مدح کا انداز نیا. دعاکا اسلوب نیا. زیادہ حد ادب (۲).

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار

⁽۱) اس عریضه کی جو اب مین لکهاگیا تها: « مشققا ! فی الحقیقت مزاج راقم از مرکز اعتدال منحرف شده بود. و حالاهم طبیعت خوب صاف نیست و تجویز استعال مسهلات در پیش ، ۲۹ اکتوبرسنه ۱۸۲۷ ع ، .

⁽۲) یه قطعه مثل مین موجود نمین هی . لفافه کی پشت پر میر منثی صاحب کا ایك نوت هی . اوس سی معنوم هو تا هی که نوابصاحب نی قطعه منشی امیر احمد امیر مینائی کو دیدیا تها . میر منشی صاحب کی الفاظ یه هین : « پیش نموده شد . حضور پر نور بعد ملاحظه قصیده حوالهٔ منشی امیر احمد صاحب فرمودند . به نومبر سنه ۱۸۹۷ ع . . نوابصاحب نی ۱۸ نومبر سنه مذکور کو قصعه کی رسید مین تحریر فرمایا : « ... مفاوضه عدیم المعاوضه مع یك قطعه بمضامین نو و طرز نادر رنگ افروز چبرهٔ وصول گردید . و از الاحظه مضامین نوش انشراح دل بحصول انجامید » .

نجات كا طالب غالب. ٥ رجب سنه ١٢٨٤ هجري(١)

(97)

حضرت آيهٔ رحمت وليّ نعمت سلامت^(۲).

بعد ِ تسلیم معروض ہے. کل ۱۹ دسمبرکو نومبرکی تنخواہ کی ہنڈوی پہنچی. وہ بھی سعادت منسد منشی سیلچند کے خط مین ملفوف. دیر مین ہنڈوی کا پہنچنا یك طرف. حضرت کے توقیع ِ وقیع کے مشاہدہ سے آنکھون کا روشن نہونا میری سیاہ بختی کی دلیل ہے. زیادہ حد ادب.

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار نجات کا طالب غالب . ۱۷ دسمبر سنه ۱۸۹۷ .

(94)

حضرت ولتي نعمت آية رحمت سلامت .

بعد ِ تسلیم معروض ہے. آج روز ِ شنبه یکم ماہِ رمضان المبارك ســنه ۱۲۸٤ هے، به اتفاق ِ حسابِ دوج و نگارش ِ جنتری .

روز ِروزه است و روز ناپیداست غلظت ِ ابر و شدت ِ سرماست چونکه دهوپ تو نظر هی نهین آتی، ناچار دن رات آگ تاپتا هون، اور هر وقت کانپتا هون.

ماہِ صیام مین سلاطین و اُمرا خیرات کرتے ہیں. اگر حسین علیخان یتیم کی شادی اسی صیغے مین ہوجائے، اور اس بوڑ ہے اپاہج فقیر کو روپیہ ملجائے، تو اس مہینے مین تیاری ہو رہے، اور شوال مین رسم ِنکاح عمل مین آئے. اور چونکہ اس ماہِ مبارك مین درِ فیض باز، اور سال ِ انگریزی کا

⁽۱) عریصه کی لفافه پر تاریخ انگریزی ۳ نومبر سنه ۱۸۹۷ تحریر هی .

⁽٢) يهان ميرزا صاحب نو الفاظكى قديم ترتيب كو بدلديا هو .

بھی آغاز ہے، وہ پچیس^(۱) روپئے مہینا جو زبانِ مبارك سے نكلا ہے، جنوری سنه ۱۸۶۸ سے بنام ِ حسین علیخان مـــذکور جاری ہوجائے، تو مجھے گویا دونون جہان ملگئے.

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار لکھا هوا یکم رمضان اور بھیجا هوا دوم رمضان کا . عطاکا طالب غ**الب**^(۱) .

(4))

(90)

داد و دهش تو روز افزون بادا بر دولت تو زمانه مفتون بادا این عید و دوصد هزار عید دیگر بر ذات تو فرخ و همایون بادا نجات کا طالب غالب . جمعه ۲۸ رمضان المبارك سنه ۱۲۸۶ هجری (۳) .

(97)

⁽۱) میرزا صاحب نو روپیه کی تعداد حسابی رقم سی بھی ظاہر کی ہی .

 ⁽۲) اس عریضه کی لفافه پر میرزا صاحب نو یکشنده دوم رمضان و ۲۹ دسمبر لکها هو . نواب خلد آشیان نو جواباً ۲ جنوری سنه ۲۸ ع مطابق ۱۰ رمضان سنه ۱۲۸۵ ه کو جو فرمان تحریر فرمایا هی ، اوس مین میرزا صاحب کی اصل مدعا کا کوئی تذکره نهین .

⁽۳) اس قطعه کیساته مثل مین کوئی عریصه منسلك نهین. غالباً بلا عریصه ارسال هوا. لفافه پر انگریزی تاریخ ۲۶ جنوری سنه ۱۸۶۸ ع تحریر هی . اس قطعه کی رسید مین نواب خلد آشیان نی ه فروری سنه ۱۸۶۸ ع کو تحریر هی الم قطعه کی رسید مین نواب خلد آشیان نی ه فروری سنه ۱۸۶۸ ع کو تحریر فرمایا : و قطعهٔ مبارکباد عید الفطر بطرز نفز و مضامین شرف افزا موصول گشته ساز و برگ فرحت و انبساط افزود ه .

تم سلامت رهو قیامت تك دولت و عز و جاه روز افزون نجات كا طالب غالب. ۱۳ فروری سنه ۱۸۶۸.

(**4V**)

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت .

عرضِ مدارجِ عز و نیاز کے بعد نوازشنامـه کے پہنچنے کا اور تنخواہ فروری سنه ۱۸٦۸ کے پانے کا شکر بجا لاتا ہون . سبحان اللہ! کیا برکت ہے اس سو روپیئے مین ، کہ سو آدمی روٹی کھاتے ہین . اور اس فقیر کے بھی سوکام نکلجاتے ہین .

مرزا حسین علیخان کی شادی رجب کے مہینے مین قرار پائی تھی .
عطیۂ حضور کے نہ پہنچنے کے سبب ملتوی رہی . آج جو ذیقعدہ کی ١٥ ھے .
١٥ دن یه اور مہینا ذی الحجه کا . اگر اسی ذیقعدہ کے مہینے مین کچے حضرت عطا فرمائین گے ، تو آخر ذی الحجه تك نكاح هو جائیگا . خدا کر نے خداوند کے ضمیر مین یه بھی گزرہے کہ غالب جب ہو بیاہ لائیگا ، تو اوسکو روئی کے ضمیر مین یه بھی گزرہے کہ غالب جب ہو بیاہ لائیگا ، تو اوسکو روئی کے ضمیر مین علیخان کی تنخواہ جاری ہو جائے . حضرت! کوئی ایسا نہین کہ جو میر نے مطالب حضور مین عرض کرتا رہے ، اور مجھے بار بار لکھتے ہوے شرم آتی ہے .

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار نجات کا طالب غالب. ۹ مارچ سنه ۱۸۶۸ (۱).

⁽۱) عریضه کر لفسافسه پر دوشسنبه نهم مارچ سنه ۱۸۹۸ تاریخ درج هی . چونکه اس سی یوم روانگی متمین هوتا تها ، اسلئی بیان نقل کرنا مناسب سمجهاگیا .

(AA)

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت .

بعد ِ تسلیم معروض ہے . منشور ِ عطوفت ظہور عَزِ ورود لایا . سو روپیه کا کاغذ خط کے لفافے مین سے پایا . اپریل سنه ۱۸٦۸ کی تنخواہ کا روپیه معرض وصول مین آیا .

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار (دوشنبه ۱۱ اپریل سنه ۱۸۶۸)^(۱).

(99)

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت .

بعد ِ تسلیم معروض ہے. شوق ِ قدمبوس نے تنگ کیا. جب دیکھا کہ کسیطرح جا نہین سکتا، ناچار اپنا نقشا اوتروایا، اور خدمت ِ عالی مین روانہ کیا. جب تك کہ مین جیتا ہون، تب تك اس صورت سے حاضر رہونگا. زیادہ حد ِ ادب.

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار عنایت کا طالب غالب . ۲۷ مئی سنه ۱۸۶۷^(۲) .

⁽۱) عریصه مین کاتب کا نام اور تاریخ کتابت دونون درج نهین . البته لفافه پر میرزا صاحب و ۱۱ اپریل سنه ۱۸۹۸ تحریر کیا هی . لیکن یه درست نهین . اولا اسلئی که ذاکختانه کی انگریزی مهر مین ۱۱ مئی لکهی گئی هی . ثانیاً اسلئی که اس عریصه مین تنخواه اپریل کی اطلاع دی هی . اور یه مسلم هی که اپریل کی تنخواه اپریل مین نهین ملئی ، مئی مین ملتی هی . اسلئی اسکر ۱۱ ماه مئی سنه ۲۸ ع کا هونا چاهی .

⁽۲) میرزا صاحب نی سهواً سنه ۳۷ ع لسهکدیا هی . صحیح تاریخ ۲۷ مئی سنه ۱۸۶۸ ع هی . اسلئی که او لا تو جون سنه ۱۸۶۸ ع هی بین اسکی رسید طلب کی هم اور اوس مین اس خط کو د سابق کا عریضه هی . جس می ظاهر هو تا هی که دونون عریضون کی درمیان کسی تیسری عریضه کا فصل نهین تها . ثانیا امی عریضه کی لفافه کی بشت پر میر منشی صاحب کا حسب ذیل نوث هی : « تصویر ابعد ملاحظه سپرد سید مجاور علی صاحب شد . ۲ جون سنه ۱۸۲۸ ع » . اس سی صاف ظاهر هم که یه واقعه سنه ۲۸۰ ع کا هی . اگر سنه ۲۷ ع کا هو تا ، تو اوسی سال میرزا صاحب تقیاضای رسید کرتی ، اور اوسی و قت مرکار یه تصویر ملاحظه فرما کر سید مجاور علی صاحب کو دیتی .

 $(1 \cdots)$

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت .

بعد ِ تسلیم معروض ہے. آج چو تھا دن ہے ، کہ توقیع ِ وقیع عز ِ ورود لایا ہے. ہنڈوی ِ ملفوفہ کی روسے تنخواہ ِ مئی سنہ ۱۸٦۸ کا سو رو پیہ معرض ِ وصول مین آیا ہے . جواب کے جلد نه لکھنے کی وجہ یہ ہے ، کہ مین گرمی کی شدت کے سبب سے ، اور احتباسِ ہوا سے کہ جو لازمۂ موسم ِ برسات ہے . یکارِ بحض ہوگیا ہون . مطلق کچے لکے نہیں سکتا . اور کوئی ایسا شخص ، کہ جس سے کچے لکھواؤن ، اس چار روز مین میرے پاس نہیں آیا . آج اسوقت ایك صاحب آگئے . اون سے مین نے یہ عریضہ لکھوا لیا .

پیر و مرشد! سابق کے عریضه کیساتے مین نے اپنی تصویر حضور مین بھیجی ہے . اوسکی رسید اس نو از شنامه مین مرقوم نتھی . مجکو یه اندیشه ہے ، کہ کہین وہ لفافه ڈاك مین تلف نه ہوگیا ہو . اگر اوسکی رسید سے شرفِ اطلاع باؤن ، تو دلجمعی ہوجائے (۱) .

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار ۱۵ جون سنه ۱۸۶۸ ع . نجات کا طالب غالب ۲۰۰۰ .

 $(1 \cdot 1)$

حضرت وليّ نعمت آيهٔ رحمت سلامت .

بعد ِ تسلیم معروض ہے . کل منشور ِ عطوفت عَز ِ صدور لایا . جولائی سنه ۱۸۶۸ کا سو روپیه^(۳) بذریعهٔ هنڈوی وصول پایا .

⁽۱) نوابصاحب نو جوابی فرمان مورخه ۷ جولائی سنه ۳۸ ع مین تحریر فرمایا همی : • شبیه آن مشقق وصول شادمانی آورده از فرط محبتها متصور شد ، . اس تصویر کی علاوه میرزا صاحب نو جهان جهان اپنی تصویرین بهیجی تهین ، اونکی لئی اردوی معلی ، ص ۲۰ ، ۳۳ ، ۳۳ ، ۱۳۳ ، ۲۲۷ ، ۲۲۷ ملاحظه هو .

⁽٢) اس عريضه مين صرف (طالب غالب) ميرزا صاحبكي قلم كا لكها هوا هي .

⁽٣) الفاظكر او پر ميرزا صاحب نو حسابى رقوم بھى لىكھى ھين .

تین التماسین سابق پیش ہوئی تھین . سو اب پہلے برخوردار نواب مرزا خان کی تحریر سے ، اور پھر جناب مظفر حسین خان بہادر (۱) کے خط سے اون خواہشون کے منظور و مقبول ہونے کی نوید پائی . انشاء الله الکریم حسب ارشاد حضور اسی برس ٦٨ مین آمد زمستان یعنی نومبر و دسمبر مین میرا قرض بھی ادا ہوجایگا ، اور حسین علیخان کی شادی بھی ہوجایگی ، اور اوسکے واسطے اوسکی زندگی تك تنخواہ جداگانه مقرر ہوجایگی .

باكريمــان كارها دشوار نيست

غرضداشت ِ هوا خواه أسد الله . معروضهٔ ۱۳ ماه ِ اگست سنه ۱۸۹۸ . تم سلامت رهو قیامت تك دولت و عز و جاه روز افزون

$(1 \cdot Y)$

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت .

بعد ِ تقدیم ِ مدارج ِ تسلیم معروض ہے . توقیع ِ رافت عَزِ ورود لایا . مین نے ہنڈوی ِ ملفوفہ کے ذریعہ سے بابت تنخواہ ِ اگست سنہ ۱۸۶۸ سو روپیہ وصول یایا .

نکہون آپ سے تو کس سے کہون مدعای ضروری الاظہار

⁽۱) مظفر حسین عان بهادر ابن مسیح الدوله حکیم علی حسین خان بهادر لسکهنوی تواب خلد آشیان کی مصاحب تھی . ان کی والد مسیح الدوله شاه اوده کی طیب خاص تھی . لیکن سلطنت اوده کی بساط اولنجا فی کی بعد یه خانذان بھی ترك وطن پر مجبور هوا . رامپور اوس زمانه مین صاحبان علم و هنركا ملجاو ماوی تها . مظفر حسین خان اور انکی بهائی احسان حسین خان و بھی سنه ۱۸۲۷ ع مین اس دربار درباركا فعمد كیا . نواب خلد آشیان نی ان دونون کی كا حقه قدر و منزلت کی . مظفر حسین خان صاحب علم اور ایك نهایت عمده ذخیره مخطوطات و مطبوعات کی مالك تھی . نواب صاحب نی اون می یه پورا ذخیره خرید کر سركاری خوانه كتب مین شامل فرما لیا . ان تمام كتابون پر مظفر حسین خان کی دستخط ثبت هین ، اور متعدد نسخون پر جا بجا حواشی بھی پائی جاتی هین . خود ان کی اپنی مصنفه متعدد رسالی بھی کتب خانه مین موجود هین . یه عربی زیانت مین الکهی گئی هین ، اور فلسفه و حکمت می متعلق هین . میرزا غالب سی انکی درباری قدر و ممنزلت کی متعلق استفسار کیا تها . ملاحظه هو مکتوب تمیر سیلچنمه هذا .

١٤ --- مكاتيب غالب

پیر و مرشد! حسین علیخان کے سسر ال والون کا بڑا تقاضا ہے. زندگی مشکل ہوگئی ہے. بطریق ﴿ شیئاً لله ﴾ سوال ِ مختصر یه ہے ، که جو حضرت کے مزاج مین آوہے ، وہ عطا کیجے . اور حسین علیخان کے نام جداگانه تنخواہ مقررکر دیجے . لیکن یه دونون امر جلد صورت پکڑ جائین .

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار زیاده حــــد ادب. عرضـداشت دولتخواه اسد الله. معروضـهٔ ۷ ستمبر سنه ۱۸۶۸ .

(1.7)

حضرت ولي نعمت آيهٔ رحمت سلامت .

بعد ِ تسلیم معروض ہے . عنایت نامہ مع سو روپیہ کی ہنڈوی کے عز ِ ورود لایا . تنخواہ ِ ستمبر سنہ ۱۸٦۸ کا روپیہ مین نے پایا .

تم سلامت رهو قیامت تك دولت و عز و جاه روز افزون مشتاق مرك ناگاه اسد الله . ۱۳ ماه ِ اكتوبر ۱۸۶۸ .

$(1 \cdot \xi)$

حضرت ولي نعمت آيةُ رحمت سلامت .

بعد تسليم معروض هے. توقیع ِ رافت شرف ِ ورود لایا. سو روپیه^(۱) بابت تنخواه ِ اکتوبر سنه ۱۸۶۸ از روی ِ هنڈوی ِ ملفوفۂ خط معرض ِ وصول مین آیا . خدا حضرت کو سلامت رکھے! مجھ سے اپاہج نکٹے کو بیعوض ِ خدمت تنخواہ دیتے ہو .

تم سلامت رهو هزار برس هر برسکے هون دن پچاس هزار عرضداشت اسد الله. مورخهٔ ۱۳ نومبر سنه ۱۸۶۸.

⁾ يهـان ميرزا صاحب تر حــابى رقم لـكهى تهى . مين نى مهولت طباعتكر خيال سى اوسكو الفاظ مين لـكهديا هو .

(1.0)

حضرت ولى نعمت آيهٔ رحمت سلامت .

بعد ِ تسلیم معروض ہے. کل عریضه مشعر ِ رسیدِ تنخواہ ِ نومبر سنه ۱۸٦۸ حال ارسال کرچکا هون. آج ناچار از روی ِ اضطرار وافتقار پھر یه عرضی لکھتا هون.

حال میرا تباہ ہوتے ہوتے اب یہ نوبت پہنچی، کہ اب کی تنخواہ مین سے ہہ (۱) روپئے بچے۔ ۱۳ (۱) روپئے کا چٹھا ماہوارکا سُو سہماہہ دینا. مجملا آٹے سو روپئے ہون، تو میری آبرو بچتی ہے . ناچار حسین علیخان کی شادی اور اوسکے نام کی تنخواہ سے قطع ِ نظر کی . اب اس باب مین عرض کرون کیا مجال . کبھی نه کہونگا . آٹے سو روپئے مجکو اور دیجے . شادی کیسی ؟ میری آبرو بچ جائے ، تو غنیمت ہے . برخوردار نواب مرزا خان کے خط مین میری آبرو بچ جائے ، تو غنیمت ہے . برخوردار نواب مرزا خان کے خط مین یہ حال مفصل لکھا ہے . وہ عرض کریگا . محتصر یہ کہ اب میری جان اور آپ کے ہاتے ہے . مگر حضور جو عطا فرمانا ہے ، جلد ارشاد ہو . زیادہ حد ادب .

تم سلامت رہو قیامت تک ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار عرضداشت کدای یك در اسد الله مضطر . ١٦ نومبر سنه ١٨٦٨ .

$(1 \cdot 7)$

حضرت وليّ نعمت آية رحمت سلامت.

یعد تسلیم معروض ہے. بہت دن ہوئے ،کہ برخوردار نواب مرزا خان نے مجکو مبارکباد لکھی تھی،کہ حضور نے تیرے قرض کے ادا کر نے کی نوید دی ہے ، اور مقدار قرض پوچھی ہے. سو مین نے اونکو لکھ بھیجا تھا،کہ آٹھ سو روپئے مین میرا قرض تمام ادا ہوجایگا . اس تحریر سے

⁽۱) یمهان میرزا صاحب نی حسابی رقموم لکھی تھین . مین نی سہولت طباعتکی خیال سی اونکو الفساظ مین اک ایم

یاددھی منظور ہے. زیادہ حدِ ادب.

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برسکے ہون دن بچاس ہزار آرام کا طالب غالب. صبح ِ پنجشنبه ۱۷ دسمبر سنه ۱۸۶۸^(۱)

 $(1 \cdot V)$

حضرت ولى نعمت آية رحمت سلامت.

بعد تسلیم معروض ہے. عنایت نامه اور اوس مین تنخواہ دسمبر سنه ۱۸۶۸ کی هندوی ملفوف پہنچی. جلد یاد آوری کا شکر بجا لایا. حضور قرضخواہون نے بہت عاجز کر رکھا ہے. بس میرا یہی کام ہے کہ یاد دلادون آگے حضرت مالك ہین.

تم سلامت رهو هزار برس هر برسكے هون دن پچاس هزار عرضداشت ِ عالمب گدیه خواه . مرقومهٔ روز ِ یکشنبه اواخرِ تاریخِ رمضان المقدس سنه ۱۲۸۵ ه (۲) .

⁽۱) اس عریضه کی لفافه پر ۱۵ دسمبر سنه ۱۸۹۸ درج هی اور لفافه کی پشت پر نوث هی : • پیش نموده شد حکم صادر نشد . ۲۰ دسمبر سنه ۱۸۹۸ ع » .

⁽۲) لغافه پر د دهم جنوری سنه ۱۸۲۹ ، تحریر همی . یه میرزا صاحب کی آخری تحریر همی . حسبن علی خان کی عریضه می معلوم هو تا همی که جنوری کی تنخواه ۱۵ فروری کو میرزا صاحب کی انتقال سی ایک گهنته قبل پهنچی تهی ، اسلئی اوسکی رسید اپنی قلم می نه لکیم سکی . سویم کی روز حسین علی خان نی سرکار کو میرزا صاحب کی انتقال کی اطلاع دیتی هوی لکها : ه بتاریخ ۱۵ فروری سسنه حال مطابق ۲ ذیقعده روز دوشنبه وقت ظهر جناب دادا جانصاحب قبله نواب اسد اقد خان غالب عرف مرزا نوشه صاحب نی اس جهان فانی می رحلت کی . فدوی کیچیر عرض نهین کرسکتا که کسفدر رایج و الم سائحة جانگرا و جگر خراش سی لاحق هوا همی . اور نیز جناب دادی صحاحبه معظمه کا حال اس رایج سی عالم پیری مین ایسا هوگیا هی که گذارش نهین کیا جاسکتا همی . حضور کا نوازشنامه می هندوی یکصد رو پسه بابت تنخواه جنوری سنه ۹۲ ع کی ۱۵ فروری کو ایک گهنه پهلو انتقال دادا جانصاحب می شرف صدور کا یا تها دادا

بخدمت نوابصاحب مشفق و مکرم مظهر لطف و کرم نواب زین العـابدین خانصاحب بهـادر عرف کان میان سـلمه الله تعالی مقبول باد»^(۱)

(صاحبزاده سید زینالمابدین خان بهادر عرف کان میان ولد صاحبزاده سید اصغر طیخان بهادر ولد نواب سید عبدالله خان بهادر ابن نواب سید غلام محمد خان بهادر ، نواب فردوس مکان کی همجد تهیی . دلی مین پیسدا هوی ، اور وهین نشو و 'نما پائی . اپنی دادا نواب سید عبدالله خانصاحب بهادر کی هدر الصدوری میر نر کی کر زمانه مین اونکی ساتیم رهی . نواب فردوس مکان کی عهد مین رامپور آئی ، اور یهان سی کسی بات پر ناراض هوکر جبیور چلی گئی ، اور وهین توطن اختیار کرلیا . امیر مینائی نوانتخاب یادگار (ص ۲۱۲) مین افکی متعلق لکها هی :

عابد. صاحبراده محمد زین العابدین خان عرف کان خان ولد صاحبراده محمد
 اصغر عایخان اصغر بیالیس برس کا سن هی . تلذ کسی می نمین .
 بطور خود کرتی هین . یه اونکا کلام هی :

تها جو اوژنا هی هوش کو میری بوی گیسوی عنبرین هوتا ا تها نه کهانا جو عقدهٔ دلکو کاش ابرو کی تیری چین هوتا ه

انکی دادا میرزا صاحب کی مخلص دوست تھی . اسلتی یہ میرزا صاحب کو اپنا بزرگ اور وہ انھین اپنا فرزند خیال کرتی تھی . لیکن نواب فردوس مکان ان می آخر مین ناخوش ہوگئی تھی ، اسلئی میرزا صاحب ٹی ان کی کلام پر اصلاح دینی سی انکار کردیا تھا . صاحبزادہ سید زینالعابدین خان بہادر ٹی جیپور مین دشمیر سنه ۱۸۹۲ ع کو انتقال کیا .)

$(1 \cdot V)$

بنسده پرور!

مهربانی نامه پهنچا. مین تو سمجها تها، آپ مجکو بهولگئے. بارسے یاد کیا. جناب نو ابصاحب میرے محسن اور میرے قدردان اور میری امیدگاه هیئي. مین اگر رامپور نه آؤنگا تو کهان جاؤنگا. یه جو آپ کهتے هین که تجکو آنے مین تردد کیا ہے، تردد کچھ نہین، توقف ہے، وجه توقف کی یه که مین

⁽۱) یه عبارت میرزا صاحب نو لفافه پر لکھی تھی . مین نی عنوان مین تبرکاً نقل کردی ہم .

نے اپنی پنسن کے باب مین چیف کمشنر بہادر کو درخواست دی تھی. وہان سے صاحب کمشنر ِ شہر کے وہ درخواست حوالہ ہوئی. صاحب کمشنر دہلی نے صاحب کلکتر شہر سے کیفتیت طلب کی ہے. پس اگر وہ کیفتیت پنسن کی ھے. تو یہان کی کلکتری کا دفتر اگر نہین رہا نہ رہے. رینُنو بوڑد^(۱) کے دفتر، اور لفٹنٹ گورنری آگرہ، اور نواب گورنر جنرل کلکتہ کے دفتر اس پنسن کی کیفتیت سے خالی نہین ِہین. اور اگر میریکیفتیت مطلوب ہے، تو میرا بے جرم اور بری اور الگ ہونا فساد سے از روی دفترِ قلعہ و اظہارِ مُخبرین ظاهر ہے. بہر حال صاحب کمشنر شہر کیفیت صاحب کلکتر سے طلب کرکر چیف کمشنرکیساتی پنجاب کو گئے ہین. دیکھئیسے کب آوین، اور بعدِ ملاحظة کیفتیت کیـا حکم دین. مگر تا صـدور حکم مین یهان سے کہین جا نہین سکتا. ہان بعـــد ملنے حکم کے ، خواہی دلخواہ ہو خواہی مخالف مدعا، دونون صورت مین رامپور آؤن گا . مگر حیران هون، که جب تك یهان رهون کهاؤن کیا ، اور جب چلنے کا قصد ہو تو رامپور کسطرح پہنچون . کیا خوب ہو کہ تم یہ رقعہ اپنے نام کا حضورکو ، یعنی حضرت نوابصاحب کو ، پڑھواکر اس مدعای ِ خاص کا جواب ، جو وہ فرمائین ، مجکو لکے بھیجو . لیکن تم سے یہ توقع کیونکر پڑے کسواسطے کہ تم نے اردو دیوان کے پہنچنے نہ پہنچنے کا حال جنابِ عالی سے دریافت کرکر کب لکھا ہے، جو اس بات کا جواب لكهوكي. زياده اس سيحكيا لكهون. از غالب. نكاشته و روان داشته پنجشنيه ۲۵ مارچ ۱۸۵۸ع. ضروری جواب طلب^(۲).

⁽١) اس لفظ كو ميرزا صاحب و اسيطرح لكها هي . ليكن صحيح . بورة، هي .

⁽۲) خُطْ کی لفافه سی معلوم هوتا هی که میرزا صاحب نو ۲۶ تاریخ کو امی لکم لیا تها، اور یه اراده تها،
که ۲۵ کو پوسٹ کُرائینگی ، اسلتی ۲۵ مارچ تاریخ لکهدی تهی . لیکن بعد ازان از راه عجلت ۲۶ هی
کو ڈاك مین ڈلوا دیا. اصل عبارت یه هی : ه در شهر رامپورموصول و بخدمت نوابصاحب مشفق و مکرم
مظهر لعلف و کرم نواب زین العبابدین خانصاحب عرف کلن میان سلبه الله تصالی مقبول باد . از غالب
یکرنگ . بیرنگ . مرسلمهٔ ۲۵ مارچ ۱۸۵۸ . ضروری . جواب طلب و شستاب طلب . چون عجلت در
ارسال مکتوب می بایست ، هم بروز چهار شنبه آخر روز ۲۶ مارچ فرستاده شد ، .

$(1 \cdot 4)$

نو ابصاحب والا قدر عظيم الشان سلمكم الله تعالے.

بعد سلام مسنون مشہود خاطر عاطر ہو . سابق آپ کا خط متضمن اردو کے استفتای روزمرہ کا آیا تھا . اوسکا جواب جو مجھے معلوم تھا لکھ بھیجا . اب جو دوسرا خط آیا ، اوس مین آپ نے اپنے اشعار بتوقع اصلاح بھیجے ہیں . آپ کو معلوم رہے کہ مین خاص خدمت اصلاح اشعار پر جناب نوابساحب قبلہ کا نوکر ہون ، اور آپ حضور کے عزیزون مین اور فرزندون مین نوابساحب قبلہ کا نوکر ہون ، اور آپ حضور کے عزیزون مین اور فرزندون مین کھین . پس مین ہے حکم حضور کے آپ کی خدمت بجا نہین لا سکتا . نا چار کاغذ اشعار مسترد بھیجتا ہون 'یہ امریقین ہے کہ موجب ملالہ خاطر اقدس نہوگا . بندگی بیچارگی . زیادہ اس سے کیا لکھون ، کہ مدعای ضروری الاظهار اسیقدر بھا۔ والسلام '' راقم اسد اللہ خان غالب ، ۱۶ مارچ سنه ۱۸۶۵ (۱) .



⁽١) زين العابدينخان كم خط كيائى خط نمبر ١١٢ كا حاشيه ملاحظه هو .

« بمطالعهٔ منشی صاحب سعادت و اقبال نشان منشی سیلچند صاحب میر منشی سلمه الله تعالی مفتوح باد »(۱)

(منشی سیلچند راجه کنورسین کی اولاد مین هین. کنورسین قوم کی کایستیم اور نواب سید علی عمد خان بهادر فاتح روهیلکهند کی معتمد سردار تهی . قلعه سرهند کی فتح مین اپنی ولی نعمت کی همرکاب خدمات شایسته انجام دیمر بادشاه دهلی کی دربار سی راجه کا خطاب حاصل کیا . روهیله سلطنت کی نکوی هوی ، اور نواب سید فیض الله خانفنا حب بهادر ریاست رامپور کی والی بنکر اس خطه مین تشریف لائی ، تو او نکی رکاب مین تمام وفادار سرداران روهیله کیساتیم منشی صاحب کا خاندان بهی تها . منشی سیلچند کی تاریخ ولادت اور جای پیدائش کا صحبح حال معلوم نهوسکا . البته ۲۹ دسمبر سنه ۱۸۹٤ ع کو انکی عمر اکیاسی سال کی تهی . اس حساب سی سنه ولادت ۱۸۱۳ ع قرار پاتا هو . انکا ابتدائی تقرر نواب سید احمد علیخان بهادر کی عهد حکومت مین بعهدهٔ ناظر نظامت هوا . بعد ازان عامل (تحصیلدار) مقرر هوی . ۱۸۶۶ ع مین انکی والد نی وفات پائی تو اونکی اسای پر محکهٔ عالیهٔ دار الانشا محین بدلدیر مقرر هوی . غدر سنه ۱۸۵۷ ع مین ریاست کیطرف می خبر رسانی و فراهمی رسد وغیره کاکام انجام دیا ، اور تواب گورنر جنرل بهادر می بصلهٔ خدمات دربار فتحگؤه ،ین دوشاله انعام پایا . نواب فردوس مکان نو بهی انکی خدمات کی تعریف مین روبکار جاری فرمایا ، اور ایک تلوار عطاکی . نوابساحب کی وفات کی بعد نواب خلد آشیان اور نواب عرش آشیان نی بهی انکی بهت قدر و منزلت فرمائی . بالآخر پانج کی بعد نواب خلد آشیان اور نواب عرش آشیان نی بهی انکی بهت قدر و منزلت فرمائی . بالآخر پانج کی بست قدر و منزلت فرمائی رامپوری مولف غیاث والیان ریاست کی خدمت کر کی ۲۹ دسمبر سنه ۱۸۹۶ ع کو اکباسی سال کی عمر مین رامپوری مین انتقال کیا . مناس سلیچند کو فارس مین کافی دستگاه حاصل تهی ، اور ملا غیاث الدین رامپوری مولف غیاث

منشی سیلچند او فارسی مین کافی دستاناه حاصل لهی ، اور ملا غیاث الدین رامپـوری موا اللغات فارسی سی شرف تلبذ تها . شعر بهی کهتی تهیر . اور منشی تخلص کرتی تهیر .)

$(11 \cdot)$

منشی صاحب سعادت و اقبال نشان منشی سیلچند صاحب میر منشی سلمه الله تعالی .

بعد دعای دوام ِحیات وترقی درجات معلوم فرمائین. اگرچه از روی خطوط ِ حضور، صحت وعافیت ِ حضور معلوم ہوئی ہے، لیکن یه کہین سے نہین سنا، که غسل صحت کیا، یا کسدن کرینگے. آپ سے یه فقیرکا سوال ہے،

⁽۱) یه عبارت میرزا صاحب نو مکتوب مورخه ۲۵ دسمبر سنه ۱۸۹۶ عکر لفافه پر لکهی تهیی . مین نو یهـان تبرکا نقل کردی همی .

کہ مجکو لکھئیے، کہ حضرت غسل کسدن فرمائیںگے. اور اگر موافق میری آرزو کے نہا چکے ہون، تو غسل کی تاریخ سے اطلاع دیجے. خیرو عافیت کا طالب غالب. ۲۵ دسمبر ۱۸۶۶ (۱).

(111)

منشی صاحب سعادت و اقبال نشان منشی سیلچند صاحب میر منشی کو خدا سلامت رکھے۔!

مادّۂ تاریخ ِ غسل ِ صحت کو تم نے غور نہیں کیا . ۱۸۹۳ عدد ہوتے ہیں . پھر کیا حضور سال ِ آیندہ غسل ِ صحت فرمائیں گے ؟ یه تو جنوری سال ۱۸۹۰ ہیں . اس تاریخ کا قطعہ کیونکر لکھون^(۲) ؟

یه جو مین نے قصیدۂ تہنیت اکھکر بھیجا ہے، منشا اسکا یہ ہے، کہ شاہ کبیر الدین صاحب رامپور سے آئے، اور اونھون نےکہا، کہ نواب صاحب جمعہ کے دن ساتوین تاریخ ِ شعبان کو نہائین گے. اب تمھاری تحریر سے معلوم ہوا، کہ ماہ ِ آیندہ یعنی رجب^(۲) مین نہائین گے. خیر وہ کاغذ تو حضور کی نظر سے گزریگا. اگر موقع پاؤ تو حضور مین یہ ماجرا عرض کردیناکہ مین نے بموجب

 ⁽۱) یه خط نواب فردوس مکان کر غسل صحت کی تاریخ کی متعلق لکهاگیا تها .

⁽۲) منشي صاحب نی میرزا غالب کی مکتوب مورخه ۲۵ دسمبر سنه ۲۶ ع کی جواب مین جو خط تحریر کیا تها ،
اوس مین ذکر ماه جشن کی بعد درخواست کی تهی که ، ایک ماده تاریخ کا فدوی نی نکالا هی . سو عرض
کر تأ هون . امیسد و از هون ، که اوسکی دو شعر موزون فرما کر عنایت نامهٔ موسومه فدوی کی مین عنایت
فرما شی . بیت: کا شکر سر اعدا عرض کر تو ای منشی * بندگان عالی کا آج غسل صحت هی ، اس شعر کا
مصرع ثما نی مادهٔ تاریخ هی . چونکه اسکی اعداد ۱۸۲۹ هوتی هین ، اسلی ایک عدد کا تخرجه کیا گیا هی .
مفتره (کا ایکر سر اعدا) بستانا هی ، که اگر سر اعدا یعنی حرف الف کی عدد کو ، جو ، ایک ، هی ، ماده
مین می کم کر دیا جائی تو اعداد مطلوبه ۱۸۲۵ حاصل هوجائین گی . چونکه یه قاعدهٔ تاریخ گوثی کم عین
مطابق هی اسلی تعجیب هوتا هی . که میرزا صاحب نی اسپر کیون اعتراض کیا .

⁽۳) میرزا صاحب نی سهوا ماه آینده کو رجب لکهدیا هی . فی الواقع ماه آینده رمضان تها. اساتی که خط نمبر (۳) سی معلوم هو تا هی که اس سال ۱۲ دسمبر کو رجب کی ۱۳ تاریخ تهی . لهسذا ۱۹ جنوری کو ، جو تاریخ تحریر خط هی ، ۱۹ یا ۲۰ شعبان هوگی. اور شعبان کی بعد رمضان آنا هر . رجب نهن آنا .

ه ۱ -- مكاتيب غالب

روایت ِ شاہ کبیر الدین کے اسکے ارسال مین جلدی کی ھے(۱). غالب ۱۹ جنوری سے نه ۱۸۶۰.

(117)

منشی صاحب! عجب اتفاق ہے،کہ حضور اپنے خط مین اپنے مزاجِ مبارك كا حال كچے نہين لكھتے، اور ميرا دھيان لگا ہوا ہے. خدا كيواسطے! تم مفصل حال لكھو،كہ كيا عارضه باقی ہے، اور صورت كيا ہے؟ دربار بدستور ہوتا ہے يا نہين؟ سوار ہوتے ہين يا نہين؟

زین العابدین خان نے جیپور سے اپنے اشعار اصلاح کیواسطے میر ہے پاس بھیجے. مین نے اصلاح دینے سے انکارکیا، اور اشعار مسترد کردئے. اونکا خط اور اوسکی پشت پر اوسکے جواب کا مسودہ اس خط مین لپیٹ کر تم کو بھیجتا ہون. پڑھ لو. بلکہ اگر موقع اور محل پاؤ، تو حضور کو بھی پڑھوا دو^(۱). والدعا . اسد الله خان غالب . ۱۶ مارچ سنه ۱۸٦٥.

(117)

منشی صاحب سعادت و اقبال نشان منشی سیاچند صاحب میر منشی کو فقیر غالب کی دعا پہنچہے. یہ خط^(۳) مین نے ایك شبانه روز کی فکر مین حضور کو لکھا ہے. مگر مسودہ جو ہر بار کچے کا کچے ہوتا رہا، اس سبب سے

⁽١) اشعار تهنیت کیلئی عریصه نمبر ٣٦ کا حاشیه ملاحظه هو .

⁽۲) زین العابدین خان کا خط حسب ذیل هی : « نوابصاحب مشفق مهربات ، کرمفرمای دوستان ،
بحوعة خویهای بیکران سله الله تعالی . بعد سلام مسنون ، واشتیاق ،لاقات مباهجت مشمور ...
یه چند خزف ریزی بهیجکر تکلیف دیتا هون ، که نگاه گرهر سنج سی ملاحظه کرکی اغلاط محاورات
و تراکیب ، وسستی بندش ، و تعقیدات صوری و معنوی ، و تنافرالفاظ ، و ابتذال معنامین ، جس جگه
و اقع هو مطلع فرمائی . فقط . امر مستفسرهٔ سابق مین صدور مهربانی نامهٔ نامی نی خلجان رفع
کیا . جواب اسکا بهی اگر جلد عنایت هو بعید ارتباط دیرینه سی نهوگا. زیاده شوق و بس . فقط.
نگاشتهٔ دهم ماریج سنه ۱۸۲۵ع ، مقمام جیپور . زین العابدینخان ، . میرزا صاحب کی جواب کیلئی
مکتوب نمبر ۱۰۹ ملاحظه هو .

⁽٣) عريضه نمبر ٢٤ مراد هي .

میں ہے پاس نہین رہا. اور خداکی قسم! کہ مین اب بہت ناتوان ہوگیا ہون. یہ خط لیٹے لیٹے صاف کیا ہے. اور اس تحریر کو بحموعۂ نثرمین رکھا چاہتا ہون. آپ اس کی نقل کرکے مقرر مجکو بھیجدیجے گا. بڑا احسان مجھ پر ہوگا^(۱). اسکہ الله.

(11ξ)

⁽۱) یه عریضه کلیات نثر فارسی مین شامل نهین . اغلب یه هی ، که یبات سی نقل روانا نهین کیگئی .

 ⁽۲) کاتب نی دونون جگه «بونچی» لکها هی . لیکن میرزا صاحب نی اسی متن مین علی حاله باقی رکهکر
 پائین خط مین اپنی قلم سی «پپنچی» بنادیا هی ، اسائی مین نی متن مین صبح املا لکهنا مناسب خیال کیا .

⁽٣) حواس كا املاكاتب ني هماى هوز سى لكها تهما . مرزا صاحب ني اوسكو قلمزد كركر حاى حطى سى لكها هى .

 ⁽٤) میرزا صاحب کی خط مین یه لفظ موجود نهین هی . لیکن سیاق چاهتا تها اس لئی مین نی اسکو سهو کاتب و مکتوب له خیال کرکر بریک مین اضافه کردیا هی .

⁽ه) احسان حسین خان اور مظفر حسین خان ، مسیح الدوله حکیم علی حسین خان بهادر لکهنوی ، طبیب شاه اوده کی صاحبزادی تهی . الحاق اوده کی بعد رفته رفته روساه شهر و اراکین سلطنت نبساه حال اور پریشان روزگار هونا شروع هوژ ، تو ان مین سی اکثر اصحاب و دربار رامپور کی دامن الطاف و کرم مین پناه لی . یه دونون بهایی بهی سنه ۲۷ع مین یهان آگؤ . نواب خلد آشیان و انکی شایان شان قدر و منزلت کا اظهار فرمایا ، اور اپنی مصاحبین خاص مین جگه عطاکی . احسان حسین خان بهادر و جمعه کی دن ۵ رجب سنه ۱۲۹۰ ه (۱۸۷۳ ع) کو کربلای معلی مین انتقال کیا . مظفر جسین خان تمهر مین بنارس چلی گؤ تهی ، اور تیرهوین صدی کی آخر تك بقید حیات تهی .

نوابصاحب کی سرکار سے اونکا کیا در ماہه مقرر ہوا ہے، اور تعظیم و توقیر کا کیا رنگ ہے؟ دربا مین جو آتے ہین، تو بیٹھتیے کہان ہین^(۱)؟ (اس خطکے جواب کا طالب غالب ، ۱۱ جون)^(۲).

(110)

برخوردار نورچشم منشی سیلچند میر منشی کو بعد دعاکے یه معلوم هو، که اگلیے مہینے یعنی اگست سنه ۱۸۶۸ (کی) (۲) تنخواه کی هنڈوی جو تم نے بھیجی تھی، اوسکا روپیه ابتك نہین پٹا. مین تو جس دن هنڈوی آتی هے، اوسی دن یا دوسر ہے دن اپنے مختار کار کے هات، که وه بھی مهاجن هے، بیچ ڈالتا هون. مگر اوس مختار کار کو ، جسکے هان هنڈوی آئی هے، (اوسنے) روپیه ابتك نہین دیا. ۸ ستمبر کو وه هنڈوی بیچکر روپیه مین نے لے لیا تھا، اور آج ۱۸ هے، مختار کار کو روپیه اوسنے ابتك نہین دیا. جس سے تم نے هنڈوی لکھو آئی هے، اوسکو تم تاکید کرو که (یہان کے مهاجن کو روپیه دینے کی تاکید لکھو آئی هے، اوسکو تم تاکید کرو که (یہان کے مهاجن کو روپیه دینے کی تاکید لکھے تاکہ) (٤) مختار کار کا روپیه پٹ جاوے (مہر غالب ۱۲۷۸)

⁽۱) اصل خط مین (هی) پصیغهٔ مفرد تحریر هی . لیکن اصول زبان کی رو سی (هین) بصیغهٔ جمع هونا چاههٔ . مین نی یه خیال کرکر که اسپر میرزا صاحب کی نظر نمین پژی. متن مین (هین) لیکهدیا هم .

 ⁽۲) خطکی لفافه پر میر منشی صاحب کی حسب ذیل تحریر هی : • خط در جواب نوشته شد . ۱۹ صفر سنه ۱۳۸۶ ه مطابق ۲۰ جون سنه ۱۸۲۷ ع . اس سی معلوم هوتا هی که میرزا صاحب کی خط کی پوری تاریخ ۱۱ جون سنه ۱۸۲۷ ع هی .

⁽٣) يه لفظ اصل مين ساقط تها. مين نو بريك مين اسائي اضافيه كرديا هي ، كه جمله بامحاوره هوجاني .

⁽٤) يه عريضه بهي ميرزا صاحب كى اپني قلم كا نوشته نهين هي. البته جو عبارت بريك مين درج هي، وهُ اونهون يي خود لكهي هي.

⁽ه) اس خطک لفافه پر ۱۸ ستمبر سنه ۱۸۹۸ تاریخ درج هی .

بنام خلیفه احمد علی صاحب احمد رامیوری

(خلیفه شیخ احمد علی صاحب احمد تخلص ولد شیخ نادر علی تقریباً سنه ۱۲۱۹ ه (۱۸۰۵ ع) مین پسدا هوی . قارسی کتابین مولوی عنبر شاه خان عنبر اور کبیر خان تسلیم می پژهین ، اور عربی علوم و فنون دیگر علما شهر سی حاصل کئی . لیکن ادبیات فارسی کی دوق نو خلیفه صاحب کو عربی علوم کم لطایف کی طرف متوجه نهو نو دیا ، اور انکی ساری عمر شیراز و شروان هی کی مرغزارون کی سیر مین گزر گئی . رامپورکی اکثر فارسی ادب کی علما کا سلسله ان تلک منتهی هو تا هی . نواب خلد آشیان اور نواب عرش آشیان ساب ثر اهماکی استادی کا بهی شرف حاصل تها . خلیفه صاحب نی جمرات کی دن ۲۹ رمضان صنه ۱۳۰۹ ه مطابق ۲۸ ایریل سنه ۱۸۹۲ ع کو نوی سال کی عمر مین اپنی مکان واقع علمه بنگلهٔ آزاد خان (رامپور) مین انتقال کیا .

مرزا صاحب رامپور تشریف لائی ، اور خلیفه صاحب سی ملاقات هوئی تو موخر الذکر نی اثنای گفتگو مین عرفی کم کلام پر نکته چینی کی ، اور مثالا یه دوشعر پیش کمی :

> ساکتم، این نغمه تا در نیم شب، همره مرغ سحر خوان می زنم شاهدی کو که یك نفس گرش_و بدل درد پرور اندازد

میرزا صاحب نی عرفی کی حایت کی . لبکن اوسوقت بحث ناتمـام رهی ، اور یه طی پایا که خلیفه صاحب شب کو آکر گفتگو کرینگی . معلوم هوتا هی که یه اوس رات تشریف نه لیجاسکی ، اسائی میرزا صاحب نی اینی دلائل لیکهکر انکی خدمت مین بهیجدیی .

تذكرهٔ كاملان رامپور (ص ٢٤) مين اختلافي شعر يه لكها هي :

منکه باشم عقل کل را ناوك انداز ادب مرغ توصیف تو از اوج بیان انداخته مگر میرزا صاحب کی آینده تحریر کی روشنی مین اسکی صرف یه تاویل کیجاسکتی هی که مذکورهٔ بالا دو شعرون کم ساتر یه بهی معرض بحث مین آیا هوگا . ورنه میرزا صاحب خط مین اسیکا ذکر کرتر .)

(117)

جناب مولویصاحب مخدوم مولوی احمد علی صاحب کی خدمت مین بعد سلام مسنونالاسلام عرض یه هے ، که فقیر شب کو آپکا منتظر رہا . آپ تشریف نه لائے . ناچار تقریر کو تحریر کا پیرایه دیکر آپ کی جناب میں بھیجتا ہون . سنین فارسیه کا حال بسبیل اجمال ایك دو ورقه پر مندرج هے .

بنظرِ اصلاح مشاهده هو^(۱).

بعدد اوسکے میری یه عرض ہے، که ہر چند «سحر» اور «صبح» مرادف بالمعنی ہین. اور وہ انجام ِ لیل اور آغاز ِ نهار ہے. مگر بخلاف ِ صبح «سحر» بطریق ِ مجاز بعد ِ نصف ِ شب سے صبح تك مستعمل ہے. طعام ِ آخرِ شب کو «سحری» اور «سحرگهی» کہتے ہین. اور مرغان ِ خوش آواز ، که بلبل بھی اون مین ہے ، اکثر پہر سوا پہر رات سے بو لتے ہین. نصف ِ شب کو مرغ ِ سحر خوان کا ہم آواز ہونا محل اعتراض نہین ہے .

«گوش » کا استعال «انداختن» کیساتی اگر شعرای ِ هند کے کلام مین آیا ہوتا، تو هم اوسکی سند اہل ِ زبان کے کلام سے ڈھونڈ ہتے. جب وہ خود عرفی^(۲) نے لکھا ہے، تو هم سند اور کہان سے لائین؟ قواعد ِ زبان ِ فارسی کا ماخذ تو ان حضرات کا کلام ہے. جب هم انھین کے قول پر اعتراض کرین گے، تو اوس اعتراض کیواسطے قاعدہ کہان سے لائین گے؟ ان سب باتون کو جانے دیجیے. اسکو ملاحظہ کیجے ، کہ عرفی اکبر شاہ (۳) کے عہد مین تھا .

⁽۱) میرزا صاحب کا یه خط مولوی عبد الحکیم خان صاحب مدرس فارسی مدرسهٔ عالیهٔ راهپور سی ملغ ۲۵ روپیه مین خریداگیا تها . فقیر عرشی کا خیـال تها که سنین فارسی کی کیفیت پر مشستمل دو ورقه بهیی موصوف الذکر بزرگ کی پاس هوگا . لیکن باوجود تلاش دستیاب نهوسکا .

⁽۲) خواجه جمال الدین محمد عرفی این خواجه زین الدین علی شیرازی عهد اکبری کا ممتاز اور باند پایه فارسی شاعر شمارکیا جانا هی. حکیم او الفتح اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کا مصاحباور مداح تها. اپنی موخر الذکر مدوح کی توسط سی شاهزادهٔ سلیم کا اتالیق مقرر هوا. سنه ۹۹۹ ه مین خانخانان کی ساتیم نهنهه (سنده) کی مهم مین شریك هو نو کی اراده سی روانا هوا. لیکن شوال سنه مذکوره (اگست سنه ۱۵۹۱ ع) کو ۳۱ سال کی مختصر عمر مین بمقام لاهور فوت هوگیا. اسکو کلام مین جوانی کا جوش و خروش اور الوالعزی اپنی تمام معاصرین سی زائد هی. اگر دست قضا سی کچیم عرصه اور بچگیا هونا، تو بعض ایسی خامیان، جو نظر نمانی نهو نو کی سب کلام مین پائی جاتی هین، هماری فارسی ادیون کوکهی نظر ناتین. تاهم ایران کی جو شاعر هندوستان چلی آئی تهی اون مین سی یه نصیب نیك عرفی هی کی حصه مین آیا، که اوسکی زندگی مین اسکا کلام شیراز مین پژها جاتا تها.

⁽۳) جلال الدین اکبر ابن نصیرالدین همایون ابن ظهیرالدین بابر ، سلطنت مغلیه کا تیسرا روشن چراغ تها . امر کوٹ (سنده) مین سنه ۹۶۹ه (۲۵۵۲ع) کو پیدا هوا . ابھی تیرا سال نو ماه کی عمر تھی که باپکا سایه سر سی او ٹھگیا . بیرم خان خانخانان نی اسی بادشاہ بناکر خود صدر اعظم کی حبثیت (باق)

اور اوس عہد مین قطع ِ نظر اور اہل ِ کال سے ابو الفضل (۱) اور فیضی (۲) یه دونو شخص کیسے فاضل تھے۔ اور پھر عرفی کا ممدوح حکیم ابو الفتح (۲) اسکا وہ پایه علم مین تھا ، کہ فیضی اور ابوالفیضل کو بھی خیال مین نه لاتا تھا . اگر یه دونو شعر عرفی کے غلیط ہو تے ، تو یه تینون آدمی اوسکی دھجتیان اوڑا ڈالتے . حال آنکہ فیضی و ابو الفضل اوسکے دشمن تھے . پس جب ان دونون نے باوجود عداوت اعتراض نکیا ، تو اب عرفی پر کون اعتراض کر سکتا ہے ؟ عرفی کی زبان سے جو نکل جائے وہ سند ہے . ہمار نے واسطے وہ ایک قاعدہ محکم ہے . وہ مطاع ہے ، اور ہم اوسکے مقلد اور مطبع ہین . غالب .

ربقیه) می کام شروع کردیا . لیکن اپنی خدا داد قابلیت می اکبر نو بهت جلد انتظام سلطنت کا بار اپنی کاندهون پر او تھا لیا ، اور سلطنت مغلبه کی حدود کو گجرات، بنگال ، کشمیر اور سنده تك و سبع کردیا . فتح پور سیکری امی نی آباد کیا تھا . یه بهت معمولی پژها لکھا تھا . لیکن ایك دانشمند بادشاه کیطرے بهدربار کو اوسوقت کی ممتاز اهل علم سی مرین رکھتا ، اور اونکی علمی مباحثر ب مین شریك هو تا رهتا تھا . جس سی اسکی معلومات اور قابلیت ،بین غیر معمولی و سعت پیدا هوگئی تھی . اسکی دربار کی نو رتن ابتك مشهور هین . اسکا سب سی اهم کارنامه دین الهی کی ترویج هی . یه مذهب سیاست ملکی مین بهت معاون ثابت هوا . چنانچه هندوستان کی پر شور نصا اسی مذهب کی بدولت جنت نشان بنی تهی . اکبر نی جادی الآخره سنه ۱۰۱۶ ه (۱۲۰۵ ع) کو 13 سال کی عر مین اس دار قانی کو خیرباد کها هی .

⁽۱) ابوالفضل ، شیخ مبارك كا بینا ، اور فیضی كا بهائی هم . یه سنه ۱۹۵۸ ه (۱۵۵۱ع) مین پیدا هوا . سنه ۱۹۸ ه اكبر شاهی مین ملازمت كا شرف حاصل كیا اور بهت تهوزی عرصه مین وزارت كی درجه تك جا پهنچا . اسكو ربیع الاول سنه ۱۰۱۱ ه (۱۹۰۲ع) ، بین شادرادهٔ سلیم كی ایما سی ۵ سال ۲ ماه كی عر مین شهید كردیا گیا . یه بزا مدبر اور زبردست ادیب تها . آئین اكبری ، اكبرنامه ، اور ، كاتبات علامی تصنیفات هین . شعر بهی كهتا اور علامی تخلص كرتا تها . یه اكبری درباد كی نورتن ، بین شمار كیا جاتا هی . اسكی قتل كی اطلاع سی اكبر كو اسقدر صدمه هوا تها كه اوس كی كئی و قت كهانا نه كهایا، اور بار یار بار كها تها كه اگر شیخو بابا بجهی قتل كرادیتا تو اس ،ی بهتر تها .

⁽۲) فیعنی، شیخ مبارك كا بؤا بیثا، اور اكبری درباركا ملك اشعرا تها . حكت، فلسفه، ریاضیات. تاریخ، اور سنسكرت كا عالم تها . سواطع الالهام، اور مواردالكام، عربی مین، اوركاییات نظم، اور خسسه، فارسی مین اسكی مشهور تصایفات دین . یه ۱۰ صفر سنه ۱۰۰۶ ه (۱۹۱۵ع) كو ۵۰ سال كی عمر مین فوت هوا.

⁽۳) حكيم ابوالفتح مسيح الدين ابن حكيم عبد الرزاق گيلانی اكبركا طبيب خاص اور اوس عهدكا بهت بزا فاضل تها . يه اپنی علمی وجاهت وعظمت كی سبب بادشاه كی دربار مين نمتاز درجه كا مالك اور اكبری ورباركی نورتن مين شامل تها . اسنی سنه ۹۹۷ ه (۱۹۸۸ع) مين وفات بانی .

بنام مولوی محمد حسن خان مالكِ مطبع

(مولوی محمد حسن خان این نور محمد خان این شاہ محمد خان مهمند افغانے رامیورکر ایك شریف و با عزت عاندان کی فرد تھی . انکی دادا شیاہ محمد خان نواب سید محمد فیض اللہ خان بہادر کی همراه افغانستانے سی تشریف لائی . اور فوج مین بمہدۂ جمعداری مقرر ہوئی . مولوی محد حسن عان نو تبغ نیاکان کو قلم مو تبدیل کرلیا . اور اوس زمانه کی مروج تعلیم حاصل کرکی نواب فردوس مكان كر حسب ايما سنه ١٨٥٦ع مين • مطبع حسى • قائم كيا . بعد ازَّان نواب خلد آشیان کی حسب الحکم ۱۲ جادی الثانیه سنه ۱۲۸۳ ه مطابق ۱۵ اگتوبر سنه ۱۸۹۹ ع کو اخبار د دبدبهٔ سکندری ، کا پہلا پرچه شائع کیا ، جو اسوقت تك اپنی عمر كر ١٤ سال بوری كرچكا هو . اور هنوز اینی روایتی وفاداری حکومت هند و رامپور پر قائم هی . سنه ۱۸۷۷ ع کی دربار قبصری مین گورنمنٹ یو۔پی نی انھین اپنی صوبہ کی صدیران اخبارات و رسایل کا نمایسدہ بنیاکر بھیجیا . نواب خلد آشیان کر ایام ولیمهدی مین اینا مصاحب منتخب کیا ، اور عهـد حکومت مین متعدد اهم سفارتی خدمات تفویض فرمائین . انکر بصد نواب سید محد مشتاق علیخانب بهـادر عرش آشبان ز آنریری مجسٹریک مقرر فرمایا . مولویصاحب نو ۱۷ شوال سنه ۱۳۱۶ ۵ (۱۸۹۶ع) کو ۹۰ سال كي عمر مين انتقبال فرمايا . آيكي بعد چنبد سال تك آيكي خلف الرئسيد مولانا شباه فاروق حسن خانصاحب صابری رحمه الله نی اینی مشاغل طریقت کی ساتیر و دیدیهٔ سکندری ، کو بھی ایڈٹ كيا . ليكن سنه ١٩٠٣ع مي فرائض ادارت ابني فرزند اكبر مولانا فضل حسن حانصاحب صابرى کے سیردکر دیئے ، جو آجنگ اسے انجام دیرہی ہیں . موخرالذکر بزرگ نو اپنی گرامی نامۂ موسومۂ فقیر عرشیٰ مین تحریر قرمایا هی : واخیــار دیدبهٔ سکندری کی هندوستان بهرکی اخــارات من به تمــامان خصوصیت هی که ۷۶ سال کی مدت مدید مین برٹش کو رنمنٹ اور لوکا گورنمنٹ نو کبھی اسکر ایک حرف ير نهكو في اعتراض كيا ، نه اس سي كبهي ضانت طلب هو ئي، نه اسيركسي في آجتك كو ئي مقدمه چلايا . .)

(11)

مشفق اور مکری محمد حسن خانصاحب^(۱)کو غالب ِ آزردہ دلکا سلام پہنچہے. آج بھی آپکا ایک خط آیا. کئی اخبار آپکے پھیرے، کئی خط آپکے پھیرے، اور آپ اخبار بھیجے جاتے ہیں. الہی ! آپکا خط خط تھا، یاکوئی جھوٹ کی پوٹ. بیشتر مجذوبون کی سی بڑ. اور جو کچے سمجے

 ⁽۱) میرزا صاحب نی مکتوب الیه کا نام ، القاب اور سرنامه درنون مقامات پر محمد حسین خان لیکها هی .
 په سهو هی . صحیح نام عمد حسن خانب هی .

مین آیا، وہ غلط اور دروغ اور جھوٹ. یہ غلط ِ محض ہےکہ مطبع حضور کا ہے، اور تم مہتم ہو حضور کیطرف سے. اللہ! اللہ! ڈگی جی سنگھ کی تعریف مین کہین سارا ایك صفحه کہین سارا ایك ورق سیاہ کرتے ہو، اور اپنے والی ملك اور اپنے پادشاہ یعنی امیر المسلمین نواب كلب علیخان بهادر کے نام (کے) (۱) آگے یا نام سے پہلے کوئی دو تین لفظ تعظیم کے لکھتے ہو بس، اور اس قباحت کو نہین سمجھتے کہ اگر یہ اخبار حضور کی طرف سے ھے، تو گویا ڈگی سنگھ جی کی تعریف بھی حضور کی طرف سے ہوگی. ھندستانی علمہداری^(۲) مین وہ ایك زمہندار اور مالگزار تھا . ابگو رمنٹ ہنہ نے اوسكو جاگيردار مستقل كرديا. اور نواب محمد عليخان رئيس ٍ نُونك كا هر اخبار مین ایك مرثیه لكھتے ہو . اس سے یه معلوم ہواكہ تم طرح طرح سے اطراف و جوانب کے رئیسون سے بھیك مانگتے ہو. بھائی! « یك درگیر و محكم گیر ، . اگر حضور کے نوکر بھی نہین ہو تم ، تو آخر رعیت تو ہو . یه کیا ھے کہ اپنے یادشاہ کا ذکر سب سے پیچھے لکھتے ہو ، کبھی صفحه پر کبھی حاشیہ پر؟ هم نے ان باتون سے بیزار ہوکر تمھارا اخبار موقوف کیا ہے، اور اب پھر تمھین لکھتے ہیں، کہ دوہائی خداکی! مین یکم جنوری سنه ۱۸۶۸ سے «دبدبة سكندرى » كاخريدار نہين هون. نه بهيجا كرو. واسطے خدا كے! نه بهیجا کرو. اس سے زیادہ کیا لکھون. (مہر غالب ۱۲۷۸) .(۲۰) فروری سـنه ۱۸۶۸ ع).

⁽١) يه لفظ اصل مين ساقط تها . مين نو سياق كلام كر حسب اقتضا بزها ديا هم .

⁽۲) یه خط میرزا صاحب کی قلم کا نوشته نهین هی ، اسلئی ممکن هی که کاتب در سهوا «عملداری» کی بجمای «علمداری» لسکهدیا هو .

 ⁽۳) خطک آخر مین تاریخ نمین تهی . مین نو لفافه کی تاریخ الکهدی هی . لفافه کی پشت پر نوث هو :
 د بموجب خط هذا بعد استدراك از مرزا نوشه صاحب مبلغ دو روپیه هشت آنه بابت بقایا حساب اخبار محمد حسن خان حواله لاله نهندی رام محافظ دفتر نموده شده . تمت بالخیر . و الحمد قه او لا و آخر آ .

۱ ــ فهرست اشخــاص و قبائل

(ان فہرستون مین جلی ہندسے متن کیطرف اور خنی ہندسے حاشیہ کی طرف اشاره کرتے هين ، اور حاشيه سے فٹ نوٹس اور وہ تحريرين مراد هين ، جو مكتوب اليهم كے متعلق اون كے نام كے خطوط كے آغاز مين لكھي گئي هين .)

> آزرده (ديكهو: صدر الدين مفتى). آفتاب بیگم – ۲۶

آلنقو ١ - ٦١ .

الدال - ٥٠ .

ابراهیم ذوق، شیخ – ۱۷ .

ابراهیم علیخان ٔ بهادر ، نواب سر حافظ - ١٥٠

ابو الفتح، حكيم - ١١٨، ١١٩٠

ابوالفضل - ١١٩٠

احسان حسن خان - ۱۱۵، ۱۰۰ . احمید بخش خان مهادر ، نواب - ۱۱ ،

. 90 . 44 . 14

احمد حسن مودودی، حکیم سید-،۰۰

احمد شاه در آنی - ۵۶.

احمد علی جهانگیرنگری، مولوی آغا -. VY . VI

احمد عليخان بهادر ، نواب ســـيد ـ | امين الدين - ٧١ ، ٧٧ .

. 117 6 79

احمد على راميوري ، خليفه - ١١٧ .

احمد على رسا - ٢٦، ٨٥.

الأمنسان صاحب - ٢٢.

اصغر علىخان مادر، صاحبزاده سيد -

. 1.4 . 15

اصغ علىخان رسالدار، محمد - ٨٧.

اعجاز علىخان، صاحيزاده محمد - ٦٦٠

اكر، جلال الدين - ١١٨ ، ١١٨ ، ١١٩

ا کر شاه ، عرش آرامگاه - ۷۸ · ا كىر علىخان - ٩٨، ٩٦.

الك صاحب - ٧٩٠

الهي بخش خان معروف، نواب-١٢٠

امام بخش صهبائی - ۵۰ .

امداد الله خان ، صاحبزاده سيد - ٢٤٠ امير احمد مينائي – ۲، ۱۲، ۱۷، ۱۲، ۲۶، ۲۹

. 1 . 4 . 44 . 24 . 24

امين الدين احمد خان بهادر، نواب-١٢.

چشتی یهلوان - ۱۳.

چهج ملکهتری ، رای – ۲۷ .

حالى ، مولانا - ٢٥.

حبيبالله خان ذكا – ٦٩.

حسرتی (دیکھو: مصطفی خان) .

حسن جهان بيگم - ٩٦ .

حسن عليخان ـ ٣١.

حسن علیخان ، صاحبزاده - ۶۹.

حسین خان قزوینی، میرزا – ۷۷.

حسین علیخان ، مرزا - ۲۲ ، ۶۰ ، ۲۷ ،

· 1 · · · ٩٨ · ٩٦ · ٩٥ · ١٩ · ٧٥

1.1.7.1.0.1.7.1.7

. 1.1

حفیظ انله خارب بهادر، صاحبزاده

سيد -- ۱۵۰

حيا (ديكهو:رحيمالدين بهادر مرزا).

حيات النسا بيكم صاحبه - ٩٣.

حيدر عليخان بهادر، صاحبزاده

سيد - ۲۹ ، ۲۰ .

خاقانی – ۸ .

خان آرزو – ۸۳ .

خسرو دهلوی ، امیر – ۷۷ .

خلد آشان، نو اب سبد محمد کلب علیخان

حلد اسیان، تو آب سید عد کلب طبیعان

بهادر - ۳، ۱۷، ۳۲، ۱۳، ۱۶، ۲۶

. 171 . 17 . . 117 . 110 . 117

داغ (دیکھو: نواب مرزا خان) .

انجو ، میان – ۸۲ .

انوری – ۹۷ ۰

اودیسنگی ، راجه – ۹۷ .

اورنگ زیب (دیکھو:عالمگیر) .

اید مند دریمند - ۸۱ .

ایسری پرشاد نراین سنگھ – ۸۹.

بابر ، ظهیرالدین – ۱۱۸ .

باقر عليخان - ٢٦، ٧٧، ٨٩، ٨٩، ٩٨.

باقى بالله، خواجه - ١٤.

بالمتي، راني – ۹۷.

ببرعلیخان، حکیم - ٦٣.

بدر چاچی – ۷۷ .

برلچ - ۷۲ ·

بر يح - ١ ، ١٨ .

بوعلى سينا - ٣٣.

مادر شاه ظفر - ۲، ۱۲، ۷۸.

بيخبر (ديكهو: غلام غوث خان بهادر).

بیلی صاحب، ڈاکٹر – ۸۱.

ترك - ٧٢.

ترکمان - ۹۷.

تفته، هرگوپال – ۲۷، ۳۷، ۴۹، ۶۹، ۵۰.

تمر، تیمور – ۳۱

للك چند ، لاله - ٧٣ ، ٨٣ .

جان انگاس بهادر - ۸۰، ۸۰

جلالای طاطای - ۷۷،۷۷.

جيانگير، نورالدين – ۸۲، ۹۷، ۱۱۸، ۱۱۹.

سکه – ۲۲ .

سليم، شاهزاده (ديكهو: جهانگير).

سنجر ، سلطان – ۹۷.

سیاح - ۸۰.

سيالكوڻيمل – ٧٣.

سیلچند، منشی – ۷۰، ۲۷، ۹۹.

. 117 (1.0 (1.7 (1 ..

شاهجهان - ۷۷،۷۷.

شاه عالم - ٥٠ ، ٧٨ .

شاه محمد خان - ۱۲۰.

شعاع (دیکھو: اکبر شاہ).

شمس الدين احمد خان ، نواب – ١٢

شمس الدین خان دهلوی ، نواب – ۱۷.

شمشاد على بيك رضوان – ٢٠.

شيخو بابا (ديكهر: جهانگير).

شيفته (ديكهو: مصطغي خان).

شیو نراین ، منشی – ۱۰ ، ۳۹ ، ۳۰

صدرالدين خان آزرده ، مفتى - ٢ .

صهبائی (دیکھو: امام بخش) .

ضياء الدين احمد خان بهادر نير، نو اب –

طاهر وحيد - ۷۷، ۲۷،

ظفر (دبكهو: بهادر شاه).

عارف (ديكهو: زين العابدين خان) .

عالمكر - ٩٧ -

عاليه سلطان بيكم (ديكهو: حيات النسابيكم).

ڈانل میکلوڈ صاحب ۔ ۸۸.

ڏُگي سنگڻ جي – ١٢١ .

ڈلہوسی ، لارڈ – ۲۲ .

ڈنکن میکلوڈ صاحب ۔ ۸۸.

ذكا (ديكهو: حبيب الله خان).

ذوق (ديكهر: ابراهيم شيخ) .

رحيم بيگ – ٥٨ .

رحيمُ الدين بهادر حيا، مرزا - ٩٥.

رخشان(ديكهو: ضياءالدين احمدخان بهادر)

رسا (ديكهو: احمد على) .

رسا (ديكه: كريم الدين بهادر مرزا) .

رشید، شیخ – ۸۲۰.

رشد وطواط - ۹۷.

رضوان (ديكهر: شمشاد على بيك).

روهيله – ۱۱۲ .

ريو – ۷۷۰

زين العابدين خان بهادر – ١٣ ، ١٠٩ ،

. 118

زين العابدين خان عارف - ۲۰، ۸۹، ۹۷

سخن (ديكهو: فحرالدين حسين خان).

سراج الدين احمد - ٣.

سرفراز حسین، میر – ۳۱، ۳۲، ۳۲،

سعيد الدين احمد خان بهـادر طالب،

نواب – ٤٦ .

سعيدالدين خانصاحب - ٦٦٠

سکندر زمانی بیگم - ۲۶ ۰

عباس ثانی ، شاه - ۸۸ ، ۲۷ .

عبدالله خان بهادر ، نواب سید - ؛ ،

. 1.4 6 18 6 14

عبدالحق خیرآبادی ، مولوی – ۴۸ .

عبدالحكيم خان، مولوي - ١١٨.

عبد الرحمن خان بهادر، نواب سید – ،

عبد الرحمن وحيد (دبكهر:طاهر وحيد). عبد الرحيم خانخانان – ۱۱۸.

عبد الرزاق شاكر - ٥٠.

عد الرزاق گلاني - ١١٩.

عبد الرشيد الحسنى (ديكهو: رشيد شيخ). عبد الصمد، ملا – ۸۲.

عبد العليخان بهادر ، سيد - ١٠٠٠

عبد القادر دهلوی ، شاه - ۳ .

عثمان خان بهادر ، مولوی محمد – ۷۸ . عرش آشیان ، نو اب سند محمد مشتاق

علیخان بهادر - ۱۲۰،۱۱۷،۱۱۲، ۲۰۰

عرفی ، جمال الدین محمد شیرازی – ۸ ،

. 119 611 A 611 P 611 .

عزت (دبكهر: غياث الدين، خليفه) .

عزيز (ديكهر: يوسف عليخان) .

عصمت الله خارب بهادر فـــاروقی ، نواب - ٦٦ .

علاء الدین احمد خان بهـادر علائی، نواب ـ ۱۰، ۲۹.

على، زين الدين شيرازي - ١١٨.

علی بخش خان خانسامان – ۳۲،۳۱ ۹۶،۰۲

على حسين خان بهادر ، مسيح الدوله حكيم – ١٠٥ ، ١٠٥

علی محمد خان بهادر، نواب سید – ۱، ۱۱۲، ۲۱۰

عمده خانم - ۱۷.

عنبر شاہ خان عنبر – ۱۱۷.

غلام رضا خان، حکیم – ۰۵۰

غلام غوث خان بهادر بیخبر – ۵۰، ۵۰.

غلام محمد خان بهادر ، نواب مىيد ـ

. 1 - 9 : 97 : 10 : 21 : 15 : 17 : 1

غلام نجف خان ، حکیم – ۲۰ .

غياث الدين عزت ، خليفه - ٢ ، ١٨ ،

. 111

فاروق حسن خان صابری ، شاہ – ۱۲۰ . فاضل شطرنج باز – ۹۵ .

فتح النسا بیگم ، جنابعالیـه – ۱۸،۱ ، ۲۹،۱۹

فخر الدين خان ، نواب – ٢٨ .

فخرالدين حسين خان سخن - ٧٢.

فخر الزمان (دیکھر: بدر چاچی).

فدا سلملي - ٧٢ .

فردوس مکان ، نواب سید یوسف علیخان سادر - ۵۰ ، ۵۲ ، ۵۳ مجاور علی صاحب، سید – ۱۰۴.

مجيد الدين احمد خان بهادر عرف مجو

خان ، نو اب - ٦٦ .

محمد تغلق ، سلطان – ۷۷ .

محمد تقی خان سپهر ، مرزا – ۴۸ .

محمد حارثی - ۸۷.

محمد حسن خان بهادر صدرالصدور،

مولوي - ٦٦ .

محمد حسن خان ، صاحبزاده - ۹۳ .

محمد حسن خان مالك مطبع ، مولوى -

محمدالدين احمد خان - ٦٦ -

محمد سعید خان بهادر ، نواب سید – . 7 6 1

محمد على ، مولانا - ٣١٠

محمد علىخان بهادر ، نواب سيد - ٢٩ .

محمد على رائج سيالكوڻى – ٨٣٠

محمد علیخان ابن وزیر محمد خان رایس

نونك - ١٢١٠

محمد نور خان بڑیج – ۱۸،۱

مرتضی خان بهادر ، نواب - ۲۹ .

مرهشه - ۱۲،۱۱ ، ۵۶ ،

مشتاق علیخان بهادر ، نواب سید ،

(دیکهر: عرش آشیان)

مصطنی خان بهادر ، نواب - ۲۳ ، ۲۸ ۰

مظفر حسین خان بهادر - ۱۰۵، ۱۱۵۰

- 14- : 114

فضل امام ، مولانا – ٣٠

فضلحسن خانصابری، مولانا – ۱۲۰.

فضل حق خیرآبادی ، مولانا محمد - ۲

. EA (V 1 0 1 E 1 7

فيروز النسا بيكم – ١٤٨

فيض الله خان بهادر، نواب سيد - ١،

* 17 - 6 117 6 77 6 79 6 18

فيض محمد خان ، نواب - ٢٠٠

فيضي، الوالفيض - ١١٩٠

قتىل – ۷۲، ۷۲ ·

کاظم علیخـان بهـادر عرف چھوٹے

صاحب ، صاحبزاده سيد - ١٤٧٠

كبير خان تسليم - ١١٧ .

كبير الدين ، شاه – ١١٤ ، ١١٤ ·

كريم الله خان بهادر، صاحبزاده

سيد -- ٦٤ -

كريم الدين بهادر رسا ، مرزا - ٩٠ .

كفايت الله خان، صاحبزاده سيد - ٢٤.

كنورسين ، راجه – ۱۱۲ ·

كينتك بهادر، لارغ - ١٩، ٢٢، ٢٠،

. 77 . 77 . 77

لارنس صاحب ، لارد - ٨٦ ، ٨٩ ٠

لك مادر، جرنيل لارد - ١٢٠

مبارك، شيخ - ١١٩٠

نورمجمد خان – ۱۲۰ .

نوشه صاحب ، مرزا – ۲۸ .

نولکشور صاحب ، منشی – ۵۲ ، ۷۷ .

نیازعلیخان ، صاحبزاده – ۲۰ .

وارسته (ديكهو: سيالكو لي مل).

وكثوريه ، ملكة معظمـه – ١٥ ، ٢١ ،

· 0 € (8 A (PT (78 , FF

ولی محمد سوداگر – ۸۷ ·

ولیم فریزر ، مسٹر – ۱۲ •

هارڈنگ صاحب ، لارڈ – ۲۲.

هرگوپال (دبکهر: تفته) .

همايون – ١١٨.

يوسف خان برادر غالب – ۲۷ .

بوسف علىخان سادر، نواب سيد

(دیکھر: فردوس مکان) .

يوسف علىخان عزيز - ١٠ -

معروف (ديكهر: الهي بخش خان نواب) . ملك شاه سلجوقي – ٩٧ .

ممتاز علیخان بهادر ، صاحبزاده - ۲٦ . مو من خان – ۲ ، ۲۷ .

مهد یحسین ، میر -- ۱۲ ، ۱۲ ، ۲۷ ، ۳۱ ، ۷۹ ،

مهدی علیخان بهـادر ، نواب – ۸۵ ،

٠٨٨ ، ٨٧

مهدى عليخان تحويلدار - ٧٢.

مهمند - ۱۲۰ .

ميرنصاحب - ٣١، ٣٢.

نادر شاه - ۱۹.

نادر على ، شيخ - ١١٧ .

ناظر حسین ، مرزا - ۱۰ .

نصرالله بیگخان بهادر – ۱۱.

نصرالله خان بهادر ، نواب سید – ۶۲.

نظام حیدرآباد ، حضور – ۱۷ .

نواب مرزا خان داغ دهلوی – ۱۷

٧٥، ٢٩، ١٨، ١٠٠ ، ١٠٠

۲ _ فهرست مقامات

نونك - ٣، ٥٤، ١٢١. نهنهه - ۸۳ ، ۱۱۸ ، جو دهيو ر - ٩٧ . جیانگیر آباد – ۲۶۰ جہانگیر نگر ۔ ۷۱ . جهجهر - ۳ جيور - ١١٤، ١١٩ . چاچ (دیکھو: تاشقند). حدرآباد - ۱۷ خرآباد - ۲. دلی، دهلی - ۲، ۱، ۱۰،۱۱، ۱۳، ۱۳، ۱۱، 6 0 A 6 0 E 6 E 9 6 TA 6 TT 6 TO 6 TV 64V 640 6AV 6V4 674 67A 67V ·117 (11 · 114 راميور - ۲۲،۲۲، ۱۷، ۱۹، ۲۰، ۲۲، ۲۲، ۲۸، 6 70 6 0 £ 6 0 1 6 0 . 6 7 1 6 7 . 6 79 VF , AF , PF , OA , FA , PP , · 117 · 117 · 110 · 110 · 711 · . 17. 6 11A 6 11V رنگون - ۱۲ -روهلكهند - ۱۱۲،۱-ساگ - ۸۸

ستلج - ۲۲ ٠

· 11 · (9 · A7 · 11 · 1 · - 0 5 T اصفيان - ۷۲ ، ۷۷ . افغانستان - ۲۲ ، ۶۶ ، ۱۲۰ . اكبرآباد (ديكهو: آگره). الور – ۲، ۹۸، الهآماد - ۲۸٠ امرکوٹ - ۱۱۸ . انڈمان ، جزائر - ۲ . انگلستان - ۱۲، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۷، 110 c 100 c 19 - B 3 4 ار ان - ١١٨ ، ٧٧ ، ٨٥ ، ٢٧ يخارا - ٧٢. برار، صوبه -- ۲۲ . برما - ۲۲ . بريلي - ٦٥ -ىئارس – ۲۷، ۸۸، نکال، نکاله - ۷۱، ۷۲، ۸۸، ۱۱۹ بينظير ، باغ – ٩٢ -یارس - ۸۲۰ يانى يت - ٥١ . بثاله - ١٤ -ینجاب - ۱۹ ، ۸۸ ، ۲۲ ، ۱۹ تاشقند - ۷۷ .

١٧ - مكاتيب غالب

سرهند -- ۱۱۲ •

سمرقند – ۷۲.

سنبهل - ۸۰.

سنده - ۱۱۹ ، ۱۱۸ ، ۷۲ ، ۱۱۹ ، ۱۱۹ .

سوار، تحصيل – ٢٦.

سونك سونسا، پرگنهٔ - ۱۲،۱۲۰

سهارنپور – ۳ .

شاهجهان آباد (دیکهو: دلی).

شاهجهانپور – ۲۰

شيراز - ۸۲، ۱۱۷.

عليكوه - ٨٦.

غازی آباد - ۸۷.

فتح پور سیکری – ۱۱۹.

فتحكوه - ۲۱، ۲۲، ۱۱۲.

فرخ آباد – ۲۰ .

فیروزپور جهرکه -- ۱۱ ، ۱۲ ، ۲۹ .

قزوين -- ٧٧ -

قلات - ۲۲.

کاشی یور – ۲۲، ۲۱.

کاشی پور ، محله – ۸۹

کانپور – ۸۰ ـ

کربلای معلی – ۱۱۰ .

كشمىر -- ١١٩.

کلکته – ۱۹، ۱۷، ۱۷، ۸۵، ۲۸، ۱۸،

· 11 · · 4 · · 14 · ^ ^

کمهریا ، موضع – ۲۶ .

کیچ – ۷۲ .

گجرات - ۱۱۹.

گیڑھ مکٹیسر – ۲۰.

Kel-30.

لاهور - ٥٤، ٨٨، ١١٨.

لكهنؤ –٣، ٢٨، ٧٧، ١١٥.

لندن - ۲۲ ، ۸۸ .

لوهارو – ۱۱، ۱۲، ۷۹.

مدينة منوره - ٨٣.

مرادآباد - ۲۲، ۲۰، ۲۱، ۲۰، ۲۲،

. 79 . 78 . 79

مراد نگر - ۲۰.

مكران - ٧٧.

ممالك مغربي و شمالي – ۲۲ ، ۲۲ ، ۲۲ .

مير أي - ٤ ، ١٠ ، ١٠ ، ٢٥ ، ٢٥ ، ١٠٩ .

نجيب آباد - ۲۱.

نرىدا – ۸۸.

هايوڙ - ٦٨ .

هر ات -- ٥٤ .

هند، هندستان - ۱، ۱۲، ۱۹، ۲۲، ۲۲، ۲۲،

. AY . VV . YY . YY . OA . OE . YE

3A . AA . PA . VP . A . L . PI .

- 171 6 17-

۳ – فهرست كتب و اخمارات

تاریخ هند مصنفهٔ الیك صاحب - ۷۹.

تذکرهٔ کاملان رامپور - ۳۱، ۱۱۷.

۳۱، تشریح السنین - ۷۷.

۲۸، تیخ تیز - ۷۱، ۷۲.

تیخ تیز تر - ۷۱، ۷۲.

۳۱، خرانهٔ عامره - ۸۲.

تاریخ لطیف – ۲۰، ۷۲، ۷۹، ۸۰، ۹۸.

داستان حمزه (دیمهو: امیر حمزه کی داستان). دبدبهٔ سکندری ، اخبار – ۲۰، ۲۰، ۹۲، ۹۲،

. 171 . 17 . . 99 . 97

۷ دستنبو – ۱۵. دیوان اصغر – ۱۶.

٧ديوان غالب اردو - ١٠، ١٥، ٧٩،

- //· · V/ · V·

ا ديوان غالب فارسي - ٥٣ ، ٥٠ ، ٧٩ ،

٠٧١،٧٠

دیوان ناظم -- ۲، ۵۳، ۰۰۰ دیوان نواب - ۶۸۰

رموز همزه(دیکهر:امیر حمزه کی داستان) .

ساطع برهان - ۵۸.

آئینهٔ سکندر ، اخبار – ۳ . ابرگیر بار ، مثنوی – ۳۸.

آئين اکبري -- ١١٩.

ابر تهربار، مسوی ۱۸۰۰ اخبار الصنادید – ۱۸، ۲۳، ۲۳، ۲۳،

(VA (70) 71 (08 (07) 18 (77

. 97 6 10

- 1-8 6 94 6 47

اعجاز خسر وی – ۷۷.

انجاز حسروی – ۷۷. اکبر نامه – ۱۱۹.

امیر حمزہ کی داستان – ۸۸ ، ۹۹ .

انتخاب يو ستان خيال - ٤٨ .

انتخاب یادگار، تذکره - ۳، ۱۳، ۲۰، ۲۱۰

- 1-4 (47 (80 (77 (78 (04 (57

برهان قاطع – ۰۵ ، ۷۳ ، ۶۷ · بهار عجم ، فرهنگ – ۸۳ ·

ينج آهنگ – ١٣ .

تِارَیخ سلاطین تیموریه - ۱۲.

تاریخ شاهان سلف - ۱۸۰

171

گلشن فتوت – ۱۸ .

لب لباب رمل - 77.

مصطلحات شعرا - ۸۳.

مكاتبات علامي – ١١٩.

منتخب اللغات - ٨٣ .

موارد الكلم - ١١٩.

موید برهان ٰ– ۷۱ .

ر مهر نيمروز (ديكهو: تاريخ سلاطين

تيموريه) .

ناسخ التواريخ – ٤٨.

· نامهٔ غالب - ۸۰،۵۷ .

هدية سعيديه - ٣.

الم يادكار غالب - ١٠٠

سواطع الإلهام – ۱۱۹.

شرح آشعار بدر چاچی – ۷۷ ، ۷۸ .

عود هندی - ۱۶، ۳۱، ۵۰، ۵۰، ۷۹.

غالب، مصنفهٔ مهر – ۷۲.

غياث اللغات - ٢ ، ٤٨ ، ١١٢ .

فرهنگ جها نگیری – ۸۰، ۸۲،

فرهنگ رشیدی -- ۸۰ ، ۸۲ ، ۸۳ .

قاطع برهان - ۸۵، ۷۱، ۸۲.

كليات (نثر) غالب - ١٢ ، ١١٥ .

كليات (نظم) غالب - ٢، ٢٨ ، ٢٩ ، ١٩ ،

. 1. . 44

كليات فيضي - ١١٩ .

گلشن بیخار – ۲۷.

تصحيح واستدراك

```
( پروفکی تصحیح مین انتهائی احتیاطکی باوجود متن اور حواشی مین بعض غلطیان ره گئین تهین ،
نیر مکاتیب کی طباعت کر بعد کچے نئی چیزین بھی معلوم ہو ئین ، اسائی مجبوراً تصحیح و استدراك کی نامشكور سعی
کر ٹی پڑی . براہ کرم غلطیون کی اصلاح فرما ایجائی، اور نئی معلومات مناسب مقام پر اضافه کر لیجائین ، تاکہ
                                               كتاب يزهني وقت كوئي غلط فهمي يبدأ نهو . )
                       ص١٢، سط او ٤ - « لارد » بجائے «لارد ».
                   ايضاً، حاشيه نمبر ٤، سط ٥ ـــ اضافه كيجي د (اردوى معلى، ص ١٦٣) . .
                 « بھائی کی حویلی ، بجائی ، بھائی کر حویلی ، .
                                                        ص ١٤، حاشيه عبر ٢، سط ٤ ...
                                                        ص ۱۹، حاشیه نمبر ۱، سط ۸ _
                    د سنه ۱۸۵۸ع ، بجائد د سنه ۱۸۸۸ع . .
 ه داروغه تهی اور سو روییه ، بجائی ه داروغه تهی سو روییه ، .
                                                        ص ١٧ ، حاشيه نمبر ٢ ، سط ٤ ــ
                       «لاڑد» بجائے «لارڈ».
                                                            ص ۱۹، سط ۶ -
                                «بهان» بجائر «بهان».
                                                             ص ۲۱ ، حاشیه ، سط ۳ ...
                                   وتر، بجائو در،.
                                                        ص ۲۲ ، حاشه نمر ۲ ، سط ۹ _

    ه ممالك مغربی و شمالی كر گورنر ، بجائی ، پنجاب كر گورنر » .

                                                         ايضاً ، حاشه ، عمره ، سطع _
                               و دعائي ، بجائي و دعاي . .
                                                         ص ۲۶ ، حاشیه ، سط ۲۶ ــ ۰
                                  .كى، بجائد ،كىلئى.
                                                             ص ۲۹، حاشیه ، سط ٥ -
                                 وجاء بجائد وجاجاء.
                                                               ايضاً ، حاشيه ، سط ٨ _
             د نو ازشنامه » بجائے « لو ازشنامه ».
                                                             ص ۲۷ ، سط ۱۶ -
                                  ص ٢٩، حاشيه تمير ١، سط ١٥ - دكيا، بجائر دكيا،
                           وديدهور، بجائي وديدوره.
                                                           ایضاً ، حاشیه ، سط ۱۷ ــ ،
ه مارچ، بجائد ه فروری. (په اردویمعلی کر مطبوعه ایدیشن کی غلطی هی) .
                                                        ص ۲۷، حاشیه، سط ۱ و ۱۵ -
                       دهزار، بجائے دهزاز،
                                                            ص ۶۰، سط ۲ –
                                ومرزاء بجائي ومرزء.
                                                          ايصاً ، حاشبه نمبر ١، سط ١ ــ
                       « نہرتا » بجائے « ٹھرتا » .
                                                            ص ٤١، سط ١٠ -
                   « ناتوانان » بجائے « ناتوان » .
                                                             ص عع، سط ١٥ -
                        رچو، بجائے رچون».
                                                             ص ۶۹، سط ۱۳ -
                                 ص ٥٠، حاشيه نمبر ١، سط ١٩ ــ د آمر ، بجائي د امر ، .
                        ډ چو » بجائے ، چون ».
                                                            ص ٥٩، سط ٩-
                « دستاری ، بجائے « دسناری » .
                                                             ص ٩٠، سط ١ -
اضافه كيجي ﴿ وَ سَعَيْدُ الَّذِينُ خَالْصَاحِبُ فِي ٢١ رَبِيعِ النَّالَى سَنَّهِ ١٣٠٣ ﴿
                                                         ص ٩٦ ، حاشيه أيمبر ٧، سط ٩ -
مطابق ۲۷ جنوری سنه ۱۸۸٦ع اور ۸ جمــادی الاولی سنه مذکور مطابق
                  ۱۴ فروری سنه مذکورکر درمیان انتقال کیا ..
```

ص ۹۹، حاشیه نمبر ۴ _

وکچے معلوم نہوسکا ، کر بحاثہ ہ اونکر صاحبزادہ مولوی محمد نجم الحسن خانكر مكتوب مورخة ٢٦ اپريل سنه ١٨٧٨ع سي معلوم هوتا هي که صدر الصدور صاحب بانس بریلی کی باشندی تھی ، اور خط لکھٹی سی پانچ سال قبل ، تقريباً سنه ۱۸۷۳ ع مين ، انتقال كرگءُ . صدر الصدور صاحبکر برادر خورد مولوی حامد حسن خان بھی صدر الصدور تھی۔ یه فروری سنه ۱۸۷۸ ع مین فوت هوی » .

وكي، بجاني وكوء.

د ۱۱۰، بجانی د ۱۰۰،

د د ۱۲۲۱ مه کانی د ۱۲۲۸ مه .

ولکھتے، بجائے ولیکتے،

ص ۹۰ ، حاشیه تمبر ۱ ، سط ۲ _ درجب سنه ۱۲۷۲ هـ(۱۸۵۵ ع) مین ، بجائز 💎 دغدر سنه ۵۷ ع سر قبل ۰ . (مکاتیب کی ترتیب کی وقت قطعهٔ آینده کی متعلق صرف اسقدر معلوم هوسکا تھا، کہ نواب خلد آشیان نو منشی امیر احمد مینائی مرحوم کی حواله كرديا. ليكن حسن اتفاق سي كتابكي طباعت ختم نهوئي تهيي، كه منشى عتیق الرحمن خان کلیم رامپوری نو قطعهٔ مذکور پیشکیا اور بتایاکه مین نو امیر مینائی مرحوم کی یوتون سے حال مین یرانی ردی خریدی ہی، اوس مین سے یہ قطعہ دستیاب ہوا ہی . حقیر عرشی نو اسے گنج باد آورد شمار کرتر هوی سر دست آخر مین شامل کردینا مناسب خیال کیا .

(قطعه)

انشاءالله آینده اشاءت مین اپنی مقام پر درج کیا جائیگا .)

هنــد مين اهل ِ تسنن کی هين دو سلطنتين حیدرآباد دکن ، رشك گلستان ارم رامپور اہل نظر کی ہے نظر مین وہ شہر کہ جہان ہشت بہشت آکے ہوئی ہین باہم حیدرآباد ہت دور ہے. اس ملك کے لوگ اوسطرف کو نہین جاتے ہیں . جو جاتے ہیں توکم رامپور آج ہے وہ بقعهٔ معمور، کہ ہے مرجع و مجمع اشراف نؤاد آدم رامپور ایك بڑا باغ ہے از روی مثال دلکش و تازه و شاداب و وسیع و خوترم

ص ٦٩، حاشه، سط ٥ _

ص ۷۰ ، حاشه ، سطع _

ص ۷۸ ، حاشیه ، سط ۲ ـ

ص ۸۰، سط ۱۸ –

ص ٩٩، خط ٩١ –

جس طرح باغ مین ساون کی گھٹا^مین^(۱) برسین ہے اوسی طور په یان دجله فشان دست ِ کرم ابرِ دست ِ کرم ِ کلبِ علیخان سے مدام دُرِّ شہوار ہین، جو گرتے ہین قطرے پیہم صبحدم باغ مین آجائے جسے ہو نہ یقینٰ سبزه و برگ کل و لاله په ديکھے شبنم حَبَّذَا باغ ِ همايون ِ تقدس آثارُ کہ جہان چرنے کو آتے ہین غزالان ِ حرم مسلكِ شرع کے ہين راہرو و راہ شناس خضر بھی یان اگر آجائے تو لے انکے قدم مدح کے بعد دعا چاہیےے اور اہل سخن اسکو کرتے ہیں بہت بڑھکے به اغراق رقم حق سے کیا مانگیے؟ انکے لئے جب ہو موجود ملك و گنجينه و خيل و سيه و كوس و علم ہم نه تبلیغ کے مایل نه غلو کے قایل دو دعائین آمین که وه دیتے هین نواب کو هم یا خدا! غالبِ عاصی کے خداوند کو دئے دو وہ چیزین کہ طلبگار ہے جنکا عالم اولاً عمــر طبیعی به دوام ِ اقبــال ثانيــاً دولت ِ ديدار ِ شهنشــاه ِ امـــم

ص ١٠٣، حاشيه نمبر ٢، سط ١ - (لكهديا ، بحاثو (هكديا ، .

ص ١٠٤، حاشيه نمبر ١، سط ١ ... و مشفق ، بجائي و مشقق ، ٠

ص ۱۰۵، حاشیه تمبر ۱، سط ۱۲ _ اضافه کیجی دمظفر حسین خان کر سنه ۱۲۹۲ ه (۱۸۷۵ع) مین انتقال کیـا (کلیات منیر ، ص ۵۶۷) . ،

[&]quot;(١) ميرزا صاحب ني وگڻهائين، لکھا ہي .

Printed by Abdus-Samad Sharafuddin at The Quyyimah Press, 232 Bhendi Bazar, Bomoay 3, and published by The State Library, Rampur State, U. P.

MAKĀTĪB-I-GHĀLIB

A collection of 115 letters of Najm-ud-Dawlah Dabir-ul-Mulk Mirza Asad-ullah Khan Bahadur Ghalib Nizam-Jang Dihlawi addressed to Nawwab Firdaws-Makan, Nawwab Khuld-Ashyan and other persons.

> Edited by IMTIYĀZ 'ALĪ 'ARSHĪ

Librarian, The State Library, Rampur State, U.P., India.



(All rights reserved)

QAYYIMAH PRESS
(PROPE,: SHARAFUDDIN & SONS)
BOMBAY
1937